U 5634 P Patel-14-12-09

Title - HAQEEQATUL MAZHAB.

Creator - Abdul Salaam Khan.

Publisher - N.A

Date - 1910

Pages - 415

Subjects - Museehiat ; Mazahib.


M.A.LIBRARY, A.M.U.
U5634

فہرست مضامین

حصہ اوّل تاریخ مذہب

صفحہ	مضمون	نمبر شمار
۱ تا ۳	مذہب کا وجود کب سے ہے۔	
۴ تا ۵	ایا مذہب بالعموم نوعِ انسان مین ہے۔	
۶ تا ۸۸	دنیا کے بڑے بڑے مردہ اور موجودہ مذاہب کا تذکرہ تاریخی	
۸۹ تا ۹۲	دنیا کے مذاہب کی کتب کی حالت۔	
	حصہ دوم نوعیت و مدارج مذہب	
۹۳ تا ۹۴	مذاہب کی اقسام۔	
۹۵ تا ۱۰۶	خدا پرستی کیا ہے۔	
[illegible]	بت پرستی کیا ہے۔	
۱۲۹	خدا پرستی اور بت پرستی مین کون سی اعلےٰ ہے۔	
۱۳۰ تا ۱۳۵	خدا پرستی قدیم ہے یا بت پرستی	
۱۳۶ تا ۱۶۴	مذہب کیا شئے ہے۔	
	حصہ سوم طریقہ نشو نمائے مذہب	
	مذہب کا آغاز کیسے ہوا (بانیانِ مذہب کی مختصر سوانح عمری)	
۱۶۵ تا ۲۸۸	اہل تصوف کا طریقہ عمل۔	
	حصہ چہارم اسباب فضیلت و صداقت مذہب	
[illegible]	کیا مذہب کی انسان کو احتیاج تھی- اور وہ انسان کی فطرت میں ہے یا بیرونی [illegible]	

نمبر شمار	مضمون	
۱۳	مذہب کی صحت کا اندازہ کیسے ہوسکتا ہے۔	۴
۱۴	ہر سلسلہ میں برابر قدیم سے تغیر متبدل رہنما کا جاری رہنا اور آخر کو ایک رہنما عام ہونا۔ آیا انقلاب فطرت کی دلیل ہے۔	۱
۱۵	مذہب سے انسان کو کیا نفع پہنچا۔	۸
۱۶	مذہب کی ترقی و تنزل کا اندازہ کیسے ہوسکتا ہے۔	۲۵
۱۷	مذہب اور تہذیب کی بحث	۲۹
۱۸	مذہب اسلام اور تہذیب یورپ کی شیوع کا موازنہ۔	۱۵

حقیقت المذہب
مولفہ
عبد السلام

تمہید

مذہب پر مضمون نگاری کی نہ مجھے قابلیت تھی نہ میری معلومات اسقدر تھی کہ مین قلم اٹھاتا۔ مگر یورپ نے جب صدی گذشتہ مین مذاہب دنیا کی کتابین فراہم کرکے ترجمے کرنے شروع کئے۔ اور مذہب کو علم کے سانچے مین ٹھونسنا شروع کیا تو پہلے بسم اللہ بت پرستی سے کی۔ اور اسکو ابجد مذہب قرار دیا۔ اُسوقت سے میرا خیال ادہر رجوع ہوا۔ اور اس ابجد پر مدتون غور کرتا رہا اور اِسکی معلومات حاصل کرتا رہا اور یہ دیکھکر تعجب ہوتا تہا کہ ہر بڑی قوم کے پُرانے اور موجودہ مذہبون مین خدا پرستی اور بت پرستی بالاستقلال دونون ایک ہی وقت مین جاری اور ساری ہین۔ پہر بت پرستی کیسے ابجد ہوسکتی ہے۔ اور حقیقت کی جستجو کی تو معلوم ہوا کہ اعتقاد بت پرستی جہلا کے توہمات سے پیدا ہوا ہے۔ پھر خدا پرستی کی تلاش اور تحقیقات کی تو اُسکا شیوع محض رہنما کی ہدایت پر پایا۔ اور قوم نے اُسکو سچا باور کرکے اُسکی ہدایتون کو قبول کیا۔ اور یہ بھی ظاہر ہوا کہ اِسی خدا پرست قوم مین ایک مدت کے بعد بتون کا بہی اعتقاد پیدا ہوگیا۔ خدا۔ اور بت۔ دونون ایک وقت مین پوجے جانے لگے۔ مینے دیکھا کہ سرسیّد کا خیال ادہر رجوع ہوا ہے کہ اِس زمانہ مین علوم کی بے انتہا ترقی ہوگئی ہے۔ اور مذہبی اعتقادات متزلزل ہوتے جاتے ہین جسطرح عباسیہ کے زمانہ مین علم کلام ایجاد کرکے مذہب اسلام کو مضبوط کیا تھا اِسی طرح اسوقت بھی

نئے فلسفہ کی ضرورت ہے۔ پرانا اب بیکار ہو گیا ہے۔ مینے سر سید سے امداد چاہی۔ چونکہ وہ خود اس فکر مین تھے اس لیئے پوری رہبری نکی۔ حقیقت مین سر سید کے جواب نے مجھے اس ارادہ مین مستقل رکھا اور میری ہمت باندہی۔ اس لیئے وہ تحریر اس موقع پر بجنسہ درج کیجاتی ہے

نقل خط

جناب نواب صاحب مخدوم مکرم من نواب عبد السلام خانصاحب

آپکا عنایت نامہ مورخہ ۸ دسمبر پہنچا۔ ممنون عنایت ہوا۔ آپ نے ایسا مشکل کام اختیار کیا ہے۔ جسکی مشکلات کا بیان نہین ہو سکتا۔ ایک طرف تو آپ کے ہان یعنی مسلمانون کی کتابین تفسیر و حدیث وغیرہ کتب مذہبی ہین جو آماجگاہ اعتراضات مخالفین ہو گئی ہین جسکی جوابدہی اور حمایت نہایت مشکل بلکہ ناممکن ہے دوسری طرف عیسائیون کے اعتراضات ہین جو مشکلات سے خالی نہین ہین اور بحمایت کتب سابق جو اسلام پر لکھے گئے ہین انکی جوابدہی غیر ممکن ہے۔ کوئی کتاب عربی یا فارسی مین آپکو ایسی نہین ملنے کی جسمین تقلید کو چھوڑکر خالص اسلام کے اوپر بحث کی ہو۔ علاوہ اُنکے ایک تیسر شخص ہین یعنی ملحد جو تمام مذہبون کی جڑ کاٹتے ہین۔ آپ نے جو فہرست لکھی ہے اسمین بہت سی دفعات ایسی ہین کہ جب تک تمام و کمال بحثین نہ کیجاتین اُن پر کوئی مضمون نہین لکھا جاتا۔ مثلاً آپ نے ایک دفعہ

قایم کی ہے کہ مذہب شخصی ایجاد ہے یا جماعتی - اگر آپ اسکو شخصی ایجاد
قرار دین تو بھی غلط ہے - اور جماعتی ایجاد قرار دین تو بھی غلط ہے - کیونکہ
سچا مذہب خدا کی طرف سے دیا گیا ہے - اور جب اسکو ثابت کرنے بیٹھینگے
تو اُن تمام اُمور سے بحث کرنی پڑے گی جنکا مینے اُوپر ذکر کیا ہے -
ایک دفعہ آپ نے قائم کی ہے - کہ بت پرستی کیا شئے ہے - اور خدا پرستی
کیا ہے - مگر جب آپ کعبہ کی طرف سجدہ کرنا اور حضرت ابراہیم کی اولاد کا
ایک پتھر کو کھڑا کرکے اُس طرف عبادت کرنا اور اُسپر نظر چڑہانا بت پرستی سے
خارج کرنا چاہینگے تو آپ کو معلوم ہوگا کہ کیا مشکلات پیش آتی ہین - اور اور بہت
سی باتین ہین مین کہانتک لکھون - آپ لکھتے ہین کہ مین کوئی نظام منصوبہ
قایم کرکے لکھنا نہین چاہتا ہون بلکہ زیادہ تر اصل واقعات ظاہر کرکے اُنسے
استنباط کرنا چاہتا ہون - جناب من یہی کام سب سے زیادہ مشکل ہے -
جسوقت آپ اصل واقعات ثابت کرینگے تو آپکو اُن تمام باتون سے جو اصل
واقعات مین شامل ہوگئی ہین بہت لمبی بحث کرنی پڑے گی -
غرض کہ جو کام آپ چاہتے ہین وہ ایسا مشکل ہے کہ اُس سے زیادہ مشکل اور
کام نہین - خدا آپ کی مدد کرے اور آپ کی ہمت قایم رکھے -
بہرحال عربی یا فارسی مین کوئی کتاب آپکو نہین ملنے کی جو اس باب مین
مدد دے - مگر انگریزی مین بہت سی کتابین ہین جو اس باب مین آپ کو مدد
دے سکتی ہین - مجکو تو انگریزی کتابون کے نام معلوم نہین ہین - لیکن شاید پچھلے
مین جو کانفرنس ہوگی اُس مین سید محمود اور مولوی مہدی علی صاحب دونون

تشریف لائین گے اور بہت سی کتابون کے نام آپ کو بتائین گے جو اس قسم کے مضامین سے متعلق ہین۔ اور اُن کتابون کا منگانا اور پڑھنا آپکو نہایت ضرور ہے۔ والسلام۔ ۱۱ دسمبر ۱۸۹۵ء

سید احمد

تاہم اسی محقق کے دیگر متفرق مضامین سے مجھے بہت کچھ مدد ملی جنکا تذکرہ اپنے اپنے موقع پر اس کتاب مین آئیگا۔

مینے اس کتاب مین چند نئے اُمور پر بحث کی ہے۔ یہ بحث مکمل نہین ہے تاہم لایق توجہ محققین و علما کے ہے۔

مینے صرف یہ خاکہ بتایا ہے اس سے آیندہ بحث مباحثہ ہوکر بہت سے امور منکشف ہونگے جنسے مذہب کی صداقت کی معیار ظاہر ہوگی۔ مینے مختلف مذاہب کی تاریخین و واقعات کا انتخاب نمبر (۳) مین درج کیا ہے مگر اُس موقع پر نہ اُنپر بحث کی نہ نتیجہ نکالا ہے۔ اول تو مجھے فرصت نہین ملی علاوہ اسکے یہ ذخیرہ دوسرون کے آیندہ غور کرنے کے لئے یکجا کر دیا ہے۔

میری صحت نہایت خراب ہی۔ مین اپنے خیال کے موافق اس ہیولہ کی تکمیل نکر سکا جو کچھ کہا تہا اُسکی بہزار مشکل ایک صورت قایم کی ہے۔ کیا بعید ہے کہ اس طریقے سے آیندہ کامیابی ہو۔

میرا خیال یہ ہے کہ جس روش پر کہ اہل مذہب چل رہے ہین کہ مذہب اور علوم کی تطبیق دیکر اُسکو مضبوط کیا جائے۔ یہ تباہی مذہب کا باعث ہوگا

یہ مینے مذہب اور تہذیب کی بحث مین دکھایا ہے - میری یہ راے ہے
کہ عام طور سے مذہب کی حقیقت اور اصلیت پہلے ثابت کیجاے - پھر معیار
صداقت مذہب قائم کیا جائے - اور بعدازان مذہب اور تہذیب کا فرق
ثابت کیا جائے - اِن اُمور کی تحقیقات مین بہت سے مسئلے زیر بحث ہونگے
اور مذہب کی حقیقت کھلجائیگی - یہی میرا اصل مدعا اس کتاب کی ترتیب سے ہے
اِس کتاب مین تکرار مضمون اکثر پائی جائیگی - اسکا اصلی سبب یہ ہی کہ جسقدر
ایک مضمون کے حصے زیادہ کئے جاتے ہین اُن مین جب جداگانہ بحث
کسی حصہ پہ ہوگی تو اصل مضمون کا کسی نہ کسی طرح اعادہ ہوگا - اور دوسرے
حصے کے مضمون بھی کچھ نہ کچھ بھر آجائینگے - اگر میری صحت اچھی ہوتی تو مین
اس تکرار مضمون مین کچھ کمی کرسکتا مجھے یہ بھی اُمید نہ تھی کہ یہ مضمون ایسی صورت
مین آجائیگا - کہ مین ملک کے سامنے پیش کرسکون - خدا کا شکر ہی کہ اِسکی
ترتیب مین میری ہمت بندھی -

مینے اِس کتاب کو چار حصون پہ تقسیم کیا ہے -

اوّل - تاریخ مذہب -

دوم - نوعیت و مدارج مذہب -

سوم - طریقہ نشو و نما مذہب -

چہارم - اسباب فضیلت و صداقت مذہب -

اور نام اسکا حقیقۃ المذہب رکھا -

محمد عبد السلام خان - ۱۸ اگست ۱۹۱۰ء

۴۸۶

حصّہ اول

نمبر ۱

مذہب اور تہذیب کا وجود کب سے ہے

انسانی معاشرت دو شئے سے بنی ہے مذہب اور تہذیب۔ دونوں کے باہم تقدیم اور تاخیر قرار دینا ناممکن ہے

مسٹر لینگ تہذیب کی بابت یہ لکھتا ہے۔

بابل کا تاریخی زمانہ بعض مستند مورخ چھ ہزار برس قبل حضرت عیسیٰ کے قرار دیتے ہین صحیح تاریخی نوشتون سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ چھ ہزار برس اور غالباً سات ہزار برس حال کے زمانہ سے تہذیب کا پتہ چلتا ہے اور وہ تہذیب آگے سے اور قدیم معلوم ہوتی ہے۔

علم نجوم کی بابت یہ مورخ لکھتا ہے۔

بابل کی تاریخ سے معلوم ہوتا ہے کہ اونہون نے علم نجوم مین بہت ترقی کی تھی ایک کتاب علم نجوم اور ہیئت کی عہد سارگت اول کی ملی ہے۔ یہ کتاب شاہی کتب خانہ کے لئے تصنیف کی گئی تھی۔ زمانہ تصنیف تین ہزار آٹھ سو برس قبل حضرت عیسیٰ کے ہے اس امر کا ثبوت کافی ہے کہ سات ہزار برس سے فنون تعمیر و انجنیری و آبپاشی

اور زراعت مصر مین جاری تھے۔

نجوم بھی پرانی تہذیب کا ایک جزو ہے۔ اوسکا وجود زمانہ حال سے قریب سات ہزار برس پہلے سے ثابت ہے۔ اور اس مورخ کے قول کی بموجب تین ہزار آٹھہ سو برس قبل حضرت عیسیٰؑ کے بمقام سرگلہ ایک ہیکل نیر اعظم کی ملی ہے اس سے کواکب پرستی کا زمانہ قریب چھہ ہزار برس کے پایا جاتا ہے۔ یہ مورخ بالآخر سات ہزار برس کا زمانہ تہذیب قرار دیتا ہے۔

مذہب کی قدامت کے متعلق اس مورخ کی یہ رائے ہے۔

قدیم نوشتون سے مصری مذہب بہت قدیم معلوم ہوتا ہے اور بہت بڑا وسیع علم ادب مذہبی طریقہ کا ظاہر ہوتا ہے۔ ایک کتاب موتی کی ملی ہے جسمین نماز میت اور قیامت کا ذکر ہے۔ ایک حصہ اس کتاب کا عہد مینس بادشاہ سے قبل کا ہے۔ (مینس ۵۰۰۰ برس قبل حضرت عیسی سے تھا صفحہ ۱۰ -

بہت سے مشہور شہر اور معبد گاہ مصر کے عہد بادشاہ مینس سے قبل کے دریافت ہوئے ہین

ایک دوسرا محقق میکس میولر اپنے لکچر مین مذہب کی بابت یہ تحریر کرتا ہے۔ مذہب ایک نئی ایجاد نہین ہے۔ اگرچہ وہ اسقدر قدیم نہین ہے جسقدر دنیا ہے مگر وہ اسقدر ضرور ہے کہ جسقدر ہم دنیا کا حال تاریخی جانتے ہین نتیجہ اس رائے کا یہ ہے کہ جہانتک تاریخی حالات دنیا کے دریافت ہوئے ہین اوسی وقت سے مذہب کا وجود ہے۔

اور مذہب مجوس یعنی مذہب اہل ایران کا وجود یونانی مورخونکے اقوال سے

آٹھ ہزار برس سے ثابت ہو۔ (صفحہ ۳۸۱ تاریخ اسمتہ)
یہود اور نصاری خلقت آدم کو سات ہزار برس کا زمانہ قرار دیتے ہین اوراول انسان سے مذہب کا وجود ثابت کرتے ہین۔ اگرچہ بابتہ تاریخ خلقت آدم اول مابین اہل مذہب اور اہل علم کے اختلاف ہے مگر مذہب کا وجود دونوں کی رائے سے سات ہزار برس سے بالاتفاق ثابت ہے اور مجوس کے مذہب کا لحاظ کیا جائے تو اوسکا وجود آٹھ ہزار برس سے ثابت ہوتا ہے۔

تہذیب اور مذہب۔ دونوں کا تاریخی زمانہ آٹھ سات ہزار برس کا ثابت ہوتا ہے اور اس سے یہ نتیجہ پیدا ہوتا ہے کہ انسان کی تمدنی حالت سے مذہب کا وجود ہے۔ جب سے انسان نے اپنی حالت کی درستی کی اوسی وقت سے مذہب بھی قایم ہوا۔ تمدنی حالت کا بقا اور قیام حکومت سے ہوا یعنی جب تمدنی حالت قایم ہوئی اوسکے بعد ضرورتاً حکومت قایم کی گئی مگر تہذیب اور تمدن مین ایسا بدیہی امتیاز نہین ہے کہ کسی کو لازمی طریقہ سے مقدم کیا جائے البتہ ایک چیز ایسی ہے جو ابتداً قیام تمدن کا باعث ہوئی اور وہ حکومت سے پہلے ہے یعنی اخلاق۔ اور وہی پہلا حاکم تمدن کا متصور ہوتا ہے۔ اوسکے بعد یا اوسکی مددگار حکومت ہوئی۔

اخلاق جماعت کے یکجا کرنے کا پہلا آلہ ہے۔ اور یہی مذہب کا بڑا جزو ہے۔ جب عمدہ اخلاق کے انسان پیدا ہوے اوسکے بعد تمدنی سامان پیدا ہونے شروع ہوئے اخلاق کے نیک وبد کی امتیاز مذہب سے ہوئی اور مذہب نے اوسپر اپنی صداقت کی مہر لگائی اوسوقت حکومت کو استحکام ہوا ہے۔ اسلئے مذہب کو تمدن پر ترجیح ہو۔

نمبر ۲
آیا مذہب دنیا کی تمام اقوام وحشی اور مہذب مین پایا جاتا ہی

دنیا کے چار براعظم ہین۔ ایشیا۔ یورپ۔ افریقہ۔ امریکہ۔ اور باقی جزائر ہین۔ انہین جسقدر اقوام آباد ہین بلحاظ تہذیب کے اونکے تین درجہ ہین۔

(۱) مہذب۔

(۲) نیم مہذب۔

(۳) وحشی۔

ان تینون درجے مین مذہب ہے۔ مہذب اور نیم مہذب کا تو بدیہی ثبوت اون کے مذہبی عقائد اور کتابون سے ملتا ہے جیسا کہ مضمون آیندہ سے ظاہر ہوگا۔ اور وحشی اقوام کے مذاہب کی بابت یورپین محققین کی راے یہہ ہے۔

میکس میولر اپنے لکچر مذہب مین لکھتے ہین۔

"عام خیال یہ تھا کہ مذہب وحشی اقوام مین نہین ہے۔ مگر مشنریون کی تحقیقات" سے یہ ثابت ہوا کہ ضرور انمین مذہب ہے۔ اور ہم دعوی سے یہہ کہتے ہین کہ جہانتک تحقیقات ہوئی یہ ثابت ہوا کہ دنیا مین کوئی قوم ایسی نہین ہے جس مین مذہب نہو۔ مذہب انسان کا جزو لاینفک ہے

اسپنسر ایک بڑا نامی فلسفی ہے اوسکی راے یہہ ہے۔

مذہبی خیالات کسی نہ کسی طرح کر دنیا مین بالعموم پائے جاتے ہین۔ بالعموم مذہبی خیالات کا پایا جانا اور اون خیالات کی ترقی اور نشو نما ہونا اس امر کو ظاہر کرتا ہے کہ اونکی جڑ گہری ہے سطحی نہین ہے۔ جبکہ مذہبی خیالات بالمرہ عادتاً تمام مخلوق مین پائے جاتے ہین اور کبھی کبھی اون اقوام مین پیدا ہو جاتے ہین جن مین یہہ خیالات نہین ہین تو اسکو انسان کی خواہش نفسانی قرار دینا واجب ہے اور ہمکو عقلاً اس سے چشم پوشی نہ کرنا چاہیئے۔

ان رایون سے یہ ہی نتیجہ نکلتا ہے کہ مذہب انسان مین عام طور سے پایا جاتا ہے اور کوئی متنفس ان خیالات سے خالی نہین۔ اور مذہبی خیالات داخل طبیعت انسان ہین۔ یہ گمان نہین ہوسکتا کہ یہ خیالات مصنوعی پیرون کی ایجاد ہین + چونکہ تمام دنیا کی اقوام مین مختلف ڈہنگ سے پائے جاتے ہین تو پیرون کی مصنوعی ایجاد یہ کبھی خیال نہین ہوسکتے۔ یہ بھی قیاس نہین ہوسکتا کہ یہہ خیالات تقلیدی ایک قوم سے دوسری قوم مین منتقل ہوتے رہے ہین تقلید خیالی امور مین جب تک نتیجہ اوسکا مترتب نہو قیاس نہین ہوسکتی۔ اگر کسی نتیجہ سے یہ تقلید ہوئی ہے تو مذہب کے وجود یا اصلیت مین فرق نہین آسکتا۔

بحث ماسبق اور حال سے دو امر ثابت ہوے۔ ایک یہہ مذہب کا وجود اوسوقت سے ثابت ہے جب سے انسان کا تاریخی حال معلوم ہوتا ہے۔ دوسرے یہہ کہ تمام دنیا کی اقوام مین اوسوقت سے ابتک برابر جاری ہے۔ اور محققین علم الانسان کی یہہ رائے ہے کہ مذہب جزو انسان اور اوسکی فطرت ہے۔

نمبر ۳

قدیم بڑے بڑے مذاہب دنیا کے

اور

اونکا مرکز - اور نشو نما

دنیا کے چار بر اعظم ہین اور اونکے ساتھہ جزائر بہی لگے ہوئے ہین مگر انسانی نظام کا مرکز ابتدائی بہی بر اعظم ہین اسلئے اونہین سے مذہب کے فروع کا بیان کیا جائیگا۔

قدرت کی حکمت ہر نظام کائنات سے ظاہر ہوتی ہر مذہبی فروع اور دنیاوی تہذیب کی مرکز نشو نما ایک ہی ہین جس سے ظاہر ہوتا ہے کہ ان دونون کا چولی دامن کا ساتھہ ہے۔

تمدن کی نشو نما کے لئے جو جگہہ موزون تہی وہی جگہہ مذہب کے لئے بہی مناسب تہی۔ تاریخ کچہہ نہین بتاتی کون مقدم کون موخر ہے۔ شاید توام ہون۔ یا یہ کہ تخم ایک ہو پرورش مختلف طریقہ سے ہوئی ہو دونون مین فرق اور امتیاز تہذیب یورپ کی پیدائش سے ہوگیا ہے۔ محافظ مذہب۔ اور محافظ تہذیب جدا ہونے سے نشو نما علیحدہ ہونے لگا۔ یہ بہی قابل لحاظ ہے کہ چار مرکز مذہب کی فروع کے ہین انہین سے یہ بہی نہین کہلتا کہ ہر جگہہ بلا معاونت دوسرے کے مذہبی خیال کو ترقی ہوئی۔ یا باہم مبادلہ خیالات کا ہوا۔ نہ انہین قدامت کی

ترتیب ثابت ہوتی ہے۔ دنیا مین سب سے قدیم براعظم ایشیا ہے۔ اس لئے
مذہب اور تمدن کا سہرا اوسی کے لئے شایان ہے افریقہ اوس سے دوسرے
درجہ پر ہے اور یورپ تیسرے درجہ پر۔ اور امریکہ چوتھے درجہ پر ہے۔

ایشیا اس سبب سے بہی مقدم ہے کہ اسمین پرانی تہذیب۔ اور پرانے مذہب
ہنوز باقی ہین۔ افریقہ۔ یورپ۔ امریکہ مین پرانے مذاہب اور پرانی تہذیب
دونون معدوم ہوگئے اور ان تینون براعظم مین نئی تہذیب کی سلطنت ہے۔ مذہب
ٹمٹماتا ہوا چراغ ہے۔

ایشیا کے پورے دو حصہ مذہب نے کردئے ہین۔ نصف شرقی ایشیا مین فلسفی
مذہب بودہ نشو نما ہوتا رہا۔ رشابا سے لیکر مہاویرا تک ۲۴ بودہ ہوے
ہین اور پچیسوان اور آخر گوتم ہے۔

ان سب کی مدت مین بہت مبالغہ ہے۔ بودہ مذہب کے قول کے بموجب حضرت
آدم ؑ سے بہی پہلے یہ اوتار ہوے ہین مگر چہ سات ہزار برس مین تو کوئی کلام نہین
اسکے چہ سات ہزار برس سے شرقی حصہ ایشیا مین بودہ مذہب ہے اور ہزار برس
سے سکراچارج نے ہند سے بودہ مذہب کو مٹایا۔ اور تثلیث کی بت پرستی کو
فروغ دیا۔ بودہ مذہب مین خالق کا نام نہین عقل کل کے ہاتھ مین نظام عالم ہے اور
ہر بودہ ترقی کرکے اوس درجہ پر پہونچ جاتا ہے اور تمام عالم کا محافظ بن جاتا ہے۔ جزا
سزا۔ بذریعہ تناسخ ہے اور آخر اور انتہائی درجہ یکتی یعنی عقل کل ہو جانیکا ہے۔ اس
مذہب کا اصول تارک الدنیا ہے۔ سب بودہ اسی طریقہ پر رہے ہے۔

اس مذہب مین ½ دنیا اب بہی ہے تصوف ہمہ اوست اور مادہ پرستی کے اصول

بالکل ملتے ہین۔

اس مذہب مین ہمیشہ آخر درجہ مین کھلم کھلا خدائی کے مدعی ہوے ہین۔ اور انا الحق پکارا ہے۔ اور اس مذہب اور برہمنی مذہب کے اصول مین مراسم ظاہری کا فرق ابتدا مین رہا۔ بعد کو دونون مذہب مین مراسم ظاہری شد و مد کے ساتھہ ایک سے ہوگئے۔

اور نصف مغربی حصۂ ایشیا مین حضرت نوح علیہ السلام سے لیکر حضرت رسالتمآب تک پانچ چھہ ہزار برس تک مذہب اہل کتاب جاری رہا۔ اور ایک دوسرا مذہب اہل کتاب زردشت کا (جس مین اسی نام کے رہنما ہوتے رہے ہے) یہہ بھی چھہ سات ہزار برس سے چلا آتا ہے۔ اس مذہب اہل کتاب مین الہام بنیاد مذہب ہے اور خالق و مخلوق۔ جزا۔ سزا (قیامت) ہے۔

افریقہ کے شمال مین مذہب نے فروغ پایا۔ پرانے مذہب کھنڈرون سے کھود کر نکالے ہین۔ اونمین بت پرستی اور خدا پرستی کا پتہ لگتا ہے اور جزا۔ سزا اور قیامت اور تناسخ سب مشترک نظر آتے ہین جس سے معلوم ہوتا ہے کہ کبھی شرقی اور کبھی غربی مذہب ایشیا نے اپنا اثر پھیلایا۔ اب یہان مذہب اسلام ہے۔

یورپ مین جنوب سے مذہب نے نشو نما پایا۔ غالب مذہب بت پرستی تھا اور حکما بھی پیدا ہوئے جنہون نے توحید محض اختیار کی۔ اور تصوف کی بھی صورت جاری کی۔ گوتم کے مذہب کا بھی اثر پڑا۔ پتھی گورس یونان کا گوتم بدھ ہی اور گوتم گا معصر ہے۔ اوسنے بھی خالق و مخلوق کا امتیاز نہین کیا۔

امریکہ مین پیرو۔ میکسو۔ وسط امریکہ مرکز مذہب کا ہے۔ وہان بھی خداپرستی۔ بُت پرستی دونون کا پتہ لگتا ہے۔ ایشیا مین چارون سمت سے مذہب اور تہذیب کا فروغ ہوا یعنی چین۔ ہند۔ ایران۔ کلدانیہ۔ بابل۔ شام مرکز تہذیب اور مذہب کے ہین۔ انہین مذاہب کے مختصر حالات اس مضمون کے ذیل مین اس ترتیب سے لگائے جاتے ہین۔ (۱) مجوس (۲) مصر (۳) بابل قدیم (۴) آریہ ہند (۵) پیرو میکسو۔ مذاہب اہل کتاب یعنی یہودی۔ عیسائی۔ مسلمانونکے حالات سب کے پیش نظر ہین۔ اس لئے اونکا انتخاب بیان درج نہین کیا۔

مذہب مجوس

یہ اُس قوم کا مذہب ہے۔ جسے انگریزی مورخ آریہ اور ایشیا کے ایرانی کہتے ہین۔

ان مؤرخون کے اقوال کے بموجب اصل قوم ایرانی ہے۔

ایک گروہ اُس قوم کا ایران مین رہا۔

ایک گروہ ہند مین آیا۔

اور ایک یورپ مین جاکر آباد ہوا۔

زمانہ متفرق ہونیکا ٹھیک معلوم نہین ہوتا ہے۔ مگر قرینہ اسکا مقتضی ہے کہ یہ تفرقہ عہد ضحاک مین قبل طوفان نوح ہوا ہے۔ ضحاک سے قبل سلطنت ایرانی قوم مین رہی۔ اسوقت متفرق ہونے کے اسباب ظاہر نہین ہوتے۔ بقول مصنف نامۂ دانشوران کل سلاطین ایران نے ۶۰۲۴ برس تک سلطنت کی بعد ازان عربون کی حکومت ہوئی۔ یعنی اہل اسلام کا تسلط ایران مین ہوا اس تسلط کو تیرہ سو برس ہوئے۔ پس زمانہ آغاز سلطنت اول بادشاہ ایران یعنی کیومرث کو ۷۳۲۴ برس ہوئے اور جب ضحاک کی سلطنت شروع ہوئی تو قریب نوسو یا ہزار برس کے ایرانی بادشاہون کی حکومت

کو ہو چکا تھا۔اس حساب سے قریب پانچھ ہزار برس کے شروع عہد ضحاک کو ہوئے۔
ضحاک کو بعض ایشیائی مؤرخ تازی الاصل کہتے ہین اور وہ ضحاک تازی لکھتے ہین۔
بعض بابل کے خاندان سے قرار دیتے ہین اور اوسے ضحاک علوی کہتے ہین۔ بہرحال
یہ غیر قوم کا بادشاہ تھا اور ایشیائی مورخ اُسکو نہایت سفاک اور بیرحم کہتے ہین۔ اور آخر
عہد مین اوس نے ہزارون قتل اپنے زخم پر خون لگانے کو کئے۔ اس بادشاہ کا زمانہ
سلطنت ہزار برس ایشیائی مؤرخ لکھتے ہین۔ چونکہ یہ غیر قوم کا بادشاہ تھا اور سفاک تھا
اسلئے اوسکے خاندان کے فرمانروایون کا نام بُھلا دیا۔ اور اسی ظالم کا نام یاد رہا۔
یہ قیاس ہوتا ہے کہ اسکے خاندان کی حکومت ہزار برس رہی اور اسی ظالم خاندان کے
عہد مین ایرانی قوم متفرق ہوئی ہے۔

اور ایک قرینہ اسی خاندان کے عہد مین ایرانیون کی قوم کے تفرقہ کا یہ ہے کہ جب کاوہ آہنگر
نے ضحاک کو قتل کیا تو ایرانی خاندان سے جانشین کرنیکا ارادہ ہوا۔ اور اُسی خاندان کی
تلاش ہوئی تو فریدون کو افغانستان کی طرف سے تلاش کرکے لائے۔ اور بعض
ایشیائی مورخ لکھتے ہین کہ فریدون ہند مین ملا اس سے قیاس ہوتا ہے کہ ضحاک کے عہد
مین ایرانی قوم متفرق ہوئی ہے اور اس تفرقہ کو کم سے کم پانچ چھ ہزار برس کا زمانہ ہوا۔
رامیس چندر مصنف تاریخ قدیم ہند لکھتا ہی کہ آریہ قوم پنجاب مین دو ہزار برس حضرت
عیسیٰ سے پہلے آکر آباد ہوئی۔ اس قول کے بموجب تاحال قریب چار ہزار برس کے ہوئے

اس تذکرۂ تاریخی سے میری غرض یہ ہی کہ مذہب۔ آریا۔ بودھ۔ یونانی۔ رومی۔
اصل مذہب نہین ہین۔ جن اقوام کا یہ مذہب ہی وہ شاخ ایرانی یا مجوس مذہب کی ہین
اور متفرق ہونے سے پہلے ایرانی قوم مین اسقدر تہذیب آگئی تھی کہ سلطنت قایم ہوگئی

تھی۔ اور جیسا کہ آیندہ ظاہر ہوگا ایرانی قوم مین تفرقہ سے پہلے ایک مستقل مذہب تھا۔

تذکرہ قدامت مذہب مجوس

بالعموم ایرانی مذہب آتش پرست یا مذہب زردشت کے نام سے مشہور ہی۔ وقعی زردشت کا مذہب جدید نہ تھا۔ زردشت عہد گستاسپ شاہ ایران مین پیدا ہوا۔ اس امر مین عام ایشیائی مورخ متفق ہین کہ گستاسپ اور زردشت ہمعصر تھے اور اس عہد کو تین ہزار برس سے زائد نہین ہوے اور بموجب قول جیکسن مصنف حیات زردشت ستائیس سو برس ہوئے۔ زردشت کا مذہب کوئی نیا مذہب تھا۔ وہ قدیم ایرانی مذہب کے سلسلہ مین جاری ہوا تھا۔ خود زردشت کی کتاب ژند مین یہ لکھا ہی کہ "آئین بزرگ آبادرا استوارکن"۔ مذہب زردشت مین یزدان پرستی مثل سابق کے تھی اور باقی تغیر بہت کم ہوا تھا اس مذہب مین آتش کو قبلہ اپنے نماز کا سمجھتے تھے اور اسکو انوار الٰہی کا ایک ذرہ سمجھ کر اوسکی تعظیم اور پرستش کرتے تھے۔

اسمتہ مصنف تاریخ قدیم بعد بحث کرنے زمانہ زردشت کے یہ لکھتا ہی کہ بغیر زردشت کے زمانہ کے بحث کرنے کے اور اُسکی ذاتی حالت تحقیق کرنے کے ہم اس امر کے یقین کرنے پر مطمئن ہین کہ جو قواعد مذہبی اُسکے نام سے منضبط ہوئے وہ بہت قدیم زمانہ کے ہین۔ اور وہ اُسوقت کے ہین جب آریا قوم متفرق نہوئی تھی بلکہ سب یکجا تھی۔

اسی تاریخ مین پہلے یونانی مورخون کے حوالہ سے زردشتی مذہب کی مختلف تاریخین بیان کی ہین اونکا ذکر بھی خالی دلچسپی سے نہین ہے۔

قدیم مورخ زردشتی مذہب کو بہت پُرانا خیال کرتے ہین بلکہ اوسکی قدامت مین اسقدر

مبالغہ ہی کہ وہ محض افسانہ خیال کیا جاتا ہے۔
ہرمیپس یونانی مترجم زردشتی مذہب کا عہد پانچ ہزار برس قبل فتح ٹرائی کے بیان کرتا ہے
یوڈوسز چھ ہزار برس قبل وفات فلاطون کے کہتا ہے۔
حال کے مورخ چھٹی صدی قبل دارا کے بیان کرتے ہین۔ یعنی گیارہ سو برس قبل حضرت عیسیٰ کے۔

میری یہ راے ہی کہ قدیم مورخ مذہب زردشت کی یہ تاریخین نہین بتلاتے ہین بلکہ جس سلسلہ مین یہ مذہب جاری ہوا ہے اسکی قدامت ظاہر کرتے ہین۔
حال کے مورخ صحیح عہد زردشت کا بیان کرتے ہین جسے ستائیس سو برس ہوئے اور وہ ایشیائی مورخون کے اقوال کے مطابق ہے۔
ٹرائی کی فتح ۱۱۸۴ برس قبل حضرت عیسیٰ کے ہوئی اور اسمین ۵۰۰۰ اور نیز ۱۹۰۰ برس اضافہ کئے جائین تو ۸۰۸۴ برس ایک قول کے بموجب تاریخ زردشت کے قرار پاتے ہین۔

دوسرے قول کے بموجب ۶۰۰۰ قبل وفات فلاطون کے ہے اور فلاطون کا زمانہ ۳۶۰ برس قبل حضرت عیسیٰ کے ہے۔ اس سے ۶۳۶۰ برس قبل حضرت عیسیٰ کے زمانہ مذہب قدیم کا ہے۔ اسمین ۱۹۰۰ اضافہ کرکے ۸۲۶۰ ہوتے ہین۔ دونون اقوال مین بہت تھوڑا فرق ہی اور ان اقوال کے بموجب تاحال قریب ۸۰۰۰ برس کا زمانہ انگریزی مورخون کے تذکرہ سے ظاہر ہوتا ہے۔
ایشیائی مورخ مذہب اہل ایران کا آغاز مہ آباد سے بتلاتے ہین۔ اوسکے خاندان کا نام آبادمان تھا۔ اس خاندان کے علاوہ تین اور خاندان جیان سیامیان

ماسایان کہے ہین۔ ان چارون خاندانون کے تاریخی حالات کچھ معلوم نہین ہوتے شن
فردوسی نے انکا تذکرہ متروک کیا۔ تاریخ مالکم مین بحوالہ دبستان مذاہب کے ان
خاندانون کا نام ظاہر کیا ہے مگر بجز نام خاندان کے اور کچھ نہین لکھا۔ زردشت
کی کتاب ژند مین مہ آباد کے مذہب کا ذکر ہے کہ آئین بزرگ آباد را استوار کن۔
اور کتاب دساتیر جو مجوس مذہب کی ہی اوسمین ان چارون خاندانون کے نام کے
صحیفہ آسمانی درج ہین۔ ان صحیفون مین یزدان پرستی کی ہدایت ہی اور کواکب کی عظمت
اور وقت پرستش اونکی ہیکلون کو سامنے رکھنے کا حکم ہی اور جانوران بے آزار کا
مارنا منع ہے۔ اور دیگر اخلاقی اصول تحریر ہین۔ اس جگہ کتاب مہ آباد کا ترجمہ
لکھا جاتا ہے۔

(ترجمہ کتاب مہ آباد ماخوذ از کتاب درنجفیہ)

نخستین شمیناد

(۱) پناہیم بہ یزدان از منش و خوی بد و زشت گمراہ کنندہ براہ ناخوب برندہ رنج دہندہ
آزار رسانندہ۔

(۲) بنام ایزد بخشایندہ بخشایش گر مہربان دادگر۔

(۳) بنام یزدان۔

(۴) بن بود ایزد نتوان دانست چنانکہ ہست جز او کہ یارد۔

(۵) ہستی و یکتائی سراسر فیروزہا ارونذ گوہر اوست واز او بیرون نیست۔

(۶) جز آغاز و انجام و انباز و دشمن و مانند و یار و پدر و مادر و زن و فرزند

و جای و سوی و تن و تن آسا و تنائی و رنگ و بوی است -

(۷) زنده و دانا و توانا و بی نیاز و دادگر و بر شنودن و دیدن و بودن آگاه است -

(۸) و هستی نزد دانش او یکبار بی دمان و هنگام پیداست و بر او هیچ چیز پوشیده نیست رسا دانای که دانش او هنگامی نیست و در فرباره او گذشته و اکنون و آینده نگارش نتوان کرد گشتش دمان و درازی هنگام با نوشند ها که پیوسته لختان و لختهای اوست یکبار نزد یزدان پدیدار است نه چون دانش که بلختی نوشندگان گذشته و بانده بیدا و باچیزی آینده است -

(۹) بدی نکند و بدخواهان نباشد و زشت نخواهد و خواستار ناخوشی نبود آنچه کرده خوب است -

دومین سمناد

(۱) بنام یزدان -

(۲) یکتای اکمان تا کیج فزونی بخشش خداوند ارخشندگی و نیکوئی کردن بی آمیغ فرد نخست آزاد و رسته گوهری بی پیوند و بند و مایه و پیکر و دمان و هنگام و تن و تنائی و نیاز و آرزو و تن و گوهر و فروزه بهنام نام و شرو شید و فرشته سالار مهر خوان آفرید - خهی ایزد بخشاینده بخشایشگر و مهربان دادار دهش دوست که بخواست خواهشگر و نیاز نیازمند و آرزوی آرزومند هستی بخشید آفرینش او را کرانه پدید نیست سپاس سزا شناس او را -

(۳) او که بهنام باشد و او را خرد نخستین و هوش خوانند سراسر خوبی و کران تا کران

بهی است ازو گوهر آمشام که خرد و فرشته دوین است تا نیستار که نام روان برترین سپهر است
و روانید مهرخوان اوست چه روانید و روان سالارست و تن فرازین سپهر که او را
تانیستار نام است و ساناسیه مهرخوان آورید۔

(۴) و از سروش آمشام که دوم خرد است خرد چرخ فزود برترین سپهر فامشام نام و روان
آن سپهر فرازجام و تن او سیام از نام۔

(۵) بدین گونه از هر خردی هوشی و روانی و تنی پیدا گردانید تا سپهرستان انجامانید و
بپایان رسانید۔

(۶) مانند هوش کیوان سپهر فرنسا نام و روانش لاتینسا و تن اوارنسا دارد۔

(۷) و خرد هرمزد سپهر الجمار و روان او نجم آزاد و شیدآراو تنش۔

(۸) و خرد و روان و تن و بهرام سپهر که نامیده به بهمن زاد و فرشاد و زرباد داد۔

(۹) خرد و روان و تن خورشید چرخ شاد آرام و شاد ایام و شادارسام نام۔

(۱۰) و خرد و روان و تن ناهید آسمان نروان و فروان و زروان نام۔

(۱۱) خرد و روان و تن تیر چرخ ارلاش و فرلاش و دورلاش نامند۔

(۱۲) خرد و روان و تن ماه آسمان فرنوش و درنوش و واردوش آفرید۔

(۱۳) برسائے و همگی اندک گفته شد و رنه سروشان بے شمارند۔

(۱۴) کران روشاره بسیار است و هر کدام را خردی و روانیست با تن۔

(۱۵) و چنین با هر کدام تحتی آسمانها و گردان ستارگان هوشها و روانها است۔

(۱۶) شمارهٔ خردها و روانها و ستارگان و آسمانها یزدان داند۔



سیّومین سمیناد

(۱) بنام یزدان۔
(۲) سراسر سپهران گوئے و وتیره و پاکند و مرده نمیشوند۔
(۳) و سبک و گران و سرد و گرم و تر و خشک نیستند۔
(۴) بالیدن و پژمردن و کام و خشم ندارند۔
(۵) پذیرنده گرفتن پیکر و گذاشتن نگار و پاره شدن و فراهم آمدن نیند دریده و دوخته و گسسته و پیوسته و جدا و پیوندیده و شگافته و بهم آئی نمیکردند۔
(۶) همیشه گردنده اند بچرخ و گردش ایشان خودخواسته و آهنگیده خود ست چه زنده و دریابنده خردیها اند۔
(۷) و دوران سرا مردن و زائیدن و گرفتن پیکر و گذاشتن نگار نیست۔
(۸) فرودین جهان را دگفت و فرازان فرازین جهان کرد۔

چهارمین سمیناد

(۱) بنام یزدان۔
(۲) خرد را با تن نیاز نیست و روان رسائی از تن گیرد۔
(۳) سروشستان و روان گرد و سپهرآباد هشت است۔
(۴) هرکس که نزدیک فرشتگان که خردان و روانان سپهر ند رسید گوهر خدائی جهان را دید
(۵) بدان خرمی هیچ خرمی و شادی فرودین جهانے نرسد زبان آن شادی و خرمی خوشی و مزه را نتواند بیرون داد و گوش نیارد شنید و چشم نتواند دید۔

(۶) درآسمان چندان خوشی است که جزرسیدگان ندانند۔

(۷) کمینه پایه بهشت آنست که فرو مایه را برابر فرودین جهان دهند۔

(۸) چه این جائے در دانش روان ماه چرخ است۔

(۹) جزاین انجه از پیکرهاے زنان و کنیزان و بندگان وخورد وآشام وپوش وگستردو نشیم درادست بفرودین جهانے شمار درنیاید۔

(۱۰) بهشتیان راتنے ازبخشش یزدان برتر باشد که نه ریزد ونه کهنه شود ونه درو گیرد ونه آلایش درو فراز آید۔

پنجمین سیمناو

(۱) بنام یزدان۔

(۲) خرد چرخ ماه کردنهاے وفراز آورگاه تواناے ونیروے بالا است تبان چه فرنوش که خرد ماه سپهرست وپیکرها وناگو هرها وفروزگان برآخشیجان رسته فرو پیادبراے اینکه فراز آمده اورا از توانشهای گزیده بمیانجی گردشهاے سپهرها وپیوندنگی ستارگان ونهاد اختران۔

(۳) روان ماه چرخ پیکرنفد ونگار آراے۔

(۴) درفرود چرخ ماه آخشیجستان کرده شد۔

(۵) برآتش وباد وآب وخاک چهار فرشته گماشته گشت بدین نام۔

(۶) ایراب وهیراب وسمیراب وزهیطرب۔

(۷) انچه از اخشیجان آمیخته شد ناگرانی نشت وگرانی اگرپیوندش کمینه باید گرانے ست ورنه ناگرانے۔

(۸) ناگران چون بادها و گران دود و برف و باران و آسمان غریو و ابر و درخش مانند آن
(۹) بهرکدام سروشتی فرشته دارنده است۔
(۱۰) چنانکه پروردگاران بادها و گران دود و برف و باران و آسمان و ابر و درخش میلرام و سیلرام و نیلرام و مهتام و بهتام و نیتام نامند و چنین دیگران را۔
(۱۱) و زگران آمیخته نخست کانی ست۔
(۱۲) در او بخش و گونه بسیارست چون سرخ اج و بهرام و زینان۔
(۱۳) و دارندگان دارند چنانکه بهرزاام دارنده و پرورنده سرخ اج ست و نهرزام پروردگار بهرمان۔
(۱۴) پس رستنی در او هم بخشها و گونهاست چون راست بالا و خار و پروردگاران انیان ازروان و نوزروان نام دارند۔
(۱۵) پس جانور در او هم بخشها بسیارست چون اسپ و مردم۔
(۱۶) و هرکدام را پروردگاریست چون پرورنده و دارنده اسپ که فرارش نام دارد و پروردگار و پاس دار مردم فرزین رام۔
(۱۷) در هر سه پور کگانے درستنی و جانور باشد روان یابنده آزاد و رسته بے پیوند است۔

ششتین سیمناد

(۱) بنام یزدان یزدان والا مردم را گزیدۀ زجانوران بفرو داسته که گوهر آزاد و رسته از مایه و پیکر و نا تن و نماسنے و نهمانے و سوپاسنے و باد و فر فرشتگان فراز آید۔
(۲) روان را سپاهنجی فرزانگی و زیرکی و دانش بتن آخشیجی پیوست۔
(۳) اگر در آخشیجی تن نیکوئی کند و خوب دانش و کنش دارد۔ هرتاسپ است و هرتاب

یزدان پرستی را گویند که از خورد و خواب بیش بهره دار نگذرد و جانور بی آزار نیازرد

(۴) چون فرودین تن گذارد در سروشستانش رسانم تا مرا با نزدیک فرشتگان بنگرد

(۵) و اگر هرتاسپ نیست و با این دانشور و ارزشتی دوریست هم بسروشی پایه او را برآرم

(۶) و هر کس در خور دانش و کنش خویش در پایه خرد و روان و آسمان و اختران جای گیرند
و در آن خرم آباد جاوید پایند۔

(۷) و آنکس که فرودین جهان خواهد و نیکوکار باشد او را در خور دانش و کنش از خسروی و دستوری و سپاهی و دهی و نوهشتاری پایه بخش۔

(۸) تا چون کند چنان انجام یابد۔ شرح خود ایشان میگویید تا چون کند در این پایه آیندی
چنان انجام یابد و خشور آباد روان شاد که یزدان آباد برآورد بر یزدان پاک نهاد
باو درخواست که ای مهربان دادار و ای دادگر پروردگار پاک خسروان و جهانداران
دنوهشتاران را بیماریها در تن و اندوه ها از خویش و پیوند و مانند آن پیش می آید آن
چیست و چراست جهان خدای هستی خداوند پاسخ داد۔

(۹) اینکه در هنگام خرمی آزار و رنج می یابند در گفتار و کردار گذشته و رفته تن هست که دادگر
ایشان را اکنون میگرد. شرح خود ایشان است باید دانست چنانکه کسی پیش بدکار
پس پس نیکی کرد و بگذشت و بتن دیگر پیوست کام بخش در این بار او را با آرزو رساند
و با این از دادگری پاداش بدکاری باو رسانید. و از کیفر نگاست چه اگر دریاد
افراه فرو گذاشته شود نه دادگر باشد۔

هفتمین سیمناد

(۱) بنام یزدان هر کس زشت کار و بدکار است او را انجست در پیکر مردم رنجه دارد چون

بیماری و رنج خوردن در شکم مادر و بیرون آن و خود را خود کشتن و از شدیار و جانور
آزارمند آزرده و رنجور شدن و مردن و بینوائی پیش آمدن از هنگام زادن تا مرگ
همه پاداش کردار رفته باشد و چنین نیکی باید دریافت. شرح خود اینسان است میفرماید
که از هنگام زادن تا مردن هرچه از خرمی و خوشی پیش می آید همه کیفر کردار گذشته است
که این بار می یابد۔

(۲) شیر و پلنگ و ببر و یوز و گرگ و همه تندبار که جانوران آزارده رنجکار زند از فرزنده
و رونده و خزنده بزرگی و پرمانجی داشتند و هر کسے را که مے کشتند پیشکاران
و پرستاران را و یاوران ایشان بوده اند که بگفت و یاوری و پشت گرمی این گروه
آهنبدی و زشتی میکردند و زنهار که جانوران بے آزار و جانداران ناکشنده
مے آزردند اکنون از خداوندان خود سزا مے یابند۔

(۳) انجام این بزرگان تندبار بسکیر رنجی و بیماری یا زخمی درخورد کار گذرند و اگر گناه
باز ماند بار دیگر آمده با یاوران خود سزا خواهند یافت و بکیفر خود رسند تا هر گاه
بگران کشد یک بار یا ده بار یا صد بار و مانند آن ۔

هشتمین سیمناد

(۱) بنام یزدان   جهانارا با چهین خشور آبادی پیدا باید.

(۲) زنهار که جانور بے آزار و ناکشنده جاندار است چون اسپ و گاو و اشتر
و استر و خر و مانند آن مکشید و بیجان مکنید که سزاے کردار و پاداش کار
اینها را دگرگونه است از هوشیار خردمند چنانکه اسپ را سواری کند و گاو و اشتر

واستر وخر را بارچه اینها مردم را بزور بار کرونده.

(۳) اگر ہوشیار دانستہ زندبار کشد ودرین بار پاداش وسزاے کار راز نہان شو یا مرزبان نیابد در بار آینده کیفر وباد افراہش رسد۔

(۴) کشتن زندبار برابر کشتن نادان مرد بے آزار ست۔

(۵) واینده زندبارکش بخشم یزدان والا گرفتار آید۔

(۶) بترسید از خشم خداے والا۔

نہمین سیناد

(۱) بنام یزدان اگر تندبار که جانور جاندار آزار وجانور کشنده است زندبار را کشد سزاے کشته شده وکیفر کردار خون ریخته وپاداش بے جان گشته باشد چه تند باران براے سزا وکیفر دادن اند۔

(۲) کشتن تندباران راستوده وشایسته. درخورست چه آنها بارفته وگذشته خونریز وکشنده بوده اند وبیگناہان را مے کشتند سزادہنده اینها را بہره باشد نہان چه سزادادن باآنها نیکی کردن ست به پیمان والا یزدان ره سپردن است ازین دانسته شد که پیمان داد تا تندباران را بکشند چه سزاے تند باران است که او را بکشند۔

دہمین سیناد

(۱) بنام یزدان کسانے که از مردان بے آگاہی وناخوش کنش وبدکردار از تن پیوسته وبکالبد رونده پیوند گرفته سزاے بیخودی وناہوشیاری بدکردار یابند وبباد افراه ناآگاہی وزشت کاری رسند۔

(۲) و آنانے که ناخوب دانش و کنش اند بکالبد کانے پیوندند۔

(۳) تا آنکه گناهان هرکدام کرانے شود و نماند پس ازین از او رهند و بتن مردم پیوندند در آن تا چه کنند آن چنان پاداش یابند۔

یازدهمین سمناد

(۱) بنام یزدان اگر مردم نیکو دانش و بدکنش است چون فرودین تن بیاشد دیگر آخشیجی تن نیابد و روانش را بفراز آباد راه ندهند و بدخوئیهاے او در پیکر آتش سوزنده و برف افسرنده و سرد کننده و مار و کژدم و جز ان آزارندگان و رنج آوران شده آزارش دهند۔

(۲) و از دوری آغازنده و آغازگاه و یزدان و سروش و فرشته و فرودین تن بیاشد دیگر و آخشیجی پیکر در آتش ناکامی سوزد و این زشت ترین پایه دوزخ است اکنون با یاد روان شاد مے پرماید۔

دوازدهمین سمناد

(۱) اول بنام یزدان چون گرسنه و بے خواب دل را بیزدان بندید از تن آخشیجانی جدا شده آسمان و ستاره و فرشته و خدا را بینید و نگرید۔

(۲) پس برگردید بتن آخشیج و چون فرودین تن باشد و از هم گسلد باز بران پایه که دیده آید رسید و جا گیرید در ان باشید و پائید۔

(۳) بگوی یزدان ترا و دستانت را از همه رنج نگاه دارد۔

سیزدهمین سمناد

(۱) بنام یزدان نماز[1] برون سو همه سوی است و بهتر ستاره و فروغ[2] دانید بیان می پرماید که آن گوهر بی سوی را در همه سو نماز توان برد و بهتر سو که او را پرستی روست و با این بهتر نماز برون سوی اختر و فروغها است و نماز برون خوشتر سوی ستارگان و روشنیها است

(۲) زن خواهید و جفت گیرید و هم جفت و همخوابه دیگری را نه بینید و با او میامیزید۔

(۳) بدکرداران را سزا دهید۔

(۴) پیمان مشکنید و سوگند دروغ یاد مکنید۔

(۵) گناه کار هر آنچه کرد با او چنان کنید بیان می پرماید سزای باید برابر کار بد باشد نه آنکه گناه افزون را پاداش آزار کم بجا آرند چنین کم را افزون ناگزیر است اگر کسی را به سنگ کشت کشنده را نیز بدان بگذارند و به تیغ بشمشیرش بیجان سازند

(۶) هوش[3] زدای آشامیه که بی هوش شوید مخورید۔

(۷) چیز نارسیده[4] و نادان بدانای دادگر دست پیمان سپارید تا دانا و رسیده شدن او بیان ازین آن خواهد که چون خود بمردی رسد سپردا را بدو سپارند۔

(۸) چیز بازمانده[5] پدر و مادر به پسر و دختر برابر دهید و بزن اندک۔

(۹) زیردست را نیکو دارید تا از یزدان والا مزد یابید۔

(۱۰) خداوند والا بنده را توان کن کرد آنچه خواهد از نیک و بد آورد کرد۔ اگر نیکوی کند بهشت یابد و ربدی دوزخ نشیم[6] شود بیان چون دادگر آفریده خویش را توانا شناسی نیک از بد بخشیده و نیرومند گردانیده که بهر کدام تواند گرائید پس اگر بفرمان داوار که جز نکوئی و بهی در او نیست کار کند بهشت برین و مینوی گزین جای او ست

[1] نماز برد[...] جهت نماز [...] قبله باشد ۱۲
[2] فروغ [...] دروغ یعنی [...] که شعاع و روشنی [...] تابش آفتاب آتش وغیره باشد
[3] هوش زدا [...] شراب است که [...] خمر گویند ۱۲
[4] چیز نارسیده [...] نادان یعنی [...] و مال نابالغ [...]
[5] مقصود [...] میراث پدر [...] است ۱۲
[6] نشیم [...] بر وزن گلیم [...] نشیمن باشد [...] و مقام نشستن [...] است ۱۲

ورتباه خودپه شود دوزخ نشیمن یابد آشکار است که کردار ستوده و نکوهیده و خوب
زشت کردار بهشت و دوزخ است و پیمان داداربی همال چون سخن پزشک
هرکس نیند مهربان دانا شنود از رنجوری رست و با اندک پرهیز تندرستی جاوید
یافت و آنکه نشنود بیماری خویش افزود پزشک از رنج و تنگی و رستی از او است ـ

(۱۱) بدی از خداوند هستی نیاید و ناخوب خواهش ندارد ـ

چهاردهمین سیمناد

(۱) بنام یزدان هست شدگان فرازین و بودیافتگان فرودین بخشش بخشنده اند
وازاو جدا نشود بوده اند و هستند و باشند زیراکه بخشنده هرآیینه آنچه بخشد بازنگیرد
کرآن خوی زشت مرد است ـ

(۲) جهان پرتو است از خورشید گوهر ایزد و ازاو جدائی نگرفته و نگیرد ـ

(۳) فرودین جهان در گفت فرازین جهان است ـ

(۴) نخست و آغاز چرخ عنصری فرودین جهان بگردان رفتار ستاره باشد ـ

(۵) تا هزار سال تنها و بی انباز از او است ـ

(۶) و در دیگر هزارها با او هرکدام از گردان روستارگان و تند روستارگان هزار هزار سال
ستاره هفت سیاره شبان رست
انباز شوند ـ

(۷) انجام ماه انبازش باشد هزار سال چه هر ستاره یکهزار سال انباز است ـ

(۸) پس نخستین بار و انباز آغازین خسروی و شاهی یابد چه ستاره که نخستین بار خسروی یافت
او را نخستین شاه بنامیم و آن ستاره که در هزار دویم با او انباز شد دویم شاه چه
پس از گذشتن بار خسروی نخستین شاه دوم شاه پادشاه گشت چنانکه فرمود که پس از

رفتن باریاد شاهی نخستین شاه نخستین انباز که در آغاز انباز نخست شاه بود خسرو شود
(۹) دومین شاه را نیز چنین کنون و دو راست نخستین شاه سان با او انباز شود و یار گردد
(۱۰) انجام نخستین شاه که اکنون هنگام شاهی او گذشته و رفته هزار سال ماه دومین خسرو انباز باشد۔
(۱۱) پس بار خسروی دومین شاه هم گذرد۔
(۱۲) و چنین همه راوان چه هر کدامی از ستارگان گران رو و سبکرو۔ و پادشاه شوند و هزار سال تنها کامران باشند و در هزار ها دیگر انباز منند۔
(۱۳) چون ماه پادشاه شود و بدو همه انباز مدد خسروی او هم انجام گیرد یک مهین چرخ رود
(۱۴) و زین پس بار شاهی و خسروی نخستین پادشاه رسد و همیشه چنین گذران باشد چه آغاز چرخ از نخستین شاه و انجام ماه شید است۔
(۱۵) و در آغاز مهین چرخ کار پیوند فرود ین جهانیان از سر گرفته شود۔
(۱۶) و پیکر و دانش و کارهاے مهین چرخ گذشته مانا د آسا نه همه آن و همگی همان پیدا کرده اید و پدیدار کرده شود شرح خود ایشان است میگوید که در آغاز مهین چرخ پیوستن اخشیج سر کند و پیکرها پدیدار آرد که در نگار و کردو کار و کردار و گفتار ماننا پیکر و دانش و کنش رفته مهین چرخ باشد نه آنکه همان پیکرها پدید آید چه باز آوردن رفته از فرازانه نه سزا است زیرا که اگر خواستی باز آرد چرا بر کند و از هم برکنی زیرکی مغی کارے نکند که از آن پشیمان شود۔
(۱۷) و هر مهین چرخ آمده از آغاز تا انجام مانند مهین چرخ رفته باشد۔
(۱۸) اے برگزیده آباد و نخست این مهین چرخ تو باجفت و همخوابه باز مانده و دیگری

نیامید اکنون مردمان از شما آیند. شرح خود ایشان هست - باید دانست که در انجام همین چرخ جزو و تن که مرد و زن باشند باز نمانند و همه مردمان فرو روند پس آغاز مردم از زن و مرد بازمانده شود و در همین چرخ نو از نژاد ایشان پرشود دلاور برین به آباد پرمود که آغاز از تو شود و همه از نژاد تو آیند و تو پدر همه باشی -

پانزدهمین سیمناد

(۱) بنام یزدان به آباد روان شاد میگوید -

(۲) بهترین و خوشترین مردمان پیمبران پیروان تواند -

(۳) گرامی تر نزد یزدان والا کسی است که بگفت تو کار کند -

(۴) آنکس را که تو رانی یزدان اورا راند -

(۵) تو سرنخش مردمانی -

(۶) پیروان تو بسیار سال در جهان پادشاه باشند و خسروی کنند -

(۷) بدان خوشی و خرمی و آرام و داد جهان هرگز نباشد که در هنگام خسروان کیش تو

(۸) تا مردم بسیار بد نکنند و گناهکار و بزه گر نشوند آئین تو که مهر یزد است از پیرامان دهان و ستر گان نرود -

(۹) یکے از آزارهاے دوزخ بانیان را برخواستن آئین تو هست از پیرامان دهان -

شانزدهمین سیمناد

(۱) بنام یزدان اکنون از کیشهاے که پدید آید آگهی مے بخشند -

(۲) گروهے آشکارا شوند نیکو دانا و کارکن و پرستنده و در بندگی سالار -

بیان تپاس در راه خدا و پرستش او کم خوردن و آشامیدن و خواب است
چنین کس را تپاسبد و هرتاسپ گویند۔

(۳) واین گروه خجسته راه اند۔

(۴) و هم گروهے بے تپاسبد و هرتاسپی نیکو دانش و کنش باشند د بر رهبر خردی او به بود چیزها جویند و خداجوی بے آزار نده تن خود در پرستاری گردند۔

بیان سروسپ خداجوئے است که بے کمخواری و کمخوابی و جز تنها گزینی بر رهبری خردپسند خداجوید و نهان چیزها آشکارا سازد و آزار جانوری روا شمرد و زین دو گروه نشان پرتویان و رهبریان داده۔

(۵) پس گروهے آیند نیکو دانش و بدکردار و زند بار آزار و این نشان گروهست که فرزانگی و زیرکی دوست دارند و با آن زند بار آزارند و دهن بخون جانوران بے آزار آلایند و شکم بدان پر سازند۔

(۶) گروهے سروزرام و نیرورام و جرازرام را بهم آمیزند بیان در هنگام پرستش یزدان در نخست انچه بر دل تابد آنرا سروزرام نامند و رهبر خردی و سخن هوش پسند را نیرورام خوانند و بازگفت دوراز خرد که بیگانه هوش باشد آنرا جرازرام گویند و زین نشان و تیره درونان داده۔

(۷) گروهے گویند که جز گوهر خدائے والا آزاد و رسته نباشد۔ بیان و زین گروه را نشان داده که گمان برده اند همه فرشتگان تن و تنانے اند آزاد و رسته گوهر خداست۔

(۸) گروهے سرایند که یزدان تن است بیان و زین تنانے کیشان را خواهند که

میگویند که یزدان به پیکر مردم است و مانند آن۔

(۹) واندیها برآن روند که یزدان خوی و منش است بیان و آن نیروی است در
پژره تن۔

(۱۰) ابنوی خود را پیغمبر و پیام رسان خدا گیرند با آزردن زندبار۔

(۱۱) بی مهر زندبار که جانوری بی آزار است و هر تابسے که پرستاری بسیار
ورنج بردن مهرداد راست بفرشتگان رسیدن نتوان۔

(۱۲) اینها در زیر چرخ ماه مانند ناپیوند بدیگر چیز مانند کنند و بدین اینها نادرست کار
شوند بیان نمی پر باید که گروهے خود را پیغمبر گیرند و پیام رسانان یزدان
شمارند چون بی گداختن تن و انداختن خوی بد و اندوختن نیکوکاری سربخش
آن مهر زندبار است بسپهر برآمدن و بستاره و فرشته رسیدن ناروست و این
گروه بدین گونه ره نسپرده اند باندک پرستاری و کم رنج بردن فروغی در زیر
سپهر ماه بنگرند و چون هنوز روان برپیدارنده چیره نشده مانند پیوند دیده
ایشان با چیزے دیگر مانند کنند چنانکه دانش را بسپهر ادنیٰ راه آنچه دیده اند
بن بودان نیابند و هر پیکره پندار بد پیشان نموده بگزیند و از راست بیگانه
افتند و پیروان را در تباهی افگنند۔

(۱۳) گروهے بنگرند که مردمان در رنجند همین نگشتن ایشان پسند کنند۔

(۱۴) چه گروهے مردم کشتن را بد و خوب دانند بیان زین نشان گروهے میدند
که برای رام شدن بزرگان خود و فرشتگان مردم را بتیغ کشند و خود را
بیجان کنند بگمان آنکه خدا خشنود شود۔

(۱۵) چندکیش آور گویند که آئین ما رانده نشود و برنخیزد بیان ازین نشان گروهے میدہد که با پیروان خود گویند که آئین ما رفتنی نیست و ازین کیش برنگردید۔

(۱۶) دو ایشان نبردها و جنگها پدید آید بیان آگاه میسازد که در راه این کیش آوران و آئین انگیزان نبردها پدید شود و باهم درافتند و در یک آئین راهها بسے شود و از یک بیخ شاخ بسیار گردد و هر شاخے شاخ دیگر را تبه کار شمرد۔

(۱۷) گروهے که اندک نیکو دانند خوب کردار نباشند و آنانکه اندک خوش دارند نیک دانش نباشند بیان ازین نشان گروهے دهد که راه فرزانگان پذیرند و گفته ایشان کار نکنند و همچنین گروه دیگر که خود را پاک گهر گیرند و اندک کردار خوب دارند با این دانا نباشند۔

(۱۸) چندان آئین خسروی آید که نامها پر شود۔

(۱۹) اے برگزیدهٔ یزدان والا آباد و خبر کیش آباد پاینده راه خدا یابی نباشد بدین راه هرکس که شد از گروه هورستارام و روستارام هنوز سد و در خور کردار پایه یابد بیان فرستادج نام کیش مه آباد است و هورستارام را به پهلوی اتهوزمان گویند ایشان موبدان و هیربدان اند از برای نگاهداشت آئین و پایداری راه و شناخت کیش و آرمش داد و نورستارام را به پهلوی رتهشتاران نامند و ایشان خسروان و پهلوانانند از برای بزرگی و برتری و مهتری و کامروائی پیکری و سورستارام را به پهلوی نهستر

یوشان خوانند وایشان بهر هرگونه پیشکاری و پرستاری اند و رور شار ام را
به پهلوے هوتخشان سرایند، وایشان پیشه ور و کشاورز اند و گروه مردم
زمین بیرون نیابی۔

هفدهمین سمناد

(۱) بنام یزدان هرکس در آشکار اکردن فرستادج کوشد در مینو بلند پایه باشد
(۲) بیگمان دانید که فرستادج راه رست بآن بردم میگوید سراسر بیگمان
دانید و بدین گروید که آیین آباد روان شاد که بهمر آباد[۲] خردمندان بر روان
او و پیروانش باو راه راست بیے کاست است و هرکس اندک خرد
داشته باشد و بیندیشد براو پیدا آید که این خجسته آئین چه مایه از دیگر
کیشها فرهمند[۳] هست و هیچ راهے باین پاکیزگی و گواراهی نیست اگر خواهد
بے گمان آنچه گفته آمد بنگرد و داند بر دو گونه سزد یا هرتاسپ شود که رنج
کشیدن و آمیغ[۴] چیزها بدیدهٔ دل دیدن هست یا سرو اسپ گردد که بهمر آمیغ
کارها در یابد۔

هیجدهمین سمناد

(۱) بنام یزدان با مردم مے سراید۔
(۲) بترسید از گناه و بهراسید از کار تباه و کهتران را مهتر و خوردان را بزرگ دانید
که آسان بیماری دشوار رنجوری مے شود بیان چه در آغاز بیماری اندک هست چون
بگفته پزشک بیمار هوش ندوسے به بهبودی آرد و این بیماری را آسان شمرد
و پیش پزشک نگراید زود فرایش گیرد تا بجائے رسد که از چاره درگذرد و گفته

پیغمبران و دستوران و موبدان چون سخن پزشکان است اگر کسے از گناهان پشیمان شود
و بپاکی گراید و پتت پذیرد ازین درد باز رهد و از بیم نهراسد بجاے کشد که بیمار
جاودانی گردد - ناامید از مهربانی و بخشندگی او مشوید شرح خود ایشان است میگوید
که در آغاز از کار بد برگردید و آنچه نادانسته از شما سرزده بگذرید و پشیمان گردید و
از مهر یزدان ناامید مباشید که مهربان و بخشنده است بنده را از خشم رنجور دارد
و آموزگار را ماند که چون شاگرد فرهنگ نپذیرد او را بچوب زند و از آن بهبود
او خواهد -

(۴) چون هر کدام از هفت ستاره گردنده که ایشان را شارستان نامند چرخ آنجا مانند
و بانجام رسانند و بگران آزند یا در خانه خود باشند جشن دانید -

(۵) پرستار ایزد و پرستشبد و دانا و موبد را دوست دارید و فرگفت برید -

(۶) هنگام زادن فرزند نامه خدا که دساتیر نام اوست خوانید و در راه یزدان چیزی دهید

(۷) مرده را در خم تیزاب و تیزآب یا در آتش یا در خاک سپرید - شرح خود ایشان است
فرستاداجان درباره مرده کرده اند اینست که پس از جدای روان تن را بآب
پاک شویند و جامهاے نیکو و بویا در او پوشانند پس بدینگونه تن او را در خم تیزاب
اندازند چون گداخته شود آنرا بجاے دور از شهر برده ریزند و رنه بدین آرایش
بآتش سوزانند یا گنبدے سازند و درون آن جاے چاه کنند و آنرا بسنگ و
خشت و رشت استوار و سفید سازند درکنار آن جایها باشد و تختها گذاشته
مرده را بر فراز تخت خوابانند یا خم ذولاک فرو برند و در آن مرده را جا دهند
یا تابوت و بهترین نهان سازند و آنچه بیشتر فرستاداجان کار کرده اند خم تیزاب است

(۸) پس مُرده نامه یزدان خوانید و چیز با یزد پرستان دهید تا روان او را نیکوی رسد
(۹) نزدیک یزدان والا هیچ چیز بهتر و خوشتر از داد و دهش و بخشش نیست۔
(۱۰) از گناه گروه تپت کنید و پشیمان شوید۔
(۱۱) و هم آئین و هم کیش در نیکوکاری یاوری دهید۔
(۱۲) از دزد آنچه برده دو برابر آن ستانید و بچوب زده چند گاه در زندان دارید۔
(۱۳) اگر سه بار بگیرد شهرگردان گروه و گردکوی و بازار بخواری گردانیده در بارکشانش دارند۔ بیان آئین خسروان فرشتداج کیش چنان است که دزد دو بار گرفتار شود و او را بخواری گرد شهر گردانند که آنرا دکار گویند پس بزدن چوب رنجور داشته بند بر پا بازکشند و خشت و خاک بهر سرا پیراسته بردنش گویند و پیوسته درین آرزه بود۔
(۱۴) مرد بزن شوهردار آمیزنده را که طومار کاج است از چوب زدن و شهرگردان بخواری کردن اگر باز نگردد نامرد کنید و زن شوهردار را بند شرح خود نشیان است سے پیدا باید اگر زن شوهردار با مردے آمیزد او را پس از چوب زدن و شهرگردان اگر بازدران کار گیرند در بند جاوید کنید۔
(۱۵) ستارهگان رونده را که هفت ستاره روان باشد پس یزدان ستائی ستایش کنید و افروختنی افروزید۔
(۱۶) و پیکر هر هفت ستاره روان سازید و پرستش سوی دانید۔
(۱۷) گروهے از شوریان خود را بد روغ از فرزیان و آسمانیان خوشتر و بهتر گرند بدان نگروید۔

(۱۸) فرودین زمینی به برین آسمانی برابر بتواند شد۔

(۱۹) روان مردم هرچند فرازی است با این چون بامُوبدی و پرستشبدی از تن فرودین جدا شود مانند ایشان گردد بیان می پرماید روان با آنکه آسمانی است اگر دانا و نیکوکار باشد چون از تن رها شد مانند آسمانیان شود نه آنکه بهتر و خوشتر گردد پس ازین دانسته شد که تا در فرودین جاست او را همسری لفراز ستانیان نرسد و گروهی که فرکش بهتری کنند دروغ گوی کاست آیین باشند۔

(۲۰) اے آباد گفت دگفتار یزدان آنست کہ فرشته بردل تو آرد۔

(۲۱) یا چون از تن برآئی با بهروشنبه که بهمن است از یزدان بشنوی۔
بیان نمیدن برآمدن از فرودین تن است و باز به پیوستن و بجسم آمدن هم آمده میگوید گفتار یزدان با وسے نیست و باد آهنگ درا و بنود آن جمیست که بمیانجی فرشته بردل فرود آید یا چون برون آئی از تن از یزدان دریابیے و چون بتن پیوندی آن جمله را بزبان آری و بباد نوا بردن دہی۔

(۲۲) تو مرا دیدی و گفتارم شنیدی این گفتار مرا بهمه بندگان فرودین زمینی رسان چه آسمانیان و فرازیان همه پیمان برند و نزدیکان یزدان به وخشور فرودین نیاز ندارند۔

(۲۳) پس از تو آیین ترا چه افرام زنده کند و او پیغمبری باشد سترگ از این آگهی بخشد با بادروان شاد که چون این خجسته آیین از ناخوبی مردم بزبونی گراید و برافتد جے افرام کہ یکے از نژاد تو باشد آیین ترا زنده گرداند و از نو میان مردم بگستراند و او پیغمبرے باشد سترگ +

موبد بمعنی حکیم دانا ۱۲
ع۲ فرکش بکسر کاف دعوی کردن بالجاج وسماجت
ع۳ بهمن آفریده نخست را گویند اول باشد ۱۲
نمیدن بمعنی میل و توجه کردن باشد
ع۴ باد آهنگ ثالث صوت خوانندگی و گوینده را گویند ۱۲
ع۵ وخشور بمعنی پیغمبر و نبی است
ع۶ سترگ بمعنی قوی ۱۲

تمام شد کتاب مه آباد از اول تا آخر و چون بنای دین مجوس بر کتاب مه آبادست و کتب سائر پیغمبرانے که قائل اند از جی افرام گرفته تا ساسان پنجم که آخری پیغمبران ایشان است تاکید و شرح و بیان دین مه آبادست کربا یه تخلف از دین او نکنند لهذا تمام کتاب او را از اول تا آخر ذکر کردم و اکتفا بهمان کرده چرا که ذکر سائر کتب سائر پیغمبر ایشان موجب تطویل بود و خلاصه تمام آنها همان دین مه آباد بود که در همین کتاب مذکور ثبت است و از برائے شاهد بر مدعا مناسب است که تمام کتاب ساسان پنجم را هم ذکر کنم تا از روے بصیرت بدانی که بناے دین ایشان بر کتاب مه آبادست

و لیس پس ملتفت باش که ساسان پنجم و آخر پیغمبر ایشان میگوید در نخستین سمینادخود

(۱) پناهیم به یزدان از منش و خوے بد و زشت و گمراه کننده براه ناخوب برنده رنج دهنده آزار رسانند ه۔

(۲) بنام ایزد بخشاینده بخشایشگر مهربان دادگر۔

(۳) بنام یزدان۔

(۴) اے ساسان پنجم پور ساسان چهارم

(۵) اکنون ترا به پیغمبری گزیدیم۔

(۶) و تو دوست منی و در راه راست پیونشان۔

(۷) و راه راست راه بزرگ آبادست۔

(۸) آئین او را فیروز۔

(۹) و هیچکس نباشد که مرا جوید و نیابد۔

(۱۰) و هیچکس نیست که مرا هست نداند و نیست شمارد۔

(۱۱) ہمہ دانند مرا بمایہ دریافت خود۔

(۱۲) چیزے میگویند و چیزے پیش گرفته اند۔

(۱۳) و رہست و درست انرا دانند۔

(۱۴) و این ناراستی از دو چیز است۔

(۱۵) یکے نادانے و دیگرے دوستی آلست۔

(۱۶) اکنون راه رہست تو مردمان را نمای۔ تبان ے پرمایادے ساسان پنجم
ہیچکس نیست کہ مرا جوید و بخواہد و با خواہش خویش نیابد سراسرے گویند و بمایہ
دریافت خودمے یابند و ہیچ گروہے نیستند کہ گویند مرا نیست این ہرچہ میگویند
آنرا درست و راست دانند جز آنکہ ایشان درست نہ پندارند و نشود این دو
چیز ہست یکے نخست نادانے کہ از بیخردی انچہ نشاید درست شمارند دوم از
آنکہ خواہند مردم را بخود گردانند و بزرگی و پیشوائی دوستا و سزاواری
آن فرزہ در گہر ایشان نیست ناچار بکاستکاری و زند بار آزاری و نشہ بیخردانہ
گروہے را تباہ ساختہ خود سرور شوند۔

دومین سیمناد

(۱) بنام نیروان۔

(۲) دیدی بدکاری ایرانیان را کہ پرویز را کشتند۔

(۳) آنکس را کہ من بر کشیدم اینہا براند اختند۔

(۴) برای انچہ این بدکار کردند نیابند۔

(۵) و رسانم بجاے گرامی بود و برتری خواری ایشان را۔

(٦) ایشان را بهر دوستے کیان گرامی و خجسته داشتم۔

(٧) پس از کیان ده اک شود پادشاه اینها۔

(٨) اینک از تازیان پاداش یابند۔

(٩) بردارند از سبز پوشان و سیه پوشان کشته خود را۔

(١٠) و پادشکران گروهے باشند آزنی۔

(١١) و در هم افتاده و بدکار و آنچه بزرگ ایشان گفته هم نکنند۔

(١٢) و بهر نوا بزرگان خود را کشند۔

(١٣) و نیکی و ارزانش ایشان زند بار گشتن و نماز بایه تنویش کردن۔

(١٤) و نمودان نیز چیره شوند۔

(١٥) چون هزار سال تازی آیین را گذرد چنان شود آن آیین از جدائیها که اگر با آیینگر نمایند نشناسندش۔

(١٦) و چنان ایرانیان را بینی که خردی گفته کس از ایشان نشنود۔

(١٧) اگر راست گویند آزار یابند۔

(١٨) بجاے سخن خردانی یا ساز جنگ با ایشان پاسخ دهند۔

(١٩) از بدکاری مردمان است که چون کے شاه فرشته منشی از ایرانیان بیرون رود۔

(٢٠) اے ساسان ترا رنجها بیش آید۔

(٢١) تو دخشور من هستی۔

(٢٢) اگر مردمان نگردند ایشان را بد است نه ترا چه پایه پیام گذاردن نه همین است که مردم همه آنرا در پذیرند و او رانجبروی بردارند و نه کام آنست که سزاوار برتری

وسخن راست گوی توی۔

(۲۳) نیکان براہ تو آیند۔

(۲۴) و در تخمۂ تو پیغمبری همیشه ماند۔

(۲۵) اندوه مدار که انجام یزدان بخشد۔

(۲۶) وانجام از بیم وه شما در وندان گریزند چون موش از سوراخی بسوراخی نیزدان

این بنده سپاس دار خود را در هنگام پرویز شهنشاه که بمردم فرستاد و پدر بزرگوار

این جم را از جهان برین دریافت وسترگان وشاهنشاه نیز در خواب دیدند و بانبوه آماده

بمن گرویدند و دادارمرا چندان باره برا فراز افراخت که نیارم شمرده و هنوز همه فرازش

درکار است من تنستان را برابر لله توجه دیدم در دریاے روان سار و روان سار را توجه

دیدم در دریاے خردستان وخردسار را توجه دیدم در دریاے گوهر یزدانے۔

تمام شد کتاب ساسان پنجم از اول تا آخر دیدی که در آیه هفتم از بسمیناد اول تصریح

کرده که راه راست راه بزرگ آباد است و چون ساسان پنجم آخر پیغمبر ایشان است همین

که تصریح پیغمبرے کرد چنان است که همه پیغمبران قبل از او تصریح کرده باشند پس

محتاج نخواهیم بود بذکر تصریح هر یک جدا جدا اگرچه هر یک تصریح نکرده باشد چه جائے

آنکه هر یک تصریح کرده اند چنانکه در آیه سیّم تا بعد از سمیناد سیم از کتاب جی افرام میگوید

ترا به پیغمبری گزیدیم و فرشتان را بتو سپردیم و زیور بندم اینک آسمانے سخن را براے

فرستادم بخت دساتیرش کن که نامه مه آباد و روان شاد است و راه مه آباد نیکو داد

که آن آئین خدا است و این کیش از میان یزدانیان برنیفتد. هرکس دوست خدا است

او بدین راه آید پس نظر کن متصرح جی افرام که اول پیغمبر صاحب کتاب ایشان است بعد از

مہ آباد و تصریح ساسان پنجم کہ آخر پیغمبر ایشان است و بدان کہ دین و آئین جمیع ایشان ہمہ دین و آئین مہ آباد ست و کتاب مہ آباد از اول تا آخر ہمین کتاب بود کہ تمام آنرا ذکر کردم کہ دین و آئین او در آن کتاب ثبت ست۔

اب اس جگہ سے انتخاب کتاب دساتیر کا درج کیا جاتا ہی دساتیر کو مجوس صحیفہ آسمانی کہتے ہین

انتخاب از کتاب دساتیر

بسوپیش نماز اد اکنید از بہر خدا۔ یعنی تماثیل و اشکال سبعہ سیارہ را ہنگام نماز کردن بہر خدا پیش رُو دارید۔ و بدان سو نماز گزارید۔

اور چہارم خاندان کے نام جو صحیفہ ہی اوسمین آتش پرستی کی بابت یہ کلہا ہی کہ اگر وقت نماز کے آگ سامنے ہو تو یہ کہے کہ "اے پروردگار شا زمرا بہ یزدان رسان" یعنی اے فرشتہ کہ رب النوع آتش ہستی و پروردندہ آن و اے پروردگار آب و رب النوع آن پس این خواستن از موکل آتش و آب است۔

بعد ان چار خاندانون کے تاریخی زمانہ کا آغاز ہی اور بادشاہت شروع ہوئی ہی اور پہلا بادشاہ کیومرث ہی جسکی بابت فردوسی لکھتا ہے ؎ بجستنے خدیوے کہ کشور کشود ٭ سر نامہ ایران کیومرث بود ٭ اسکو مجوس ابو البشر اور سر پیغمبر کہتے ہین اوسکے نام پر بھی صحیفہ ہے اوسمین حکم ہی کہ شریعت مہ آباد کو تازہ کر اور یزدان پرستی کر اور خدا کی تعریف اوسمین تحریر ہے۔ اور اسی قسم کا صحیفہ سیامک۔ ہوشنگ۔ طہمورث۔ جمشید۔ فریدون۔ منوچہر۔ کیخسرو کے نام ہین۔ اور آخر نامہ زردشت کے نام ہے اوسمین تحریر ہے کہ:۔ اے پیغمبر تو گشتاسپ سے کہہ کہ اے شہنشاہ تجکو اسفندیار سا بیٹا اور جاماسپ سا وزیر دیا

اور ایران سا ملک عطا کیا۔ اور بادشاہون کو تیرا مطیع کیا۔ تجکو سب سے برگزیدہ کیا تو زردشت کو پہچان۔ وہ تیرا پیغمبر ہی۔ اس ذکر کے علاوہ اور بھی حالات ہین اور جو دلچسپ ہین اور قابل اندراج ہین۔

زردشت نے خالق سے پوچھا کہ جہان کیسے پیدا کیا۔ جواب ملا کہ وجود موجودات مبدا فیاض است دنور را ہویدا شدن ناگزیر۔ عظمت و کبریائی خداوندی برکمال خویش نظری انداخت۔ خرد روان و تن پدید آمد۔ برزمین ہر چہ ہست پیکر و سایہ جز ی است کہ او و تز ہیر است۔

توتا نوس حکیم یونان سے ایران مین زردشت کے دیکھنے کو آیا اور جو سوالات یہ حکیم زردشت سے کرنے والا تہا اونکے جواب زردشت پر ظاہر ہو گئے تھے۔

اول باعث رسالت و نبوت ثروہش کند۔ جواب این ست کہ پیغمبر ازین باید کہ مردمان درکار زندگانی و زیست سہار یگر نیاز مندند۔ وہمین سبب قانون بستن و آئین نہادن درکار است کہ کسے در شرکت و معاملہ ستم نکند بر دیگرے۔ پس بدین فرمان پذیری انتظام جہان پایدار ماند و مردم بہ نیستی نگرایند۔ از حکمت انتظام جہان بعثت انبیا بظہور آید۔

حکیم پرسید علامت صدق نبوت او چہ بود۔ (جواب) چیزے کہ او داند دیگران ندانند۔ انچہ در دل شما باشد بے انکہ گویند بگوید۔ وانچہ پرسند در پاسخ فرونماند۔

بعد اسکے اس حکیم سے زردشت نے پیشین گوئی کی کہ جب ایرانیان بدکار ہو جائینگے تو سکندر اونپر مسلط ہو گا۔

اس حکیم کے بعد جنگرن کا ہند سے آنے کا مذکور ہی اور بعد جنگرن کے بیاس حکیم کا ہند سے زردشت کے پاس آنا لکھا ہے۔ اور اسکے سوال و جواب بھی زردشت کو پہلے

سے معلوم ہو گئے تھے۔

سوال بیاس - ایزد تعالے بر ہمہ چیز قادر ہست عقول را چرا وسائط وجود موجودات گردانید۔ خود بلا واسطہ دیگر از بہر چہ نیافرماید۔

جواب زردشت - کہ عمل فاعل بہ مفعول چون خاصہ ہست۔ یعنی اول عقل بذات خود بلا واسطہ آفرید۔ و دیگر موجودات را بوسائط بوجود کشید۔ بعض موجودات را بعلم الہی توانائی و قابلیت قبول فیض نورانی بے واسطہ نبود۔ زردشت نے ہندی حکیم سے کچھ ابتدائی اصول بطور رموز جانور او انسان کے مباحثہ مین ظاہر کئے اور بالآخر کہا۔ کہ غرض این رمز این مطلب ہست کہ اگر انسان بہ اعمال حسنہ و اقوال مستحسنہ و افکار صافیہ موصوف بود فرشتہ ماہست۔ واگر چنین نبود بلکہ جاندار آزار شود چون سباع زشتی گراست۔ غرضکہ استعداد ہر دو کار در نہاد وی نہادہ اند۔

نامہ زردشت کا خلاصہ ختم ہوا۔ اب نامہ ساسان کا خلاصہ تحریر کیا جاتا ہے۔ ساسان نے ایرانیون کو بلاکر یہ اظہار کیا۔ اینک نشان بدرسید۔ راستکاری وجانسپاری در ایرانیان نماند از ملک عرب مردے پیدا شود کہ پیروان او دیہیم وتخت و تاج ایرانیان برہم کنند و عرب غالب آیند و آتش کدہ ہا را خانہ نماز سازند۔ و بیت المعمور (خانہ کعبہ) تہی شود از اصنام۔ و قبلہ نماز آنمردم شود۔

(یہ انتخاب کتاب دساتیر سے مذہب مجوس کا کیا گیا)

اب صاحب دبستان کی کتاب سے اسی مذہب کے عقائد درج کئے جاتے ہین۔ انسان کے خلق کی بابت عقیدہ پارسیون کا یہ ہے۔

مردم بے پدر و مادر از نوع خود بہم نرسد و بدایت وجود انسان معلوم نیست و علم بشری

احاطہ آن نکنند "

چارون خاندان آبادیان - جہان - شاسان - یاسان کے عقائد کی بابت یہ مصنف کہتا ہے کہ وہ یزدان پرست تھی - اور کواکب کو غایت برتر سمجھتے تھے - اون کا عقیدہ یہ تہا - کہ ستارگان و آسمانہا سے سایہ ہاے انوار الہی بودہ اند -
بنا بران ہیاکل سیارہ ہفتگانہ بیراستندے - و ہنگام منسوب بہ آن بندگی کردندے و راہ پرستاری سپردندے - چون پرستش آن قدسی پیکر با بجاے آوردند ہنگام مخصوص انچہ بایستے افروختندے -
در اخرستان آمدہ کہ پیکر شت کیوان (حضرت کیوان) از سنگ سیاہ تراشیدہ بودند - سر او چون سر بوزنہ - و بدنے چون تن مردم - و دنبالش چون دنبال خوکے و برسر تاجی نہادہ - بدست راست پرویزن - و در دست چپ مارے - گنبد ہست پیتر از سنگ کبود و پیکر عطارد نیز از و بود - تن او چون تن ماہی - و روپش چون روے خوک -
حوادث عالم سفلی مطیع حرکات علوی اجرام اند - و ہر ستارہ را مناسبتے است با بعضے از حوادث و ہر برجے را طبیعتے است - چون خواستند کہ فعل کواکب در عالم ظاہر گردد آنوقت را نگاہ داشتند - ملوک فرس کواکب را قبلہ دعاے میدانستند و از پیکرہا کہ در خانہ کعبہ بود پیکر ماہ بغایت نیکو بود - بنا بران خانہ را مہ کہ گفتندے - و ہیکلہا کہ مہ آباد و خلفاے نامدارش در خانہ کعبہ گذاشتند یکے حجر الاسود است کہ ہیکل کیوان ست -
در بعضے جاتہا ہند گویند پیکر کدہ ہاے کواکب بودہ است - چنانچہ در دوارکا پیکر کدہ

زحل بود۔ و ز کیوان نام کہ ہندیان دوارکاش گویند و درگیا ہم ہیکل کدہ کیوان بود
گاہ کیوان نام گہ گیا۔ شاہ۔
بسیارے از جاہائے نصاری و خبر آن قوم را نام برند کہ ہیکل کدہ ہائے
ایشان بود۔ چون آبادیان بدینجا رسند مراسم زیارت بجا مے آرند۔
اور پارسیوں کے عقائد میں یہ بھی لکھا ہے۔
کہ نزد ایشان نکوہش ہیچ دین و آئین روا نیست۔ بہر کیشے تو ان بہ ایزد رسید
گویند بسیاری از پیغمبران ازان ست کہ راہ بخدا نماید۔ اما ستارہ رسیدن بخدا
کشتن زندبار یعنے جانوران بے آزار چون گاؤ۔ گوسفند۔ نشتر است کہ از آزار
آہا رستگار نباشند۔
صاحب دبستان مذاہب یہ لکھا ہے کہ مذہب زردشت میں اکثر رموز پائے
جاتے ہیں چنانچہ ان رموز کا انتخاب یہاں نقل کیا جاتا ہے۔
آبادیان گویند۔ مدارشت زردشت بر رمز و اشارات است۔ نزد عوام فسانہ دور از عقل باشد
شکوہ مند است۔ دیگر آنکہ نادانے را از وجود و بے نیازی واجب الوجود خواہیم
آگاہی دہیم نہ فہمد۔ و از تجرد عقول و بساطت نفوس و فضل سپہر و کوکب گوئیم
متحیر ماند۔ و لذات و عقوبات روحانی درک نکند و حقیقت و بنیاد احکام رموز شریعت بافہام
عوام نمیرسد۔
و اقوال طریقت۔ حکمت۔ حقیقت۔ را خواص فہم میکند۔ بنیشتر عوام انرا منکر میباشد
پس سخنان حکمت را بلباس شریعت ادا باید کرد۔ نیز دانیان گویند کہ کتاب زند بر دو
قسم بود۔ یک قسم صریح و بے رمز کہ آن را مہ زند نمیرسے گفتند۔ و قسم دوم رمز و

اشارات کہ انرا کہ ژنا ہم سے خوانند۔ ہمہ ژند از تسلط ترکان و رومیان از میان رفت و کہ ژند ماند۔ بسیاری از کہ ژند ہم در تاخت از میان رفت اکنون ہنگام آنست کہ سخنے از رمز و اشارات کہ منسوب است بہ مجوس آوردہ شود مشہور است کہ ایشان گفتہ اند کہ گیتی را دو صانع است یزدان۔ و اہرمن۔ یزدان اندیشہ بد کرد کہ مبادا امر ضدی پدید شود۔ اہرمن از فکر او پدید آمد۔ چون اہرمن شر و فساد انگیخت یزدان ملائکہ را آفرید۔ و بین لشکر با اہرمن جنگ کرد۔ با یکدگر صلح کردند بشرط آنکہ مدتے متعین اہرمن در جہان باشد۔ چون اہرمن از جہان برون رود عالم خیر محض شود۔

حکیم جاماسپ فرماید۔ باید دانست گیتی گفتہ و اشارت بہ بدن کرد و از یزدان روح را خواستہ۔ و اہرمن طبیعت عنصری۔ فکر را بہ نفس میل بسوے امور مادیہ و انچہ گفتہ آید کہ اہرمن شر و فساد کرد مراد ازین جنگ تسلط قوی است بر نفس روح و آنکہ کشیدہ اند بسوے عالم سفلی و آن نیز تسلط قوی است بر روح۔ آفریدن ملائکہ اشارت است بوجود صفات حمیدہ و تسخیر قوی بریاضت۔ صلح اشارت است کہ بیکبار صفات ذمیمہ کہ ذات ابلیس اند دور نشود۔ بودن اہرمن بمدت متعین در عالم۔ اشارت بہ تسلط و برتری قوای تن است خاصہ در صغر سن بلوغ و برون رفتن اہرمن از جہان موت بسیاری کہ سالک است۔ و اضطراری کہ مرگ طبعی است۔ چون نفس آزاد شود خود را متصف بکمالات یابد۔

اسی کتاب دبستان مذاہب میں لکھا ہے کہ :-

اہل فارس قدیم الزمان در دین جداے بودند۔ و کواکب پرست تا زمان گشتاسب

پن لہراسپ از عہد او زردشت دعوی پیغمبری کرد و گشتاسپ باو ایمان آورد زردشت آتش را قبلہ نماز ساخت۔

اسمتہ مصنف تاریخ قدیم لکھتا ہے کہ مجوس بت پرستی سے تنفر کرتے تھے اور اوسکی تصدیق ہیرو ڈوٹس کے قول سے ہوتی ہے وہ کہتا ہے کہ اہل ایران مین نہ کوئی اصنام تھے نہ دیوتا تھے۔ اور نہ عبادتگاہ (شوالہ) تھی اور نہ قربانی گاہ تھی۔ اور ان افعال کو حمق سے تعبیر کرتے تھے۔ اہل ایران پہاڑون پر چڑھکر کل نظام فلکی کے نام پر قربانیان کرتے تھے۔

فردوسی در بارۂ عقائد و مذہب شاہان ایران کے کہتا ہے

عقائد ہوشنگ

همه کوهساران بود آرامگاه ... چنین بود آیین هوشنگ شاه
نیایش همین بود آئین کیش ... پرستیدن ایزدی بود پیش

عقائد کیخسرو جد گشتاسپ

به یزدان شوم زین سپنجی سرای ... بدین ره سروش آمدم رهنمای
سوی داور پاک خواهم شدن ... نه بینیم همین راه باز آمدن

وصیت کیخسرو

همه شاد و خرم به یزدان بوید ... چو رفتن بود شاد و خندان روید
کنون چون به آرد سپهر آفتاب ... نه بینید ازان پس مرا جز بخواب

شما نیز فردا بدین ریگ خشک	مپاشید گر بارد از ابر مشک
ز کوه اندر آید یکی باد سخت	کزو بشکند برگ و شاخ درخت
چو من گم شوم از میان سپاه	شتابان برآیید زین جایگاه
دگر بشنوید این دم و پیش کنید	بمانند در برف جان را کنید

گستاسپ نے جب دین زردشت اختیار کیا تو شاہ توران ارجاسپ نے اوسکو نامہ لکھا اور خدا کی طرف توجہ دلائی

که ای نامور شهریار جهان	فروزندهٔ تاج شاهنشهان
شنیدم که راه گرفتی تباه	مرا روز روشن بکردی سیاه
بیامد یکی پیر مهتر بفریب	ترا دل پر از بیم کرد و نهیب
سخن گفت از دوزخ و از بهشت	بر آن اندرون هیچ شادی نهشت
تو او را پذیرفتی و کیش را	چرا ننگریدی پس و پیش را
بگیتی ترا برگزیده خدای	مهانت همه پیش بوده بپای
نکردی خدای جهان را سپاس	نبودی تو سپهره بری از سپاس
ازان پس که ایزد ترا شاد کرد	یکی پیر جادوت بیراه کرد
گرایدون که تو پند من بشنوی	ز من خود نیابت هر گزندی

نجوم کے اہل ایران سب پابند تھے چنانچہ گستاسپ نے احکام نجوم دیکھنے کے لیے جاماسپ کو ہدایت کی

بنه زیج رومی به پیش اندرون	ببین راز این کار تا چه و چون

بیندیشی یکہفتہ زین روز و شب	ازین ہفتہ بگسی تو گشتا سپ لب
چو دل را بدین کار کردی تمام	بیائیم ازینجا برزم ارجاسپ گام

آگاہ کردن ارجاسب

از اول بہ ایران بر آید شکست	شکستی کہ آن را نشاید بہ بست
وزان پس دگر بارہ ایرانیان	بہ بندد ز رحمت میان
شکستہ شود لشکر چینیان	سراسر شود سود ایشان زیان

تاریخ طبری میں نسبت کیومرث بادشاہ اول کے عقائد مذہبی کے جو ذکر ہے بجنسہٖ نقل کیا جاتا ہے۔

کیومرث بہمہ عالم و ہر شہرے خطبہ کرد۔ وگفت مرا خدائے تعالے بر شما پادشاہ کردہ است۔ اکنون گناہ مکنید کہ اگر خدا یتعالے گناہ در گذا نشتے از آدم علیہ السلام درگذاشتے۔ و خطبہ در میان فرزندان آدم او کرد۔ ہر کہ گناہ کند از وے نہ پسندم۔ و سر خطبہ این بود کہ ما بتازی یافتیم۔ نہ دانیم کہ او بتازی گفت یا بہ سریانی۔ الحمد للہ الذی من علینا بکرامتہ وسمعنا بعاقبتہ و اصطلانا المرۃ احمدہ علی آلائہ و اشکرہ علے نعمائہ الذی۔ من انبیائہ رفتہ و قبول معذرتہ ۔ فکونوا مطیعا عابدین۔

اور نسبت بادشاہ دوم شداد یان یعنے ہوشنگ کے یہ لکھا ہی کہ :۔ او جہان آباد ان کرد۔ و خلق را بخدائے تعالے خواند۔

بادشاہ سویم طمورث کی بابت یہ لکھا ہے۔
مغان گویند او بت پرستندے۔ خلاف گویند او خدا تعالے پرستیدے
و بر دین ادریس بود۔
بادشاہ چہارم جمشید کا عقیدہ یہ ہے کہ۔ یہ لکھا ہے کہ اوسنے دعوی خدائی کیا+
و ہمہ مردمان را بہ چار گروہ تقسیم کرد۔ گروہے دبیران دانایان اند۔ گروہے
لشکریان۔ گروہے کشاورزان۔ گروہے پیشہ وران۔
پانچوین بادشاہ ضحاک کی بابت یہ لکھا ہے کہ او خلق خدا را بہ بت پرستی خواند۔
چھٹے بادشاہ فریدون کے عقیدہ مذہبی کی بابت یہ لکھا ہے :-
مغان گویند آتش پرست بود۔ ہندوان گویند بت پرست بود مگر این دو قول
درست نیست۔ درست آنست کہ بر دین نوح بود و نخست بادشاہے کہ در نجوم
نگریست او بود۔
ساتوین بادشاہ منوچہر کا عقیدہ مذہبی یہ لکھا ہے
ابتدائے خطبہ۔ خدائے جل جلالہ را سپاسداری کرد۔ پس گفت اے مردمان
این چند گونہ خلق را کہ شما بینید آن ہمہ را صانعے ہست کہ آفریدگار ایشان است
پس او را برآفریدن نباید پرستیدن در نعمت او سپاسداری باید کرد و خویشتن
را بر قضائے او باید سپرد۔ ہرچہ بود و خواہد بباشد۔ و در دست خالق ہیچکس
ضعیف تر از مخلوق نیست۔ و ہیچ چیز بخواست او نباشد۔ خالق قوی و فادار
و توانا باشد۔ مخلوق ہیچ و عاجز خالق نتوان گریخت و اندیشہ کردن کار خالق
و مخلوق روشنائی افزاید موسی علیہ السلام کہ بہ پیغامبری آمد منوچہر کہ جہان دار

وار عمالکت اوشصت سال گذشتہ ۔

نمبر ۲ مذہب مصر

قدیم مصری مذہب کے اصول بعض کتب انگریزی سے منتخب کرکے یہان نقل کیے جاتے ہین مصنف قصہ قوم مصر لکھتا ہے ۔

اہل مصر مین پرستش جانورون کی انتہا درجہ کو پہونچی تھی ۔ اہل مصر مین علاوہ مذہب عوام کے پوجاریون مین اور تعلیم یافتہ اشخاص مین ایک خاص قسم کے عقائد تھے ۔ کتب مقدس کا صرف پوجاریون کو علم تھا ۔ ان کتابون مین لکھا ہے کہ خدا ہے واحد پیدا کرنے والا سب شی کا ہے جو آسمان مین ہی اور جو زمین مین ہی ۔ اوسکو کسی نے پیدا نہین کیا وہ خود موجود ہی جسنے سب شی بنائی ہین اور خود نہین بنایا گیا ۔

ہیروڈوٹس کا قول ہی کہ اہل مصر سب سے زیادہ مذہب کے پابند ہین اونکی برابر مذہبی دنیا مین اور قوم نہین ہے ۔

مصر مین دو قسم کے مذاہب ہین ۔ ایک وہ ہی جسکی نسبت ہیروڈوٹس کہتا ہی کہ انسان کی نگاہ کو مذہبی مراسم اور رسوم و ہام فریفتہ کرتے ہین اور ہر ایک رسم کی تعمیل نہایت سختی کے ساتھ ہوتی ہے ۔

دوسرا مذہب وہ ہی کہ جو پوجاریون کا ہی ۔ اُس مذہب کی ہوا ن بھی پوجاریون نے نہ لینے دی ۔ اور جو کچھ نظر آیا بھی اوسکی ایسی عظمت اونکے دل مین پیدا ہوئی کہ وہ اُسکو بیان کرنا خلاف ادب سمجھا ہے ۔

علمی تحقیقات سے جو اب ظاہر ہوا ہے وہ نہایت ہی تعجب خیز ہی بلکہ ہیروڈوٹس کو

بھی باوصفت رواج تعدد معبودوں کے یہ معلوم ہوا کہ مصری تھیس کے ایک خدائے واحد کو مسلم سمجھتے تھے۔ جسکا نہ آغاز ہے نہ انجام ہے۔

جیمبلکس پرانے گوشہ نشینوں کی کتابوں سے یہ نقل کرتا ہے۔

سب موجودات سے پہلے اور سب سے پہلے ایک خدا تھا۔ یہ خدا پہلے دیوتا اور بادشاہ سے بھی پہلے تھا۔ اور اُسکی توحید مین کبھی فرق نہ آیا۔

اصل پرستش اہل مصر کی یہی تھی اور یہی مذہب تھا کہ جیسا کہ مصری اہرام۔ اور عبادتخانہ شاہ سیفر سے ظاہر ہوتا ہے۔

یہ تعدد معبود کیسے پیدا ہوا۔ اس کا جواب مشکل ہے۔

وحدانیت خدا کی تعدد معبودوں مین جاتی رہی۔ ہر ایک کا ان رب النوع مین سے وجود قایم ہوگیا اور وہ دیوتا بنگیا۔

اور اُس دیوتاؤن کے کرشمے کرامات ظاہر کرنے کے لیے انسانی اور حیوانی اشکال مشترک بنائی گئین۔ اور اسطرح سے پرستش جانورون کی شروع ہوئی۔

بعد ازان اسی مصنف نے مصریون کی کواکب پرستی کا ذکر کیا ہے۔ اور یہ لکھا ہے کہ آفتاب یعنی نیر اعظم کو سب سے بڑا سمجھتے تھے اور سب زندہ اور بلاؤ جانورون کو پاک سمجھتے تھے اور وجہ یہ تھی کہ اُنسے بہت نفع پہنچتا تھا۔ اور اکثر وفادار ہوتے تھے۔ مصریون مین نجوم کا رواج تھا۔ مگر اُنکے علم نجوم کا بہت مبالغہ کیا گیا ہے۔

انتخاب از ہبرٹ لکچر ریناف بابتہ مذہب اہل مصر

مصری مذہب کی فضولیات کا غیر شخصون کے دلون سے اُسوقت خیال جاتا رہیگا

جب اُس سے اچھی طرح سے واقف ہونگے - پارفدی یہ بیان کرتا ہی کہ مصریون مین جانورون کی پرستش مذہب ہمہ اوست کے خیال سے ہوتی تھی اُنکا خیال تھا کہ سب مخلوقات مین اپنی حیثیت کے موافق ایک حصہ معبودیت کا شامل ہی اور اسی خیال سے مصری جانورون کی پرستش کرتے تھے۔ اور اُنکا یہ خیال تھا کہ دیوتاؤن نے یہ ظاہر کیا ہی کہ خدا کی نشانی سب زندہ مخلوقات مین ہے -

مصری مذہب کی تحقیقات مین ہمکو صرف اپنے تخیل پر عمل نہ کرنا چاہیے اس مذہب مین بہت پیچیدہ طریقہ اعتقاد کا ہے -

اکثر لوگون نے میک لینس کا مضمون دربارہ پرستش جانور اور درختون کے پڑھا ہوگا - اُنکا خیال ہی کہ ابتدائی حالت قومون کی مذہب کے تاریخی زمانہ سے پہلے کی بھی معلوم ہوتی ہی یہ بتلاتے ہین کہ چار ہزار برس قبل حضرت عیسیٰؑ کے ترنیچ کا عمل درآمد تھا -

مصری سلطنت کا حضرت عیسےؑ کے تین ہزار برس پہلے سے پتہ لگتا ہی - اکثر محققین کی یہ رائے ہی کہ مصری وسط ایشیا سے آئے ہین - مگر میرا یہ خیال ہی کہ جسقدر مصریون کی قدامت پر خیال کیا جائیگا یہ معلوم ہوگا کہ مصری یوروپین کے مشابہ ہین -

ہمارا یہ خیال ہی کہ مصریون کا اخلاق نہایت عمدہ اور شستہ تھا -

ہم ذیل مین ایک کتبہ کی نقل کرتے ہین جو میت کے ساتھ قبر مین رکھا گیا تھا -

کتبہ حسب ذیل ہے

مین نے کسی بچہ کو رنج نہین دیا اور نہ مین نے کسی بیوہ کو تکلیف پہنچائی نہ مین کسی کسان کے ساتھ بُری طرح سے پیش آیا میرے زمانہ مین کوئی فقیر نہ تھا اور

نہ کوئی فاقہ کشی کرتا تھا۔ میرے زمانہ مین جب قحط ہوتا تھا تو مین شمالی اور جنوبی حدتک اپنے صوبہ کی زراعت کرتا تھا اور اپنی رعایا کو کھلاتا تھا۔ میری رعایا مین سے کوئی فاقہ کشی نہ کرتا تھا اور مین بیوہ کے ساتھ ایسا پیش آتا تھا کہ وہ سمجھتی تھی کہ میرا شوہر موجود ہی۔

ایک دوسرا کتبہ میّت کا اس مضمون کا ہمکو ملا ہے۔

مین سب کے ساتھ سچائی سے اور منصفانہ طور سے پیش آتا تھا اور کسی سے بغض نہین رکھتا تھا۔ خدا کا خیال میرے ذہن مین رہتا تھا اور مین اسکی مرضی کو ہر وقت پیش نظر رکھتا تھا۔ مین اب شہر خموستان مین آیا ہون مین نے دنیا مین سب کے ساتھ بھلائی کی کسی کے ساتھ بُرائی نہین کی اور نہ جرم کیا۔ مین نے کمینہ فعل پسند نہین کیا۔ ہمیشہ مین سچ بولنے مین خوش ہوتا تھا۔ مین نے کسی غریب آدمی کو تکلیف نہین دی۔ مین نے کسی کو رنج نہین دیا۔ جو اپنے دیوتاؤن کی عبادت کرتے تھے۔

مین اپنے مان باپ کے ساتھ نیکی اور صداقت کے ساتھ پیش آیا اور مین نے محبت رکھی اور اپنے بچپن سے اُنکو کبھی رنج نہین دیا اور جب مین بڑا ہوا تب بھی اسیطرح پیش آیا گو یا مین چھوٹا تھا۔ میرا مونھ ہمیشہ سچ باتون کی طرف کھلا اور مین نے کسی سے جھگڑا پسند نہین کیا۔ جس طرح مین نے کسی سے سُنا اسیطرح اُسکی نقل کی۔

قدیم زمانہ مین بھی اُسی قسم کے پوجاری معلوم ہوتے ہین جیسا کہ عہد ٹالیمی مین تھے آکسفرڈ کے عجائب خانہ مین ایک شخص کی تصویر جسکو ایک بادشاہ خاندان دوئم نے

پوجاری مقرر کیا تھا۔ موجود ہی۔ یہ بہت قدیم ہی۔
مصری مذہب کے ہر عہد مین عوام لوگ شوالہ پرستش کرنے کو نہین جانے پاتے تھے
کُل مندرون مین جو لوگون کی طرف سے چڑھاوا چڑھتا تھا وہ شاہی خیال کیا جاتا تھا
اور سوائے متولیون کے جو کہ اُس مندر سے متعلق تھے کسی کو اندر جانے کی اجازت نہ تھی
دیوتاؤن کی مورتین بہت شان و شوکت سے نکالی جاتی تھین اور اُنکے ساتھ لوگون کا
اژدحام ہوتا تھا۔
مصریون کے دیوتا بیشمار تھے زمین و آسمان پر اُنکا شمار نہ تھا اور ہر قصبہ و دیہات
مین مقامی دیوتا ہوتے تھے۔ ہر مہینہ و ہر دن و ہر گھنٹہ و ہر رات ایک خاص دیوتا
ہوتے تھے اور اُن سب دیوتاؤن پر اُنکے خوش کرنے کے لیے نذر و نیاز چڑھائی
جاتی تھی۔ مین نے چند مرتبہ کوشش کی کہ دیوتاؤن کے نام بطور ایک فہرست کے
درج کرون لیکن غیر ضروری سمجھکر چھوڑ دیا۔
لفظ خدا سے کوئی لفظ زیادہ صاف نہین ہو سکتا کہ مصر والے نہین سمجھتے ہین جیسا کہ ہم
سمجھتے ہین کہ ایک وجود بغیر جسم اور اعضا اور انسانی خواہشات کے ہے کہا جاتا ہی کہ دیوتاؤن
کے جسم اور روح ہوتی ہی اور وہ اعضا اور خواہشات رکھتے ہین اور یہ بھی کہا جاتا ہی کہ
اُنکو بھوک و پیاس و ضعیفی و بیماری و خوف و رنج کی تکلیف بھی ہوتی ہی اُنکے پسینہ
نکلتا ہی اُنکے اعضا ہلتے ہین اُنکے سر مین درد ہوتا ہی اُنکے دانت بولتے ہین اُنکی آنکھون
سے آنسو نکلتے ہین اُنکی ناک سے خون نکلتا ہی۔
زہر اُنکے گوشت مین سرایت کرتا ہی جس طرح سے کہ دریائے نیل زمین پر پھیل جاتا ہی
سانپ اُنکو کاٹ سکتا ہی اور آگ جلا سکتی ہی۔ وہ رنج اور تکلیف سے چیخنے اور

شور کرتے ہین - کُل بڑے بڑے دیوتا حفاظت کے محتاج ہین - اوسیریز (نام دیوتا)
اپنے دشمنون کے مقابلہ مین لاچار ہی - اور اُسکے جسم کی حفاظت اُسکی بی بی اور بہن
کرتی ہین - ہادرا اپنے بازو حفاظت کے واسطے فتحمند ہورس کے اوپر پھیلا دیتی ہی
یا بطور ضرب المثل کے کہ وہ اپنے جسم سے اُسکی حفاظت مثل دیوتا گائے کے کرتی ہی -
تاہم ہادر کو بھی ضرورت حفاظت کی ہوتی ہی اور یہانتک کہ سورج دیوتا را (سن گاڈرا)
جنکو کہ بڑے دیوتا کی طرف سے بڑے اختیارات حاصل ہین اُنکو بھی اِرمس دیبی سے
مدد لینے کی ضرورت ہوتی ہی - کُل دیوتا انسان کی دعاؤن کو دھمکی کے ڈر سے قبول
کرنے کے لیے مجبور کیے گئے ہین - چونکہ ہمارے خیال مین نہین آتا کہ کوئی دانا آدمی
بجز جُہلا کے اسکو یقین کریگا - اس مذہب مین بہت سی صورتین ہین - بعض اُنمین سے
بہت مضحک ہین - یہ خیال جس سے کہ ہم اپنے ساتھیون کے مذہب پر ہنستے ہین
ہمکو یقین کر لینا چاہیے کہ گویا ہم اُنکے مطالب پر کامل طور سے پہنچ گئے ہین -

کوئی جید طالب علم سواے ام اینوبل دی اور زیادہ معتبر نہین ہی جسکی رائے مذہب
کے بارے مین قابل تسلیم ہو -

اُسکی مستقل رائے حسب ذیل ہے -

کسی شخص نے اس مذہب کے اصلی مسئلون کے واقعی معنی نہین دریافت کیے ہین
جس سے اس امر کی استعداد ہو کہ ہم اپنی مستحکم رائے ظاہر کرسکین کہ اگلے زمانہ
مین مصریون نے کیا رائے نسبت خدا و دنیا و انسان کے قائم کی تھی - میری مراد
خدا سے ہی نہ کہ دیوتاؤن سے - پہلی علامت مذہب کی خدا کی وحدانیت ہی جو کہ بہت
زور و شور سے ظاہر کی گئی ہی - خدا ایک ہی یکتا ہی اور اُسکے سوا کوئی دوسرا نہین ہے -

حقیقتاً وہ ہی ایک ہی۔ ای خدا تو وحدہ لاشریک لہٗ ہی۔ اور تجھسے کردرہا خلقت نکلی ہے
اُس نے ہر چیز کو بنایا ہی اور وہ کسی چیز سے نہین بنا ہی۔
اور یہ خیال نہایت ہی صاف وسادہ ودرست ہی۔ لیکن خدا کی وحدانیت مصریون کے
دیوتاؤن کے علم سے جہان تعدد معبود ہین کس طرح مل جل گئی۔ تواریخ وجغرافیہ سے
شاید یہ امر منکشف ہو۔
مصریون کے مذہب مین بہت سی مقامی عبادت مروج تھی۔ وہ حصہ مصر کا جو لبقبضہ
منیز آیا صوبون مین تقسیم تھا اور ہر ایک صوبون کا ایک جداگانہ دارالسلطنت تھا
اور ان ہر ایک صوبون کا ایک جداگانہ دیوتا تھا جو ایک خاص نام سے پکارا جاتا تھا لیکن
سبھون کا اصول ایک تھا جو جداگانہ نامون سے ظاہر ہوا۔ وحدانیت خدا کا خیال سب پر
غالب تھا جو کہ ہر جگہ ہی اور ہر جگہ وہی ہی جسکا وجود خود ہی ہو گیا اور وہ ایسا خدا ہی کہ اُس
تک انسانی عقل کی رسائی نہین ہی۔
اسکے بعد امڈمی روکتا ہی کہ شروع زمانہ تاریخ سے کہ کسیقدر اُسکے ماقبل سے
اصل مذہب کی پرستش مین سباعی خیال داخل ہو گیا۔
آفتاب بجائے خیال کیے جانے وسیلہ حیات کے بجائے خود خدا کے خیال کیا جاتا تھا
دوسرا طریقہ مذہب کا محض ایک راز ہی جو کہ مصریون کو قابل فخر کے ہی۔ یعنی یہ کہ خدا خود
موجود ہی اور صرف اُسی کا ایک ایسا وجود ہی کہ وہ کسی شی سے پیدا نہین ہوا۔ اس سے
گمان خدا کے خیال کرنے کا دو صورتون کے ساتھ پیدا ہوتا ہی یعنی یہ کہ باپ و بیٹا۔
بہت سی مناجاتون مین ہم اس خیال کو جو کہ بابت دو وجود کے ہی کہ جس نے خود کو اور
روح القدس کو مثل دو توام کے پیدا کیا جا بجا پاتے ہین۔ جو کہ دو شخصون کے وجود کو ظاہر

کرتا ہی مگر وہ جدا نہین خیال کیا جاتا ایک مناجات لیڈن موزیم مین یہ فقرہ موجود ہی
جسمین کہ خدائے واحد کو یکہ و تنہا لکھا ہی۔ ایا یہ عمدہ اصول صدیون کا نتیجہ ہی حقیقت مین
یہ نہین ہی یہ اصول قبل سنہ عیسوی دو ہزار برس پیشتر سے مروج تھا علاوہ اسکے مذہب
بت پرستی جسکے آغاز کا ہم نے ذکر کیا ہی خود بخود ٹانی میز کے زمانہ تک بلا مزاحمت
ترقی کرتا گیا اور یہ مذہب دریائے نیل کے وادی مین پانچ ہزار برس سے زیادہ مروج
ہی۔ مناجات خدا کی وحدانیت کی اور روح کی بقا کی شروع ہو گئی تھی اور اب ہم پچھلے
زمانہ مین مصریون کو بے ٹھکانے مذہب بت پرستی مین زیادہ پاتے ہین۔ درمیان
اُس زمانہ کے جبکہ بت پرستی کا خیال سیکڑون برس سے پورانے شائستہ لوگون مین
پھیلا ہوا تھا خدائے اکبر کی وحدانیت کا یقین اور نیز یہ خیال کہ اُسمین اوصاف پیدا کنندہ
اور شارع انسان کے ہین جسکو کہ اُس نے ایک لافانی روح عطا فرمائی ہو ایک عمدہ اور
مرصع خیال مثل بے زوال جواہرات کے ہو۔ گو کہ چند مضامین جنکا کہ یہان حوالہ دیا گیا ہی
وہ امم ڈی اوکے بیان سے مختلف ہین تاہم وہ واقعات جنپر کہ وہ حصر کرتا ہی لاجواب ہین
یہ بلا شبہ صحیح ہی کہ اعلیٰ حصہ مصریون کے مذہب کا ایسا نہین ہی جسکی نسبت یہ خیال ہو سکے
کہ وہ رفتہ رفتہ بڑھتا گیا یا ادنے درجہ سے پیدا ہوا ہی۔ یہ امر مسلمہ ہی کہ اعلیٰ حصہ نہایت
قدیم تھا اور اُس زمانہ کے مابعد مصریون کا مذہب جسکو کہ گریکا اور لیٹن مورخون نے ظاہر
کیا ہی بہت ہی خراب اور ابتر مذہب تھا۔

امم ڈی اوکا یہ خیال بیشک صحیح ہی کہ بہت سی مقامی عبادتون مین ایک ہی اور وہی
مسئلے ہوتے ہین جو کہ مختلف نامون اور طریقون سے ظاہر ہوتے ہین۔ لیکن وہ اس بات
کے کہنے کی جرأت نہین کرتا ہی کہ کسی وقت مین درمیان تاریخی زمانہ کے متعدد

دیوتاؤن کی پرستش چھوڑ کر ایک خدا کی عبادت جاری رہی ہو۔ وہ صرف تاریخ سے اسقدر اخذ کرتا ہی کہ جبکہ دیوتاؤن کی پرستش کثرت سے جاری تھی حق پرستی کے اصول بھی اُسمین ناسبق ہونگے۔ ایک اور نتیجہ مصریون کے مذہب کا نکلتا ہی جس کا وہ حوالہ دیتا ہی کہ دیوتاؤن کے علم کا اصول اور مذہب حق پرستی کا اصول ہمیشہ سے ایک ہی طریقہ پر ہی۔ یہ صرف مقدس کتابون مین بطور زبانی مقولون کے نہین قائم ہوا ہی کہ جسمین ہر قسم کی تحریف اور تبدیلی ہوتی رہی ہو بلکہ اکثر تصنیفات خاص قسم مین یہ امور ظاہر ہوتے تھے جسکی نسبت یہ خیال بھی نہین آتا ہی کہ اُنمین کسی طرح کی تحریف ہوئی ہو تمام مصری علم ادب مین بجز ذیل کے واقعات کے کہ جو بخوبی ثابت ہین دوسرا واقعہ نہین پایا جاتا ہی وہ یہ ہین (۱) اصول خدائے واحد کی پرستش کے و نیز تعدد دیوتاؤن کی ایک ہی قسم کے لوگ تعلیم دیتے تھے (۲) ہر دو مسئلون مین کچھ اختلاف نہین سمجھا جاتا تھا۔ اس سے زیادہ مہمل بات اور کوئی نہین ہوسکتی ہی۔ اگر اہالیان مصر لفظ خدا سے وہی مراد لیتے ہین جیساکہ ہم سمجھتے ہین مگر شاید اُس لفظ سے اُنکا منشا وہی ہو اور اُس لفظ کا استعمال کثرت و قلت کے لیے یکسان ہی۔ ہم اس سے بہتر نہین سمجھ سکتے ہین کہ مصریون کی لفظ نوتار سے کیا مراد ہوتی ہی جسکا کہ ترجمہ ہم دیوتا کرتے ہین۔

اسلیے مین بحث کرتا ہون کہ مصری لفظ نوتار کے معنی طاقت کے کہتے ہین جو کہ عبرانی زبان مین لفظ ال کے معنی ہین۔

عام اہالیان مصر کی مراد لفظ نوتار نترا سے وہی ہی جو کہ عبرانی لفظ ال شدای سے سمجھے جاتے ہین۔ یہ وہ خطاب ہی جو کہ خدا نے حضرت موسیٰ علیہ السلام سے فرمایا تھا کہ اُسکو حضرت ابراہیم و حضرت اسحاق و حضرت یعقوب علیہم السلام اسی نام سے جانتے تھے

خدا نے حضرت موسیٰ علیہ السلام سے کلام فرمایا اور اُنسے یہ فرمایا کہ مین جاہ دی ہون اور مین نے حضرت ابراہیم وحضرت اسحاق وحضرت یعقوب کے پاس ال شدای کے نام سے ظاہر ہوا لیکن اُنکو میرا نام جاہ دی نہین معلوم تھا نوتارنترا ایمٹو ہیرٹ خدائے اکبر ہے جو کہ بہشت مین ہے۔

اصول ثا ہوتیپ کے حسب ذیل ہے۔

خدا امر و نہی کا حکم دیتا ہے۔

کھیت تجھے خدا نے زراعت کرنے کے لیے عطا فرمایا ہے۔

اگر کوئی شخص تکبر کرتا ہو اُسکا غرور خدا ڈھا دیگا حتی کہ اُسکی طاقت عطا فرمائی ہو۔

اگر تو عقلمند ہو تو تو اپنی لڑکی کو خدا کی محبت کی طرف رجوع کر۔

عالی ہمت لوگ باعث توجہ خدا کے ہوتے ہین لیکن وہ جو کہ تابع نفس ہو وہ اپنے اہلیہ سے تحقیر کیا جاتا ہے۔

خدا کی بخشش سے تیرا خزانہ بڑھ گیا ہے۔

خدا فرمانبردار شخص سے محبت کرتا ہو اور نافرمانبردار سے نفرت کرتا ہو ایک نیک لڑکا رحمت الٰہی سمجھا جاتا ہے۔

نمبر ۲ نوشتہ لیڈن

وہ شخص خوش نصیب ہے جو اپنی ہی روزی کھاتا ہو۔ خوشی دل سے اُسپر قانع رہ جو تیرے پاس ہو۔ اور جو تیرے پاس نہین ہو اُسکو اپنے قوت بازو سے حاصل کر۔ انسان کو اپنی ہی روزی کھانا نہایت ہی بہتر ہو اور یہ اُسی کو عطا فرماتا ہو جو اُسکی تعظیم کرتا ہو۔

نمبر ۳ نوشتہ بمقام سینٹ پیٹرس برگ

محض اُسکی عنایتون کے واسطے حمد سزاوار ہی۔ خدا ہر شخص کو جانتا ہی اور وہ اُس کو خراب کر ڈالتا ہے۔

نمبر ۴ مسئلے اینی

جو شخص نیک اعمال کرتا ہی خدا اُسکا نام حریص کے نام سے بڑھاتا ہی ظاہری افعال سے خدا نفرت کرتا ہی نماز کو بہت ہی خضوع و خشوع کے ساتھ ادا کرو۔ وہ تمھارے کامون مین حفاظت کریگا وہ تمھاری باتون کو سُنیگا اور تمھاری نیاز کو قبول کریگا۔
وقت گذراننے نیاز کو اسبات پر خیال رکھو کہ وہ کس چیز پر تفرقہ کرتا ہی ہمیشہ اُن باتون پر خیال رکھو جس سے وہ ناراض ہوتا ہی تم کو اُسکے نام کی تعظیم کرنا چاہیے۔ یہ وہ خدا ہی جس نے آدمیون کو بے انتہا لیاقت عطا فرمائی جنکو وہ بڑا کرتا ہی وہ بڑے ہوتے ہین۔ خداوند عالم روشنی مین آسمان پر ہی۔ اُسکا ظہور تمام دنیا پر ہی اور وہ اُن لوگون پر ہی جو کہ بالمرہ اُسکی عبادت کرتے ہین۔
دوسرا ذکر شفقت مادری کا ہی اُسمین ذکر ہی کہ مہربان ماں وقت ولادت سے کس طرح اپنے کو قربان کرتی ہی۔ وہ یہ ہی۔ تو اسکول کو بھیجا گیا اور جب تو حروف تہجی سیکھتا تھا تیری ماں بالمرہ تیرے ماسٹر کے پاس آتی تھی اور تیرے واسطے کھانا اور پانی گھر سے لاتی تھی۔ اب تو جوان ہوا اور تیری شادی ہوئی اور تو گھر والا ہو گیا۔ مگر تجھکو ہمیشہ اُن تکلیف کے وقتون کو نہ بھولنا چاہیے جو تیری ماں برداشت کرتی تھی اور نیز اُس حفاظت کو جو کہ وہ تیرے واسطے کرتی تھی۔ ان باتون کا لحاظ رکھ تا کہ اُسکو کوئی سبب تیری شکایت کا

نہ پیدا ہوا اور وہ ڈر کر اپنے ہاتھ دعا کے واسطے خدا کے سامنے اٹھاوے اور وہ اُسکی دعا اُن کو سُن لے۔

تو اپنے تئین خدا کے حوالہ کر اور ہمیشہ اپنے تئین تو اُسکے واسطے رکھ۔ جیسا کہ آج تو نے کیا ہی کل بھی ویسا ہی کر۔ ہمیشہ احکام خدا پر نظر رکھ۔ یہ وہ خدا ہی جو خراب کرتا ہی اُس کو وہ خراب کیا گیا ہی۔

نمبر ۵۔ اِس مصنف کے مسئلے لاری کے نوشتہ مین شامل ہین

اپنے آقا کے لیے خدا سے بددعا نہ کرو۔

یہ اِس مضمون سے تھا کہ اُنکے سب تواریخی زمانہ مین و نیز ابتدائی و حال کے زمانہ مین اہالیان مصر لفظ نوتار کو صیغہ واحد مین استعمال کرتے تھے۔ یقیناً مین کہہ سکتا ہون کہ اسمین کچھ شک نہین ہو سکتا ہی کہ وہ طاقت کیا ہی جسکا کہ ہم ترجمہ بلاپس وپیش خدا کرتے ہین۔

یہ بلا شک صحیح ہی کہ وہ صرف خدا ہی کی ذات ہی کہ جو ہم مین سے کسی ایک تنفس سے بھی دُور نہین ہی کیونکہ ہمارا وجود، چلنا پھرنا اور رہنا سب اُسی کے ساتھ ہی اور جسکی لاانتہا طاقت اور الوہیت اور دنیا کی حکومت اُس روشنی کے ذریعہ سے ظاہر ہوتی ہی جو کہ ہر فرد بشر مین جو کہ دنیا مین آتا ہی جلوہ فگن ہوتی ہی۔ اُس انتخاب مین جسکا مین نے ذکر کیا ہی اور اسی قسم کے فقرون مین ہم سچے مذہب کے اصول پاتے ہین جو بت پرستی کے شائبہ سے بھی بری ہی لیکن اگر نوٗر کو واحد مان لین تو اور طاقتین جمع کی (توتری لو) کیا ہین اور اُنکے تعلقات اُسکے ساتھ کیا ہین۔

کثرت رائے محققین اس طرف تھی کہ اگرچہ مصریون کے اکثر دیوتا ہیں تاہم اُنہین بت پرستی

نہین ہے۔

بہت سے افسانہ مصریون کے اب ہمکو معلوم ہوئے ہین۔ افسانہ نافرمانی کرنا اول انسان کا بمقابلہ رآ دیوتا کے اور اُسکا برباد ہوجانا مسٹر نیویلی نے بیان الملوک کے کسی ایک قبر سے دریافت کیا ہی یہ اعتقاد تمام دنیا مین اور ہر زمانہ مین اور ہر قسم کی تربیت کے آدمیون مین پایا جاتا ہی کہ روح بعد موت کے باقی رہتی ہی۔

اور اسی اعتقاد کی بنیاد پر مذہبی رسومات میت کے واسطے کیے جاتے ہین۔ بردمیون مین بھی دستور تھا کہ نذر و نیاز اپنے بزرگون کی کرتے تھے

اور یونانیون اور ایرانیون مین بھی یہی عقیدت تھی اور ہندو بھی اپنے پتّرون کی نیاز کرتے ہین اور یہ ثبوت اس امر کا ہی کہ آریا قوم کے دونون گروہ مین ایک سی رسم ہے۔

یہ دستور بزرگون کی نیاز کرنے کا قدیم سے چین مین بھی پایا جاتا ہی۔ اس امر کا بہت خیال رکھا جاتا ہی کہ قبرین بہت رہین اور میت کے رسومات جاری رہین اور آیندہ روند اُنپر فاتحہ پڑھتے رہین۔ یہ امر بھی بہت ضروری تھا کہ ہر شخص کے بیٹا ہوتا کہ وہ اُسکی جگہ قایم ہو اور اُسکی میت کے رسومات ادا کرتا رہے۔ دیوتاؤن کی پرستش کے بعد ان رسومات کا ادا کرنا قدیم مصریون مین فرض سمجھا جاتا تھا۔ تمام اقوام اہل یوروپ مین تجرد مذموم سمجھا جاتا تھا۔ مین نے مصری مذہب کے تجرد کا ذکر اسوجہ سے زیادہ کیا ہی تاکہ اس سے معلوم ہو کہ آخر زمانہ مین مذاہب ذیل مین تجرد کی کسقدر وقعت کیجاتی تھی۔

بودھ۔ عیسائی و چینی تجرد کو اچھا سمجھتے تھے۔ عیسائیون کا تجرد اول مصر مین بہت شروع ہوا اور پھر مصر سے وہی عقیدہ یورپ مین داخل ہوا۔ یہ بھی معلوم ہوتا ہی کہ قبل عیسائی مذہب کے یہودیون مین بھی یہ دستور تھا۔ اس سے ہم نہین خیال کرتے کہ صرف مصریون سے

یہ دستور نکلا ہو۔
ہمزاد کا اعتقاد رومیون مین تھا اور وہ اسوجہ سے پھول اور ہار چڑھاتے تھے اور ہر شخص کا ایک ہمزاد متصور ہوتا تھا اور اُسکے واسطے قربانیان کی جاتی تھین اور ہر دیوتا اور ہر مقام کا ایک ہمزاد ہوتا تھا۔ اور یہ ہمزاد گویا توام ہر فرد بشر کے ساتھ ہوتا تھا۔ انسان اُسکی قسم کھاتا تھا۔ یونانیون اور مصریون مین بھی یہ اعتقاد تھا اسکا اعتقاد صرف مصر ہی اور یوروپین قوم مین نہ تھا بلکہ عام تھا۔
مسٹر ہربرٹ اسپنسر اسکا ذکر کرتے ہین کہ وحشی قومون مین سایہ کو سمجھتے تھے کہ وہ ہمارا ہمزاد ہے۔
مصریون کا اعتقاد تھا کہ بعد مرجانے کے روح انسان کی اُسی شکل اور ہیئت مین رہتی ہے اور وہ خیال کرتے تھے کہ روح کا اپنا جدا جسم ہوتا ہے اور وہ کھاتی اور پیتی ہے۔ ہمکو اس امر کا ذخیرہ کافی نہین ملا کہ ہم تعلق روح اور ہمزاد کا دریافت کرتے۔
سایہ ہوجانا یا بھوت کے چڑھنے کا بھی اعتقاد یونانیون اور مصریون اور ایشیائی قومون مین تھا۔
مصری خواب کا بہت عقیدہ رکھتے تھے اور یہ سمجھتے تھے کہ ایک دوسری دنیا مثل اس دنیا کے ہے۔
اس خواب کی بابتہ بہت سی تختیان ملی ہین اور ان سب مین اسٹی لی ڈیوسا لگی سب سے زیادہ مشہور ہے۔ یہ تختی انتھوپیا کے عہد کی بابتہ ہے اور اُسمین سات صدی قبل حضرت عیسیٰ کے جو واقعہ بادشاہون کا پیش آیا تحریر ہے اور وہ اس طریقہ سے معرض تحریر مین آیا کہ ایک بادشاہ کو خواب نظر آیا کہ اُس نے دو سانپ دیکھے کہ ایک اُسکے داہنے بازو اور

دوسرا اُسکے بائین بازو پر ہے اور جب شاہ بیدار ہوا تو اُن سانپون کو نہ پایا اور یہ کہا کہ اسکی تعبیر فوراً بیان کیجاوے۔ لوگون نے اُسکی تعبیر یہ بیان کی کہ جنوب کا حصہ بھی تمھارا ہوگا اور شمال بھی تمھارے ہاتھ آئیگا اور دو تاج بھاری تمھارے سر پر ہونگے اور دنیا کی وسعت تمھارے ہاتھ مین ہوگی۔ اور اُس تختی مین یہ بھی لکھا ہے کہ یہ تعبیر پوری ہوئی اور بادشاہ نے اُسکے عوض مین بہت سی نذر و نیاز کی۔

دیوتاؤن کی موجودگی ہر جگہ مسلم مانی جاتی تھی اور سعد و نحس کے دنون کا عقیدہ تھا مصریون کو فرشتون کا بھی اعتقاد تھا اس کا کتاب میّت مین اکثر ذکر ہے اور موت کا ایک فرشتہ خیال کیا جاتا تھا۔

مصری لوگ تقدیر کے بھی قائل تھے۔

مصریون کا یہ اعتقاد تھا کہ بادشاہ سورج کا سایہ ہے اور اُسکا نائب ہے اور اُسمین معبودیت کی شان داخل ہے۔ مصری لوگ یہ سمجھتے تھے کہ مصر مین پہلے دیوتاؤن کی سلطنت تھی اور مینا بادشاہ کے قبل تمام پادشاہ جانشین ہورس دی کے خیال کیے جاتے تھے وہ بادشاہ کہ جنھون نے اہرام مصری بنائے اُنکا خطاب سونہرا ہورس تھا۔

بادشاہ چیرا اور اُسکے بعد جسقدر بادشاہ ہوئے خدا کے بیٹے خیال کیے جاتے تھے۔

یہ عقیدہ تھا کہ سورج کی گردش شمال سے جنوب کو جو ہوتی ہے اُس سے دو حصہ زمین اور آسمان کے ہوجاتے ہین۔

بادشاہ مصر کا اس باعث سے فرزند و وارث و جانشین سورج کا خیال کیا جاتا تھا اور اُسکا خطاب شمال و جنوب کا ہوتا تھا۔

یہ جو کچھ ہم نے ذکر کیا ہے یہ کتبہ اور نقش و نگار جو پتھرون پر ہین اُس سے بیان ہے مگر قدیم زمانہ

سے جہانتک ہمکو پتہ لگتا ہی یہ معلوم ہوتا ہی کہ مصری قلم و کاغذ کے استعمال سے واقف تھی اور اُسکو تحریر کے کام مین لاتے تھے۔ چرمی کاغذ بھی بعض تحریرات کے کامون مین آتا تھا اور بعض بعض چرمی کاغذ بھی ملے ہین مگر یونانی اور رومی کسی قلمی کتاب کو جو چارسو خواہ پانچسو برس پیشتر حضرت عیسیٰ کے ہوتی تھے اُسکو بہت ہی قدیم خیال کرتے تھے۔ یہودیون کی قلمی انجیل ایک ہزار برس سے زیادہ معلوم ہوتی ہی اور پُرانی قلمی کتابین سنسکرت کی صرف چند صدی پیشتر کی لکھی ہوئی معلوم ہوتی ہین اور بعض مصری کاغذ ایسے ملے ہین جو چار ہزار برس سے کم کے نہین ہین۔

مصریون سے فنیشیا والون نے الف۔ بے۔ تے کے نشان ماخوذ کیے فنیشیا والون سے یورپ اور ایشیا والون نے اخذ کیا۔

اکثر مصری قلمی کتابین جو ملی ہین وہ میت کی کتابین ہین۔ جو مقبرون سے ملی ہین۔

میت کی مومیائی کا ذکر ہر جگہ کثرت سے پایا جاتا ہی۔

ہمیشہ زندگانی جسکا وعدہ اہل ایمان سے ہوا ہی اُسکی تین صورتین ہین۔

اول از سر نو دنیا مین زندگی کا ہونا۔ دوسرے نیک بخت آدمی کی نسبت یہ بیان کیا جاتا ہی کہ وہ اُسطرح زندگی کا حظ اُٹھاتا ہی جسطرح سے کہ دنیا مین حظ اُٹھاتا تھا۔

دوسرے منقلب ہونا۔ متوفی کے لیے یہ منحصر نہین کہ وہ اُسی مقام مین یا انسان کی شکل مین یا کسی اور طریقہ زندگی مین پیدا ہو اُسکے سامنے تمام کائنات ہر قسم کی و ہر شکل کی موجود ہی جسمین وہ چاہے داخل ہو۔ کتاب میت مین اسکا تذکرہ اکثر ہی اور بارہ بابون مین چند قسم کے تناسخ کا ذکر ہے۔

تیسری مثل اوسرس یا دیوتاؤن کے ہوجانا۔ موتہ کا اوسرس کے موافق ہونا صرف

طرح سے اُس کفن کے ملاحظہ سے پایا جاتا ہے جو کہ اب برٹش موزیم مین بادشاہ ہنکورہ بانی تیسرے احرام کی ہے۔ وہ تحریر اسطرح سے ہے اوسرلس ہنکورہ بادشاہ ہمیشہ زندہ رہیگا اور آسمان مین نٹ وہی سے پیدا ہوگا اور شب کا وارث ہوگا۔

تعویذ کا استعمال خاص طور سے انتہا درجہ سے تھا اور کتاب میت کے شروع مین اسکا تذکرہ ہے جس سے ظاہر ہوتا ہے کہ اُسکی کیسی قدر کیجاتی ہے۔ تیسوئین باب مین یہ ذکر ہے کہ متوفی نے بذریعہ تعویذ کے ظالم ناگ کو بھگایا تھا یہ کہتا تھا کہ دیکھو میرے بازو پر تعویذ ہے۔

یہ اعتقاد کہ لفظون مین بھی سحر کا اثر ہے خواہ وہ مذہبی مقولون مین ہو خواہ دیوتاؤن کے نام ہون اور اسی اعتقاد کی گرویدگی انتہا درجہ کی تھی۔

نمبر ۳ - مذہب اہل بابل و اسریا

انتخاب از تاریخ قدیم ہمتہ

بوجہ اسکے کہ نجوم کو زیادہ دخل اس مذہب مین تھا اسلیے اس مذہب کو صابیہ کہتے ہین مگر یہ حقیقتاً صحیح نہین ہے۔

اصل مذہب صابیہ میں سب سے بڑے معبود درحقیقت چاند سورج ستارے نہیں ہیں اگرچہ نظام فلکی مذہب کا پرتو خیال کرتے ہیں اور انہیں عقل کا وجود سمجھتے ہین مگر تعین شخصی معبود کا اور بت پرستی قطعاً متروک ہے۔

مگر بابل اور اسریا کے دیوتاؤن مین تعین شخصی بالخصوص ہے۔ وہ انسانی اور حیوانی شکل مین ظاہر کیے جاتے ہین۔ اور ادر بھی علامتین ظاہر کرتے ہین جو نظام فلکی مین نہین ہین بروسس کے انتخاب مین یہ مذکور ہے کہ یہ لوگ بلبوس کو اور ستارون کو اور چاند و سورج کو۔ اور پانچ ستارون کو پرستش کرتے تھے اور بیل کو تمام نظام فلکی پر ترجیح دیتے تھے

یہی مصنف وحدانیت کا بھی پتہ بابل کے افسانہ اور قصئیہ پاتا ہے۔
اختلاف سے قطع نظر کرکے ہم اس جگہہ صرف راے لکہنا کافی سمجہتے ہین کہ ابتدای خیال ایک معبود کا اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ انمین ایک معبود سب سے بڑا تہا جسکو سب پہ فوقیت دیجاتی تہی۔ نام اس معبود کا ال تھا جس کا تعلق عبرانی الله سے معلوم ہوتا ہے۔
اور اس معبود کا دوسرا نام رے تھا اور یہہ واقعہ مصری مذہب سے بالکل منطبق ہوتا ہے۔ بابل مین جہان جگہہ بہ جگہہ دیوتا تھے اور جہان بباعث طرفداری بادشاہون بل برادک یا نبو فوقیت دیجاتی تھی مگر ہم کسی جگہہ خاص پرستش گاہ ال کی نہین پاتے اور اوسکے لئے کوئی عبادتخانہ مخصوص نہ تھا۔ اور بموجب ایشیائی اقوال کے بابل کے خود معنی دروازہ معبود کے ہین۔
اسریا والے اس بڑے معبود کی زیادہ تخصیص کرتے تھے اور اوسکا نام اشر رکھا تھا چونکہ اسرنی کے نام کے معنی کسی نے نہین ظاہر کئے ہین اسلئے اوس قوم پر یہہ اطلاق نہین کرسکتی کہ اسری سے مراد یہہ ہے کہ یہہ لوگ بندہ اسر کے ہین۔
اس بڑے معبود کو اہل اسریا مالک بادشاہون اور ملک کا خیال کرتے تھے اور جب اوسکا ذکر کرتے تہے تو اوسکو ایشریا اپنا مالک کہتے تھے۔
اس معبود کو سب پر فضیلت دیتے تھے۔ اوسکو بادشاہ دیوتاؤنکا کہتے تہے اور یہہ کہتے تہے کہ وہ سب پر غالب ہے۔ اس معبود کی پرستش ابتدا سے آخر تک ہوتی رہی۔
نجوم کی بابتہ یہی مورخ لکھتا ہے کہ بابل مین اکثر تختیان ملین اور اونمین سلطنت کے حالات کی پیشین گوئی تہی اور یہانتک کہ ہاتھہ مونہہ دہونا اور ناخون تراشنے مین بہی اسکا اثر تھا۔

انتخاب صفحہ ۱۵۵ - عجائب المخلوقات

قومی کہ در قدیم الزمان ایشان را کلدانیان گفتندے اعتقاد داشتندے کہ جوہرے را کہ آن را با جسم تعلقے نیست دو قسم است

قسم اول خیر - وانرا ملائکہ خواندندے - قسم دوم شر و آنرا شیاطین گفتندے - و اعتقاد انسان چنان بود کہ این ارواح در اجسام متصرف اند - از تحریر روحانی دعای بخوری بناتی - و قربانی - نہادند - بنابران کہ تقرب باشد - بدان ارواح - و معبود ایشان چنان بودندے - کہ صاحب این صفت چون صفت تمام کند روحانیان را تواند دیدن و مخاطب کردن - و قادر بر امور عجیب - از تحصیل مال و جاہ و دافع امراض صحت و اعدائے قوی - امام فخر رازی در بعضے تصنیفات آوردہ است کہ شخصے را عبداللہ یحیی گفتندے ہر شئے کہ ازوے طلب میکردندے - در حال خاص میکردندے -

نمبر ۴ - آریای ہند
انتخاب از کتاب قلمی کشکول

گویند کہ اہل ہند طاعت و عبادت خالق بیچون میکردند - تا آنکہ شخصے در عہد مہاراج از ایران آمدہ انہون پرستش آفتاب گشت و آن رواج تمام گرفتہ - بعضے سیارہ پرست نیز شدند - امان چون آن برہمن بہ سورج گفت کہ ہر کس شبیہہ بزرگ خود را از طلا و نقرہ و سنگ ساختہ پرستش نماید ثواب بسیار عاید روزگاری گردد - ازین سبب رواج بت پرستی از ہمہ زیادہ گشت و سورج بکدہ قنوج آباد کرد - و بعد از دو صد و پنجاہ سال از سلطنت درگذشت معاصر کیقباد بود ہر سالہ تاج و خراج می فرستاد -

اسی تاریخ مین سورج کی نسبت لکھا ہے کہ وہ سرداران ہند سے تھا اور رستم زید قلع قمع

کرنے فروزرائے کے اوسکو تخت پر بٹھایا تھا۔

ایک روایت بت پرستی کے اظہار ہونے کی یہہ لکھی ہے۔

سورج استقلال تمام بہم رسانیدہ بادشاہ عظیم الشان گشت۔ در عہدش برہمنے از طرف کوہستان چنار کند بملازمت او رسیدہ شیوۂ بت پرستی رواج داد۔

تاریخ سرابستان مین بہی سورج کے عہد مین بت پرستی کا رواج ہونا لکھا ہے۔

کیقباد وگشتاسپ سے چار پشت پہلے تہا۔ پس زردشت سے پہلے بت پرستی کا رواج ہونا پایا جاتا ہے۔ اور زمانہ زردشت مین بیاس حکیم ہند سے زردشت کے پاس گیا اور اوسنے وحدانیت کے اصول زردشت سے تحقیق کیے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ وحدانیت کا قائل تہا اور زردشت کا اندازہ کرنے کو یہہ سوالات کیے تہے جیسا کہ نامۂ زردشت مین مذکور ہے۔

پرستش کواکب اہل ہند کی بابتہ تاریخ فارس جلد ۲ سے انتخاب درج کیا جاتا ہے ایران سے بت پرستی کا رواج برہمنون مین پہیلنا قیاس ہوتا ہے۔ سریا دیوتا کی پرستش سے معلوم ہوتا ہے کہ ہندو درحقیقت سورج کی پرستش کرتے تہے۔ قدیم زمانہ مین ہندو بالعموم سورج کی پرستش کرتے تہے۔

فلابٹریس ایک یونانی مورخ سترہ سو برس پہلے ہند مین آیا تہا وہ لکہتا ہے کہ مین نے ہند مین ایک عظیم الشان شوالہ سورج دیوتا کا دیکھا جس کی دیوارین سرخ و سبز تہین اور اُن مین طلاکاری تہی۔ اور شوالہ مین سرخ مورت تہی جس مین ہیرا۔ اور یاقوت موتی لگے ہوئے تہے۔

آئین اکبری مین بہی سورج کے مندر کا ذکر ہے۔ اوسمین لکہا ہے کہ قریب جگنا تہ کے

ایک شوالہ سورج کا ہے۔ اوسکی تعمیر مین بارہ سال کا خراج اڈریسہ کا صرف ہوا ہے۔
اور اس تعمیر کو انسان دیکھکر حیرت زدہ ہوتا ہے۔ دیوارین سو فٹ بلند ہین اور
١٩ فٹ آنار ہے۔ شوالہ مین سورج اور سیارون کی شکلین بنی ہوئی ہین اور چارون
طرف انسان کی شکلین ہین جس سے ظاہر ہوتا ہے کہ وہ عبادت کرتے ہین ہندو
فلسفیون کا یہہ عقیدہ ہے کہ ستارے ذی روح ہین اور ایک بڑی روح کے زیر
حکم ہین۔
انگریزی اور ایشیائی مصنفون کے متفق اقوال کے بموجب آریا ہند مین کواکب پرستی
بیرونی اثر سے پیدا ہونا ثابت ہوتی ہے۔ بموجب قول ایشیائی مصنف کے کیقباد
شاہ ایران کے زمانہ سے کواکب پرستی ہند مین شایع ہوئی ہے۔
یہہ بادشاہ ایران گشتاسپ سے چار پشت پہلے تہا تخمیناً گشتاسپ کے زمانہ کو تین ہزار
برس ہوے۔ کیقباد زیادہ سے زیادہ دو سو اڑہائی سو برس اس سے پہلے ہوا ہوگا۔ پس
کواکب پرستی کو ہند مین جاری ہوئی بتیس سو یا اٹھائیس سو برس ہوئے ہونگے اور اسوقت
جاری ہوئی جب سلطنت اس قوم کی قایم ہو چکی تہی بموجب قول رامیس چندر کے
آریا قوم کو ہند مین آئے ہوئے چار ہزار برس ہوے اس حساب سے سات سو آٹھ سو
برس ہند مین آنے سے بعد رواج کواکب پرستی کا ہوا ہے۔
مسٹر میکس میولر نے آریا ہند کے مذہبی زمانہ کے چار حصہ کئے ہین۔
سب سے پہلے کہانڈا کا دور ہے۔ اس دور کو ہزار برس پہلے حضرت عیسیٰ سے قرار
دیا ہے۔ اس زمانہ کی حالت صاحب موصوف کے الفاظ مین لکہی جاتی ہے۔ بید کی
شاعری جیسا کہ ہم رگ بید مین پاتے ہین ہزار برس قبل حضرت عیسیٰ سے شروع ہوئی ہے۔

اس سے رفتہ رفتہ ترقی پانا بید کے مذہب اور قربانیون کا معلوم ہوتا ہے یہہ ہم نہین کہہ سکتے کہ یہہ دور کس وقت سے شروع ہوا تھا۔ بعض اسکو دو تین ہزار برس قبل حضرت عیسیٰؑ سے کہتے ہین۔ دوسرا دور منترا کا ہے۔ یہہ دور ۱۰۰۰ سے ۸۰۰ برس قبل حضرت عیسیٰؑ کے رہا۔ اس دور مین چارون بید جمع کی گئی۔ یہ چارون بید بالخصوص مذہبی اغراض اور قربانیون یا نیاز کی غرض سے جمع کئے گئے۔ ہر بید مین مذکور ہے کہ کس قوم کے پوجاریون کو کس قسم کی پرستش قربانیون یا نیاز کے وقت کرنا چاہئیے تیسرا دور برہمن کا ہے۔ یہہ دور ۸۰۰ سے ۶۰۰ برس قبل حضرت عیسیٰؑ کے رہا ان تصنیفات مین بحث قربانیون کی ہے۔ اونکی خاص غرض قربانیون یا نیاز کی اصلاح ہے۔

چوتھا دور سترا کا ہے۔ یہہ دور ۵۰۰ برس حضرت عیسیٰؑ سے قبل ہوا اس دور کی تصنیفات کی یہہ غرض تھی کہ برہمنون کے دور کا علم مجتمع کیا جائے اور تمام قسم کی علمی ترقی اس دور مین ہوئی۔ (فلسفہ اوپنشا د اس دور مین ہوا ہے) اس دور کے بعد بودھ یعنے ساکیا مُنی پیدا ہوا۔ اور اسنے اپنی عقائد پہلا سے صاحب ہو چھوڑ کر آریا مذہب کی یہہ ترتیب کر کے ثابت کیا ہے کہ کسی طرح سے اس قوم نے رفتہ رفتہ ترقی کر کے بالآخر خدا کو پہچانا۔ اونکی یہہ رائے ہے کہ اول محض شاعری کے خیال سے بید کی نظم ہوئی اوسوقت دیوتاؤن کا وجود تھا صرف اوصاف قدرتی اشیا کے جو محسوس ہوتے تھے مذکور ہوئے۔ پھر اونکی عظمت اور بزرگی تسلیم ہونے لگی اور پرستش ہونے لگی۔ اور نیاز و نذر گذرنے لگی اور نیز پرستش کے قاعدون کی ترتیب ہونے لگی اور بالآخر اوس سے ترقی کر کے زمانہ تصوف ہنود کا آیا۔ اور بودھ مذہب پیدا ہوا۔

مگر تاریخی تذکرون سے یہہ ثابت ہوتا ہے کہ ان چارون دور سے کچھہ پہلے کواکب پرستی

یا بت پرستی ہند مین داخل ہوئی ہے۔

ایک دوسرا امر اور قابل لحاظ ہے کہ جہان سے یہہ قوم آئی وہان یزدان پرستی جاری تہی اور یہہ بہی ثابت ہے کہ اس قوم مین بہی یزدان پرستی تہی۔

جیسا کہ مصنف کشکول لکہتا ہے کہ اہل ہند طاعت وعبادت خالق بیچون میکردند پس اس قوم مین اول یزدان پرستی اور بعد ازان کواکب پرستی ہوئی۔ اور پہر مذہب مین اصلاح ہوئی اور عمدہ قسم کا تصوف جاری ہوا۔ اور بالآخر موجودہ بت پرستی مین آلودہ ہوگئے بت پرستی جو بالفعل جاری ہے اور پہلے تہی اوسکی بابتہ تاریخ جلد ۲ فارس سے کچہ انتخاب درج کیا جاتا ہے۔

نرومید ہا جگ یعنی انسانی قربانی اسومید ہا جگ یعنی گہوڑے کی قربانی۔

گومید ہا جگ۔ یعنی گاؤ کی قربانی ہندون مین جاری تہی۔ انسانی قربانی کالی دیبی کی جاتی تہی۔

ہندو قوم بے انتہا شعبون مین تقسیم ہے۔ مگر اصول دو ہین یعنی پرستش کرنیوالے وشنو اور پرستش کرنے والے مہادیو کے یعنی شیو کے لیگم کی پوجا شیو کے پوجاریون مین ہوتی ہے۔

انسان کی زندگی ایک حالت امتحانی خیال کی جاتی تہی۔ اور اسلیے بہت سخت عمل کیے جاتے تہے تاکہ آیندہ اصلاح ہو۔

ابتدائی حالت مذہب ہند کی نہایت عمدہ اور پاک تہی۔ اور ویاس کے بعد سے ابتک اوس حالت مین تنزل ہے۔ اور ہندو نہایت خراب قسم کی بت پرستی مین آلودہ ہوگئے۔

مسٹر میکس میولر نے اپنی تصنیف علم مذہب مین اوہ سماج کے لکچر کا حوالہ دیا ہے
جس سے اصول ہندو مذہب کا یہہ ظاہر ہوتا ہے۔
ہندو مذہب تمام مذہبون سے افضل ہے۔ کیونکہ انسان کے ایجاد کا نام اوسپر نہین
لگ سکتا۔ اوسمین کوئی متوسط درمیان خدا اور انسان کے نہین ہے۔ ہندو ہر جگہہ
خدا کی پرستش کر سکتا ہے۔

انتخاب از کتاب رہنمایان ہند

از صفحہ ۲۲۔ ہم ہندو مذہب کی بنا ابتدائی قیام مذہب سے شروع کرتے ہین اوس
زمانہ کی تاریخ رگ وید سے معلوم ہوتی ہے۔ عیسیٰ علیہ السلام کی پیدایش سے
دو ہزار سال پیشتر سے کسی مقام وسط ایشیا سے ایک قوم ہند مین آئی وہ لوگ
ایرین کے نام سے مشہور تھی، اور فی زمانہ وہ اہل ہند اور اہل یورپ کے مورث اعلیٰ
فرض کئے گئے ہین۔ اصل مین وہ گلہ بان اور خانہ بدوش تھے مگر پنجاب کے سرسبز وادی
مین داخل ہو کر کاشتکارون کی طرح آباد ہوے اور خوش گذران زندگی بسر کرنے لگے
جب وہ ہندوستان مین وارد ہوے تو شاید اونہین مذہب اور خدا کی طرف
بہت ہی کم توجہہ تھی مگر یقیناً ایک مدت کے بعد یہان کے دلکش منظر نیلگون آسمان
روشن چاند، تازگی بخش دریا۔ صاف شفاف نہرون۔ سرسبز مرغزارون، رنگ برنگ
کے پھولون اور عظمت و شان نے اونکے دلون مین اعلیٰ خیالات پیدا کر کے اونہین
صانع مطلق کے نامتناہی اور کامل قدرتون کی طرف رجوع کر دیا۔ وہ بڑی خوش
نصیب تھے اونہین دنیا کی کل عیش و آرام حاصل تھی۔ اونمین ایسے بھی پیدا ہوئے

جنہین بہشتی نور بخشا گیا وہ قدرت کاملہ کی حسن و خوبی کی تعریفین کرتے اور قادر مطلق
جو قدرت کاملہ کا فرمان روا اور ہادی ہے حمد و ثنا کے گیت گاتے انسانی
خلقت مین یہی پہلے لوگ تھے جنہون نے مالک کل کا تصور کیا اور اوس روح کو
محسوس کیا جو عالم ایجاد کی ابتدا اور انتہا ہے۔ اونہون نے علم روحانی اور اخلاق
دونون مین برابر ترقی کی۔ ہندؤن کی اس ترقی مین پانسو برس سے زیادہ گذر گئے
اور اول اول مذہب کا تخم رگ وید کے لاتعداد گیتون نے بویا جنکو مختلف شخصون نے
مختلف مقامات مین تصنیف کر کے گایا۔ ان تمام گیتون مین کم و بیش خالق اکبر کے
عشق و عظمت کی بو ہی خوش آتی ہے جو تمام دنیا کا حکمران ہے۔
ہندو مذہب کا پہلا دور اسطرح ختم ہوا اگر خدا کی حمد و ثنا کے گیت گاتے اور عشق
الٰہی کو نظم دلکش مین ظاہر کرنے سے اونکی تسکین نہ ہوئی۔ اس خیال نے رفتہ رفتہ
آرزؤن کا حوصلہ بڑھایا اور اونکے دل مین اس رفیع الشان و وسیع خوبصورت
عالم کے مالک سے قربت حاصل کرنے کی تمنا پیدا کی۔
اکثر غور و فکر کرنے والون نے خدا کی نزدیکی اور عیش ابدی جا حاصل کرنیکو وسائل
دریافت کرنے مین بڑی دماغ سوزیان کین۔ اوسوقت منزل مقصود پر پہونچنے کے لئے
دو فریقون نے دو مختلف طریقون سے کوششین کین ایک فریق نے بیشمار رسوم مذہبی
اختراع کر کے بہت سی کتابین تصنیف کین۔ اور کہا کہ اونکی پابندی سے صفائی قلب
حاصل ہو کر نیکی پیدا ہوگی اور بہشت نصیب ہوگی۔ دوسرے فریق نے رسوم مذہبی کی
پروا نہ کی اور ایک دوسرے قسم کی کتابین کہین جنکو مذہبی دنیا مین علم فلسفہ کی ابتدا
کہنی چاہئے لیکن گو ایک گروہ نے درس کتب اور دوسرے نے دماغی اصلاح سے

خداشناسی کی سعی کی - اوران دونون کی کوششین مذہب کے نشو نما اور ترقی
مین دوسرے درجہ سے زیادہ نہین - ان فریقون نے دو قسم کی انشا پردازی
چھوڑی ہے جنمین سے ایک کو برہمنہ - اور دوسرے کو اپنشد کہتے ہین یون
ہندو مذہب کا دوسرا دور ختم اور تیسرا شروع ہوا - یہ زمانہ اہل ہند کی
مذہبی ترقی ہی کے لئے مشہور نہین ہے بلکہ اسمین اونکا تمدن دنیاوی جاہ و ترقی
کے اعلیٰ درجہ پر پہونچا - اونکی حکومت ہمالیہ سے لیکر بحر ہند کے کنارہ تک ہو گئی
اونمین بڑے بڑے طاقتور حکمران ہوے اور اونکی سلطنتون مین اعلیٰ اعلیٰ ترقیان
ہوئین یہی وہ زمانہ تہا جس مین سری کرشن مہاراج نے ظہور فرمایا - اور کلچھتر کے
میدان مین جنگ عظیم ہوئی اسی زمانہ مین لیپک نے ترکت تصنیف کی پنینی نے
صرف و نحو کے رسالہ لکھے پاتنجل نے جوگ کی کتابین تصنیف کین کپل نے سالکھیہ
والون کا فلسفہ لکھا - اسی زمانہ مین برگزیدہ بیاس جی نے ویدون کی تالیف کی
اور والمیکی رامائن لکھی گئی - جسوقت تمام دنیا مین جہل کی تاریکی چہائی ہوئی تھی
ہندوؤن کی قوم مین اعلیٰ تہذیب اور شایستگی اور ترقی کی روشنی پہیلی ہوئی تھی -
مذکورہ بالا اول دورون کے خلاف ہم اس دور کا زمانہ ایک ہزار سال سے
کم شمار نہین کر سکتے - اسکی ابتدا کپل اور دیگر چند فلسفیون کی پیدایش سے ہوئی
اس کا درمیان کلچھتر کی جنگ اور اوسکی انتہا بودہ مذہب کی ترقی کا زمانہ تھا -

چوتھا دور بودہ مذہب کے دوران زمانہ مین گذرا - بالعموم لوگون کا
خیال ہے کہ بودہ بالکل ایک جدا مذہب ہے مگر افسوس - اس سے زیادہ
اور کوئی رائے غلط نہین ہو سکتی - ہم آگے اسبات کے ثابت کرنے کی کوشش

کرینگے کہ گوتم بودہ نے اوسی مذہب کے واعظ دیئے۔ جو سری کرشن نے تعلیم کیا تہا۔

بودہ مذہب کے اقبال کا ستارہ ہند مین ایک ہزار سال سے زیادہ چمکتا رہا اور یہہ ہندوون کی اعلیٰ تہذیب اور تمدن کا زمانہ تہا مگر بودہ مذہب کے آخری زمانہ مین بہت بڑا تغیر اور انقلاب ہوا۔ یعنی ادہر ہندو مذہب نے آہستہ آہستہ وسعت حاصل کر کے طاقت پکڑی اور عظمت پائی اودہر ہندوونکی تہذیب اور شایستگی کو پیرانہ سالی نے گہیر لیا اور اوسمین ضعف آگیا۔

پانچوان دور بڑی روشنی کے زمانہ مین شروع ہوا۔ اور تاریکی مین ختم ہوا اوسکی ابتدا وکراماوت کے عہد سلطنت اور شنکر چارج کی پیدایش کے زمانہ مین ہوئی اور اختتام مسلمان غنیمون کی فتحیابی پر ہوا۔ یہ دور سات سو برس تک قایم رہا جسکے اول دو سو برس تک روشنی کا زمانہ تہا اور آخری پانسو برس مین سخت تاریکی رہی۔ اس دور کو پورانیک زمانہ کہتے ہین اس زمانہ مین بیشمار پران اس غرض سے لکہے گئے کہ ہندو مذہب کا اثر بنی آدم کے دلون پر بخوبی پڑے مگر کوئی عمدہ نتیجہ نہ نکلا کیونکہ ہندوونکی تہذیب روحانی عظمت وشان سے گر گئی۔ اور اوسکی روشنی کے مطلع پر تاریکی کی گہنگہور گہٹائین چہا گیئن۔ چہٹا دور ہندوستان مین اسلامیہ سلطنت کا زمانہ تہا۔

اس زمانہ مین بہی علمائے دین کا ظہور ہوا۔ رشی اور سنت پیدا ہوے اور ہندو مذہب کی روشنی پہیلانے کے لئے جو جہل کی تاریکی سے ماند ہوئی جاتی تہی کچہہ کوششین کی گیئن۔ گو اس مذہب کا خاتمہ ہو چکا تہا اور ہندوون کی فضیلت وقومیت

اور عظمت جاتی رہی تھی تاہم غاصب نے مانہ کی دست برد اور جبر و تعدی سہا او سکا سر نہ جھکا۔

از صفحہ ۱۱۵

سری کرشن فرماتے ہین کہ ہمین خدا پر پورا بھروسہ کرنا چاہیئے۔ اس کے ساتھہ ہی وہ ہدایت کرتے ہین کہ ہمکو خدا کی پرستش شکل نمایان مین کرنی چاہیئے۔ لہذا قدرت کاملہ یعنے عالم موجودات کو اپنا خدا ماننا چاہیئے۔ خدا نہ سہی تو خدا کی شکل کا ظہور ہی سہی۔

اب دیکھنا چاہیئے کہ بودہ نے اس شمع کو روشن کرنے کے لئے کیا کیا۔ سری کرشن نے فرمایا تھا "خدا پر بھروسہ کرو" صرف یہی ایسا ذریعہ ہے جس سے تمہارا دل فنا ہوسکتا ہے۔ مگر انسان اسکی تعمیل مین مجبور رہے بلکہ اونکے لئے یہ ایک ناممکن امر تھا۔ اسلئے بودہ کو خیال ہوا کہ خدا کی جگہہ اگر کوئی اور شئے قایم کی جاے تو بہتر ہوگا۔ لہذا اونہون نے فرمایا۔ اپنے آپ پر بھروسہ کرو۔ کیا یہی اتحاد ہے بودہ کو دہریہ کہنے کا سبب ہمکو اچھی طرح معلوم ہوسکتا ہے وجہہ یہہ ہے کہ بودہ کا درجہ حاصل ہونے کے بعد گوتم نے پھر کبھی خدا کا نام نہ لیا اور بودہون کو کل دیوتاؤن کے خدا پر فضیلت دی۔ جو خدا وہ خود تھے او سکا ذکر کیون کر کرتے۔

مگر اونہون نے بودہ کے وجود سے کبھی انکار نہین کیا نہ کبھی یہہ کہا کہ بودہ مثل دیگر انسانون اور دیوتاؤن کے ہے۔

اونہون نے خدا کا نام بودہ رکھا تھا جو وہ خود تھے۔ کیا یہ امر ممکن ہو کہ خدا کا

اوتار اپنے آپ کو خدا سے جدا سمجھے۔
سری کرشن نے اپنی تعلیمات مین اپنے آپ کو خدا کہا تھا۔
اونہون نے بہی کبہی دوسرے خدا کا نام نہین لیا جب اونہین خدا کا لفظ کسی جگہہ کہنا ہوتا تہا تو وہ اوس جگہہ واحد متکلم کی ضمیر بولتے تھے۔

از صفحہ ۱۹۵

بودہ مذہب نے آریہ مذہب کی عبادات کو ڈہا دیا۔ بودہ کی پیدایش سے بہت پہلے سری کرشن کی تعلیمات فراموش ہوچکی تہین۔ اور سیدہے سادے مذہب کی جگہہ دنیا مین پیچیدار فلسفے اور ادق الہیات رائج ہوچکے تہے پس مذہب کی گئی ہوئی سادگی کو ازسرنو پیدا کرنے اور مذہبی شمع کی مدہم روشنی تیز کرکے اصول دینی کی تشریح کرنے کے لئے بودہ کا اوتار ہوا مگر افسوس انکے مذہب کا بہی وہی حشر ہوا۔ زمانہ کی رفتار نے اسے بہی گرداب انحطاط مین ڈال دیا اور مرشدانہ تعصب۔ جاہلانہ بدعت کا طوفان اسے بہالے گیا۔
بودہ کی وفات کے بعد ایک ہزار برس کے اندر اندر ہند کے یہ حالت ہوگئی کہ نہ سری کرشن کا مذہب باقی رہا نہ بودہ کا۔
ہندؤن کی تعصبون اور بدعتون نے سر اوٹہایا بودہ مذہب کی عظمت و شان نے اونکو نیچا دکہایا۔ ادہر ہزارون صورتون مین خدا کا ظہور دکہایا گیا۔ ادہر مطلق اوسکا خیال بہلایا گیا ادہر ہمہ اوست کا مسئلہ ذہن مین آیا۔ ادہر دہریہ پن دلون مین سمایا۔ غرض اس حیص بیص مین مذہب کی سادگی ہاتہہ سے جاتی رہی۔

انتخاب از رپورٹ جلسۂ اعظم مذاہب دسمبر ۱۸۹۶ء

از صفحہ ۲۲۲ ۔ سناتن ہندو دہرم مین یہہ ایک عجیب خصوصیت ہے جو دنیا کی اور کسی مذہب مین نہین ہے کہ یہ مذہب کسی شخص یا پیغمبر کے نام پر نہین چلا ہے۔ دنیا کے اور جسقدر مذاہب ہین کسی نہ کسی پیغمبر یا ولیا کے نام سے مشہور ہین۔ کوئی کسیکو اپنے مذہب کا بانی یا رہبر خیال کرتا ہے کوئی کسیکو ایسا سمجہتا ہے۔ لیکن سناتن دہرم ہے کہ کسی کے نام کے ساتہہ اسکو تعلق نہین اور نہ کسی کا چلایا ہوا یہہ ثابت ہوتا ہے۔ اگرچہ بڑے بڑے عالی وقار اوتار اور پیغمبر اس مذہب مین ہوئے ہین جنکی از حد تعظیم اس مذہب مین کی جاتی ہے۔ لیکن وہ اس مذہب کے بانی نہین قرار دیے جاتے۔ بلکہ یہہ مذہب ابدی اور ازلی ہے اور جسقدر اوتار ہندؤن مین مانے جاتے ہین انمین سے کسی ایک کا بہی یہ دعوی نہین ہے اور نہ ہندون کا یہ عقیدہ ہے کہ ان مین سے کوئی سناتن دہرم کا بانی مبانی ہوا ہے اور اس سے پہلے سناتن دہرم نہین تہا ہندؤن مین شری رامچندر جی مہاراج سری کرشن چندر پرماتما وغیرہ کے نام بڑی توقیر اور ادب کے ساتہہ لئے جاتے ہین اور یہ پرماتما کے اوتار تسلیم کئے جاتے ہین۔ لیکن یہ سناتن دہرم ان مین سے بہی کسی ایک کی نام پر مشہور نہین ہے۔ کوئی ہندو یہہ نہین کہے گا کہ یہ اوتار سناتن دہرم کی بانی ہوئے ہین۔ اور ان اوتارون کے ہویدا ہونے سے پہلے سناتن دہرم نہین تہا بلکہ ہندؤن کا یہہ عقیدہ ہے کہ یہہ تمام اوتار وغیرہ دہرم کی رکشا کرنے کے لئے دیگر مذاہب کے لوگ ہندون پر الزام دیتے ہین کہ وہ ۳۳ کروڑ دیوتاؤن کو

۱۳۴۹

پوجھنے والے ہین لیکن اونکو یہ سنکر تعجب ہوگا کہ باوجود تیس کروڑ یا پینتالیس کروڑ دیوتا ہونے کے انکو وہ انکی سی کسی ایک کے نام پر اپنے دہرم کو چلایا ہوا نہین مانتے بلکہ اس دہرم کی بنیاد اوس پرماتما وحدہ لاشریک پر سمجھے ہین کہ جس کے آگے ۔ یہ ۳۳ کروڑ دیوتا ادنی چاکرون کی حیثیت رکھتے ہین۔

از صفحہ ۲۲۶

دہرم کی دس صفات ہین جہان یہہ دس صفات پائے جاوین وہان سمجھو کہ دہرم موجود ہے ۔ اول دہرتی ۔ یعنے استقلال ۔ دوم کہشما یعنے دوسرے کی خطا کو بخش دینا ۔ اور خود طاقتور ہوکر بہی اپنی زیرسایون یا ماتحتون پر ظلم نہ کرنا ۔ سوم دم یعنے اپنے دل کو بہٹکنے نہ دینا ۔ چہارم استی یہ یعنی چوری نہ کرنا پنجم شوچ یعنے پاکیزگی ششم اندریہ نگرہ یعنے تمام اندریون حواس خمسہ کو اپنے قابو مین رکہنا ۔ ہفتم دہی یعنے تمیز عقلی ہشتم ودیا یعنے علمیت ۔ نہم ستیہ یعنے راستبازی اور دہم اکرودہ یعنے غیض وغضب مین نہ آجانا ۔ یہ دس دہرم کے لکشن ہین۔

پس اے حاضرین جلسہ آپ خود انصاف کرسکتے ہین کہ کس طرح صفائی اور انصاف کے ساتہہ دہرم کی تشریح کی گئی ہے کہ جس مین کسی مذہب کو انکار نہین ہوسکتا اسمین نہ کسی مذہب کی رعایت ہے نہ مخالفت بلکہ صاف سیدہا راستہ بتایا گیا ہے کہ جہان ان صفات کے مجموعہ کو دیکھو وہان سمجھہ لو کہ دہرم موجود ہے اس بات کی پروا نکرو کہ یہہ مجموعہ رکہنے والا کس مذہب مین پیدا ہوا اور کسی مذہب پر ایمان لایا یا نہین لایا۔

اور ایک خاص خوبی اس دہرم مین یہہ ہے کہ اعلے سے اعلے ودوان یعنے فاضل اعلے سے اعلے امیر کبیر اور مورکہہ سے مورکہہ ان پڑہ اور غریب سے غریب

گر اسب کے لئے اُپکار کر کے نجات کا راستہ بتایا ہے اسی خیال سے اسمین تین طرح
کے راستے قایم کئے گئے ہین - اول بھگتی یعنے محبت صادق جسے اعتقاد بھی کہسکتے
ہین - دوم اُپاسنا یعنے پرستش اور عبادت سوم گیان یعنے حقیقت پر پہونچ
جانا اگرچہ تینون کا مدعا ایک ہی ہے اور باریک معنون مین جاکر تینون ایک ہی
ہین لیکن ظاہرا طور پر یہہ راستے الگ الگ مختلف قسم کے لوگون کے لیے رکھے
گئے ہین کہ کوئی اس انمول رتن یعنے آخرت کے سدہارنے سے محروم نہ رہجاوے کہ
اگر کوئی شخص عالم فاضل نہین ہے اور ان پڑہ ہے اور دولت بھی ندارد ہے
لیکن خدا کا متلاشی ہے اُس کے لئے بھگتی مارگ سب سے آسان طریقہ ہے
اسکے لئے یہ قید نہین ہے کہ پہلے وہ تمام شاسترون اور مذہبی کتب کو پڑہ لے پھر اسکو
کچھہ حاصل ہوگا اسمین تو اوسکی تمام عمر ہی صرف ہو جائیگی اور حصول نجات کا علاج
کب کریگا - ایسے لوگون کے لئے بھگتی کا راستہ قایم کیا ہے - کیا معنی کہ اس
خداوند تعالیٰ کی یاد مین محو ہو جاوین اور اس محبت مین ایسی لین ہو جاوین کہ اُنکو
ہمیشہ وُہی اپنے پاس معلوم ہو - اگر بغیر کچھہ حاصل کئے بھی وہ اعلیٰ درجہ کی بھگتی کر
ساتھہ مالا یا تسبیح ہاتھہ مین لیکر رام نام کا یا معبود حقیقی کے کسی نام جَپ کرتے ہین
اور اسطرح خدا کی یاد مین مشغول رہتے ہین اور اس خیال کی محویت مین کسی گناہ کا
خیال اونکے دل مین پیدا نہین ہوتا تو گویا یہی سہل راستہ انکے لئے وہ نیک نتیجہ
پیدا کرنے والا ہے جو اعلےٰ سے اعلےٰ لایق اور فاضل اور امیر کو حاصل ہو سکتا ہے -
ایسی حالت مین کچھہ ضرورت انکے لئے نہین رہی کہ وہ پہلے اپنی عمر کا بڑا حصہ تحصیل علم مین
صرف کرین یا دولت کمانے کی فکر مین سرگردان ہون - ایسے دوسرے درجے کے

لوگون کے لئے اُپاسنا یعنے پرستش اور کرم کانڈ کا طریق ہے جس مین ہر ایک قسم کے
پوجن ہون۔ دان خیرات وغیرہ وغیرہ سب شامل ہے اور اعلیٰ ترین درجہ کے عالمان
کے لئے گیان کانڈ یعنے علم حقیقی موجود ہے جس نے پایان سمندر کی تھاہ لگا لگاتی
جس جس قدر وہ زیادہ عالم اور فاضل باتون کے سمجھنے کے لئے قابل ہونگے ویسا ویسا ہی
وہ اس گیان مارگ کو حاصل کرینگے۔ گیان کا درجہ اوسوقت حاصل ہونا سمجھا
جاتا ہے جب انسان کو اعلیٰ درجہ کی تعلیم ریاضت اور مشاہدہ سے یہہ محسوس ہونے
لگے کہ اس مین اور کسی غیر مین کچھہ فرق نہین ہے اگر وہ کسی سے برائی کرتا ہی تو خود
اپنے ساتھہ کرتا ہے اور کسی سے نیکی کرتا ہے تو خود اپنے ساتھہ کرتا ہے۔ اس بھگتی
اُپاسنا کرم اور گیان کانڈ کی بہت بڑی بھاری اور نہایت دلچسپ تشریح ہماری
شاسترون مین موجود ہے اور بڑے بڑے مفصل گرنتھہ اس دلچسپ تقسیم پر موجود ہین
ایسے مفصل اور عظیم مضمون کا مین ایک شمہ بھی بوجہہ طوالت اور اپنی ہیچمدانی کے
اسوقت بیان نہین کرسکتا۔ یہہ اس قسم کی تقسیم بھی جہانتک میرا خیال ہے دیگر
مذاہب مین نہین پائی جاتی اور ہر ایک کو ایک ہی عقیدہ اور ایک ہی طریق
کے عمل پر مجبور کیا جاتا ہے۔ چاہے اسکی سمجھہ مین آوے یا نہ آوے۔

ہشتم اس سناتن دھرم مین نشکام اُپاسنا کا وہ مسئلہ ہے کہ جو اور کسی مذہب مین
پایا نہین جاتا نشکام اُپاسنا کے معنے ہین وہ پرستش جو کسی فائدہ کی خواہش سے
نہ کی جاوے اور اوسکا اجر حاصل کرنے کی آرزو بھی دل مین پیدا نہو۔ دیگر مذاہب کی
عموماً یہ خیال ہے کہ خدا کی بندگی کرو دولت ملیگی حشمت ملیگی بہشت ملیگی حورین
ملین گی۔ وغیرہ وغیرہ۔ لیکن سناتن دھرم اس قسم کی خواہش کو دل مین رکھکر جو

اُپاسنا یعنی پرستش کیجاوے اسکو ادنے درجہ دیا گیا ہے۔ سناتن دہرم مین ہدایت ہے کہ جو بندگی یا پرستش کرد اوسکا اجر پانے کے خیال کو دل سے نکالڈالو اگر اجر پانے کی خواہش رہیگی تو بیشک بہشت یا سورگ وغیرہ تو ضرور حاصل ہوگا لیکن نجات کے سامنے یہہ بات نہایت ادنے تعلیم کی ہے جب تک خواہش اجر پانے کی رہتی ہے تب تک خدا کا اصلی دیدار حاصل نہوگا یہہ بڑا اعلیٰ درجہ کا اڈیل سناتن دہرم مین ہے جو یہ سکھاتا ہے کہ جو کوئی نیک کام کرد اوس کے اجر کے امیدوار نہ رہکر اوس کا پہل بہی اوسی رب العالمین کی بارگاہ مین ارپن کرو جیسا کہ کسی نیک کام کے انجام کے لئے کیا کرتے ہین۔ خدا کے ساتہہ تجارت کے اصول پر پرستش نہ کرو کہ ہم اوسکی عبادت کرتے ہین اسلئے وہ ہمین فلان راحت دیوے۔ سناتن دہرم کے اعلیٰ اصول کے مطابق یہہ عبادت نہین ہے بلکہ تجارت ہے کہ کچہہ چیز دینا اور اوسکا معاوضہ کوئی اوس سے زیادہ قیمت کی چیز کی خواہش رکہنا سچی عبادت وہی ہے اور سچی خدمت وہی ہے جو بلا خیال معاوضہ کے کی جاوے اگر معاوضہ کی خواہش دل مین بنی رہی تو سچی خدمت کیسی ہوسکتی ہی عام دنیاوی نظر سے بہی دیکہا جاوے تو نہایت اعلیٰ درجہ کی قابل قدر خدمت وہی شمار ہوتی ہے جو بلا خیال معاوضہ کے کی جاوے۔ ایسی صورت مین مالک کو خود فکر پیدا ہوتی ہے کہ وہ کیا معاوضہ دیوے اگر کوئی معاوضہ دیا جاوے اگر اوس کے لینے سے بہی خادم انکار کا اصرار کرے تو لاچار مخدوم خادم کو خاص اپنا ہی بنا لیتا ہے اور جب خادم مخدوم کے ساتہہ ایک ہوگیا تو پہر اوسکو کس امر کی پرواہ رہی۔ اس نشکام اُپاسنا یعنے عبادت بلا خیال

معاوضہ کا اپدیش اور کسی مذہب مین اسطرح پر نہین ہے جیساکہ سناتن دہرم مین ہے اور اس اپدیش کو ایسی وضاحت کے ساتھہ لکھا ہے کہ جسکی خوبصورتی کے ساتھہ کسی اور مذہب کا بیان برابری نہین کرسکتا۔ اس نشکام اُپاسنا کا حال سننے کا اگر کسی صاحب کو شوق ہو تو وہ سناتن دہرم کے کسی وِدوان پنڈت سے جاکر سننے۔ اس مختصر وقت مین کہان تک بیان ہوسکتا ہے۔ مین فقط مختصر روایت سناکر اس مد کو ختم کرتا ہون۔

سری رامائن مین کہتا ہے کہ جب سری رام چندرجی کو بن باس ہوا اور وہ جنگل مین جانے کے لئے ندی کے کنارہ پر آئے تو ملاح نے بڑی بھگتی اور انکساری سے کشتی بڑہاکر انکو پار کیا جب دوسرے کنارہ پر سری رامچندرجی جا اُترے تو ملاح کو سری سیتا ماتا کی انگوٹھی اتار کر دینے لگے اور کہنے لگے کہ اگرچہ یہہ معاوضہ تھوڑا ہے لیکن ہمارے پاس اسوقت کیا ہے جو دیکین۔ ملاح نے ہاتھہ باندہکر کہا کہ رہنے دیجئے مہاراج۔ مین نے تجارت کے خیال سے آپکی سیوا نہین کی تجارت کرنے یعنی معاوضہ چاہنے کی اور بہت سی جگہین ہین مینے تو آپکے ساتھہ کوئی بیاپار نہین کیا کہ آپسے معاوضہ چاہون مین نے تو جو کچھہ کیا ہے نشکام سیوا کی ہے اگرچہ کوئی معاوضہ آپ اسکا دینا چاہتے ہین اور تجارت کرنا چاہتے ہین تو اسطرح کرین جسطرح کہ مین نے آپ کو اس ندی کے پار اُتارا ہے اسیطرح آپ مجھکو اس سنسار روپی سمندر یعنی بھوساگر سے صحیح سالم پار اُتار دیجئے۔

نہم۔ ایک خاص مذہب کا یہہ دعویٰ ہے کہ انکے یہان جو یہہ قول ہے کہ دوسرے کے ساتھہ ایسا سلوک کرو جو تم چاہتے ہو کہ دوسرا تمہارے ساتھہ کرے۔ یہہ گولڈن رول

یعنی آب زر سے لکھنے کے قابل قاعدہ یا اصول دنیا کے کسی اور مذہب مین نہین ہے اور یہہ خاص ایک ہی مذہب کی میراث ہے اور انکی رہی خداوند نے اوسکو مذہبی یا آسمانی کتاب مین بیان کیا ہے۔ مین جرأت کے ساتہہ اس امر کا اظہار کرتا ہون کہ مذہب ہذا کے پیروان کو سناتن دہرم کا کچھہ بھی حال معلوم نہین ہے نہ اونہون نے اس معاملہ مین کبھی تحقیقات کی تکلیف گوارا کی ہے ورنہ اونکو ثابت ہو جاتا کہ اس قسم کے سنہرے اصول بلکہ اس سے بڑہ کر ہیرون اور جواہرات مین جڑے جانے کے قابل اصول سناتن دہرم مین بہت سے ہین اور اتنی تحقیقات مختلف صفات کے متعلق کی گئی ہے کہ ابہی اوس تک پہونچنے کے لئے ایک بڑی محنت اور مطالعہ درکار ہوگا باوجود یورپین۔ امریکن اور کرسچین ہونے کے جن اصحاب انصاف پسند نے اس سناتن دہرم کے مطالعہ مین اپنا وقت صرف کیا ہے وہ تسلیم کرتے ہین کہ سب سے اول یہہ اصول جسپر مذہب عیسوی کو ناز ہے سناتن دہرم ہی کے لٹریچر مین پایا جاتا ہے اور اسکے بعد دیگر مذہب مین منتقل ہوا۔

سنسکرت شاسترون مین لکھا ہے یعنے سب دہرمون کا خلاصہ یہہ ہے اسکو سنکر ہمیشہ دل مین قایم رکھو کہ تم کو اورون کے ساتہہ وہ کام نہین کرنا چاہئے جو تم کو خود اپنی نسبت برا معلوم ہوتا ہے۔

مہابھارت مین لکھا ہے کہ اصل دیکھنے والا یعنے آنکھین رکھنے والا جو اپنے موافق اورون کو دیکھتا ہے جو شخص سکھہ اور دکھہ کے متعلق غیرون کو ویسا سلوک دوسرے کے ساتہہ نہین کرنا چاہئے۔ وہی یوگی ہے پھر کہا ہے۔

آدمی کو چاہئے کہ اگر دشمن بھی اپنے گھر آجاوے تو اوسکی خاطر تواضع کرے جیسے درخت اوس شخص کو بھی جو اوسے کاٹنا چاہتا ہے اپنے سایہ سے محروم نہین کرتا۔ غرض کہ ایسے سیکڑون اقوال سناتن دھرم کی پشتکون مین ملینگے جنسے مندرجہ بالا گولڈن رول۔ (جسپر غیر مذہب کو ناز ہے کہ فقط اُ؟) مذہب مین پایا جاتا ہے) سے بڑھکر تعلیم پائی جاتی ہے۔

پس یہہ کسیطرح سے ممکن نہین ہے کہ اس سناتن دھرم سے فضیلت مین بڑھکر کوئی اور دھرم دنیا کے پردہ پر مل سکے۔

دہم۔ یہہ خاص فضیلت اسی دھرم مین موجود پائی جاتی ہے کہ جس صورت مین دیگر مذاہب کو سائنس اور علمی ترقی سے خوف ہے سناتن دھرم کو اسکی ترقی مین خوشی ہے۔ خلاف اس کے سناتن دھرم کو اگر خوف ہو تو جہالت اور تاریکی سے ہے۔

انتخاب متعلق مذہب قدیم آریا

از کتاب رومیش چندردت باب چہارم صفحہ ۲۶

ہندو مذہب اگلے زمانے یعنے وید کے زمانہ مین صرف قدرت کے مظاہر کی پرستش تھی جس کی انتہا خالق قدرت تک پہونچی تھی۔

رگ وید مین بیشتر نظم قدرتی مناظر کی مدح مین ہین۔ اور یہی دیوتا اونکی مرادات کے مرجع تھے۔

۱۔ اندر بارش کا دیوتا۔

۲ - ورونا انصاف کا دیوتا۔

۳ - پوشن وشنو سورج کا دیوتا یا آسمان کا دیوتا۔

۴ - اگنی آتش کا دیوتا۔

۵ - وایو۔ہوا۔ طوفان کا دیوتا۔

۶ - یاما - یامی۔ صبح شام کا دیوتا۔

۷ - سرسوتی - دریا کا دیوتا۔

ان دیوتاؤن کی الگ الگ پرستش ہوتی تھی - اور بعض نمازون مین رگ وید کی یہہ بھی پایا جاتا ہے کہ یہہ سب دیوتا خدائی بزرگ کے قدرت کے آثار مین -

۱ - خدائے واحد نے جب اپنی خدائی پر نظر ڈالی تو اوسکے عکس سے آسمان و زمین پانی کی شکل مین نمودار ہوے اور جب دور تک یہہ چیزین پھیل گئین تو اونکی حدین قایم ہوئین -

۲ - خالق کائنات سب سے بڑا ہے۔ اوس نے سب کو پیدا کیا - اور سب کو تہامے ہوے ہے۔ وہ سب سے برتر ہے اور سب کو دیکھتا ہے وہ ساتون رشی کی جگہہ سے بھی پرے ہے -

۳ - اوسی نے سب کو حیات بخشی - وہی سب کا خالق ہے۔ وہ کائنات سے واقف ہے - وہ ایک ہے - اگرچہ اوس مین بہت سے دیوتاؤن کے نام داخل ہین - تمام ذی روح اوسکے جاننے کی خواہش رکہتے ہین -

(رگ وید - وس - ۸۲)

از صفحہ ۱۵۳ - ہم نے دوسری جگہہ یہہ ظاہر کیا ہے کہ جس زمانہ مین بودہ مذہب

پہیلتا جاتا تہا اوسوقت ہندو مذہب مین بہی ایک قسم کا انقلاب پیدا ہوگیا تہا
آخر زمانہ کے بودہ مذہب کو دیکہکر ہندوون نے اوس مذہب کی بت پرستی اپنے
ہان داخل کرلی تہی - یہہ بت پرستی قدیمی زمانہ مین نہ تہی - بودہ مذہب کی دیکہا
دیکہی ہندوون نے کثرت سے شوالہ بنائے - قدیم زمانہ مین ان لوگون مین
شوالہ نہ تہے - ہندوون کے تیوہار بودہ سے کہین بڑہ گئے تہے - تیرتہہ جاترا
کا دستور جو خاص کر بودہ مذہب مین بادشاہ اسوکہا کے زمانہ سے جاری تہا
ہندوون نے اوسکو اختیار کرلیا - اور ہندو معابد جابجا جاری ہوگئے اور لاکہون
مرد اور عورتین ہر سال وہان جاتی تہین مثل بودہ مذہب کے ہندوون نے بہی اپنے یہان
تثلیث داخل کرلی تہی اور برہما بشنو شب کی پوجا کرنے لگے - اور قدیم زمانہ کے ہندو
مذہب مین تغیر عظیم پیدا ہوگیا - اسلئے ضرور ہوا - کہ وید کے زمانہ کے ہندو مذہب اور مابعد کے
زمانہ کے پران کے مذہب مین جو فرق پیدا ہوگیا وہ ظاہر کیا جاوے - ان دونون طریقون کے
اصول مین کم اختلاف ہوا دونون مین خدا کا وجود مسلم تہا اور دونون مین یہ روایت تہی
کہ تمام مخلوقات اوسی کی پیدا کی ہوئی ہے اور بالآخر اوسی مین معدوم ہوجائیگی - دونون
جزا اور سزا کو تسلیم کرتے تہے - اس قسم کے اصول کی پابندی صرف پنڈتون مین تہی - اور
عام لوگ پابند ظاہری رسومات کے تہے -

وید کے زمانہ کے ہندو قدرتی ظہور کی پرستش کرتے تہے - اندر - ورنا - اگنی - سوریا اونکے معبود تہے
اور پران والے ہندو - برہما بشنو شیو کی پرستش کرتے تہے وید کے زمانہ کے ہندو اپنے گہرونمین
قربانیان کرتے تہے اور پرانے عہد کے ہندو بتون کی پرستش شوالون مین کرتے تہے اور جاترا کو
جاتے تہے - اس انقلاب کے پیدا ہوجانے سے بودہ مذہب کو ہندو مذہب نے دبالیا -

اس نئے ہندو مذہب کی بنیاد اٹھارہ پران ہین جو بکرماجیت کے عہد سے اسلام کے عہد تک
تصنیف ہوتے رہے

بودہ مذہب کے ابتدائی فروغ کا باعث یہ ہوا کہ آریا قوم کے لوگ سدرون کے میل جول سے بچتے رہتے تھے اور بودہ مین ذات کی پابندی کچھہ نہ تھی اور عوام الناس کی طبیعت کے موافق بت پرستی۔ جاترا۔ اور معابد۔ اور میلہ دھوم دھام سے جاری ہوگئے تھے اسلئے بودہ مذہب ہند کا عام مذہب ہوگیا اور جب آریا قوم نے بودہ کے مراسم بت پرستی۔ جاترا۔ شوالہ بنانے اور میلہ قایم کرکے اپنے یہان داخل کرلئے تو بودہ مذہب کا زوال ہوگیا۔ پرانون اور نئے دہرم شاستر ونکو مرکز قرار دینے کے لئے ویدکو رشئون کے نام سے منسوب کردیا۔ نوٹ صفحہ ۱۵۶-

نمبر ۵
میکسکو

ازٹیک قوم جسنے میکسکو فتح کیا ان مین خیال تہا کہ کوئی مالک تمام عالم کا ہے وہ اپنی نماز اُسکی طرف مخاطب ہوکر پڑہتے تھے اور اُسکو حاضر ناظر غیر محسوس سمجھتے تھے اور یہ خیال کرتے تہے کہ وہ اکمل ہے اور پاک ہے اور اسکے زیر سایہ ہم سب آسایش سے رہتے ہین ان لوگونمین اور بہی کثرت سے معبود تہے جنکی حکومت عناصر اور موسم پر تہی اور انکا اعظم مرتبخ میکسکو کا تہا ۲۸ تہوارون کی اس قوم مین کثرت تہی اور انسانکی قربانی بہی جاری تہی ۲۷ جسوقت اہل اسپین اس ملک مین آئے تو اس قوم کی کتابونسے تمام ملک معمور تہا۔ اس قوم کی نقاشی اور دستکاری دیکہکر فاتح کو مسرت ہوئی تہی پہلا آرچ بشپ میکسکو دان جوان ڈی زمرگا ہوا وہ مثل عمر کے اپنا نام باقی رکہا کہ سب نقاشی اور کتابین جابجا سے جمع کرکے ایک بڑا انبار بنایا اور سب کو جلا کر خاک کردیا ہم تمام توہین اور سب برداشت کرسکتے ہین مگر اپنے مذہب کی اہانت نہین

کی تحمل نہین ہوتی ہین۔ اہل اسپین نے قسطنطنیہ کے ظلم و ستم اونکی پر کیا۔ اونکی بادشاہ کو گلیون مین کہچ پہری۔ اونکو وزرا کو بیرحمی سے قتل کیا
مگر اونکی عبادت گاہونکی بربادی نے اونکو دلپر بڑا اثر کیا اور پہر بغاوت کے سامان ہوے۔ ۲۰۴۔ اس قوم مین
نجوم کی بہت پابندی تہی جیسا کہ ایشیا کے اقوام مین تہی (۵۸)

انتخاب از تاریخ تہذیب انسان مصنفہ ریڈل جلد ۲ مختلف صفحات از ۱۵۹ لغایت ۱۶۰

سوا ہی اسکمو۔ اتہابسکاس۔ کے باقی سب اہل امریکا سورج کی پرستش کرتے تہے جہان کاشتکاری نہتی
وہان یہہ پرستش نہتی۔ اور بعض سورج سے اپنا نسب قایم کرتے تہے۔ اہل یورپ کے آنے سے قبل شمالی امریکا
کی قومین دایما سورج کی تعظیم کی وجہہ سے آگ روشن رکہتے تہے۔ بڑے طوفان کا قصہ بہی امریکہ والونمین
رائج ہی۔ وہ قصہ اسطرح سے ہی کہ ایک ساونکل جسکو کردگار کہتے ہین اپنی بہن کے پاس کہڑا ہوا تہا
طوفان کے وقت اوسکی بہن اوس سے جدا ہو گئی اور ایک پہاڑ پر چڑہ گئی تا کہ
وہان سے اوس کہمبہ تہامے رہے جسپر زمین ٹکی ہوئی ہی۔ اور بعض قومین بہائی بہن کے جدا ہونیکا
قصہ اسطرح ذکر کرتی ہین کہ بہن نے وہ گہاس کہالی جو منع تہی اور وہ کہاتے ہی برہنہ ہو گئی
اور بہاگ گئی۔

اہل امریکہ کے اقوال کے بموجب طوفان کے قصہ کی باتین سب پوری ہوئین۔ عقابون نے بادل دیکہکر
طوفانکی آنیکی خبر دی۔ فاختہ نے اول خالی زمین کا پتہ لگایا۔ ایک جگہہ انسان کا جوڑا پہاڑ پر بچ گیا۔ ایک
امریکن نے متنبہ ہوکر جہاز بنایا اور وہ سب بیاوس کا مورث بنگیا۔ بیاوس کہتے ہین کہ پیغمبر جو بچ گیا تہا۔
وہ ہمارا جد تہا۔

طوفانکا قصہ لنگانکن تا موریٹنکورگ کا سب سے نرالا ہی۔ یہہ طوفان سزا کے طور پر تہا بوجہہ اسکی سانپ کے
بادشاہ کو قتل کیا تہا۔

اس کی قوم مین مشہور ہی کہ چار قسم کی بربادی انسانکی ہوئی۔ پانی۔ آگ۔ طوفان۔ قحط۔

نمبر ۴

دنیا کے بڑے بڑے مذاہب موجودہ کی کتابون کی کیفیت

قدیم مذاہب دنیا کے جنکا سلسلہ اب باقی نہین رہا اونکی کتابین توکلیتاً ضائع ہوگئین اونکی خدا پرستی اور بت پرستی کے کچھ کچھ کتبہ کھنڈرونسے ملے ہین جس سے اونکے مذہب کا پتہ چلتا ہے۔ موجودہ مذاہب کی کتب سماوی باستثنا اہل اسلام کہ جو سب سے آخری مذہب اہل کتاب کا ہے دست برد زمانہ سے سب پامال ہوتی رہی ہین جو نسخے اب موجود ہین وہ مختلف زبانون مین ترجمہ ہونیکی وجہ سے کچھ کے کچھ ہوگئے ہین۔

مذہب اہل کتاب کا سلسلہ یہ ہے۔

۱۔ یہودی۔ توریت۔

۲۔ زردشتی۔ ژندواوستا۔

۳۔ عیسائی۔ انجیل۔

۴۔ مسلمان۔ قرآن۔

اسلامی مورخ حضرت موسیٰؑ کا زمانہ حضرت عیسیٰؑ سے بارہ سو برس پہلے قرار دیتے ہین اور یورپین مورخ تیرہ سو اور پندرہ سو برس پہلے بتاتے ہین اور توریت موجودہ کی بابت کہتے ہین کہ ۳۹۸ برس قبل عیسیٰؑ کے عزیر پیغمبر نے از سر نو ترتیب دیا ہے۔

(ملاحظہ ہو کتاب عذرا نبی باب ۲ آیہ ۱۴۔) اوسنے پانچ دوسرے اشخاص کو ساتھ لیکر

توریت کی پہلی پانچ کتابون کو چالیس روز کے اندر لکھا۔ وہ کہتا ہی کہ جب یہودی بابل مین قید تھے تو اونکی مقدس کتابین جلادی گئین۔ اسکے بعد عذرا نے توریت کو لکھ جانے کی مفصل کیفیت بیان کی ہے۔ (معرکۂ مذہب و علم مصنفہ ڈریپر ترجمہ صفحہ ۱۲۱)

زردشتی مذہب کی کتاب ژند اوستا سکندر نے جب اصطخر مین آگ لگائی اوسوقت جلگئی اور سنہ ۲۲۶ع مین اردشیر نے ازسرنو مرتب کرایا۔ زردشت کا زمانہ بعض محققین نے ساتسو برس قبل عیسیٰ کے دریافت کیا ہی۔ اس حساب سی نوسو برس بعد زردشت کی یہ کتاب پھر مدون ہوئی عیسائی مذہب کی اصل کتاب توریت ہی اور حضرت عیسیٰ کے حواریون نے اونکی وفات کے بعد انجیل اونکے حالات کے متعلق بنائی۔ فار لانگ نے انجیل موجودہ کا زمانہ سنہ ۱۵۰ع ظاہر کرتے ہین مذہب اہل کتاب مین صرف اسلام کو یہ فخر حاصل ہی کہ اوسکی کتاب اپنی اصلی حالت مین اسوقت تک ہے۔

اسکے محفوظ رہنے کا اصلی سبب یہ ہی کہ یہ کتاب تیئیس سال کے عرصہ مین تھوڑا تھوڑا کرکے نازل ہوئی اور جو حصہ نازل ہوتا تھا تو بعد اختتام وحی اسیوقت سنا دیا جاتا تھا اور وہ حفظ کیا جاتا تھا وحی کی کیفیت پیدا ہونیکے وقت مسلمانونکا ہجوم ہوجاتا تھا اور جسکو اوسکے سننے کا شوق ہوتا تھا وہ اسیوقت سنکر حفظ کرلیتے تھے اور ہر مسلمان اوسکو دریافت کرتا تھا پھر ایک دوسرے سے مقابلہ کرتی تھے اور خود حضرت سے تصدیق کرتے تھے اور غیر مسلمانونکے سنانے مین وہ اچھی طرح سے یاد رکھتے تھے چونکہ قوم جاہل تھی اسلئے قوت حافظہ بڑھی ہوئی تھی۔ تھوڑے عرصہ بعد کاتب وحی مقرر ہونے لگے اور اسطرح ضبط تحریر مین آگیا حضرت کی وفات کے بعد دوسرے سال قرآن بہ ہیئت خلیفہ اول کے عہد مین مرتب ہوگیا تھا خلیفہ ثالث کے عہد مین بوجہ اختلاف قرأت پھر لکھا گیا موجودہ قرآن خلیفہ ثالث کے عہد کا ہی مسلمان

قرآن کو عربی زبان مین پڑہنا اور حفظ کرنا باعث ثواب سمجہتے تہے اسلیے ترجمہ قرآن کی بجا قرآن کے مستعمل نہین ہوئی اور اسوجہ سے اختلاف معنون مین نہین ہوا۔ صرف ہندوستان مین ڈیڑہ ڈہائی سو برس سے ترجمہ حال المتن کا رواج ہوا ہے۔

آریہ اور بودہ۔ دو بڑے مذہب موجودہ باقی رہے ہے۔

آریہ اپنی کتاب وید کی بابت یہہ ادعا نہین کرتے کہ کسی ایک بزرگ کے زمانہ مین یہ مرتب ہوئی

مختلف رشیون نے وید کی نظم بنائی اور وہ بذریعہ حفظ یاد رہی۔ اوس کے چار حصون مین تقسیم ہونے کی وجہہ یہ ہے۔

کل نظم کو رگ وید کہتے ہین۔ اور تفریق کی یہ وجہہ ہوئی۔

اول جو نظم قربانی کے وقت پڑہتے تہے اونکو یکجا کرکے رگ وید کہنے لگے۔

دویم وہ نظم جو راگ مین گائی جاتی تہی اوسے سام وید موسوم کیا۔ سویم جو خاص پوجاری کے قربانیون کے متعلق تہے اونکا نام یاجر وید رکہا۔

چہارم سب سے آخر اتہر وید ہے جو بعد کو تصنیف ہوا ہے۔

تفسیر وید

بہت کثرت سے ہین اور اونکو برہمنا کہتے ہین۔ اور اسی دور مین رامائن مہابہارت تصنیف ہوئی ہین۔

ویدانت

اور انہین ویدون سے ایک عجیب وغریب بحث استخراج کرکے۔ آتما پرم آتما (روح شخصی و نفس کائنات) کی تعریف اور تشریح شروع کی اور فلسفہ روحانیات کی

بنیاد پڑی - اسکا نام اوپنشد رکہا اور اسی کے مقابل سانکہیہ کا فلسفہ ہے جو سات سو برس قبل عیسی جاری ہوا - جو سوائے حس اور ادراک کچھہ قبول نہ کرتا تہا۔ اور اسی بنیاد پر بودہ مذہب ہوا -

تفسیر اوپنشد

انکا نام پوران ہے اور انکی تعداد اٹھارہ ہے انکا زمانہ سنہ لغایت سنہ ۶ ہر وہی وید کے زمانہ کے دیوتا۔

(۱) اندرا - ورونا - (۲) اگنی سوریا

ایک کو خالق کر اوصاف - پیدایش - پرورش اور وفات کو برہما - وشنو - شیو - قرار دیا -

ہندو علم ادب اوپنشد اور سانکہیہ فلسفہ سے دو قدیم مذہب کیطرف رجعت ہونا پایا جاتا ہے - اوپنشد سے یزدان پرستی اور تصوف زردشتی کا تازہ ہوا جس کا سرمایہ وید مین تھا سانکہیہ فلسفی سے قدیم چینی مذہب کی تحریک ہوی اور حس اور ادراک سے باہر جانا پسند نہ کیا اور اوسمین تقدس پیدا کیا پھر دونون بت پرستی مین آلودہ ہوے -

رگ وید کا زمانہ بقول دت ۱۴۰۰ سے ۲۰۰۰ برس کا ہے اور فارلانگ اپنی کتاب مذہب مین ۱۲۰۰ سے ۹۰۰ برس لکہتا ہے اور میکس میولر تصنیف کے زمانہ کو کہانڈ اعہد کہتے ہین اس کی مدت ہزار برس ق - ع لکھتے ہین - چونکہ سب مورخ آریہ کے متفرق ہونیکا زمانہ دو ہزار برس ق ع لکھتے ہین - اسلئے وید کا زمانہ پندرہ سو برس ق ع قرار پانا زیادہ مناسب ہے اور اوسکا زمانہ ضبط کتابت مین آنا ثابت نہین ہوتا - طریقہ کتابت ہند مین چھہ سات سو برس قبل عیسی کے جاری ہوا ہے - اب بدھ مذہب باقی رہا ہے اس مذہب کی کتاب ترپی ٹک ہے - یہ کتاب عہد اسوکا مین مرتب ہوی اسکا زمانہ تیسری صدی ق ع ہے -

حصہ دوم

نمبر ۵

بڑے بڑے مذاہب کی تقسیم بلحاظ عقیدت کے حصہ پر ہوسکتی ہے

ایشیائی مذاہب کی تفصیل پہلے ہوچکی ہے - مگر عقیدت کے لحاظ سے انکی تفریق موجودہ حالت مین کرنا بہت دشوار ہے - کیونکہ ہر بڑے مذہب مین بوجہ امتداد زمانہ اصول مین رائین مختلف ہوجاتی ہین اور فروع بہت سے اضافہ ہوجاتے ہین اس سبب سے فرقے متعدد ہوجاتے ہین اور اعتقادات فرقون مین منتشر ہوجاتے ہین - اور اجتماع ضدین کا ہوجاتا ہے اسلئے معتقدات متحد نہین ہوسکتے - اور نہ کوئی تقسیم صحیح ہوسکتی ہے -

میکس میولر جو بڑے محقق مذاہب کے خیال کئے جاتے ہین اونہون نے مذاہب کی تین قسمین قرار دی ہین - انکی تقسیم یہہ ہے -

۱ - مذہب وحدانیت

۲ - مذہب تقابل -

۳ - مذہب تعدد معبود

اس تقسیم کے ساتھہ ہر قسم کے لئے جداگانہ تعریفات ہونے ضرور ہین تاکہ اوس سے ہر ایک کا اندازہ ہوسکے محض نام رکھدینا کافی نہین ہے -

مثلاً عیسائی مذہب کے رہبر کے اقوال مین توحید نہایت صاف اور

وضاحت کے ساتھہ ہے - مگر بعد کو تثلیث جائز کر کے توحید کی توسیع کی گئی ہے - اور ایسی توسیع دیگر مذاہب وحدانیت مین پائی نہین جاتی - پس کسطرح سے وحدانیت کا لفظ اون دونون پر صادق آئیگا توحید بہی ہے اور توسیع بہی ہے -

مذہب تقابل جسکا نام رکہا ہے اوس سے صرف ایک ہی مذہب زردشتی مراد ہوسکتا ہے - اور حقیقت مین اوس مذہب مین بہی تقابل نہین ہے - یزدان - اہرمن - جنکے تقابل سے تاویل کیجاتی ہے یہ رموز ہین اور انکے تشریح حصہ اول مین ہوچکی ہے - واقعی تقابل کچہہ بہی نہین ہے اسلئے یہ تعریف کسی پر صادق نہین آسکتی -

یہی نقص تیسری قسم تعدد معبودین ہے - زردشتی مذہب مین رب النوع معین ہین جو ایک سے زائد ہین - اور ان رب النوع کی تعظیم وتکریم اور عبادت ہوتی ہے - اور اس مذہب مین خالص وحدانیت ہے - تو یہہ مذہب نہ وحدانیت مین داخل ہوسکتا ہے اور نہ خارج ہوسکتا ہے -

میرے نزدیک مذاہب کی حقیقت معلوم کرنیکے غرض سے سیدہی سادہی تقسیم خدا پرستی اور بت پرستی کے مناسب ہے -

- - -

نمبر ٦

خدا پرستی کیا ہے ۔ اور اسکا نشو و نما کیسے ہوا ۔

خدا پرستی کے لفظی معنے خدا کا پوجنا یا خدا کی عبادت کرنا ہے ۔ اور اصطلاحی معنے تمام نظام مذہب اہل کتاب ہے ۔ مگر اس مضمون مین حقیقت خدا پرستی اور نظام خدا پرستی دونون پر بحث ہے ۔ اسلئے محض معنے ظاہر کرنا ٹھیک نہین ہے حقیقت خدا پرستی کا انکشاف انسان کی قدرت سے باہر ہے ۔ اور اسکی ظاہری صورت بہی انسان پورے طور سے یہہ نہین بتلا سکتا ہے کہ وہ انسانی معاشرت مین کب داخل ہوئے ۔ کیسے داخل ہوئے ۔ کیون داخل ہوئے تاہم یہہ امور ایسے ہین کہ انپر بحث کرنے سے کچھہ نہ کچھہ حقیقت پر روشنی پڑتی ہے اور خدا پرستی کی ماہیت کہلتی ہے ۔ اسلئے اسیسے آغاز مطلب کیا جاتا ہے ۔

جب سے انسان کی تمدنی حالت کا خاکہ پڑا ہے اوسیوقت سے برابر خدا پرستی انسان مین موجود ہے ۔ اور جان و مال سے زیادہ عزیز رہی ہے بلکہ یہہ کہنا چاہئے کہ انسان جان ۔ اور مال کو اسپر فدا کرتا رہا ہے اور سب سے افضل اسکا درجہ تمدن مین رہا ہے ۔ اگر کوئی انسان اسمین چون و چرا کرے اور وجوہ دریافت کرے کہ کیون جان و مال اسپر فدا کرتے ہین ۔ اور کیون عزیز ہے ۔ اور کیا سبب افضلیت کا ہے ۔ تو کوئی قابل اطمینان جواب عقلی نہ ملیگا ۔ اور روحانی اسباب بہت ظاہر کئے جائینگے مگر زمانہ اونکو نہ قبول کریگا ۔ اگر یہہ سوال کیا جائے کہ خدا پرستے سے کوئی ظاہری نفع پہنچتا ہے اسکا جواب سوائی نفی کے کچھہ نہو گا ۔ اگر کچھہ بتلائینگے تو یہہ بتلائینگے کہ مصیبت اور آفت مین جب انسان مبتلا ہوتا ہے

اور ظاہری اسباب نجات کے نظر نہین آتے تو اس سے دلکا سکون اور اطمینان ہوتا ہے ۔ اگر یہہ پوچھا جائے کہ خدا پرستی کیسے انسان مین آئی ۔ ریا حس و ادراک سے دریافت ہوئی یا کسی دوسر ذریعہ سے تو جواب یہی ہوگا کہ خدا حس و ادراک سے باہر ہے ۔ رسول اور الہام اسکا ذریعہ ہے ۔
پھر رسول کی صحت کا ثبوت دریافت کیا جائے تو جواب یہی ہوگا کہ جس نے انسان کو پیدا کیا ۔ اوسنی انسان کی ہدایت کے لئے رسول بھیجا ۔ مگر یہہ خدا کا بھیجا ہوا رسول ہے ۔ یا کہ مصنوعی ۔ اور فرضی ہے ۔ اسکا امتیاز کیسے ہو اسکا جواب مسکت نہ ملیگا ۔
بالآخر جب یہہ سوال کیا جائے کہ جسکی عبادت کرتے ہو اوسکی تعریف تو بیان کرو تو آخر مذہب (اسلام) کے حوالہ سے تعریف یہ ہوگی ۔

واحد است ۔ نہ بعدد
قادر است ۔ نہ بمدد روح و جان
گویا است ۔ نہ بزبان
شنوا است ۔ نہ بگوش
بینا است ۔ نہ بچشم
عالم است نہ باستدلال
رازق است ۔ نہ باحتیاج
مختار است ۔ در ایجاد
حکیم است ۔ در افعال

ازلی است۔ کہ ابتدا ندارد

ابدی است۔ کہ انتہا ندارد

لاشریک لہ۔ ولاملک الا اللہ۔ موصوف است بہ صفات۔

کمال۔ منزہ از نقصان۔ جسم۔ جوہر۔ عرض۔ کل بعضے۔

نیست صورت۔ حیثیت۔ کیفیت۔ ہبائے ہیئت ندارد و از اصل و فرع

منزہ است۔

ہر خلق آنچہ محتاج اند۔ او محتاج نیست بہیچ وجہ۔ بہ چیزے نماند۔ و نہ چیزے

بوے ماند۔ (فتاوای معدن العلوم)

اسکے بعد اگر یہہ سوال کیاجائے کہ یہ سب کچھ سہی کہ۔

۱۔ تمہارے پاس پرانا ذخیرہ چلا آتا ہے اور ہر قوم مین پایا جاتا ہے

اسلئے یہ قدیم دستور قابل تسلیم ہے۔

۲۔ اور قدیم ہونیکی وجہ سے افضل بھی مان لین۔

۳۔ اور موروثی ہونیکی سبب سے یہ بزرگون کی یادگار ہے۔ اسلئے عزیز سمجھین

۴۔ اور جان سے زیادہ اس باعث سے قدر کرین کہ یہ بے نظیر جوہر قوم مین باقی رہے۔

۵۔ اور چونکہ یہہ موروثی دستور ہے اسلئے بیشک قابل استدلال سمجھین۔

۶۔ اور گو ظاہری نفع نہین ہے مگر یہہ نفع سب سے زیادہ ہے کہ مصیبت کیوقت

اس سے سکون اور اطمینان ہوتا ہے

۷۔ اور یہہ بھی مانا کہ جسکی تم پرستش کرتے ہو وہ لاثانی ہے۔

۸۔ یہہ تو بتلائے کہ ایسے نامعلوم قدرت کیلئے تنہا رہنا کا قول کیسے قبول کیا

آپ ثبوت اسکا سنئے اور اسپر بلا تعصب غور کیجئے -

۱ - مذہب حقیقت مین ایک قانون قدرت ہے جو بنا بنایا انسان کے دل مین انسان سنے دخل کیا - اور باوصف ان مشکلات کے جو اوپر مذکور ہوئین انسان سنے قبول کیا - وحشی - نیم مہذب - مہذب سب اسکے قبول کرنے والے ہین - کیا یہہ ثبوت اسکا نہین ہے کہ نوع انسانی مین اس قسم کی قبولیت کا خاص مادہ ہے اور اسلئے انسان سنے قبول کیا - اور ہزارہا برس سے برابر جاری ہے -

۲ - یہہ مسلم ہے کہ مذہب ایک منقول ہے - اور تاریخ سے یہہ ثابت ہے کہ بروقت شیوع مذہب جدید کے انسان کی اخلاقی اور رُوحانی حالت خراب رہی ہے - اور مذہب کا شایع کرنیوالا شخص واحد ہوا ہے تو ایسی حالت مخالفت مین وہ جماعت کے سامنے کہڑا ہوا اور سعی کرتا رہا بالاخر اوسکا قول جماعت نے قبول کیا تو ایسے شخص مین کیا ایک خاص مادہ کا وجود نہ تسلیم کیا جائے گا -

۳ - مذہب کے رہنماؤن کی زندگی کے حالات سے ثابت ہوتا ہے کہ وہ اسی خاص کام کے لئے پیدا ہوئے تہے اور تمام عمر یہی ایک کام کیا اس سبب سے یہہ قیاس ہوتا ہے کہ انہین خاص مادہ مذہبی تہا -

۴ - صداقت جس پاک دل سے نکلتی ہے وہ ضرور مخالفون کے دلون کو نرم کرتی ہے اور مقبول ہوتی ہے -

۵ - جسطرح دوا کی خوبی ازالۂ مرض سے ثابت ہوتی ہے - اسیطرح رہنما کی صحت

اوسکے قول کی تاثیر اور اصلاح سے ثابت ہوتی ہے۔
۶۔ مذہب بلا معاد ضرور ہے۔ اور یہی اوسکے فطرتی ہونیکی دلیل ہے
۷۔ مذہب کی صحت کا ثبوت رہنما ہے۔ رہنما کی صحت کا ثبوت اوسکے عادات اور افعال ہین اور انکی تاثیر اور نتیجہ ہے۔
ان امور پر غور کرنے سے خدا پرستی کی اصلیت ظاہر ہوتی ہے۔ اور بذریعہ رہنما کے اوسکا شائع ہونا پایا جاتا ہے۔
اور چونکہ رہنما ایسے خاص کام کے لئے مخلوق ہوا تھا اور عام مخلوق مین بھی اوسکی فطرت تھی اسلئے خدا پرستی شائع ہوئی۔
نظام خدا پرستی کے ارکان۔ توحید۔ رسالت۔ اوامر۔ نواہی۔ جزا سزا ہین توحید مرکز مبدا اور معاد کا ہے۔ اور مبدا۔ معاد۔ آغاز اور انجام مخلوق کا ہے اور رسالت ایک قدرتی مشعل ہے جو مبدا اور معاد کی تاریکی دور کرتی ہی اور اسکا نورانی جلوہ دکھاتی ہے یہی نور ظلمت اوامر اور نواہی ہین جنسے مبدا اور معاد کا سلسلہ قائیم ہوتا ہے۔
مبدا۔ معاد۔ کی تلاش اور تحقیقات کا مادہ ہر انسان مین ہے۔ جب کوئی شئے سامنے آتی ہے تو پہلے تحریک یہہ ہوتی ہے کہ یہہ کیا ہے۔
جس سے مقصد آغاز اور انجام کے سمجھنے کا ہوتا ہے۔
اسکا سمجھنا انسان کی سعی پر منحصر ہے۔ اوسنے سعی کی تو اسکو علم ہوا ورنہ جہل کا پردہ پڑا رہا۔
اسے مبدا۔ معاد۔

نور - ظلمت

علم - جہل -

کی رہبری کے لئے رسول متواتر آئے - جب جہل زیادہ ہوگیا اور دنیا تاریک ہونے لگی - اسوقت قدرتی مشعل نمودار ہوئی - اس قدرتی مشعل کی صداقت آگی آنا یہی ہین کہ اگلے بتلا گئے ہین کہ جب جہل پھیلیگا قدرتی مشعل ظاہر ہوگی -

دنیا مین چار سلسلہ بڑے مذاہب کے ہین -

۱ - مذہب اہل کتاب جسکے پیرو یہود - عیسائی - مسلمان ہین -

۲ - مذہب زردشتی جسمین زردشت اور اس سے قبل کے جو رہنما گذری ہین داخل ہین -

۳ - مذہب بودہ - گوتم اور جینی مذہب کے بودہ -

۴ - آریہ - اس مین سلسلہ رہنماؤن کا نہین ہے - مگر اس مذہب کا اصل منبع ایرانی یعنی زردشتی مذہب یا بودہ مذہب فرض کیا جائے تو صرف تین سلسلہ باقی رہتے ہین -

ان سلسلون کے تاریخی واقعات سے یہہ ظاہر نہین ہوتا کہ ایک ہی وقت مین ایک سلسلہ کے علاوہ کسی دوسرے سلسلہ مین رہنما ہوا ہو - نتیجہ یہہ کہ دو مختلف رہنما صادق ایک وقت مین کہین نہین ہوئے تا کہ ترجیح کی ضرورت پڑے - اور بنی آدم مین نزاع پیدا ہو یہہ ایک صورت قانون قاعدہ کی معلوم ہوتی ہے -

دوسرا امر قابل لحاظ یہہ ہے کہ ان سلسلون مین جب کوئی رہنما ظاہر ہوا تو اسنے دوسرے سلسلہ

یا اپنے سلسلہ کی ابتری مذہب کی ظاہر کی اور اسمین اصلاح کی۔ رہنمائے مذہب کی ذات پر اعتراض نہین کیا۔ اس سے بہی قانون قدرت اور رہنما کی صداقت ضمناً ثابت ہوتی ہے۔ اب ان سلسلون کے حالات بیان کئے جاتے ہین جس سے یہہ ثابت ہو کہ ان سب مین جدا جدا اسباب خدا پرستی کے ہین یا نہین۔

اول سلسلہ مذہب اہل کتاب کا ہے۔ اسمین تین مذہب یہود۔ عیسائی۔ اور اہل اسلام ہین۔ اور ان تینون مین امور مشترک یہہ پائے جاتے ہین۔

۱۔ توحید

۲۔ تسلسل رسالت اور کلام الٰہی۔

۳۔ اوامر۔ نواہی۔ جزا۔ سزا۔ اول اور آخر مین تینون امور اپنی اپنی حالت مین موجود ہین دوئم کے مقلدین نے توحید کے تین جز قرار دئے ہین۔ باپ بیٹا۔ روح القدس۔ اسلئے توحید مین تجزی پیدا ہوگئی اور خالق۔ مخلوق کے تعلقات ایک دوسرے مین غائب ہوگئے۔ مگر خود بانی مذہب نے تثلیث کا وعظ نہین کہا۔ اسلئے تینون مذہب کی تینون ارکان ایک سے ظاہر ہوتے ہین۔ جو کچہہ فرق ہے وہ تفسیر مین ہے۔ اور بعض مین اضافہ بہی ہوا ہے۔ ان تینون مذہبون مین جو نظام ہے وہ انسان یا رسول کے حس و ادراک کا پیدا کیا ہوا نہین ہے یہہ وجدانی کیفیت سے ظاہر ہوا ہے۔ اور رسول نے اپنے منصب رسالت کی وجدانی کیفیت سے تصدیق کی ہے اور خالق کا وجود بہی وجدان اور فیضان سے ظاہر کیا ہے

سوائے توحید - رسالت - اوامر - نواہی - کے ایک تیسری صورت تصدیق باہمی کی ہے یعنی رسول مقدم نے اپنے بعد کے آنے والے رسول کی خبر بھی دی۔ اس سلسلہ سے جدا اگانہ دوسرا سلسلہ مذہب وحدانیت زردشتی کا ہے - اوسمین بھی توحید - رسالت - شریعت نیک و بد وجزا سزا ہے - اور تینون ارکان بھی وجدانی کیفیت سے ظاہر ہوتے ہین - مگر اس مذہب مین خدا اور رسول کے درمیان کا واسطہ ملائکہ یا رب النوع کا ہے جو پہلے سلسلہ مذہب وحدانیت سے زائد ہے - زردشت کے الہامون سے معلوم ہوتا ہے کہ زردشت سے رب النوع آگ - پانی - ہوا - وغیرہ سے ملاقات ہوئی - اور انھون نے اپنی اپنی جنس کا محافظ اوسے بنایا - گویا روحانی - اور طبیعی - دونون سلسلہ کا حکمران ہوا - زردشت کی عبادت کے طریقہ سے یہہ ظاہر ہوتا ہے کہ وہ رب النوع کو واسطہ اپنے اور خدا کے درمیان قرار دیتا ہے - زردشت اپنی عبادت کے پہونچانے کا واسطہ رب النوع کے ذریعہ سے کہتا ہے - اور خاصکر آگ قبلہ نماز قرار دیتا ہے - اوس سے التجا کرتا ہے کہ میری عبادت خدا تک پہونچا دے -

اور رفتہ رفتہ اس مذہب مین آگ کو معبودیت کا درجہ حاصل ہوگیا علاوہ آگ کے سیارے بھی قبلہ نما بنائے جاتے تھے - اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ توحید کی صورت اس مذہب مین بالکل بدل گئی - خدا کی عبادت واسطہ سے ہوتی تھی اور بالاخر وہی واسطہ معبود بن گئی یعنی آتش پرستی - کواکب پرستی - جاری ہوگئی زردشتی مین پورا سلسلہ رسالت کا ثابت نہین ہوتا ہے -

مگر مذہب کی قدامت سے یہہ پایا جاتا ہے کہ آخر زردشت جو عہد گستاسپ مین ہوا۔ اور جسکا زمانہ سات سو برس قبل حضرت عیسی کے قرار پایا ہے اوسکے عقائد مذہبی قدیم سے چلے آتے تھے۔ اور بعض مورخون کی راے ہے کہ پہلے بہی اسی نام کے پیغمبر ہوئے ہین۔ اس آخر زردشت نے یہہ بیان کیا ہے کہ مین واسطے تازہ کرنے مذہب مہ آباد کے آیا ہون۔

دو اور بڑے مذہب دنیا کے آریہ۔ اور بودہ۔ باقی رہے۔

انہین دیکہنا ہے کہ خدا پرستی کی کیا صورت ہے۔

آریہ مذہب مین توحید کا تذکرہ قریب قریب مذہب وحدانیت کے ہے۔ ایک مسلمان مورخ ابوریحان بیرونی ہنود کی بابت یہہ لکہتا ہے اہل علم اوس ذات کو خدا کہتے ہین جو ازلی ہے۔ ابدی ہے۔ اپنے فعل کا خود مختار ہے۔ قادر ہے۔ حکیم ہے۔ خالق ہے۔ حی ہے۔ یکتا ہے عالم کا انتظام اوسی کے ہاتہہ مین ہے اوسکے ملک مین کوئی اوسکا شریک نہین نہ کوئی اوسکا مخالف ہے۔ نہ ہمسر ہے۔ نہ وہ کسی کے مشابہ ہے۔ نہ اوسکو کوئی مشابہ ہے۔ چنانچہ اسکی تصدیق کتاب پاتنجل سے ہوتی ہے۔ یہ ذکر توحید کا الہامی ذریعہ سے نہین ہے۔ اس مذہب کی اصل کتاب وید ہے۔ وید کسی ایک رہنما کا کلام نہین ہے۔ اوس مین مختلف رشیون (علماے مقدس) کے اقوال ہین۔ شریعت اس قوم کی شاستر ہے۔ وہ بہی دیگر بزرگون کی تصنیف ہے۔

کرشن جو اس قوم کے رہنما ہین وہ کسی شریعت کے بانی نہین ہین اونہون نے

گیتا مین حقیقت کے رموز اور معارف بیان کئے ہین وہ دنیاوی زندگی کے لئے کار آمد نہین۔

۱۸۹۶ء مین بمقام لاہور جو جلسہ مختلف مذاہب کا ہوا تہا اُسوقت پنڈت گوپی ناتہہ صاحب سکرٹری سناتہن دہرم نے اپنی لکچر مین آریہ مذہب کی بابت یہہ بیان کیا تہا۔ سناتہن دہرم مین یہہ عجب خصوصیت ہے جو دنیا کے کسی اور مذہب مین نہین ہے کہ یہہ مذہب کسی شخص یا پیغمبر کے نام پر نہین چلا ہے۔ اِس مذہب مین خدا پرستی کا اعتقاد پایا جاتا ہے۔ مگر یہہ ثابت نہین ہوتا کہ رسول کے ذریعہ سے یہ اعتقاد قایم ہوا اور نہ بہشت خدا کا مقام ہے۔ اور نہ قبلہ نماز ہے۔ بوجہ آرین ہونے کے یہہ مذہب زردشتی مین داخل ہونا چاہیئے۔ یا بودہ کے سلسلہ مین آنا چاہیئے جداگانہ سلسلہ اِس مین ثابت نہین ہوتا۔

بودہ مذہب مین ظاہرا خدا پرستی نہین ہے۔ یہانتک کہ خدا کا نام تک نہین ہے مگر باطناً اِس مذہب کا اصول ہمہ اوست کا ہے چونکہ انسانی عقل نامعلوم قدرت کا احاطہ نہین کرسکتی۔ اسلئے ظاہر خدا کی بحث مذہب سے خارج کی۔ نروان جو اصل مدعا اور غایت اِس مذہب کی ہے وہ بہشت ہو اور اصل مقصود خدا ہے۔ اور تصور و اعمال نیک ذریعہ نروان کا ہے۔ اور تناسخ دوزخ ہو۔ تناسخ۔ اعمال نیک۔ نروان (بہشت یا نجات ابدی) کا جب تک کوئی مرکز یا معبود نہ قرار دیا جائے تو کوئی مدعا نہین نکل سکتا اِسلئے گوتم نے وہ مرکز بودہ یا عقل کل کا بتلایا ہے جو حقیقت مین خدا ہے۔

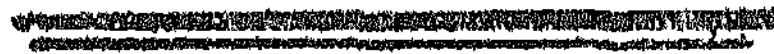
اگر بودہ کو جدا ظاہر کرتا تو اُسکا ثابت کرنا مشکل ہوتا اسلئے اپنے آپ سے

اوسے نسبت دی ۔ اورانالحق کا ادعا کیا۔ اس مذہب مین توحید معدوم رسالت ندارد۔ ان دونون کا ادعا گوتم نے خود کیا۔ تیسرے شریعت وضع کی ہے اوراسکا گوتم بانی ہے۔ البتہ گوتم نے پہلے جین کے تین بودہون کی تصدیق کی ہے۔ سلسلہ مذہب اہل کتاب سے اس تصدیق مین بہی اختلاف ہے اوس مین پہلے رسول آیندہ رسول کی خبر دیتے رہے ہین۔ گوتم نے پہلون کی تصدیق کی ہے۔

ایک علیحدہ شاخ مذہب خداپرستی کی اہل تصوف کا فرقہ ہے۔ یہہ جداگانہ مذہب نہین ہے۔ اسکا پتہ نشان سب بڑے بڑے مذہبون مین پایا جاتا ہے اس فرقہ کے حالات مفصل ہم آیندہ لکھین گے۔ یہہ مقدس گروہ ایسا بے تعصب ہے کہ اسکی نظیر دنیا مین نہین۔ ابتداً صوفی اپنے سلسلہ کے مذہب کی سخت پابندی کرتا ہے اخلاقی حالت کی اصلاح کمال کو پہونچاتا ہے خواہشات نفسانی کا بے انتہا ضبط کرتا ہے۔ تصور اور مراقبہ سے وجدانی حالت کو ترقی دیتا ہے۔ بے خودی طاری ہوتی ہے اور جب خواہشات نفسانی معدوم ہوگئین تو ایک ہی شئی پر اوسکا مرکز خیال ہوتا ہے اوسمین محو ہوتا ہے وہی بے اختیار حالت سکر اور ذوق مین زبان سے نکلتا ہے دنیا مین یہی ایک فرقہ عملاً اپنے وجود کے تصور کو مٹاتا ہے اور جو باقی رہتا ہے وہ دوسرے کا دہیان ہے۔ اور یہی بنیاد وحدت الوجود کی ہے اور رسول کے بعد یہہ گروہ حقیقت کا ماہر ہے۔

خداپرستی کے نظام کے تین سلسلہ ہوے۔ اول اہل کتاب۔ دویم

زردشت جسمین آریہ ہند داخل ہین۔ سوئیم بودہ۔
چوتہا فرقہ اہل تصوف وہ تینون سلسلونکا ضمیمہ ہے۔
ان جملہ سلسلون پر غور کرنے سے یہہ ثابت ہوتا ہے کہ نظام مذاہب خدا پرستی محض واہمہ اور تخیل ہستی ہے۔ نوع انسان مین اسکا عام مادہ ہے اور پیشوایان خاص مادہ ہے جسکی وجہ سے مذہب شائع ہوا۔ اور مخلوق کو فائدہ پہونچا۔



نمبر ۲

بت پرستی کیا ہے اور اسکا نشو ونما کیسے ہوا

بت پرستی ایسا عام مشہور لفظ ہے کہ اسکی تعریف کی چنداں ضرورت نہین جو کچھہ احتیاج ہے وہ اسکی ماہیت اور حقیقت کی بابت ہے۔ تاہم سرسری طور سے اسکی تعریف کرنے سے حقیقت پر روشنی پڑتی ہے۔

لفظ بت ایک دوسری شئے کے نقشہ یا مجسمہ کا نام ہے جو انسان کے خیال کا مرکز اصل شئی کی وجہ سے ہوتا ہے۔ سب سے قدیم بت پرستی کا آغاز کواکب پرستی سے ہونا پایا جاتا ہے۔ مصر۔ کلدانیہ۔ ایران۔ ہند مین کواکب پرستی کا سب سے مقدم پتہ چلتا ہے۔ یہہ معلوم ہوتا ہے کہ ظاہری تاثیرات۔ گرمی سردی۔ نشو نما زراعت۔ اور رنگ آمیزی معدنیات۔ نباتات حیوانات سے نظام علوی (یعنی آسمانی) اور نظام سفلی (یعنی زمینی) کا باہم متاثر ہونا ثابت ہوا اس طبیعی تاثیرات سے دونون نظام روحانی کے تعلقات استنباط کر لئے۔ ایک طرف علم نجوم گردش کواکب کے اثر سے قائم ہوا۔ دوسری طرف کواکب کی پرستش اونکی تاثیر روکنے یا رفع کرنے کے لئے شروع کر دی۔ اور اس پرستش کا نام تسخیر رکھا۔ مضمون ذیل کتاب سر مکتوم تصنیف احمد رازی کا انتخاب موید اس خیال کا ہے۔

بدانکہ طلسم علمی است بہ چگونگی آمیختن قوای فاعلیہ سماویہ بہ قوائے منفعلہ عنصریہ بواسطہ توانا شدن براظہار مخالف عادات یا ملغ آمدن موافق عادات و اثبات قوای فاعلیہ سماویہ بدیہی است۔ در عالم عنصری حوادث است

وحدوث امرے بے وجود۔ سبب وعلت ممکن نیست ۔حکایت میکند که شخصے در ایامے چہل و دو شبانہ روز برج شمس قیام داشت ۔میخواست که نفس خود را قریب شمس گرداند شمس را در خواب دید ادمیگفت ۔ان اللہ غنی عنک وعن غیرک فلا تعذب نفسک ۔

بدانکہ مذہب صابئہ اینست کہ این کواکب زندہ وفاعل وقادر اند۔ ابن وحشیہ میگوید کہ صاحب اربعین را لازم است کہ در ہر صبح اربعین مدح شمس وعطارد بگوید وبرایشان تواضع بکند۔ وبوئی خوش کہ لائق ایشان باشد بکار برد۔ ودر خدمت ایشان جزع فزع بکند۔ ودر تحصیل مقصود از ایشان استعانت طلبید وامام میگوید کہ این منصب تمام میشود مگر توفیق فکر۔

دویم۔ در روح این کواکب تعین۔ شناختن صور براے ارواح فلکیہ ودر برابر خود گذاشتن ہمہ منصوب بہ او شود۔ ودر روحش بہ او تعلق گیرد۔ بعد ازان خیال تابع او شود۔ وہم بطرف او رود وقوی شدہ اثر کند۔ چہ قوی ہر گاہ منطابق شوند بر فعل اقوی میگردند۔

در زمان پیشین بواسطہ ہر غرض وہر مطلبے مثل حب۔ بغض صحت۔ نحوست سعادت۔ اصنام کواکب را ساختہ بعبادت ایشان مشغول میشدند ودیدہ براے ابصار تماثیل میدوختند۔ در زبان ہائے خود را بہ قرات رقمے کہ مشتمل بہ صفات این تماثیل وتاثیرات ایشان جاری میفرمودند۔ سبب آن کہ از ذکر شئی شئی دوبارہ مفہوم میگردد۔ چہ انسان اکثر اوقات بہ زبان میراند مگر وقتی کہ معنے آن شئے در قلب او باشد پس ہرگاہ ازان شئی التفرکند۔

صورت بسمع اور سیدہ نفس فہم یعنی این کلمات میکند۔
اصحاب طلسمات اتفاق کردند کہ ہر صورت کہ در عالم سفلی است نظر او در
فلک بباشد۔ صورت سفلیات مطیع صور علویہ اند۔ بکلوساہ میگوید کہ بعد از ان
کہ در طاعات۔ قربانیات مواظبت نمودم از ہیاکل کواکب امور بسیار در
خواب من روئے داد۔

ان سب مضامین سے ایشیا کی کواکب پرستی کی کچھ کچھ حقیقت کھلتی ہے
تسخیر کی تلاش یورپین مورخون نے کواکب پرستی مین نہین کی مگر تاثیرات
کواکب اور انکا ذی روح ہونا ایشای اقوال کے بموجب ظاہر کیا ہے۔
تاریخ امارس سے چند انتخابات کواکب پرستی کے متعلق یہان درج کئے
جاتے ہین۔

نجوم کا احیاء بابل سے ہوا۔
کواکب پرستی کی بات یہہ خیال ہے کہ ستارے جاندار اور ذی عقل ہین۔
بعضون کا خیال ہے کہ ان مین دیوتاؤنکا مسکن ہے یہہ خیال تمام مشرقی
اقوام مین پہیلا ہوا تہا۔
تاثیرات اور گردش فلکی سے یہہ خیال ہوا کہ ستارون کا اثر دنیا پر ہے اور
اس سبب سے انکی تعظیم اور عبادت ہونے لگی۔ رفتہ رفتہ یہی ستارے قدیم
زمانہ مین شخصی نام سے منسوب ہوئے۔
مثل زحل۔ مریخ۔ عطارد۔ وغیرہ۔
چونکہ یہہ ستارے نظر سے غائب ہوجاتے تہے اسلئے انکی جگہ انکی ہیکلین قائم کی گئین

اور ان ہیاکل کی ویسی ہی عادات ہونے لگے جیسا کہ اصلی ستارون کی ہوتے تھے۔ مسٹر بر ڈوڈ کا خیال ہے کہ یہہ آغاز صابے مذہب کی پرستش اصنام کا ہے۔ اور تمام قدیمی اقوام اسمین آلودہ تھے۔

سانپ کی نسبت خیال ہے کہ یہہ سورج کا معرکہ ہے۔

قدیم زمانہ مین یہہ خیال تھا کہ تمام خلا روحانیات سے بھرا ہوا ہے۔

مصر۔ ہند۔ کی بابتہ خیال ہے کہ بابل سے بت پرستی انمین جاری ہوئی۔

اہل مصر۔ اہل ہند کا طریقہ پرستش یکسان ہے۔

کلدانیہ سے مذہب صبّائی جاری ہوا۔ یہی تمام دنیا کی کواکب پرستی کا مخزن ہے اور وہان سے تمام دنیا مین کواکب پرستی پہیلی۔ یہان تک پیرو۔ میکسکو مین بہی پہیلی۔

ہند کے معبد مثل صابے مذہب کے تھے۔

ان تمام تذکرون سے یہہ نتیجہ نکلتا ہے کہ کلدانیہ کواکب پرستی کا مرکز ہے اور وہان سے مصر۔ ہند۔ مین پہیلی۔ فلسفہ کواکب پرستی کا یہہ ہے کہ ستارے ذی روح اور ذی عقل ہین اور انمین تاثیرات نیک و بد کی ہین۔ اور انکی تاثیرات کے خیال سے انکے نام رکھے گئے اور گردش فلکی پر انحصار تاثیرات کا قرار دیا گیا سوائے کواکب پرستی کے صابے مذہب مین خدا پرستی بہی تہی اور وہ مذہب اہل کتاب کا تھا۔ خطبات احمدیہ صفحہ ۲۲۳ کا انتخاب یہان درج کیا جاتا ہے جس سے اِس مذہب کی حالت ظاہر ہوگی۔ اِس مذہب کو عرب مین قوم سامری نے رواج دیا تھا جو اپنے آپ کو قدیم مذہب کے پیرو سمجھتے تھے

وہ حضرت شیث اور حضرت ادریس کو اپنا نبی کہتے تھے اور اپنے مذہب کو انکی طرف منسوب کرتے تھے۔

اونکے ہان ایک کتاب بھی تھی جس کو وہ صحیفہ شیث کہتے تھے۔

ہماری رائے مین کوئی یہودی۔ یا عیسائی۔ یا مسلمان۔ صابیون کے اوس عقیدہ پر جو حضرت ادریس پر رکہتے تھے کسی قسم کا اعتراض نہین کرسکتا ہے تورایت مین حضرت ادریس کو مقدس اور باخدا شخص لکھا ہے۔ وہ شخص جسکو مسلمان ادریس یا الیاس کہتے ہین اور توریت کا اخنوخ ایک ہی شخص ہے صابیون کے یہان سات وقت کی نمازین ہین اور وہ اوسکو اسطرح ادا کرتے تھے جسطرح مسلمان نماز ادا کرتے ہین اور وہ مردہ کی بھی نماز پڑہا کرتے تھے مسلمانون کی طرح وہ بھی ایک قمری مہینہ کا روزہ رکھا کرتے تھے۔ مگر جو بُرائی اونکے مذہب مین آہستہ آہستہ پھیل گئی تھی وہ یہہ تھی کہ وہ ستارونکی پرستش کرنے لگے تھے اونہون نے سات ہیاکل یعنی معبد سبع سیارون کی بنائے تھے اور جس ستارہ کا جو معبد تہا اوسی کی پرستش کرتے تھے حران کے معبد مین سب لوگ بہ نیت حج جمع ہوا کرتے تھے۔ خانہ کعبہ کی بھی بڑی تعظیم کیا کرتے تھے۔ اونکا سب سے بڑا مذہبی تہوار اوس روز ہوا کرتا تھا جبکہ آفتاب برج حمل مین جو موسم بہار کا اول برج ہے داخل ہوتا تھا۔ اور چھوٹے چھوٹے تہوار اسوقت ہوتے تھے جبکہ پانچ سیارہ۔ زحل۔ مشتری۔ مریخ۔ زہرہ۔ عطارد بعض برجون مین یکے بعد دیگرے داخل ہوا کرتے تھے اونکا اعتقاد تھا کہ ان سیارون کا سعد اور نحس اثر انسان کے جسمون پر اور

دنیا کے اور امور پر ہوتا ہے وہ یقین کرتے تھے کہ بارش کی کشش انہین
ستارون کی تاثیر پر منحصر ہے۔ یہہ خیال اور اسہی قسم کے اور خیالات صابیون کے
سوا عرب کے اور لوگون مین بہی رائج ہوگئے تھے۔ انہین اعتکاف کرنیکا بہی
رواج تہا اور غارون اور پہاڑون مین چندروز مراقبہ وسکوت مین بسر کرتے تہے
ان انتخابات مضامین سے یہہ ثابت ہوتا ہے کہ مذہب صابیہ اہل کتاب کا
مذہب خداپرستی کا تہا۔ اوسمین بعد کو کواکب پرستی رفتہ رفتہ داخل ہوئی۔
اور کواکب پرستی کی بنیاد تسخیر روحانیات کواکب تہی۔ اور مذہب مجوس کے
تذکرہ تاریخی مندرجہ کتاب ہذا سے بحوالہ دساتیر یہہ پایا جاتا ہے۔ کواکب کی
تعظیم کا حکم ہے اور وقت پرستش اونکی ہیکلون کو سامنے رکہنے کا حکم ہے۔
اور نامہ مہ آباد مین یہہ عبارت درج ہے۔ وبسویش نماز اکینید بہر خدا۔
یعنی تماثیل واشکال سبعہ سیارہ راہنگام نماز کردن بہر خدا پیش رو دارید و
بدان سو نماز گزارید۔

اسی تذکرہ تاریخی مین بحوالہ تاریخ انگریزی یہہ لکہا ہے۔

مجوس بت پرستی سے متنفر کرتے تہے۔ اوسکی تصدیق ہروڈوٹس کے قول سے
ہوتی ہے۔ وہ لکہتا ہے کہ اہل ایران مین نہ کوئی صنم تہے نہ دیوتا تہے۔ نہ
معابد تہے۔ نہ قربان گاہ تہی۔ اور ان افعال کو وہ حمق سے تعبیر کرتے تہے
اہل ایران پہاڑون پر چڑہکر کل نظام فلکی کے نام پر قربانیان کرتے تہے۔
اور فارسی مورخ لکہتے ہین کہ قدیم ایرانیون کا مذہب صابئہ یعنی دین ادریس تہا۔
اور نظام فلکی کی بابت ایرانیون کا یہہ عقیدہ تہا حوادث عالم سفلی مطیع حرکات

علوی اجرام اند - وہر ستارہ را مناسبتی است با بعضے از حوادث - وہر برجے را طبیعتے است خدایگان چون خواستند کہ فعل کواکب در عالم ظاہر گردد آن وقت را نگاہ میداشتند - ملوک فرس کواکب را قبلۂ دعا میدانستند نتیجہ یہہ ہے کہ - اہل ایران کواکب کو قبلۂ نماز بناتے تہے اور اُنکی بڑی عظمت تہی اور حوادث عالم سفلی پر کواکب کا اثر تہا - ان حالات پر غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ خداپرست اقوام کواکب کی تعظیم اُنکی روحی تاثیرات اور حوادث عالم پر موثر ہونیکی وجہہ سے کرتے تہے - اور تمام عالم مین کہین نجوم کے اثر سے اور کہین تسخیرات کی وجہہ سے یہہ خیالات پہیلے - فی نفسہ کواکب پرستی محض خداپرستی کی جگہ شایع نہ تہی بلکہ خداپرست اقوام کے تمدن کی یہہ بہی ایک شاخ تہی عالم علوی کی بت پرستی کا تو یہہ خیال ہے جو اوپر مذکور ہوا -

اب عالم سفلی کی کیفیت سنئے -

نظام سفلی - آتش - باد - آب - خاک سے مرکب ہے اور انہین عناصر سے عالم جمادات - نباتات - حیوانات کا وجود پیدا ہوا - یہہ ساتون ملکر عالم سفلی کے سبعہ سیارہ ہین - ان ساتون مین روح مسلم ہے اور جسم طبیعی تو ظاہر ہے - اس طبیعی جسم اور روح کا نظام فرشتون کے ہاتہہ مین ہے اور ہر قسم کا ایک فرشتہ اونکا رب النوع ہے - ان مظاہر قدرت کے رب النوع کی وجہہ سے پرستش ہوتی ہے اور یہہ سمجہا جاتا ہے کہ رب النوع انسان کی پرستش خدا تک پہونچانے کا واسطہ ہے - یہہ اصل حقیقت اور ماہیت بت پرستی کی ہے اور یہی فلسفہ بت پرستی کا ہے اور اس فلسفہ کے موجد خداپرست اور حکیم ہوتے ہین

نہ کہ عوام۔
رب النوع کے فلسفہ کے موجد ایرانی قدیم ہین۔ اونکے مذہبی اقوال مین صاف طور سے عیان ہے۔ اور دیگر قدیم اقوام مصر۔ کلدانیہ آریہ ہند مین اسکی جھلک نظر آتی ہے۔
سوانح عمری زردشت مین الہام ثانی کا یہہ مضمون ہے کہ رب النوع (یعنی فرشتہ) حیوانات۔ نباتات۔ معدنیات۔ آتش۔ آب۔ باد۔ خاک سے جُدا جُدا ملاقات ہوئی۔ اور انھون نے اپنی اپنی جنس کی حفاظت کی ہدایت کی۔ زردشت چونکہ محافظ ساتون اشیاء کا ہوا تہا۔ اوسنے انمین سے آگ قبلہ نماز قرار دیا۔ اور اسکی حفاظت کے لئے آتش کدے بنوائے
اور وقت عبادت کے آگ کے سامنے رکہنے سے یہہ مقصود تہا کہ رب النوع آتش سے وہ مخاطب ہے اسلئے وہ اپنی نماز کے وقت یہہ لفظ ادا کرتا تہا کہ ای پروردگار نماز مرا بہ یزدان رسان۔ یعنی اے فرشتہ کہ رب النوع آتش ہستی و پرورندہ آن۔ پس این خواستن از موکل آتش است۔
علاوہ اسکے زردشت کا یہہ بہی خیال تہا کہ برزمین ہرچہ ہست پیکر و سایہ چیزی است کہ او در سپہر است۔
پس یہہ عبادت عکس یا سایہ کی نہتی بلکہ جس کا عکس یا سایہ ہے اسکی لئے تہی محض خیال قایم کرنیکے لئے یہہ عکس سامنے ہوتا تہا۔ اور خدا کے لئے نماز پڑہی جاتی تہی۔
تذکرہ تاریخی مندرجہ کتاب ہذا مین بحوالہ تاریخ مستند کے یہہ لکہا ہے۔

ہم اس امر کے یقین کرنے پر مطمئن ہین کہ جو قواعد مذہبی زردشت کی نام سے منضبط ہوئے وہ بہت قدیم زمانہ کے ہین اور وہ اوسوقت کے ہین جبکہ آریہ قوم متفرق نہوئی تہی بلکہ سب یکجائی تھے۔

اس سے صاف ظاہر ہے کہ آتشکدے قدیم تہی اور آگ قبلہ نماز تہی۔ اور آگ کو عکس انوار الہی کا سمجہتے تہے۔ اور ہر جنس کے رب النوع (فرشتہ) ہونے کا بہی خیال قدیم تہا۔

آتش پرستی کا فلسفہ یہہ ہے جو اوپر مذکور ہوا۔ اس فلسفہ سے یہہ ثابت ہے کہ خدا پرستون نے مظاہر قدرت کو خدا کا عکس سمجہکر قبلہ نماز بنایا۔ کواکب پرستی آتش پرستی۔ عوام کا فعل اوسوقت کا نتہا جسوقت وہ ابتدائی جہل کی حالت مین تہی۔ بلکہ جب خداپرستی انہین آگئی تہی اور تمدنی حالت اوسکے موافق ترقی پر تہی اوسوقت یہہ طریقہ اختیار کیا تہا۔

یہہ حالت عراق اور ایران کی تہی جو مرکز تمدن کا تہا۔

اب ہندوستان کی بت پرستی کے شیوع کا ذکر کیا جاتا ہے۔

یورپین مورخ وید کے زمانہ مین ہندؤن کے مذہب کی حالت محض قدرتی مظاہر کی پرستش کی بتلاتے ہین جسمین نظام علوی یعنی کواکب پرستی اور نظام سفلی۔ یعنی عناصر۔ جمادات۔ نباتات۔ حیوانات۔ داخل ہین۔

رامیش چندر دت مصنف تاریخ قدیم ہندوستان نے سب سے پہلے وید یعنی رگ وید کے زمانہ سے دیوتاؤن کی مدح مین جو نظم لکہی اوسکی یہہ تفصیل لکہی ہین (اس سے زردشتی مذہب کے رب النوع کا پتہ لگتا ہے)

۱- اندر- بارش کا دیوتا-
۲- ورونا- آسمان کا دیوتا یا انصاف کا دیوتا-
۳- پوشن وشنو- سورج کا دیوتا-
۴- اگنی- آگ کا دیوتا-
۵- وایو - ہوا کا دیوتا-
۶- یاما- یامی- صبح وشام کا دیوتا-
۷- سرسوتی- دریا کا دیوتا-

اور بالآخر خالق اکبر کی ثنا او صفت کی نظم اسی رگ وید سے نقل کی ہے بابو سمنتھ جنھون نے رہنمایان ہند کی سوانح عمری لکھی ہے وہ بھی رگ وید کے زمانہ کی بابت یہہ لکھتے ہین - ان تمام گیتون مین کم وبیش خالق اکبر کے عشق وعظمت کی بوسے خوشش آتی ہے - ایران کے تذکرہ تاریخی کتاب مستند ہذا سے بھی پایا جاتا ہے کہ آریہ قوم کے متفرق ہونے سے پہلے مذہبی قواعد جو زردشت کے نام سے منضبط ہوئے وہ قدیم سے جاری تھے (تاریخ اسمتھ) اسلئے یہہ قیاس ہوتا ہے کہ آریہ ہند مین نظام سفلی کی پرستش اور خدا پرستی دونون ایک وقت مین تھین اور رب النوع کا ذکر جو زردشت کی الہام ثانی مین ہے اوسی خیال سے یہہ پرستش ہوتی تھی -

علاوہ اسکے دوسری کشن رہنماے مذہب ہنود نے اسکی تلقین کی کہ عوام نامعلوم خدا کا تصور نہین کرسکتے اور نہ حقیقت اُنکی سمجھہ مین آتی ہی اسلئے موجودہ کائنات کو خدا سمجھین - اور سب سے پہلے اپنی آپ کو

خدا کہا - حضرت عیسیٰ سے تیرہ سو برس پہلے جنگ مہابھارت وقوع میں آئی
جسکے حامی بھی کرشن تھے - اوسوقت آرین کو پنجاب مین آئے ہوئے قریب
سات سو برس کے ہوئے تھے - اوسوقت رہنما کے حکم سے جواز
بت پرستی ہوا - اور متفرق ہونے سے پہلے خدا پرستی اور قدرت پرستی
آریا قوم مین جاری تھی اسلئے رہنما نے جائز رکھا - پھر اکیس[21] سو برس کے بعد
نوین صدی عیسوی مین شنکراچارج ہندو ریفارمر پیدا ہوئی - اُنکی سوانح
عمری کے دیکھنے سے یہہ معلوم ہوتا ہے شنکراچارج نے بھی یہہ سمجھا کہ ہندوونکی
پرستش اور عبادت کے طریقہ مین ضروری ترمیم اور تنسیخ کرکے اوسی درست کرکے دین
اس امر کا بیان کرنا غیر ضروری نہوگا کہ ہندو فلسفہ کے نظر سے شنکراچارج
بت پرستی کے قابل نہ تھے اور ہیرو پرستی پر اُنکو اعتقاد بالکل نہ تھا - مگر اُنہوں نے
اس عام پسند مذہب کے خلاف جہاد بھی نکیا بلکہ عقائد مروجہ کا تتبع
کرکے اپنے بعض مٹھون مین سرسوتی (علم کی دیوی) اور وشنو کی مورتین
رکھین شنکراچارج سے دو سو برس بعد (گیارھوین صدی عیسوی)
رامانج - ہندو مذہب کے ریفارمر پیدا ہوئے - انہون نے وشنو کی پوجا
عوام مین جاری کی -
رامانند نے رامانج کے بعد شاہجہانی عہد مین رام (اجودھیا کے بزرگ) کو
الوہیت کا درجہ دیکر شمالی ہند مین اونکی پرستش کا رواج دیا ان چار بزرگون کے
نام سے قدرت کے مظاہر پرستی کا رواج ہونا ثابت ہوتا ہے - کرشن نے
عام طور سے موجودات پرستی جائز کی اور شنکراچارج نے وشنو - رامانج نے

(کارکنان قدرت یعنی فرشتہ) اور راماننہ نے ہیرو پرستی یعنی رام چندر کی پرستش کا رواج دیا - کواکب پرستی - آتش پرستی ہند مین ایران سے آئی اور عام بت پرستی کا رواج خدا پرست رہنماؤن نے عوام مین جاری کیا اور ان بزرگون سے پہلے رب النوع (اصول زردشتی) کی پرستش ہوتی تھی رومیش چندر دت مصنف تاریخ قدیم ایک دوسرے پیرایہ سے بت پرستی کا رواج پانا لکھتا ہے -

جس زمانہ مین بودہ مذہب پہیلتا جاتا تہا اسوقت ہندو مذہب مین بہی ایک قسم کا انقلاب پیدا ہوگیا تہا - بودہ مذہب کو دیکھکر ہندوؤن نے بہی اوس مذہب کی بت پرستی اپنے یہان داخل کرلی تہی -

یہہ بت پرستی قدیم زمانہ مین نتہی - بودہ مذہب کو دیکھکر ہندوؤن نے کثرت سے شوالہ بنائے - قدیم زمانہ مین ان لوگون مین شوالے نہ تہے - ہندوؤن کے تو ہار بودہ سے کہین بڑہ گئے تہے - تیرتہہ جاترا کا دستور ہندوؤن نے بودہ مذہب سے لیا - اور ہندو معابد جابجا جاری ہوگئے مثل بودہ کی ہندوؤن نے بہی اپنے یہان برہما - وشنو - شیو - کی پوجا جاری کی -

اس مصنف نے گوتم کے مذہبی عقائد کو چہوڑکر صرف دو انقلاب ہندو مذہب کے دکہلائے ہین - ایک ویدکے زمانہ کی پرستش قدرتی مظاہر کی تہی - اندر - ورونا - اگنی - سوریا وغیرہ دوسرا زمانہ بودہ کے بعد پرانیک زمانہ قرار دیا ہے - اوسوقت برہما - وشنو - شیو - کی پرستش جاری ہوئی - یہہ ہی اس مصنف کی رائے ہے کہ ان دونون طریقون کو

اصول مین کم اختلاف تہا - دونون مین خدا کا وجود اور خالق کائنات ہونا
مسلم تہا - ان اصولون کی پابندی صرف پنڈتون مین تہی اور عوام ظاہری
رسومات کے پابند تہے - اور بودہ سے طریقہ کی بت پرستی اور جاترا اور
شوالون کے جاری ہونے سے بودہ مذہب کا زوال ہوا - اور ہندو
مذہب کو فروغ ہوا -
یہی بزرگ شنکراچارج - رامانج - رامانندتہی - جنہون نے رسومات ظاہری
جاری کرکے بودہ مذہب کو ہندوستان سے معدوم کیا ۳۳ کروردیوتا
جنکی اب پرستش ہندوستان مین ہوتی ہے یہہ بودہ مذہب کا فروغ
مٹانے کے لئے ہندؤن نے پیدا کئے -
عراق - ایران - مین فلسفانہ خیال سے کواکب پرستی جاری تہی اور خدا پرستی بہی
پہلے سے زمانہ جاری تہی - ہندوستان مین بہی کواکب پرستی آریہ قوم مین جاری تہی
چونکہ یہہ قوم قدیم قوم آریہ کی شاخ ہے جو ایران سے ہند مین آئی اسلئے کواکب پرستی
ضرور ایرانی اصول کی متصور ہونی چاہئے - یہان بہی خدا پرستی اور کواکب پرستی
دونون ایک وقت مین تہین -
عام قسم کی بت پرستی جیسا کہ بنگالی مصنفون کی رائے ہے خدا پرست رہنمایان
ہند نے جاری کی - کیونکہ عوام خدا کی حقیقت کو نہین سمجہہ سکتے تہے اسلئے
قدرتی مظاہر کے عجائبات ظاہر کرکے ادہر رجوع کیا بودہ مذہب کے
بانی نے سب سے نرالا اصول دہریاپن کا نکالا -
اور بت پرستی اور خدا پرستی دونون سے الگ ہوکر انسان کو خدائی کا درجہ دیا

مگر گوتم کے بعد خود اوسی کے پیرون نے معابد اور شوالے اور مورتین۔ اور تیرتہہ جاترا۔ اور میلہ۔ جاری کرکے بودہ مذہب کو بت پرستی مین آلودہ کردیا اور اسیوجہہ سے تمام ہندوستان اور چین مین اوسکا فروغ ہوگیا۔

آریہ ہند نے اپنے مذہب مین اسی قسم کے مراسم جاری کرکے عوام پسند مذہب بنایا اور بودہ مذہب کو برباد کیا۔

جن اقوام مین ان صورتون سے بت پرستی اینشیا مین پہیلی۔ یہہ واقعات اونہین کی تصنیفات سے ظاہر ہوتے ہین۔ اور انکی صحت مین کوئی اعتراض وارد نہین ہوسکتا۔

نفس بت پرستی پر اگر غور کیا جائے تو یہہ ظاہر ہوگا کہ جن بزرگون نے اسکا رواج دیا وہ ہمہ اوست کے اصول کے پابند تہے۔ اور کسی شئی کو خدا کے اثر سے خارج نہ سمجہتے تہے۔ اور یہان تک اعتدال سے متجاوز ہوئے کہ انسانی محدود حالت مین نامحدود کا یعنی الوہیت کا ادعا کرنے لگے۔ نتیجہ یہہ ہوا کہ نامعلوم اور غیر محدود خالق کائنات کو سب بہول گئے۔ اور محدود اور معین کائنات کو خدا بنالیا۔

میرا یہہ بہی خیال ہے کہ ہمہ اوست کا مسئلہ۔ اور تناسخ کے اصول جن مذاہب مین یکجا ہین وہان بت پرستی عام ہے۔

آریہ مذہب۔ بودہ مذہب۔ اور قدیم مصری مذہب مین ادنی فلسفہ تصوف کا جاری رہتا۔ اور دوزخ اور بہشت جزا سزا کا عملی اصول ان قوام مین تناسخ رہتا۔ اسوجہہ سے یہہ خیال پیدا ہوا کہ انسانی روح جسم

بدلتی ہے نہین معلوم کہ کس بدن مین ہو۔ اسلئے عام طور پر موجودات کی عظمت انسان کے دلمین بڑھ گئی اور ہمہ اوست کے مسئلہ نے موجودات مین تقدس کی شان پیدا کردی۔ اور جب رہنمایان مذہب نے ادعا الوہیت کا کیا تو عملی تصدیق ہوگئی۔ اور کواکب کی تسخیرات سے واضح ہوچکا تھا کہ بت یا مجسمہ مین روحی اثر عمل سے ہوجاتا ہے اسلئے سب خدائی کے سامان تو عین جمع ہوگئے۔

بعض اوقات یہہ بھی ثابت ہوا ہے کہ مجسمہ یا تصویرین نامور اشخاص کی بطور یادگار کے رکھی گئین۔ ایک مدت کے بعد اُنکی بت پرستی ہونی لگی۔ اسکی مثال عرب قوم کی خطبات احمدیہ صفحہ ۲۰۶ سے نقل کیجاتی ہے۔

عرب کے وسی روایتون سے یہہ معلوم ہوتا ہے کہ ود۔ یغوث۔ یعوق۔ یسر۔ مشہور لوگ ایام جاہلیت کے ہین۔ اُنکی تصویرین پتھرون پر منقش کرکے بطور یادگار خانہ کعبہ کے اندر رکھدین تھین۔ ایک مدت بعد لوگ اُنکو رتبہ معبودیت کا دیکر پرستش کرنے لگے یہہ بھی اہل عرب کا عقیدہ تھا اُنکی پرستش سے یہہ اشخاص خوش ہوکر خدا کے قرب حاصل کرنیکا ذریعہ ہونگے۔

اسی قسم کی رائے یورپین مورخ مارس کی بھی ہے (ح ۲ صفحہ ۱۰۴) بت پرستی کا رواج اس سبب سے بھی ہوا کہ قدیم زمانہ مین نیک آدمی اور قابو یافتہ عورت۔ مورث اعلے۔ اور بالخصوص بانیان سلطنت منتقن اور بہادر کی بہت تعظیم کرتے تھے۔ اور رفتہ رفتہ اونکے پرستش ہونے لگی۔ کواکب پرستی۔ اور آتش پرستی۔ اور عام بت پرستی کے حالات ایشیا۔

افراد فرقہ کے جو اوپر مذکور ہوئے - ان سے صاف صاف یہہ ثابت ہوتا ہے
کہ خداپرست رہنماؤن کے زمانہ مین خداپرستی خواص - اور بت پرستی عوام مین
جاری تھی - بت پرستی محض ابتدائی حالت یا ابجد مذہب کی ہونا کہین ثابت
نہین ہوتا - کہین ہمہ اوست کے سبب سے جاری ہوئی - کہین تسخیر کیوجہ سے
کہین رب النوع کی وجہہ سے اور کہین قبلہ نماز بنانیکی سبب سے جاری ہوئی
خدا کا وجود تسلیم کرنیکے بعد بت پرستی کا جاری ہونا ثابت ہوتا ہے -
اہل یورپ نے ذمیکس میولر کے اس اصول کو تسلیم کیا ہے کہ انسان نے
ابتدا محسوس اشیاء کی پرستش کی - بعد ازان نیم محسوس - اور آخر کو
غیر محسوس خدا تک ترقی کر کے انسان پہونچا اور اصل مدعا اس اصول کا
یہہ ہے کہ انسان نے حس ادراک کے ذریعہ سے مذہب کو دریافت کیا
اس مسئلہ پر پوری بحث مذہب کی تعریف مین ہوگی اس جگہ مختصراً
ذکر کیا جاتا ہے -

صاحب ممدوح اپنی لکچر ۱۸۷۸ء کے صفحہ ۳۲ مین لکھتے ہین - اگر حواس و عقل کے
ذریعہ سے اس دنیا سے باہر جا سکتے ہین تو بہت اچھا ہے اور اگر مذہب اسمین
نہین آسکتا تو واہیات ہے -

صاحب ممدوح کے طرز تقریر سے یہہ معلوم ہوتا ہے کہ بلا تعصب سیدہے
طریقہ سے مذہب کی تلاش نہین کی - اور نہ نفس مذہب کی جانچ کی کہ اوسکی
حقیقت کیا ہے - انہون نے حس اور ادراک کو ترازو مذہب کی تولنے کی
قرار دی اور خود ہی صفحہ ۱۶۳ مین یہہ لکھتے ہین - عام دنیا کے مذاہب

اگرچہ اور امور مین مختلف ہین مگر صرف ایک امر مین متفق ہین کہ انکے مذہب کا ثبوت بتامہ حواس سے نہین ہے۔ جب کہ دنیا یہہ کہہ رہی ہے کہ حس ادراک ترازو مذہب کی نہین ہے تو پہر زبردستی سب کے خلاف اوس ترازو مین کیون تولا۔ اس سے ظاہر ہے کہ قطع برید کرکے مذہب کو اوس ترازو مین تولتے ہین مذہب کی ترازو کی تلاش نہین کرتے۔ اور جو اصل اور نفس مذہب ہے وہ خدا ہے وہ حس اور ادراک سے باہر ہے۔ اوسکو حس اور ادراک کی ترازو مین کیسے تول سکتے ہین۔ جو شئے خارج از مذہب ہے یعنی بت پرستی اوسکو تولکر یہہ کہتے ہین کہ اصل مذہب ہی حس و ادراک سے پیدا ہوا۔

ہم نے مانا کہ بت پرستی جو حس و ادراک سے ظاہر ہوئی وہ آغاز مذہب ہے تو اوس سے محسوس۔ اور نیم محسوس۔ کی پرستش داخل ہوگی اور یہہ دو درجہ ترقی کے ہوے۔ تو ان دو درجون مین تلاش کا مدعا کیا تہا۔ اور وہ مدعا حاصل ہوا۔ یا نہین۔

جواب یہی ہوسکتا ہے کہ یا صانع قدرت کی تلاش تہی کیون کہ بے کاریگر کے مکان نہین بن سکتا۔ یا یہہ کہ اپنے سے زبردست سمجھکر اونکی تعظیم تکریم کی۔ یا یہہ کہ انہین عجیب غریب صنعت اور منافع دیکہکر اپنا محسن وولی بنایا۔

نمبر ۲۔ ۳۔ اتفاقیہ امور ہین۔ یہہ ممکن ہے کہ تحقیقات اور تلاش مین یہہ مرحلے بہی پیش آئے ہون مگر یہہ سبب تلاش کے نہ تہے۔ ہان ایک صورت ایسی ہے کہ جس سے انکا بہی تعلق تلاش مین ممکن ہے اگر یہہ کہین کہ انسان اپنی ذاتی کمزوری رفع کرنیکے لئے یا اپنے ضرورت بہم پہونچانے کے لئے ایک زبردست

اور نفع رسان کی تلاش مین تھا اسلیئے ان پر توجہ ہوئی - اسکے قبول کرنیسے آیندہ تلاش کی راہ کھلی رہنیکی وجہہ باقی نہین رہتی -

صانع ہی کی تلاش ایسی تھی کہ انسان اپنی خلقت سے آجتک برابر ڈھونڈتا چلا آتا ہے جسکا نہ آغاز ہے نہ انجام ہے اسلیئے کہین مستقل طور پر ٹھہر نہ سکا - اور نہ اسکو محدود کرسکا - یہہ کہنا بالکل نازیبا ہے کہ ایک دو درجہ تک تو ہم حواس اور ادراک سے ٹٹولتے رہے اور پھر آگے چلکر دونون معذور اور مجبور ہوگئے - تاہم ایک نامعلوم اور غیر محدود اور غیر محسوس لاشئے کو کائنات پر محیط - اور قادر - قرار دینا - اور اسے حس و ادراک کا کام سمجھنا نا سمجھی نہین تو کیا ہے -

یہہ فرمائیے کہ آیہ آخری تجویز حس و ادراک عجز ہے یا اسکا عمل ہے اور ثبوت ہے واقعی کچھہ بھی نہین -

اے برتر از خیال قیاس و گمان و وہم	وز ہرچہ دیدہ ایم شنیدیم خواندہ ایم
دفتر تمام گشت بہ پایان رسید عمر	ما ہمچنان در اول وصفِ تو ماندہ ایم

قدیم مذاہب اور موجودہ مذاہب کی بت پرستی سے جو امور ظاہر ہوتے ہین یہہ فی نفسہ جہلا کے اعتقاد ہین خواص کی خدا پرستی کے زمانہ مین پیدا ہوئی بلکہ یہہ بگڑا مذہب جہلا کا پایا جاتا ہے -

اب رہی بت پرستی وحشی اقوام کی - وہان بھی بعض بعض محققون کی یہہ رائے ہی کہ خدا کے نام کا پتہ چلتا ہے - تو انکی بت پرستی یا بگڑا ہوا مذہب قرار دیا جانا چاہیئے - یا یہہ کہ یہہ بت پرستی مذہبی خیال نہین ہے - محض تبرکاً تعظیماً بعض اشیاء کو مختص کرلیا ہے - یا یہہ کہ دیگر بت پرست اقوام ہمسایہ کی محض

تقلید کی ہے -

بت پرستی جسکو تہذیب یورپ نے مذہب کی ابجد قرار دیا ہے اسکا اصلی وجود کچھہ نہین ہے - یہہ ایک قسم کا انتشار اعتقاد ہے -

انسان کے دلمین نامعلوم قدرت کا اثر قایم رہنا مشکل ہوتا ہے - اور زمانہ کی نیرنگیان اپنی طرف فریفتہ کرکے اپنا معتقد بنا لیتے ہین اور انسان اصلیت سے دور پڑجاتا ہے - فی نفسہ بت دوسری شئے کا قایمقام ہوتا ہی - اور ہم اسوقت یہہ نہین بتلا سکتے کہ اصلی حالت کیا تھی جس سے یہہ بت بنے - مگر بظاہر یہہ بت کواکب کے خاکہ ہین - یا جاندار اشیار کی تصویرین ہین یا روحانی کارکنان قدرت کے فرضی نقشہ ہین - یا زمانہ کے دلفریب اور عبرت انگیز مظاہر کے نمونہ ہین جو صوفیون کی وجدانی کیفیت ہین اتفاقیہ پیدا کرتے ہین - تناسخ کے عقیدہ کا بھی ان بتون کی مورتون مین عکس نظر آتا ہے - اور تسخیر ارواح کی بھی جھلک انمین پڑتی ہے یہہ سب حالات رل جلکر ایک عجیب گورکھہ دہندا بنگیا ہے - جو کسیطرح نہین سلجھہ سکتا - اگر حقیقت بت پرستی کی یہی ہے جو اہل یورپ کا خیال ہے کہ اول انسان نے محدود - اور محسوس - اشیار کو اپنا رب اور معبود بنایا اور پھر رفتہ رفتہ غیر محدود خدائے واحد کو تسلیم کیا - تو نتیجہ اسکا یہہ ہے کہ معین سے غیر معین کی طرف ترقی کی جو عقلاً ممنوع ہے -

مذہب کی بابتہ یہہ شعر صادق ہے -

ورائے عقل طورے دارد انسان	کہ بشناسد بدان اسرار پنہان

میرے ایک دوست جو ہندوستان کے روشنضمیر اور نامور علماسی ہین اور بڑے صاحب تحقیق ہین اس رائے کے معترض ہین کہ اگر مذہب حس اور ادراک سے باہر ہے اور عقلی دلائل اوسکے لئے نہین تو اشاعت مذہب کس بنیاد پر ہوسکتی ہے - اور عوام کیسے قبول کرینگے -

مین نہایت ادب سے اپنے خیال کو ذہن نشین کرنا چاہتا ہون اور وہ یہہ ہے کہ ہر جدید مذہب کا مقابل پرانا مذہب ہوتا ہے جسکی اصلاح مقصود ہوتی ہے اور بالعموم مذہب اونہین کے سامنے پیش کیا جاتا ہے جو کسی نہ کسی مذہب کے پیرو ہون - خواہ وہ بت پرست ہون یا کسی دیگر باطل مذہب کے قائل ہون اور اونکے سامنے اپنی مذہبی خوبیان اور باطل مذہب کی برائیان مقابلہ اور استدلال کے لئے کافی ہوتی ہین جسطرح علوم کی صحت کے لئے باہم مقابلے کئے جاتے ہین اسیطرح دو مذہبون کے اصول کا مقابلہ ہوسکتا ہے - جسوقت مذہب اسلام جاری ہوا - اوسوقت یہود - عیسائی - آتش پرست بت پرست - کواکب پرست - مین جو نقص تھے وہ ظاہر کئے گئے - اور اسلام کی خوبیان بیان کی گئین ہین - اور فلسفی جو خدا کے قائل نہ تھے اونکے سامنے قدرت کے صنائع بدائع کا اظہار ہوا - اسیطرح مذہب اسلام شائع ہوا - اور مذہب اسلام پر وقت شیوع جو اعتراضات ہوئے وہ سحر یا جادو ہونے کے ہوئے یہہ کسی نے نہین کہا کہ یہہ عقل کے خلاف ہے تمام دنیا مین مذہب کی کیفیت عام اور خواص مین مختلف ہوتی ہے - جیسا کہ ہند کے مذہب کی بابتہ ہزار برس پہلے اسلامی مورخ ابوریحان

یہہ لکھتا ہے اس جگہ ہمین یہہ بیان کرنا مقصود ہے کہ خدا ے تعالی کے بارہ مین عام اہل ہند کا کیا خیال ہے اور خواص کا کیا ہے۔ اُنکی کتابین دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ اہل علم اوس ذات کو خدا کہتے ہین۔ جو ازلی ہی ابدی ہے۔ اپنے فعل کا خودمختار ہے۔ قادر ہے۔ حکیم ہے۔ خالق ہے۔ حی ہے۔ یکتا ہے۔ عالم کا نظام اوسی کے ہاتھہ مین ہے۔ اوسکی ملک مین کوئی شریک اوسکا نہین نہ اسکا کوئی مخالف۔ نہ ہمسر۔ نہ وہ کسی کے مشابہ ہو نہ اوسکے کوئی مشابہ۔ چنانچہ سند کے لئے کتاب پاتنجل کا حوالہ دیا جاتا ہے۔

اب خواص کو چھوڑکر عوام کی طرف متوجہ ہوتے ہین۔ اُنکے اقوال بہت ہی مختلف پاتے ہین۔ ادنمین بعض اقوال تو ایسے برے معلوم ہوتے ہین کہ طبیعت کو نفرت ہوتی ہے۔ ایسے اقوال محض ہندؤن کے مذہب مین ہی نہین بلکہ اور مذاہب مین بھی ہین۔ حتی کہ اسلام کے بعض فرق ہین جیسے کہ تشبہ۔ اور اجبار۔

پھر آگے ہندؤ کی بت پرستی کا ذکر کیا ہے۔ اور پھر یہی مورخ ہند اور یونان۔ کے مذاہب مین تطابق دیکر یہہ کہتا ہے۔ کہ یونان اور ہند کے مذاہب مین تطابق ہے۔ اہل یونان بڑے بڑے نامی اور پیشوائے موجد علوم وفنون کو درجہ الوہیت کا دیتے تھے۔ اسیطرح سے ہندو بھی کرتے تھے۔

ہندؤن کی اس حالت خواص اور عوام کے اختلاف عقائد پر غور کرنے سے ظاہر ہے کہ عوام اپنے جہل سے مذہبی مراسم بناتے تھے۔ اور خواص اصلی عقائد خدا پرستی کے پابند رہتے تھے اسلئے بت پرستی ابتدائی حالت مذہب کی کسیطرح نہین ہوسکتی۔

بت پرستی کی ایک روشن اور صاف مثال کانفوکس کی ہے جو ایک بڑا حکیم اور فلسفی چین کا تھا۔ اوسکو معبود کوئی نہین سمجھتا تھا۔ مگر جس طریقہ سے اوسکی مزار کی عظمت چینیون کی دلون مین ہے اوسکو بت پرستی سے تاویل کرسکتے ہین اُسکے نام پر ہر شہر مین شوالے بنے ہوئے ہین۔ اور خاص سرخ رنگ کے ہونے سے اور عمارتون سے ممیز ہوتی ہین ان شوالون مین اوسکا سنگی مجسمہ رکھا ہوتا ہے۔ اور کہین تختی رکھی جاتی ہے جسپر اوسکے خطابات تحریر ہین۔ ہر فصل مین وہان جاکر سرکاری ملازم زمین کی پیداوار کی نیاز چڑہاتے ہین اور خوشبوئین سلگاتے ہین۔ بادشاہ چین بھی شوالہ مین ایکبار جاتا ہے اور وہان سجدہ کرتا ہے اور اُسکے اخلاقی نیکی کے اوصاف کا تذکرتا ہے۔ ہر مدرسہ کے اوستاد اور طالبعلم اوسکے شوالہ مین جاکر پرستش کرتے ہین۔ تمام چین کی کرورون باشندے اسیطرح اوسکا ادب و تعظیم کرتے ہین۔ یہہ فلسفی گوتم کے زمانہ سے کچہہ سال پہلے ہوا ہے۔

جینگ نے اوسکی اخلاقی اور مدبرانہ مقولون کا ترجمہ کیا ہے جسطرح سے یوروپین تہذیب نے اپنے فرعون کے زمانہ مین نامور اشخاص کے مجسمے رکہنے کا پُرانا دستور نقل کیا اور جاری کیا ہے۔ یہی صورت ہر پُرانی تہذیب مین نامور اشخاص کی یادگارین قایم کرنے کی تہی۔ اور انہین یادگارون کی بالاخر جہلائے قوم نے پرستش شروع کردی۔ اب اسی قسم کی یادگارون کی پرستش کو آغاز اور ابجد مذہب قرار دیا ہے۔ اور خود نئی تہذیب اسی کی تقلید کررہی ہے۔ اپنے دستور کا نام یادگار اور پُرانی تہذیب کے مراسم کا نام بت پرستی رکھدیا ہے۔ اور اُسکو خدا پرستی کی ابجد قرار دیدیا ہے۔ بت پرستی سے آغاز مذہب کا ہونا تاریخ سے ثابت نہین ہوتا۔ یہہ محض انتشار اعتقاد جہلا کا ہے یہہ خدا پرستی کی ابجد نہین ہوسکتی۔

نمبر ۸

خداپرستی اور بت پرستی مین کونسی اعلیٰ حالت ہے

جسقدر اصل اور نقل مین فرق ہوسکتا ہے - اوسی قدر فرق خداپرستی اور بت پرستی مین ہے - یا یہ کہ ذات - صفات - مین قابل امتیاز اصل ذات ہوسکتی ہے وہی حالت اور درجہ خداپرستی کا ہے - بت پرستی عالم شہود کی نقل ہے یہ اصل سے کیسے برابری کرسکتی ہے - بت پرستی کی بابت ثابت ہے کہ کواکب اور آتش کو بعض رہنمایان دین نے قبلہ نما بنایا تھا - پھر رفتہ رفتہ معبودیت کی شان عوام کے عقائد سے پیدا ہوگئی - ایسی صورت مین وہ بگڑا ہوا مذہب ہے جسکی اصل کچھہ نہ تھی - عام بت پرستی بالکل بے بنیاد اور بے اصول ہے - رہبران دین نے عوام کے اعتقاد معبود کے قایم رکھنے کیلئے اسکو جاری کیا اسلئے بمقابلہ خداپرستی کے بت پرستی کا کوئی درجہ نہین ہوسکتا خالق اور مخلوق کے باہم تعلق آقا اور غلام کا ہے جن اقوام مین خداپرستی اور بت پرستی دونون ہین وہین خواص خداپرست اور عوام بت پرست ہین - اس سے بھی خداپرستی کی فضیلت ثابت ہے بت پرست اقوام مین تعدد معبود کی وجہ یہہ ہے کہ ہر ایک کام کیلئے جدا جدا بت بنالیتے ہین اسلئے کسیکو دوسرے پر فوقیت نہین دیجا سکتی ہے نہ باہم معبودون کے کوئی امتیاز کرسکتا ہے اور بجز عبادت کے کوئی اخلاقی نظام نہین ہے - ایسے پریشان اور ابتر نظام کو خداپرستی سے کیا نسبت ہوسکتی ہے - عقائد بت پرستی کی بنیاد محض واہمہ اور تخیل پر ہے - اور خداپرستی کے اصول کی صحت برگزیدہ رہنما کی شہادت پر ہے - اسلئے خداپرستی کو ترجیح ہے

نمبر ۹

بُت پرستی قدیم ہے یا خدا پرستی اور دونوں مین فرق کیا ہے

دو اصول ہین جنکی بنیاد پر ہر انسانی نظام کے مقدم اور موخر ہونیکا اندازہ ہوسکتا ہے
اول اگر یہ اصول مانا جاوے کہ انسان کی اول حالت بہتر تہی اور آخری حالت
بدتری اور تنزل کی ہے تو خدا پرستی مقدم ٹھیریگی۔
دویم اگر یہ اصول تسلیم کیا جاے کہ انسان کی حالت اسکی مقتضی ہے کہ وہ ترقی
کرے تو بُت پرستی چونکہ ادنیٰ حالت ہے وہ زینہ ترقی خدا پرستی کا ہے۔
اس صورت مین بت پرستی مقدم ہوگی۔ مگر ان اصول سے قطعی راے قائم کرنے
سے قبل مذہب کی بابت اور بہی امور قابل لحاظ ہین۔
اول۔ یہ کہ بت پرستی مہذب اور وحشی دونون قومون مین پائی جاتی ہے۔
ایسی صورت مین اسے ابتدائی نظام انسانی نہین کہہ سکتے۔
علاوہ ازین۔ مصر۔ بابل۔ ایران۔ ان سب مین بت پرستی کیساتھ خدائے واحد کا
بہی عقیدہ ہے اسلئے یہ بگڑا ہوا مذہب ہے اور وہ موخر ہے۔
اور بت پرستی کے آغاز کے اسباب پر جب غور کیا جاے تو یہ معلوم ہوتا ہے کہ عوام نے
خواص کے طریقہ کی نقل کر کے یہ خاص صورت بت پرستی کی پہیلائی ہے۔
اسوجہ سے بت پرستی موخر ثابت ہوتی ہے غرض کہ کسی صورت سے ثابت
نہین ہوتا ہے کہ بت پرستی ایک ابتدائی حالت مذہب کی ہے۔ اور خدا پرستی
پر مقدم ہے۔ مگر میکس میولر نے ۱۸۷۶ء مین جو لکچر مذہب پر دیا ہے اوس مین

بہت شد و مد سے یہ نتیجہ نکالا ہے کہ بت پرستی ابتدائی حالت مذہب کی ہے۔
اور انسان نے رفتہ رفتہ خدا پرستی پر ترقی کی۔ اونکے قول کی بموجب بت پرستی
زینہ ابتدائی مذہب کا ہے۔ اور بالآخر خدا پرستی ہوئی ہے۔ یہ رائے صاحب مورخ
آریا ہند کے نشو و نما مذہب سے قایم کی ہے۔
مگر آریا کے مذہب کی بابت مصنف تاریخ قدیم یہ لکھتا ہے کہ بعض مضامین ژند اوستا
سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ اونکی ترتیب اور ترکیب قدیم زمانہ کی ہے۔ یعنی آریا قوم کے
ہندیا آنے سے پہلے کی ہے۔ اور اکثر اقوال جو اوس کتاب مین زردشت سے
منسوب تھے وہ بہت قدیم ہین۔ وہ اقوال اوسوقت کے ہین جب آریہ قوم کے
دو شعبے نہوے تھے۔ اور اوسوقت ہندی۔ اور ایرانی فرقون نے مختلف مذاہب
زردشت اور برہمنی اختیار نہ کیا تہا۔ چونکہ ژند اوستا مین برابر وحدانیت کے
عقیدہ کا مذکور ہے اور یہ عقیدہ بہت قدیم ثابت ہے اسلئے آریا قوم ہند مین
آنے سے پہلے خدا پرست تہی۔ اور ایشیائی مورخون کے قول کے بموجب اہل ایران
قدیم یزدان پرست تھے۔ بلکہ اونکا یہی مقولہ ہے کہ ہند مین آریہ قوم مین اول
یزدان پرستی تہی اور بعد کو کواکب پرستی اور بت پرستی۔ دوسری قومون سے سیکھکر
اختیار کی ہے۔ ان اسباب سے یہ رائے نہین تسلیم کیجا سکتی ہے کہ بت پرستی
ابتدائی حالت مذہب کی ہے۔ اور خدا پرستی آخر حالت مذہب کی ہے۔
مذہب مجوس اور مذہب مصر مین یہ ثابت ہے کہ ابتدا مین یزدان پرستی تہی۔
ان دونون مذہبون مین بعد کو مذہب صابئہ سے بت پرستی کا رواج ہوا ہے
مذہب بابل جہان سے مذہب صابئہ یعنی کواکب پرستی کا رواج ہوا۔

وہان بہی قدیم سے خداپرستی تہی۔ اور یہ وہ جگہہ ہے جہان دین اہل کتاب کا
زیادہ نشو نما ہوا ہے۔
پیرو میکسکو (امریکہ) مین بہی یہ ثابت ہوتا ہے۔ کہ وہان خداپرستی۔
بت پرستی۔ دونون کا وجود ہے۔ پس جن اقوام مین کہ یہ پتہ نہین لگتا
کہ خداپرستی مقدم ہے یا بت پرستی۔ اور بت پرستی ابتر حالت مذہب کی ہے
اسلئے خداپرستی کو مقدم قرار دینا واجب ہے۔ کیونکہ بت پرستی سے خداپرستی
کل قوم مین پیدا ہونا محال ہے۔ البتہ یہ ممکن ہے کہ خواص کا عقیدہ خداپرستی کا
ہو اور عوام بت پرستی مین آلودہ ہون اوسوقت مین یہ خیال ہوسکتا ہے کہ
بت پرستونہین سے اس خیال کے آدمی پیدا ہوے۔ مگر خداپرستی کا عقیدہ
مجہول طور سے پیدا نہین ہوسکتا ہے۔ وہ کسی قاعدہ اور اصول ہی پر ہوگا۔
اور اوسیوقت ہوگا جب فیضان روح موجودات سے ہو۔ یا یہ کہ باہر سے
یہ اصول دوسری قوم نے داخل کئے ہون۔ امریکہ کی نسبت باہر سے خداپرستی
کا مذہب داخل ہونا ثابت نہین ہے۔ جبکہ خود وہان سے پیدا ہوا تو مثل مصر ہی
اور مصر کے بہی ماننا پڑیگا کہ خداپرستی مقدم ہے بت پرستی کے آغاز کا سلسلہ
آگے نہین بڑہتا ہے۔ یعنی یہ کہ بت پرستی ترقی اور تنزل دونون صورتون
مین ایک سی ہے۔ اگر پہلے دو بت کی پرستش ہوئی تہی تو ترقی مین کثرت
سے بت پیدا ہوگئے۔ اور نہ بت پرستی قابل اصلاح اور ترمیم کے ہے۔ اسلئے
یہ حالت ابتر مذہب کی ہے۔ اور موخر ہے۔ البتہ جتنی اقوام مین محض بت پرستی
پائی جاتی ہے۔ خداپرستی تو مطلق نہین ہے۔ مگر کچہہ کچہہ پتہ اسکا چلتا ہے

کہ خدا کا بھی خیال ہے - اوسکی نسبت بھی یہ خیال ہوسکتا ہے کہ دیگر اقوام سے نقل کی ہے -

اگر یہ فرض کیا جائے کہ جہان بت پرستی اور خداپرستی دونون پائی جاتی ہین وہان خداپرستی کو مقدم مانا جائیگا مگر جس قوم مین کہ خداپرستی کچھ بھی نہین ہے وہان بت پرستی بگڑا مذہب کیسے مسلم ہوگا - اور بمجبوری یہ ماننا پڑیگا کہ بت پرستی ابتدائی حالت مذہب کی ہے اور وہی قدیم ہے -

اول تو اس بحث مین زیادہ تر مہذب اقوام کے مذہب کا تعلق ہے وحشی اقوام کا اجمالاً ذکر ہوا ہے اسلئے اونکی بت پرستی سے کوئی نتیجہ نکالنے کی ضرورت نہین ہے علاوہ ازین حکما کے اصول کے بموجب ہر شئی یا بڑہنے والی یا گھٹنے والی ہے قیام کی حالت نہین ہے اسلئے یہ تسلیم نہین ہوسکتا کہ وحشی اقوام ہمیشہ سے اسی حالت مین ہین -

یہ استثنا جزائر کے چارون برّ اعظم مین مہذب اقوام کے خاص مرکز ہین اور کیا تعجب ہے کہ وحشی قومون مین یہ بت پرستی مہذب اقوام سے آئی ہو اور یہ قومین مہذب اقوام سے متفرق ہو کر قائم ہوئی ہون -

آریا قوم کی ایک شاخ نے یورپ آباد کیا تو افریقہ - اور امریکہ سے کے مہذب قوم کا اوسی ملک مین متفرق ہونا کیا خلاف قیاس ہے البتہ جزائر مین جو وحشی اقوام ہین اور اونمین بھی بت پرستی ہے وہ قابل لحاظ ہے مگر جب کہ چوپائے عظمون کے ان جزائر مین پائے جاتے ہین اونکی نسبت یہ خیال ہے کہ برّ اعظم سے جزیرون آگئے ہین - اسی اصول سے انسان بھی جزیرونمین متفرق ہوے -

اور وہی اپنا خیال لیکر گئے ۔

بت پرستی ایسا طریقہ ہے کہ وحشی اقوام کی سمجھ کے لائق ہے اسلیئے یہ قیاس ہوتا ہے کہ یہ طریقہ دوسرون سے سیکھا ہے ۔ پس یہ موخذہ مسلم ہوئی ۔

بت پرستی ایسی شئے ہے کہ اوس مین اکثر امتیاز اس امر کا ہونا نہایت مشکل ہے کہ یہ مذہباً ہے یا تبرکاً و تعظیماً ہے ۔ مہذب اقوام اور خدا پرست اقوام کی بہت سی مثالین ایسی پائی جاتی ہین کہ آیندہ نسلین اونکی نسبت بھی تاویلین کرین اور تعجب نہین کہ بالآخر بت پرستی مین آلودہ ہوجائین ۔

بزرگان دین کے مزار ونکی ویسے ہی عظمت وشان دلون مین ہے اور سالیانہ مجمع اور قربانیان ۔ اور تبرکات ۔ اور نذرین ۔ ایسی کثرت سے ہوتی ہین کہ اونکی کوئی انتہا نہین ہے ۔ قدیم چیزین مثل تبرکات ہر اہل مذہب مین مقدس سمجھی جاتی ہین اور سب کا نمائش نہایت شان وشوکت سے ہوتی ہے ۔

عوام پر اس قسم کے مجمع کا اور اثر ہوتا ہے اور خواص پر اور اثر ہوتا ہے ۔

عوام مین اسیوجہ سے افراط تفریط ہوتے ہوتے اصلیت مفقود ہوجاتی ہے ۔

حالانکہ یہ سب عقائد خدا پرست اقوام کے ہین ۔ مگر جُہلا کے دلونمین انکی ماہیت اور خیال اور ہی ہین ۔ ان اسباب سے بت پرستی پیدا ہوجاتی ہے ۔

جبکہ ہمارے سامنے خدا پرست مذاہب مین ایسی مثالین ہین کہ اونمین بگڑتے بگڑتے اصلیت جاتی رہتی ہے تو ہم قدیم یا وحشی اقوام مین بت پرستی کو کیسے جداگانہ اور اصلی مذہب متصور کرین ۔

یہ اعتراض کرنا کہ انسان نے اول ہی اعلی درجہ مذہب کا کیسے اختیار کرلیا

سراسر فضول ہے۔ کیونکہ مذہب کی بنیاد نامعلوم قدرت پر ہے اوسکی تلاش
اور تحقیقات دنیادی علوم کی سی نہین ہوسکتی ہے وہ عوام کیلیے محض منقول ہے
اور اوسکو اوسی صورت سے ہادی کے اعتبار پر ماننا لازم ہے۔ اوسکی جرح قدح
کرنا جو ہادی نے تبلایا مذہبا ممنوع ہے پس عوام بذاتہ تو کوئی ترقی کرنہین سکتے
نہ اپنے ہادی کے احکام کے علاوہ دیگر احکام خلاف اونکے جگہہ قائم کرسکتے ہین۔

ہادی اسکے مدعی ہوتے ہین کہ وہ قدرت کاملہ سے مبعوث ہوے ہین۔
دوسرا شخص اس امر کا دعوے نہین کرسکتا او نہین بجز اسکے کہ ایک فطرت خاص
مذہبی مانی جاے اور طریقہ سے فیضان روح موجودات کا ہونا قیاس نہین ہوسکتا
اور جب فطرت خاص اوسمین تسلیم ہوگئی تو اسکا اظہار ہونا لازمی ہے۔ اسلئے ترقی کی
ضرورت نہین ہے۔

نمبر ۱۰

مذہب کیا شے ہے

اس مضمون پر دو نامور محققین ایشائی یورپ نے بحث کی ہے۔

ایشائی محقق سرسید کا اصل مدعا تردید ایک عیسائی مصنف سر ولیم میور کی کتاب سوانح عمری حضرت رسالتمآب کا تھا اوسی ضمن مین بسبیل تذکرہ مذہب کی تعریف اور تشریح کی۔ اور یورپین محقق میکس میولر کی خاص بحث مذہب کی حقیقت اور ماہیت کی بابت تھی اونہون نے تمام و کمال غور اس مسئلہ پر کرکے نتیجہ نکالا ہے۔ بہرحال دونون رایون سے تھوڑی بہت مدد ملتی ہے اسلئے مین ضمنی راے سے بھی درگذر نہین کرسکتا۔

سرسید خطبات احمدیہ کے عنوان مین مذہب کی بابت یہ خیال ظاہر کرتے ہین

۱- عجائبات دنیا مین سب سے زیادہ عجیب وہ خیال ہے جسے لوگ مذہب کہتے ہین۔ مذہب اوس امتیاز کا نام ہے جو انسانون کے افعال سے علاقہ رکھتا ہے اور جسکے سبب انسانون کے افعال اچھے یا برے۔ یا نہ اچھے نہ برے خیال کئے جاتے ہین کیونکہ اگر انسان کے افعال مین یہ تمیز نہ ٹھیرائی جاتی تو کسی مذہب کا وجود باقی نہین رہتا۔

۲- تمام خیالات جو انسان مین پیدا ہوتے ہین۔ اور تمام یقین جو انسان کسی چیز پر رکھتا ہے اسکا منشا اون خیالات کے سوا ے کچھ اور چیزین ہوتی ہین جو ان خیالات اور یقین کے اسباب [illegible]

جیسے مذہب کہتے ہین بغیر کسی خارجی اسباب کے اور بغیر کسی تجربہ اور تحقیق کے اور بدون کسی معقول ثبوت کے یکایک دل سے اوٹھتا ہے اور اسلئے وحی اسکا مخرج سمجھا جاتا ہے ۔ اور پھر اسپر ایسا یقین ہوتا ہے کہ کسی آنکھون دیکھی چیز پر بھی نہین ہوتا ۔

۳ ۔ اس تعجب پر اور تعجب یہ ہے کہ اس بن دیکھی چیز اور اس بے ثبوت اور بے دلیل حالات کا لوگون کی طبیعت پر ایسا سخت اثر ہوتا ہے کہ وہ اثر انسان کے تمام افعال پر اور قدرتی جذبات پر جو خدا نے انسان مین پیدا کئے ہین غالب ہو جاتا ہے اور جو جوش اور ولولہ اس از خود پیدا کئے ہوئے خیال سے انسان کی طبیعت مین پیدا ہوتا ہے اور کسی دوسری چیز سے نہین ہوتا ۔ گو اوس دوسری چیز کے صحیح اور یقینی ہونیکے لئے کیسی عمدہ عمدہ دلیلین اور کیسے ہی قطعی ثبوت موجود ہون ۔

۴ ۔ اگر وہ خیال تمام انسانون مین مختلف ہوتا تو شاید یہ کہا جا سکتا کہ تمام عالم پر اوسکا یقین رکھنا ہی اسکی سچائی کا ثبوت ہے ۔ مگر تعجب تو یہ ہے کہ ہر زمانہ اور ہر قوم اور ہر ملک اور ہر فرقہ بلکہ ہر فرد و بشر مین وہ خیال ایسا مختلف رہا ہے کہ کسی ایک پر بھی یقین کرنیکی کوئی وجہ نہین ۔ اور اس پر بھی تعجب یہ ہے کہ ہر شخص کو یقین بھی ہے کہ میرا ہی خیال اور سب کے خیالون سے افضل اور بالکل سچا ہے ۔ ہم دیکھتے ہین کہ جس طرح یونانی اپنے خدا اور دیوتا پر اور مسلمان اور یہودی اپنے ایک خدا پر اعتقاد اور یقین کامل رکھتے ہین اسی طرح ہندو اور بودھ اپنے ۳۳ کرور دیوتاون پر اعتقاد اور یقین کامل رکھتے ہین ۔

۵ - کیا یہ مسئلہ کہ تمام چیزین ایک ہی کل کی جزو ہین یا اوسکی عین یا وہ بمنزلہ جان اور یہ بمنزلہ جسم کے ہین صحیح ہے - کیا یہ سب مختلف چیزین جو ہمکو دکھائی دیتی ہین سب ایک ہین - کیا نور اور ظلمت اور کالا سفید سب یکسان ہین - جیسا کہ ایک عارف باللہ کہتا ہے - (شعر)

من تو شدم تو من شدی من تن شدم تو جان شدی — تا کس نگوید بعد ازان من دیگرم تو دیگری

یا یہ مسئلہ صحیح ہے کہ سب چیزون کا ظہور اوسی سے ہے - وہی ظلمت کا باعث ہے اور وہی نور کے ظہور کا سبب ہے - وہی آسمانون پر کڑکاتا ہے - اور وہی زمینون پر برساتا ہے - وہی ستارون کو چمکاتا ہے - اور وہی پہولون کی کلیون کو کہلاتا ہے - اوسی کا جلوہ بہشتیون کی کہاوٹ - اور اوسی کا پردہ دوزخیون کی آفت ہے - غمگین دل کا غم اور شادمان دل کی شادمانی اوسی سے ہے -

وہ کسی جگہ نہین اور سب جگہ ہے - وہ کسی مین نہین - اور سب مین ہے جس طرح وہ آسمانون اور زمینون مین ہے اوسی طرح وہ باریک سے باریک بال مین ہے وہ سب کو دیکھتا ہے اور ہر چیز کو جانتا ہے - مگر اوسکا جاننا اور علم ہم سے دوسری قسم ہے کیونکہ وہان ماضی اور استقبال نہین ہے -

۶ - پھر ہمکو اور زیادہ تعجب اس بات پر ہے کہ یہ تمام مختلف خیالات جو لوگون کے دلون مین ہین اور جو مذہب کہلاتے ہین وہ ایک ہی مخرج سے یعنی دل سے نکلے ہین اور دل کے اوس فعل کا جس سے یہ خیالات پیدا ہوتے ہین اعتقاد نام رکہا جاتا ہے پس اگر مدار مذہب کا اعتقاد ہو تو ایک کو صحیح اور دوسرے کو غلط ٹھیرانیکی کوئی وجہ نہین ہو سکتی -

۷ - یہ وہی عجیب خیال ہے جو دونون طرف برابر نسبت رکھتا ہے اور جس کو لوگ مذہب کہتے ہین - پس ایسی ذو جہتین چیز کی جو ضدین مین برابر نسبت رکھتی ہو کسی حیثیت پر یقین کرنیکی کوئی وجہ نہین - البتہ ان تمام خیالون مین سچا خیال یا تمام مذہبون مین سچا مذہب وہی ہو سکتا ہے جو ضدین مین برابر نسبت رکھنے کے نقص سے پاک ہو -

۸ - مذہب کیا چیز ہے - وہ ایک سچا اصول ہے کہ جبتک انسان اپنے قواے جسمانی اور عقلی پر قادر ہے اوسکے تمام افعال ارادی - جوارح - نفسانی و روحانی کا اسی اصول کے مطابق ہونا چاہیے - پھر اگر وہ ایسے ہین کہ صرف کسی قسم کے اعتقاد پر مبنی ہین اگر متعدد ہون تو گو انکا متضاد اصولون پر کسی وجہ سے اعتقاد ہے تو ایک کو سچا یا صحیح اور دوسرے کو جھوٹا یا غلط کہنے کے بجز تحکم کے اور کوئی وجہ نہین سچا مذہب وہی ہو سکتا ہے جسکی سچائی نہ کسی اعتقاد پر بلکہ حقیقی سچائی پر مبنی ہو - کیونکہ مذہب اعتقاد کی فرع نہین ہے - بلکہ سچائی مذہب کی اصل یعنی عین مذہب ہے اور اعتقاد اوسکی فرع ہے - بلکہ جب ہم مختلف مذہبون سے سچے مذہب کو پرکھنا چاہین تو دیکھین کہ وہ سچے اصول کے مطابق ہے یا نہین -

۹ - سچا اصول کیا ہے - جہانتک کہ انسان اپنے قواے عقلی سے جان سکتا ہے وہ بجز قدرت یا قانون قدرت کے اور کچھ نہین - جسکی نسبت اسلام کے بانی نے یہ فرمایا - مَا تَرٰی فِیْ خَلْقِ الرَّحْمٰنِ مِنْ تَفٰوُتٍ ط فَارْجِعِ الْبَصَرَ هَلْ تَرٰی مِنْ فُطُوْرٍ ط ثُمَّ ارْجِعِ الْبَصَرَ كَرَّتَيْنِ يَنْقَلِبْ اِلَيْكَ الْبَصَرُ خَاسِئًا وَّهُوَ حَسِيْرٌ

۱۰ - قدرت یا قانون قدرت کیا ہے - وہ وہی ہے جسکے بموجب ان تمام چیزون

مادی یا غیر مادی کا جو ہمارے اردگرد ہین ایک عجیب سلسلۂ انتظام سے وجود ہے اور ہمیشہ انہین کی ذات مین پایا جاتا ہے اور کبھی اوس سے جدا نہین ہوتا۔ قدرت نے جس طرح پر جسکا ہونا بنا دیا ہے بغیر خطا کے اوسی طرح پر ہوتا ہے۔ اور اوسی طرح ہوگا پس وہی سچ ہے۔ جو اصول اوسکے مطابق ہین وہی سچے اصول ہین۔ نہ وہ جنکی بنا ایک فانی قابل سہو و خطا وجود یعنی انسان کے اعتقاد پر منحصر ہو۔

۱۱۔ قدرت ہمکو صرف اپنے وجود اور اپنے سلسلۂ انتظام اور اپنے تعلقات ہی کے جو بے انتہا مخلوق مین پایا جاتا ہے سچائی نہین دکھلاتی۔ بلکہ اوسمین ایسے اصول بھی پائے جاتے ہین جس سے ہم اپنے افعال ارادی اور جسمانی اور روحانی کی بھلائی اور برائی بھی جان سکتے ہین۔ اور چونکہ قدرت سچی اور کامل ہے تو ضرور ہے کہ وہ اصول سچا اور کامل ہو۔ اور یہی سچا اور کامل اصول یا یون کہو کہ وہ مذہب جسکے اصول اوسکے مطابق ہین وہی سچا مذہب ہونیکا مستحق ہے۔

۱۲۔ قدرت ایک قانون ہے جو امر مسبب یعنی خالق کے ہاتھ مین ہے۔

۱۳۔ اسکے بعد سرسید علماء کے کلام کی تین مثالین مذہب کی تطابق کیلیے بتلاتے ہین۔

۱۔ انسان مثل غلام کے ہے مالک کے احکام بلا حجت اور کم و کاست ماننا چاہیئے۔

۲۔ انسان مثل بیمار غلام کے ہے۔ مالک نے اپنا مصاحب طبیب اوسکے لئے تجویز کیا ہے جو وہ کہے مانو۔

۳۔ بیمار غلام کیلئے اپنا مصاحب طبیب بھیجا کہ وہ دواؤن کی تاثیرات بتلاتا ہے تاکہ جو صحیح ہین وہ حفظ صحت کے اصول جانین اور جو بیمار ہین وہ حصول صحت کی دوا پہنچانین۔

سر سید فرماتے ہین کہ ہند کے مشہور عالم شاہ ولی اللہ اول و سویم مثال کو تسلیم نہین کرتے دویم کو صحیح قبول کرتے ہین - اور مین بخلاف اونکے سویم کو قبول کرتا ہون - اول و دویم کو مسترد کرتا ہون - مین نے سر سید کی راے کے اجزا کر کے اوسپر نمبر ڈال دئے ہین تاکہ ہر جزو کے مفہوم پر علیحدہ بحث ہو سکے - اور بہتر طریقہ یہ تہا کہ اس ایشیائی محقق اور یورپین محقق دونون کی رایون کے اجزا کر کے مقابلہ کیا جاتا اور اوسپر جرح قدح ہوتی - مگر دونون محققون نے ایسا مختلف طریقہ اختیار کیا ہے کہ باہم مقابلہ نہین ہو سکتا - اسلیئے مجبوراً ہر ایک راے پر من حیث الوجوہ بحث کیجاتی ہے -

سر سید رحمہ اللہ علیہ نے جو یہ مضمون مذہب پر لکھا ہے یہ ایک مختصر تمہید سوانح عمری کے جرح قدح کرنیکی ضرورت سے لکہا ہے اور یہ بہی بسا غنیمت ہے کہ مجملاً عام خیال اونکا مذہب کے اوپر ملیگا -

اب مین ہر ایک جزو کی بابت اپنا خیال ظاہر کرتا ہون -

نمبر ایک مین تعریف مذہب کی یہ لکھی ہے کہ مذہب انسان کے نیک و بد افعال کے امتیاز کرنیکا ایک قاعدہ ہے - یہ راے بالکل صحیح ہے - مگر یہ بہی تو ظاہر ہونا چاہئیے کہ یہ قانون کس نے بنایا اور کس نے نافذ اور شائع کیا -

نمبر ۲ و ۳ مین سر سید یہ فرماتے ہین کہ تعجب ہے کہ مذہبی خیال بغیر کسی خارجی سبب کے پیدا ہوتا ہے اور پہر انسان کے دل پر مثل چشم دید واقعہ کے نقش کالحجر ہو جاتا ہے کہ کسی کے مٹاے نہین مٹتا - بالعموم یہ بالکل بجا ہے - اور یہ عین دلیل اسکی ہے کہ انسان کی فطرت مین کہین اسکی جگہ ہے - یہانتک تو خارجی

سبب انہون نے سے اتفاق ہے کہ جسکا خیال نقش کالحجر ہوتا ہے وہ انسانی حس و ادراک سے باہر ہے۔ مگر اوسکی طرف سے منادی کرنیوالا ضرور آتا ہے اور ایسا اوسی چشم دید شاہد کا ہے جو انسان کے دل کو فریفتہ کرتا ہے۔

نمبر ۴ - مین سر سید نے یہ خیال ظاہر کیا ہے کہ اگر خدا کا خیال نوع انسان مین مختلف نہوتا تو مذہب کی صداقت کا اچھا ثبوت ہوتا۔

سر سید کی رائے انصافاً بالکل صحیح ہے۔ تاہم اختلاف طریقون مین ہے مگر مسئلہ قدرت کی طرف مختلف طریقہ سے خیال رجوع ہونا عین دلیل فطرت کی ہے۔ یہ بھی پایا جاتا ہے کہ بعض صورت مین انسان اصل سے بہت دور پڑ گیا ہے - یہ بھی اس امر کا قطعی ثبوت ہے کہ نوع انسان مین بالاتر قدرت کی تلاش کا فطرتی مادہ ہے جسکا اظہار ہر ملک کی عادت اور مزاج کے موافق ہوا ہے۔

نمبر ۵ - سر سید نے اس جگہ خالق اور کائنات کے باہمی تعلقات کی مختلف صورتین ظاہر کی ہین۔ اسپر بحث کرنا فضول ہے۔

حقیقت خالق - اور خلق کائنات - یہ ایسا راز ہے کہ انسان حس اور ادراک سے نہین کہول سکتا ہے - رہنما ہے مذہب جنکو فیضان اوس قدرت سے تہا اونہون نے اس قدرت کو خود تسلیم کیا اور دوسرون سے اظہار کیا۔ اسی قدر بس ہے۔

نمبر ۶ - ۷ - ۸ - مین سر سید نے اعتقاد سے بحث کی ہے اس سے مجھے کلیتاً اتفاق ہے کہ اعتقاد سے مذہب کی صداقت نہین ہوتی۔ بلکہ سچائی مذہب کی عین مذہب ہے۔

نمبر ۱۰ - ۱۱ - ۱۲ - مین یہ بحث ہے کہ جو مذہب قانون قدرت کے موافق ہو وہ سچا مذہب ہے۔ مین اس جگہ صداقت مذہب کی بحث کرنا نہین چاہتا اسلیئے

اسکی بابت راے ظاہر کرنا غیر ضروری ہے مذہب کی صداقت پر آئندہ بحث ہوگی۔

نمبر ۱۲۳۔ یہن تین مثالین مذہب کے متعلق بیان ہوئی ہین۔ سر سید نے اونمین سے تیسری کو تسلیم کیا۔ اور دیگر علما نے اوسکو رد کیا ہے سر سید کی مسلمہ مثال یہ ہے۔

انسان مثل بیمار غلام کے ہے۔ اوسکے مالک نے اپنا مصاحب طبیب بھیجا کہ وہ دواؤن کی تاثیرات بتلاتا ہے تاکہ جو صحیح ہین وہ حفظ صحت کے اصول جانین اور جو بیمار ہین وہ حفظ صحت کی دوا پہچانین۔ مثال دویم دیگر علما کی مقبولہ اور سر سید کی مستردکردہ مثال یہ ہے۔

انسان مثل بیمار غلام کے ہے مالک نے اپنا مصاحب طبیب اوسکے لئے تجویز کیا ہے۔ جو وہ کہے اوسے مانو۔

میرے نزدیک یہ دونون مثالین مذہب سے منطبق نہین ہوتین۔

انسان کیلئے مذہب تاج اشرف المخلوقات ہونیکا ہے۔ اگر مذہب نہوتا تو حقیقت پردہ پڑا رہتا۔ اور انسان اور دیگر حیوانات مین مابہ الامتیاز صرف عقل رہتی۔ اور حقیقت تک نہین پہونچ سکتے تو جسقدر دوری حیوانات کو تھی وہی حالت انسان کی رہتی۔

بلحاظ مالک اور غلام کے یہ عطیہ شرف قربت ہے۔

مذہب کا جو عملی حصہ ہے وہ انسان کے سمجھنے کے لائق بلحاظ مقابلہ کے ہے اور جب اول انسان اور اول مذہب پر نوبت آئیگی وہان مقابلہ کس سے کیا جائے

وہان بجز تسلیم اور رضا کے اور کچھ نہین کہا جا سکتا بہ حیثیت قانون قدرت چون وچرا تعمیل مین نہین ہو سکتی۔ بعد تعمیل اس قانون کے حسن قبح پر انسان غور کر سکتا ہے۔

یہ ایسے بادشاہ کا قانون ہے جہان غلطی کا گمان بہی نہین ہو سکتا قبل مذہب آدمی مثل سرکش حیوان اپنے نفس کا مطیع تہا۔ مذہب نے وہ سرکشی دور کی اور اپنا مطیع بنایا۔ اور جب مذہب کے طریقہ پر چلا تو آدمیت آئی۔ یہ بیجا غلام نہین یہ سرکش غلام ہے۔ بہت سی مصلح اسنے دیکہی۔ اور انسان بن بنکر پہر حیوان ہو ہو گیا ہے۔ یہ تمدن کی انتہائی ترقی اس غرض سے ہے کہ اب سب کچھ انسان کے سامنے ہے۔ متفرق حصہ دنیا کے ڈہونڈین اور تارنے یکجا کر دئے۔ سب پریشان ذخیرہ یکجا ہوگئے تجربہ اور معلومات۔ کی کوئی انتہا نہین۔ اب اختیار ہے کہ آخر مصلح کی بات سنو یا خود سر بنے رہو۔

اب یہان سے یورپین محقق کی راے پر بحث شروع ہے۔

انتخاب مضامین لکچر میکس میولر بابت ۱۸۷۸ء عیسوی

لکچر اول

صفحہ ۱۰۔ مذہب کی تعریف بیان کرنا نہایت ہی مشکل ہے۔ یہ لفظ زبان پر ہزارون برس سے ہے۔ اور وہی ایک لفظ اوسکے لئے قایم رکہا گیا جبکہ وہ ایک زمانہ سے دوسرے زمانہ مین منقلب ہوتا گیا۔

صفحہ ۱۴۔ مختصرا چند تعریفات مذہب کی بیان کیجاتی ہین۔

بموجب رائے کانٹ کے مذہب اخلاق ہے۔ جبکہ ہم اخلاق کے کاموں کو حکم خدا سمجھے ہین وہی مذہب ہے۔

صفحہ ۱۵۔ مذہب کبھی عمل کے قابل نہین ہے۔ اور نہ انسان کی زندگی پر اوسکے اثر ڈالنیکی ضرورت ہے۔ صرف اخلاق انسان کیلئے کافی ہے اور وہ جماعت ہیچکارہ ہے جو مذہب کو اخلاقی کام کے ترغیب دینے مین داخل کرتے ہین۔ مذہب ایک علم ہے۔ وہ انسان کو اپنے نفس کی خیال کرنیکی قوت دیتا ہے اور بڑے بڑے معمہ کھولتا ہے۔ اور دل کی تسلی اور دماغ کی صفائی پیدا کرتا ہے۔ یہ تعریف فحٹ مذہب کی کرتا ہے۔

صفحہ ۱۹۔ ایک تیسری اور تعریف مذہب کی شریشر کرتا ہے۔ اوسکی رائے کے بموجب مذہب ایک کلیتًا بھروسہ کرنا ایسے پر ہے جو کہ ہمارے لئے تجویز کرتا ہے مگر ہم اوسکے لئے کچھ تجویز نہین کرسکتے۔

صفحہ ۲۱۔ کامٹی ایک اہل فرانس یہ کہتا ہے کہ انسان خود اس لائق ہے کہ مذہب اور مذہبی پرستش اوسکی کیجائی نہ یہ کہ وہ اور کی کرے۔

جیمز اسپیر اور اضافہ کرتا ہے۔ وہ یہ کہتا ہے کہ اپنے نفس کی محبت کرنا یہ دنیا کا عام قانون ہے اور ہر قسم کی محبت مین داخل ہے۔ اور مذہب سے جابجا اسکی تصدیق ہوتی ہے۔

صفحہ ۲۲۔ بالآخر مذہب کی یہی تعریف ہوسکتی ہے۔ ایمان ایک مذہبی قوت انسان مین ہے جسکے سبب سے ہم مذہبی اغراض سمجھتے ہین۔

صفحہ ۲۹۔ اکثر لوگ جو فلسفی اور آزاد خیال کے ہین اونکی یہ رائے ہے کہ مذہب کی

تشریح یا تعریف کرنا بالکل فضول ہے خواہ وہ مذہب باطل ہو یا سچا۔ اور اونکی دلیل یہ ہے کہ انسان غیر محدود کو نہین سمجھ سکتا اور تمام مذاہب کی بنیاد اسی پر ہے کہ مذہب کا مدعا انسان کی سمجھ سے باہر ہے۔ یہ فلسفہ کا اصول ہے۔ اور جو شخص کہے کہ بجز حس اور عقل کے مذہب کو وہ سمجھا سکتا ہے تو وہ ثابت کرے۔

صفحہ ۱۴۳۔ اگر حواس اور عقل کے ذریعہ سے اس دنیا سے باہر جا سکتے ہین تو بہت اچھا ہے۔ اور اگر مذہب اسمین نہین آسکتا تو وہ واہیات ہے۔

صفحہ ۱۵۔ مین ایک ہی قوم کے مذہب پر بحث کرونگا۔ اور وہ قدیم قوم ہند سے آریا ہین۔

حصہ دوم مذہب کا مرکز

آیا قابل گرفت کے اشیا ابتدائی حالت مذہب کی ہے۔

صفحہ ۱۶۔ ڈی بروس کا یہ خیال ہے کہ وحشی اقوام جو ہڈی۔ پتھر۔ ہتیار۔ اور ایسی قسم کی قابل گرفت چیزون کو پرستش کرتے ہین یہی ابتدائی حالت ہر قوم کے مذہب کی ہے۔ اور اسکے بعد تعدد دیوتاؤن کا ہوا۔ اور پھر وحدانیت کا خیال پیدا ہوا اور وحدانیت قائم ہوئی۔

صفحہ ۱۸۔ عام خیال یہ تھا کہ مذہب وحشی اقوام مین نہین ہے۔ مگر مشنریون کی تحقیقات سے یہ ثابت ہوا کہ ضرور مذہب ہے۔ اور ہم کہہ سکتے ہین کہ جہانتک تحقیقات ہوئی یہ ثابت ہوا کہ دنیا مین کوئی قوم ایسی نہین ہے کہ جسمین مذہب نہو۔ مذہب انسان کا ایک جزو ہے

صفحہ ۱۰۹ ۔ مسٹر ڈیس کی تحقیقات سے یہ ثابت ہوا کہ وحشی اقوام مین فیٹش یعنی قابل گرفت کے شئ مذہب نہین ہے ۔ اونکا مذہبی خیال جدا گانہ ہے اور فیٹش مذہب نہین ہے اور نہ وہ آغاز مذہب کا ہے ۔

(باب ۳)

(قدیمی علم ادب ہندوستان اور آغاز مذہب)

صفحہ ۱۳۳ ۔ یہ بہت مشکل ہے کہ اسٹریلیا ۔ امریکہ ۔ افریقہ ۔ کی اقوام سے مذہب کا آغاز دریافت ہوسکے ۔ مگر کسی قدر سہولت اون مذاہب سے ملیگی جنکے تاریخی حالات موجود ہین اگرچہ انمین بھی یہ مشکل ہے کہ جبتک مذہب ایک شخص اور اوسکے مقلدین مین محدود رہا اوسوقت کے حالات ٹہیک معلوم ہوسکین ۔ یہ مقولہ شخصی مذہب ۔ اور جماعتی مذہب دونون پر صادق آتا ہے اور دوسری مشکل یہ ہے کہ تمام مذاہب کے دیکھنے سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ اینسان کی فطرت مین ہے کہ مذہب مین مبالغہ افسانہ کے طور پر بہت داخل کردیا جاتا ہے ۔
صفحہ ۱۳۵ ۔ ہند کے موافق کوئی ملک ایسا نہین ہے کہ جس سے عمدہ موقع ابتدائی اور آیندہ نشو و نما مذہب کا معلوم ہوسکے مین بالقصد نشو و نما اسوجہ سے کہتا ہون کہ ہند مین تاریخ کا نام نہین ہے ۔

صفحہ ۱۳۸ ۔ مذہب برہمن مین ایک بڑا انقلاب بودہ مذہب نے پیدا کیا ۔

صفحہ ۱۳۹ ۔ اس مذہب کا اصل فروغ ۳۴۵ برس قبل حضرت علیسیٰؑ کے عہد

صفحہ ۱۴۰ ۔ اسوکا مین ہوا ۔ بودہ مذہب اگرچہ یہ تبدیل ہیئت برہمنی مذہب

۱۴۱ - تھا مگر بودہ وبید کو الہامی کلام نہ سمجھتے تھے الہامی کلام قرار دینا
۱۴۴ - برہمنوں کی اختراع ہے - خود وید کے شاعر الہامی ہونا نہیں ظاہر کرتے تھے
صرف بودہ ہی نہیں اوس سے قبل بھی اشتباہ الہامی ہونے پر ظاہر کیا جاتا تھا -
صفحہ ۱۴۹ - وید کے علم ادب کے چار درجہ ہین -
اول زمانہ ستر اکا قبل ۵۰۰ برس حضرت عیسی کے ہے -
صفحہ ۱۵۰ ستر اعہد کی یہ غرض تھی کہ علم جو برہمن کی آبادی مین پھیلا ہوا ہے وہ
یکجا کیا جائے -
صفحہ ۱۵۲ - دوسرا عہد برہمنان کا ہے - یہ ۶۰۰ سے ۸۰۰ تک قبل عیسیٰ کے ہے
اوسکی اصل غرض قربانیون کے بیان کرنیکی ہے اوسی مین بالاخر اوپانشاد سب سے
قدیم ہندو فلسفہ ہے -
صفحہ ۱۵۴ - تیسرا عہد منترا کا ہے - یہ حضرت عیسیٰ سے ۸۰۰ تا ۱۰۰۰ برس کا ہے
اس مین چارون بید یکجا ہوئے -
صفحہ ۱۵۶ - چوتھا عہد کہانڈا کا ہے - یہ ۱۰۰۰ برس قبل حضرت عیسی کے ہے -
یہ زمانہ وہ ہے جب بیدکی قربانیان آہستہ آہستہ فروغ پاتی جاتی تھین اور
بید کی شاعری بڑھتی تھی -
صفحہ ۱۵۷ - بید بذریعہ حفظ کرنیکے یاد رہا -

۴ - لکچر

پرستش محسوس - نیم محسوس - غیر محسوس - ایشیائی کے -

صفحہ ۱۷۳- ہم اوس راہ سے چلنا چاہتے ہین جسکو ہر شخص پسند کرے یعنی کہ جو علم بذریعہ حواس کے حاصل ہو وہی سیدہا ہے۔ تمام مذہب دنیا کے اگرچہ اور امور مین مختلف ہین مگر صرف اس ایک امر مین متفق ہین کہ اونکے مذہب کا ثبوت بتامہ حواس سے نہین ہے۔

صفحہ ۱۷۴ لغایت ۱۷۶- مگر یہ حیرت ہے کہ انسان اور سب امور مین ذی ہوش ہے اس خاص امر مین ابتدائے دنیا سے آج تک مخبوط اور مجنون رہا۔ جواب سکا یہ ہوسکتا ہے کہ ہم سے یا دیوتاؤن نے کہا۔ (یعنی بیرونی الہام) یا یہ کہ ہمکو خود یہ معلوم ہوا (اندرونی الہام) ہمکو شک نہین کہ قدرے اس جواب مین اصلیت ہو۔ مگر وہ نکالنی چاہیئے۔

صفحہ ۱۷۷- سوال یہ ہے کہ کسطرح سے ہمارے اجداد آریا کے ذہن مین ایک دوسری دنیا اس موجودہ کے علاوہ ذہن مین آئی جسے وہ نہ دیکھتے تھے۔ حواس کے دو حصے ابتدائی حالت انسان مین تھے یعنی لامسہ۔ شامہ۔ ذائقہ۔ ان سے جو اتنیا نہو وہ زیادہ صحیح ہوگا۔ بہ نسبت اسکے باصرہ۔ یا سامعہ سے معلوم ہو بغیر اسکے کہ اول سے تصدیق نہو۔

صفحہ ۱۸۰- حواس سے تمیز ہونیوالے دو قسم کے ہین۔ اول محسوس۔ دویم نیم محسوس
۱- اول اشیاے مثل پتھر۔ ہڈی۔ کوڑی۔ جانور وغیرہ جو لمس مین آسکین۔
۲- دوسرے درخت۔ دریا۔ پہاڑ۔ زمین۔ جسکا ایک جزو لمس مین آئے۔
دوسری قسم کی اشیا۔ اکثر حیرت پیدا کرنیوالی ہین۔ اپنی عظمت اور قد او ر طول سے اور اثر سے۔

صفحہ ۱۸۵ - ایک تیسری قسم کی اشیاء ایسی ہین کہ اونکا ایک جزو بھی محسوس نہین ہوسکتا اور یہ غیر محسوس قرار دیگئی - مثل ہوا - ابر - رعد - آسمان سورج چاند - ستارہ - صبح - شام پہلی قسم کے اشیائی کو وہ لوگ جو کہ اسکے قائل ہین کہ آغاز مذہب کا قابل گرفت کے اشیاء کی پرستش سے ہوا - سمجھتے ہین کہ یہی ابتدا مذہب کی ہے - مگر دوسری قسم کی اشیائی کو مین نیم دیوتا - اور تیسری کو پورا دیوتا سمجھا ہون -

صفحہ ۱۸۶ - قدما کے خیالات اونکے دیوتاؤن کے حالت مین منقول کرتا ہون

اپیکرمس کہتا ہے کہ دیوتا - ہوا - پانی - زمین - سورج - آگ - ستارہ - تھے

پروڈکس کہتا ہے کہ قدیم زمانہ کے لوگ چاند - دریا - چشمون - کو جو نافع تھے دیوتا سمجھتے تھے -

سیزر جرمن کے مذہب کی بابت کہتا ہے کہ وہ سورج - چاند - آگ کی پرستش کرتے تھے -

ہیروڈائس کہتا ہے کہ ایرانی سورج - چاند - آگ کو پوجتے تھے -

صفحہ ۱۸۷ - بید کے سب سے پرانے اشعار دریا - پہاڑ - ابر - زمین - آسمان طلوع - غروب - سورج - یعنی نیم محسوس - اور غیر محسوس اشیاء کی طرف منسوب ہین -

صفحہ ۲۰۱ لغایت ۲۰۲ - تمام پرانی قسم کے اشعار بید کی جو پرستش مین پڑھے جاتے تھے دیوتاؤن سے خطاب کرکے ہوتے تھے مگر اوسوقت لفظ دیوتا کی وہ عظمت اور معنی نہ تھے جو اب سمجھے ہین - اوسوقت ہندؤن مین خیال دیوتا کا ذہن

مین منعقد نہین ہوا تہا اور جو ایسے اشعار بناتا تہا او سکو ریشی یا مؤلف کہتے تھے۔
خیال کرنے مین اشیاے مخلوقہ کے انسان درجہ بدرجہ ترقی کرتا جاتا تہا۔
صفحہ ۲۰۴- ۲۰۵- اول قسم کے اشیاے بید کے اشعار مین صنعت کے لحاظ سے ہین مگر
قسم دوم کی اشیاے جابجا بید مین دیوتاؤن سے منسوب ہین۔
صفحہ ۲۱۸- ہمنے اوپر ذکر کیا ہے کہ آسمان روشنی دینے والا اور روشن کرنیوالا دنیا کا
ابتداً خیال کیا جاتا تہا اور اوسکو ڈیوس کہتے تھے۔ اوسی آسمان کے بجاے
اب بہت سے دیوتا قایم ہو گئے جنسے افعال آسمان کے ظاہر ہوتے تھے۔ اور علاوہ
اوسکے صرف فعل ہی نہین بلکہ یہ ظاہر ہوا تہا کہ تمام دنیا پر وہ محیط اور محافظ ہے
اور اوسی سے بجاے آسمان کے خیال اوس دیوتا کا پیدا ہوا جو سب پر محیط اور محافظ ہے
(نتیجہ یہ ہوا کہ پہلے آسمان - پھر متفرق ستارے جو آسمان مین ہین اور پھر مجموعی خیال
کرتے کرتے انسان کے ذہن مین آیا کہ کوئی ایسا دیوتا ہے جو سب پر حاوی اور
محیط ہے۔)
صفحہ ۲۲۰- ہمنے اوپر کے مضامین سے یہ دکہلا دیا کہ کس طرح سے انقلاب ظاہر سے
غائب (نیم محسوس - غیر محسوس) کی طرف ہوا۔ اول اشیاے روشن جنکو مس کر سکتے
تھے مثل دریا کے جنکو دیواس کہتے تھے۔ دویم وہ اشیاے جنکو سن سکتے تھے مثل رعد
اور دیکھ سکتے مثل سورج کے دیواس کہتے تھے۔
اسے پرانی سڑک سے معلوم شے سے نامعلوم تک پہونچے۔
صفحہ ۲۲۱- مگر معترض یہ کہہ سکتا ہے کہ یہ ترقی نامناسب ہوئی کہ اس سے کثرت سے
وحدت ہوئی۔ اور بالآخر نتیجہ ہوگا کہ الحاد ہوگا میرا جواب یہ ہے کہ واقعی یہ امر

سچ ہے۔ بید کے آریا اس راہ سے ایک راستہ کو چھوڑتے چھوڑتے کثرت سے وحدانیت۔ اور بعدازان الحاد۔ پر پہونچے۔ مگر بعد انکار پُرانے دیوتاؤن کے ہندؤن نے سکوت نہین کیا تاوقتیکہ اونہون نے یہ نہ دریافت کر لیا کہ اون دیوتاؤن سے برتر کون ہے۔ یعنی جان موجودات کی۔ اور نیز اپنے نفس کو بھی پہچانا۔ ہم بھی آریا لوگون کی مثل ہین جب ہم کوئی فعل دیکھتے ہین تو اوسکے فاعل کو ڈہونڈہتے ہین اور جب کوئی واقعہ دیکھتے ہین تو اوسکا کرنیوالا تلاش کرتے ہین۔

صفحہ ۲۲۲۔ انسان درجہ بدرجہ اس راہ مین بڑہتا گیا ہے۔ جون جون آگے بڑہا دنیا چھوٹی نظر آنے لگی اور آسمان قریب معلوم ہونے لگا۔ ہر درجہ پر ہمارا منظر بڑہتا گیا۔ اور ہمارے لفظون کے معنی متین ہوتے گئے۔

صفحہ ۲۲۳۔ پانچ ہزار برس گزرے جب آریا نہ سنسکرت نہ یونانی نہ لیٹن زبان بولتے تھے مگر اوسکو دیوپتر آسمانی باپ کہتے تھے۔

صفحہ ۲۲۴۔ چار ہزار برس ہوے کہ آریا ہلسپانٹ کے کنارہ پر اوسکو ذیوس آسمانی باپ کہتے تھے۔ (مراد یونانیون سے ہے) ہزار برس ہوے کہ آریا اٹلی کے اوس روشن آسمان کو دیکھتے تھے اور اوسکو جیٹر کہتے تھے یعنی آسمانی باپ۔ اور ہزار برس ہوے کہ ہمارے اجداد تاریک جنگلون جرمنی مین آخر دفعہ ذیواو کی زبان سے نکلا۔ مگر کوئی خیال کوئی نام ہمیشہ کیلئے ضایع نہوا۔

لکچر ۵۔ خیال غیر محدود کا اور قاعدہ کا۔

صفحہ ۲۲۵۔ ان لکچرون سے میری غرض یہ نہین ہے کہ کسی خاص قسم کے مذہب کی

تائید یا تردید کرون - اس کام کے اور بہت سے ہین - میرا خاص کام اور اس
بانی لکچر کی غرض اور ہی ہے - وہ غرض تاریخی اور علمی ہے - ہمکو یہ جاننا چاہیئے
کہ مذہب کسطرح سے ممکن ہے - کسطرح سے انسان ہین مذہب داخل ہوا اور ترقی
کیا ہے اور یہ کیسے ہوا -

صفحہ ۲۲۶ - یہ ہم کہہ چکے ہین کہ جملہ قسم کے علم اگر علم کا اطلاق اونپر ہو دو دروازون سے
اونکو داخل ہونا چاہیئے - یعنی دروازہ حس و دروازہ ادراک - اور جو اور دروازہ
خواہ وہ دروازہ الہام ہو خواہ دروازہ فطرتی عقل مذہبی کا ہو غلط ہے -

صفحہ ۲۲۷ - مین نے اولًا اس امر کے ظاہر کرنیکی کوشش کی ہے کہ خیال غیر محدود کا
جو اصول تمام مذہب کا ہے وہ بذریعہ ادراک لاشئے کے ظاہر نہین ہوا - اگر خیال
غیر محدود کا حواس پر منحصر نہین ہے - ہمکو اپنے مقولہ کے بموجب رد کرنا چاہیئے -
مثل سر ہملٹن کے یہ کہنا کافی نہین ہے کہ خیال غیر محدود کا منطقی ضرورت ہے ہماری
طبیعت ہی ایسی مخلوق ہوئی ہے کہ جب ہم وقت یا جگہ کا مقام منحصر کرینگے ہمکو
اوسوقت معلوم ہوگا کہ اس کے آگے بھی وقت اور جگہ ہے - اگرچہ مین نہین کہتا کہ
اس دلیل مین صحت نہین ہے مگر اپنے مخالفون کو اسکے قبول کرنے پر مجبور نہین کر سکتا
جسطرح سے ادراک محدود اشیا پر بذریعہ حس اثر کرتا ہے اوسی طرح سے مذہب
غیر محدود پر جو محدود کیساتھ ہے اثر کرتا ہے -
جسکو ہم حواس اور عقل اور اعتقاد کہتے ہین وہ سب کام ادراک کے ہین -

صفحہ ۲۲۸ - تاریخ قدیم مذہب ہند سے معلوم ہوتا ہے کہ بالمرہ یہ ارادہ کیا گیا کہ غیر
محدود کا کوئی نام رکھین جو پردہ محدود مین مستور ہے - یہ مذکور ہو چکا ہے کہ

کس طرح سے آریہ غیر محدود کو درخت - دریا - پہاڑون - سورج - چاند - رعد - بجلی -
مین سمجھتے تھے اور اونمین وجود ایک شے کا خیال کرتے تھے جو نظر نہین آتے تھے - اور
بالآخر قدیم آریا اوس خیال پر یہان تک بڑھے کہ ایک باپ آسمانی کا خیال آیا -
صفحہ ۲۳۴ لغایت ۲۳۷ - ہندوٗن کے دلون مین خیال گناہ - اور دوسری دنیا کا -
اور غیر فانی ہونیکا تغیرات جو دنیا مین واقع ہوتے تھے اونکو دیکھکر اور خیالی دیوتاؤن
کو ذہن مین رکھنے سے پیدا ہوے -
صفحہ ۲۴۲ - انہین ہندوٗن کے ذہنون مین خیال ایک قسم کے اصول اور قاعدہ کا
تغیر متواتر واقع ہونے سے آیا (اور اسیوجہ سے جب خیال مذہب جم گیا وہ ہمیشہ
کیلئے اونکے ذہنون مین جانشین ہوگیا -

لکچر ۶ -

صفحہ ۲۶۱ - اس امر کا خیال کرنا بالکل فضول اور غیر ضروری ہے کہ مذہب کا آغاز
وحدانیت یا تعدد وحدانیت سے ہوا - جسقدر کہ تعلق مذہب اہل ہند اور اہل
یورپ کا ہے یہ خیال بیکار ہے -
صفحہ ۲۶۲ - بجاے اسکے کہ عام مذاہب کو مذہب یہود کا بگڑا ہوا خیال کرین
محققین کو چاہئے کہ مختلف مذاہب کے تاریخی حالات ترقی کے دریافت کرین
اور اونکی ترتیب کرین - اور پھر اوسپر راے زنی کرین -
صفحہ ۲۶۴ - یہ نہایت ہی مشکل ہے کہ ابتدائی حالت مین وحدانیت کا خیال ہو
مثلاً اگر کسی مشنری سے کہئے کہ دقیق اصول عیسائیت کے وحشی اقوام کو سمجھاؤ

تو بہلا یہ ممکن ہوگا - کثرت - یا وحدانیت کے خیال مین پڑنے سے اس امرکی تحقیق کافی ہے کہ اقوام مین کسطرح سے خدا کا خیال پیدا ہوا -

صفحہ ۲۶۶ - ۲۶۸ - ۲۹۹ - ہندؤن کے مذہب پر غور کرنے سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ اونمین تعدد - یا وحدانیت عامہ کا خیال پیدا نہین ہوا - بلکہ وحدانیت شخصی پر وہ چلے - سورج - چاند - وغیرہ کو جدا جدا افعال کا فاعل سمجھتے تھے - اور بالآخر مجموعی حالت پر اسی سے وہ نظر ڈالنے لگے - ایک کو دوسرے پر فوقیت دیتے دیتے وحدانیت کے آثار پیدا ہونے لگے -

صفحہ ۳۰۴ - پھر ایک دیوتا کو غالب اور دوسرے کو مغلوب کر کے الحاد کی صورت پیدا ہوئی -

صفحہ ۳۱۰ - ۳۱۲ - الحاد کی شکل کچھ کچھ بودہ مذہب مین نظر آتی تھی - مگر در حقیقت وہ الحاد ایسا نہ تھا کہ جس سے قطعًا بطلان خالق کا ہو -

لکچر ۔ فلسفہ تہذیب و مذہب

صفحہ ۳۱۸ - جبکہ آریا ہند کا یہ خیال ہوا کہ اونکے سب دیوتا محض نام ہی نام ہین تو اوسوقت وہ اوس سے بالکل منحرف ہوجاتے جسکی کہ مدتہاے دراز سے پرستش کرتے تھے - ایسا ہی خیال اہل یونان - روم - جرمن - مین بہی دیوتاؤن کی بابتہ پیدا ہوا مگر مذہب عیسوی نے آکر انسان کے خیال مذہبی کو طمانیت دی - ہند مین کوئی ایسا مذہب باہر سے آنیوالا نہ تہا - جسکی وجہ سے برہمن اپنے دیوتاؤن کو چہوڑکر اوسمین پناہ لیتے - اونہون نے بجاے اسکے کہ مثل یونانی - رومی جرمنون کے پچھلے دیوتاؤن کو چہوڑکر نیا راستہ لیتے پرانی راہ پر چلنے لگے - اگرچہ اونہون نے

پرانے نام ترک کئے مگر جس اعتقاد سے کہ اونہین وہ نام رکھا تہا وہ نہ چہوڑا۔ پرانے دیوتاؤن کی قربانی گاہ خراب اور ویران کرکے اونہین پریشان مصالحہ سے نامعلوم اور حاضر ناظر کے نام قربانی گاہ بنائین۔

مین نے اس محقق کے سات لکچرون کا انتخاب کیا ہے۔ اور ہر ایک لکچر کی بابت علٰحدہ بحث ہوگی۔

لکچر اول۔ اس مین تعریفات مذہب بموجب اقوال حکمار کے بیان کی ہین اور آخر مین اپنی راے سے تعریف لکہی ہے۔ انمین ایک تعریف بہی واقعات مذہب سے منطبق نہین ہوتی۔

۱۔ کانٹ کہتا ہے کہ مذہب اخلاق ہے۔ بیشک اخلاق بہی ایک جزو مذہب ہے مگر محض اخلاق پر مذہب کا انحصار نہین۔ مذہب مین مقدم توحید ہے۔ اوس سے اخلاق سے کیا تعلق ہے۔

۲۔ فحبٹ تعریف مذہب کی یہ بیان کرتا ہے۔ مذہب اپنے نفس کے خیال کرنیکی قوت دیتا ہے اور بڑے بڑے معمہ کہولتا ہے اور دل کا اطمینان اور دماغ کی صفائی پیدا کرتا ہے۔ یہ ذکر مذہب کی تاثیرات کا ہے۔ یہ واقعات مذہب نہین ہین۔

۳۔ شلرمسر مذہب کی بابت یہ کہتا ہے کہ مذہب کلیتاً بہروسہ کرنا ایسے پر ہے کہ جو ہمارے لئے تجویز کرتا ہے مگر ہم اوسکے لئے کچہہ تجویز نہین کرسکتے۔ یہ تعریف مذہب کی نہوئی۔ بلکہ اعتراضاً یہ مذہب کا نقص ظاہر کیا جاتا ہے۔

۴۔ کامٹی یہ کہتا ہے کہ انسان خود اس لائق ہے کہ مذہبی پرستش اُسکی کیجائے نہ یہ کہ اور کی کرے۔ یہ بہی ایک لغو اعتراض ہے۔ اور مضحکہ اڑانا ہے۔

۵ - فیبرج پہلے سے لغویت مین اور بہی بڑہ گیا ہے - وہ کہتا ہے کہ اپنے نفس کی محبت کرنا یہ دنیا کا عام قانون ہے - اور ہر قسم کی محبت مین داخل ہے - اور مذہب سے جا بجا اسکی تصدیق ہوتی ہے -

۶ - بالآخر مصنف اپنی یہ راے ظاہر کرتا ہے - ایمان ایک مذہبی قوت انسان مین ہے جسکے سبب سے ہم مذہبی اغراض سمجھتے ہین - اس تعریف سے اور بہی ابہام پیدا ہوگیا - بغیر ایمان کی تعریف کے مذہب سمجھ مین نہین آسکتا -

لکچر دویم - قابل گرفت کے اشیار موجودات سے آغاز مذہب کا ہوا - اس لکچر مین مصنف نے وحشی اقوام کے مذہب کا حوالہ دیا ہے کہ وہ ہڈی - پتھر - ہتیار - کی پرستش کرتے تھے - اور بعض کا خیال ہے کہ یہی ابتدائی حالت ہر مذہب کی ہوتی ہے -

یہ محض استنباط ہے اور حجت بلا ثبوت ہے - خود مصنف نے صفحہ ۱۰۹ مین لکہا ہے کہ مسٹر وٹیس کی راے یہ ہے کہ یہ چیزین وحشی اقوام مین مذہبی پیرایہ سے پرستش نہین ہوتین - واقعی یہ راے صحیح ہے - ہندوستان مین کایتھ کی اقوام مین قلم دوات کی پوجا ہوتی ہے - اور یہ قوم خدا کو مانتی ہے - بوجہ اسکے کہ اس قوم کا پیشہ نوشت وخواند کا ہے اور قلم دوات ذریعہ نوشت وخواند کا ہے اسلیئے اوسکا ادب اور تعظیم کرتے ہین اور اوسکے اوصاف کے اظہار کیلئے سال مین ایک وقت معین کر لیا ہے مہذب اقوام مین بہی دستور ہے کہ نامور اشخاص کی استعمالی اشیار بطور یادگار کے رکھتے ہین اور ایک وقت معین پر اونکی نمائش کرتے ہین - ایسی یادگارین تبرکاً وحشی قومین بہی رکھتی ہونگی - یہ ہرگز بنیاد مذہب کی نہین ہوسکتی - بالآخر خود مصنف بہی صفحہ ۱۲۱ مین لکہتا ہے کہ وحشی اقوام سے آغاز مذہب کا ثابت ہونا مشکل ہے - لہذا آریہ

مذہب کے نشو و نما پر بحث کرونگا۔ اس مذہب کے حالات کثرت سے ملتے ہین مصنف نے باقی لکچرون مین آریہ مذہب سے بحث کی ہے۔

لکچر سوم۔ مین وید کے فروغ کے چار درجہ قرار دئے ہین۔

۱۔ سترا عہد ۵۰۰ برس قبل عیسٰی۔ اس زمانہ مین برہمنون کا علم یکجا ہوا۔

۲۔ عہد برہمنان ۶۰۰ برس قبل عیسٰی لغایت ۸۰۰ قبل عیسٰی قربانیون کی تشریح ہے۔

۳۔ عہد منترا ۸۰۰ برس قبل عیسٰی لغایت ۱۰۰۰ قبل عیسٰی چارون وید یکجا ہوے۔

۴۔ عہد کہانڈا ۱۰۰۰ برس قبل عیسٰی۔

جب قربانیون کا فروغ ہوتا جاتا تھا۔

لکچر چہارم۔ مین یہ بحث ہے کہ کائنات مین تین قسم کی اشیا ہے ہین دو انسان کی گرفت مین کم و بیش آتی ہین۔ تیسری گرفت سے باہر ہے۔

۱۔ محسوس مثل ہڈی۔ پتھر۔ کوڑی۔ جانور وغیرہ۔

۲۔ نیم محسوس۔ زمین۔ پہاڑ۔ دریا۔ درخت وغیرہ۔

غیر محسوس۔ ہوا۔ ابر۔ آسمان۔ رعد۔ سورج۔ چاند۔ ستارہ۔ صبح۔ شام۔

مصنف کی راے یہ ہے کہ اول قسم کی اشیار کی بابت بعض کا خیال ہے کہ انکی قدردانی محض صنعت کے خیال سے ہے۔ بعض کی راے ہے کہ یہ آغاز مذہب کا ہے۔ دوسری قسم کی اشیار نیم محسوس کی بابت مصنف کی راے ہے کہ اونکو آریہ۔ یونانی پرستش کرتے تھے۔ اور اونکو دیوتا سمجھتے تھے۔ اور ان دیوتاؤن کے ہاتھ مین نظام عالم تھا اور وہ سب پر محیط تھے۔ اس خیال کی ترقی ہوئی اور پھر یہ سمجھنے لگے کہ کوئی ایک ایسا دیوتا ہے جو سب پر محیط ہے یعنی خدا کا خیال قائم ہوا۔ مطلب یہ ہے کہ اول

نیم محسوس جو حس وادراک کے اندر ہے اوسکی پرستش کی۔ بعدازان غیر محسوس جنکو دیکھ سکتے تھے یا سن سکتے تھے ازنکو دیوتا بنایا۔ اوران دیوتاؤن کو دنیا پر محیط سمجھا۔ بعدازان ایک دیوتا یعنی خدا سب پر محیط سمجھنے لگے۔ یہ سب ترقی حس وادراک کے ذریعے سے ہوئی۔ اسلئے اسپر اعتراض وارد نہین ہوسکتا۔

لکچر نمبر ۵-۶-۷-کا خلاصہ یہ ہے کہ انسان کے ذہن مین ابتدا رخدائے غیر محدود کا خیال قائم نہین ہوا۔ بلکہ درجہ بدرجہ حس وادراک کے ذریعہ سے ترقی کرنے مین یہ مرحلہ نیم محسوس طے کرنا پڑا۔ اوراس مرحلہ پر پہونچکر ایک آسمانی باپ قرار دینا پڑا۔ مصنف کا یہ محض خیالی منصوبہ ہے۔ اور واقعہ کے خلاف ہے۔ اور یہ درجہ بدرجہ ترقی قیاس مین نہین آتی۔ مذہب مین تجربہ داخل نہین ہے بلکہ عقیدہ ہے اور عقیدہ مین درجہ بدرجہ ترقی اختیاری نہین محض اتفاقی ممکن ہے۔

رگ وید سب سے قدیم ہے اوس مین جہان سیارون کی تعریف ہے وہان خدائے واحد کا بھی ذکر ہے۔ (دیکھو انتخاب آریہ)

پس ایک ہی زمانہ مین خدائے واحد کا خیال ہندؤن مین تھا اور اوسیوقت مین سیارون کی بھی وہ تعظیم کرتے تھے۔ تو نتیجہ یہ ہے کہ یا ایک ہی گروہ دونون قسم کی پرستش کرتے تھے یا یہ ہوسکتا ہے کہ خواص خدا پرست تھے عوام کواکب پرست تھے مگر یہ نتیجہ نہین ہوسکتا کہ اول کواکب پرست تھے بعدہ خدا پرست ہوئے۔ یہی محقق اپنے لکچر مین خود فرما چکے ہین کہ فلسفی اور آزاد خیال والون کی یہ راے ہے کہ انسان غیر محدود کو نہین سمجھ سکتا اور تمام مذاہب کی بنیاد اسی پر ہے کہ مذہب کا مدعا (یعنی خدا) انسان کی سمجھ سے باہر ہے۔ باوصف اسکے ہماری سمجھ مین نہین آتا کہ اسوقت

تو تمام دنیا کے فلسفی اور صاحب مذہب یہ کہ رہے ہین کہ انسان غیر محدود کو نہین سمجھ سکتا مگر چار ہزار برس پہلے انسان موجودات کی پرستش کرتے کرتے غیر محدود کو سمجھ گیا۔ اور اوس پر پورا بھروسہ اور یقین بھی ہوگیا۔ اور اوسکی عبادت بھی کرنے لگا۔ حالانکہ نہ وہ حس وادراک مین آیا اور نہ ظاہری نفع جیسا سورج چاند وغیرہ سے ہوتا تھا وہ ظاہر ہوا۔

خداپرستی محض آخر سبب فرض کرلینے سے نہین ہوئی۔ موجودات مین سیارون کی پرستش شروع ہوئی تو اونکے تاثیرات کے اعتقاد سے ہوئی یا یہ کہ وہ ایرانیون مین قبلہ نماز تھے انسانونکی پرستش ہوئی تو اونکے ناموری کے باعث ہوئی۔ برہما۔ بشن۔ مہیش کے پرستش شکرا چارج۔ اور رامانند وغیرہ بزرگون کے اعتقادات اور ہدایت سے ہوئی۔ (بت پرستی کا مضمون لائق ملاحظہ ہے)۔

اس یورپین محقق پر تعجب ہے کہ ایک مذہب کے نشو نما کا فرضی منصوبہ قائم کر کے یہ اصول بنا دیا کہ درجہ بدرجہ بت پرستی سے ترقی کر کے خداپرست ہوئے ہین۔ یہ منصوبہ صرف اس غرض سے بنایا ہے کہ حس وادراک سے مذہب کا پیدا ہونا ثابت ہوجائے اور بالآخر ڈارون کا مسئلہ ارتقا اوس مین داخل کر کے فلسفہ خداپرستی کی تکمیل کر دیجائے اور یہ نہ سوچا کہ رہنمایان مذہب اہل کتاب نے جو خداپرستی بتلائی ہے وہ صریح اس فرضی اصول کے خلاف ہے اوس مین پیوند کیسے لگایا جائیگا۔ ہان یہ سوچا ہوگا کہ انکو مقلد آریہ کا بنا دینگے اور اِن رہنماؤن کیلئے کہدینگے کہ خدا کو سُن سُنا کر خود ادعا کیا۔

اس فرضی منصوبہ پر یہان تک اس محقق کو وثوق ہے کہ لکچر نمبر ۵ کے صفحہ ۲۲۹ مین یہ لکھتے ہین۔ ہم یہ کہہ چکے ہین کہ جملہ قسم کے علم اگر علم کا اطلاق اونپر ہو۔ دو دروازون سے

اونکو داخل ہونا چاہیئے - یعنی دروازہ حس وادراک سے - اور جو اور دروازہ سے داخل ہو خواہ وُہ دروازہ الہام ہو - خواہ وہ دروازہ فطرتی عقل مذہبی ہو وُہ غلط ہے -

اس بیان سے ظاہر ہے کہ جو رہنما الہام کے ذریعہ سے خدا کے وجود کو تسلیم کرتے ہین اور اوسکا اعلان کرتے آئے ہین وہ خدا پرستی کی تعریف مین نہین آتے کیونکہ درجہ بدرجہ ترقی نہین کی - صاحب ممدوح نے جو نتیجہ مذہب اہل ہند کے نشو نما سے نکالا ہے یہ نتیجہ اوسیوقت صحیح ہو سکتا ہے جب اہل ہند کی ابتدائی حالت بھی مان لیجائے جو اس لکچر مین ظاہر کی ہے - مگر اہل ہند کو تمام یورپ آریا قوم کی ایک شاخ سمجھتا ہے اور یہ قوم جسوقت متفرق ہوئی اوسوقت اس قوم مین تہذیب قدیم تھی اور سلطنت بھی قائم ہو چکی تھی - اور قبل متفرق ہونیکے یزدان پرستی اس قوم مین تھی - اور سیارے اور آگ قبلہ نماز تھے اور یہ امر مضامین سابق مین ثابت ہو چکا ہے - تو ہند مین اگر جو انقلاب مذہبی خیالات مین ہوا اوسکو ابتدائی حالت نہین کہہ سکتے - علاوہ اسکے مذہب خواہ علمی اور فلسفیانہ طریقہ سے ثابت ہو یا نہو یہ حس وادراک سے پیدا نہین ہوا -

مذہب اہل دنیا کی خواہشات نفسانی کی اندرونی روک ہے - اور بیم اور رجا اوسکے آلہ ہین - جنسے انسان کی خواہشات پر ہر وقت اور ہر جگہ اثر پہونچتا ہے - جہان شاہی احکام کا اثر نہین پہونچتا - وہان مذہب کا اثر موجود ہوتا ہے - مذہب سے انسان اپنی کمزوری پہچانتا ہے بادشاہ کا وہ مقابلہ کرے - مگر مذہب کا وہ مقابلہ نہین کر سکتا - اور اپنے آپ کو بے حقیقت سمجھتا ہے - مذہب سے ہی

انسان ایسا مضبوط ہوتا ہے کہ تمام دنیاوی سامان جہان اوسکی مدد نہین کرسکتے مذہب اوسکو ایسا قوی کردیتا ہے کہ آفت اور مصیبت کو وہ آسانی سے برداشت کرتا ہے - یہ ہرگز حس وادراک کا کام نہین ہے - جہان تک آثار ظاہری پر بڑھنے کا تعلق ہے ہم بالکل میکس میولر سے متفق ہین - مگر آخر پر جو روکنے کا سبب نامعلوم قدرت پر ہے اوس سے ہم کیا سب ذی ہوش انکار کرینگے - کیونکہ اس نامعلوم قدرت کا ظاہری انتفاع کچھ نہین - اور اگر محض فرض کرلینا ہمارا مقصود ہوتا تو کیون نہین چاند - سورج - بجلی - رعد - پرندے کے وہ بظاہر سب مخلوقات مین بڑے تھے - اور ذی منفعت باہیبت اور باجاہ وجلال - اور شان وشوکت کے تھے جب ایسی عظیم الشان قدرتون پر ہمارا ٹھکانا نہوا - اور انکو بھی ہمنے چھوڑا تو منطقی نتیجہ یہ ہے کہ ہم لامذہب اور ملحد اور دہریہ اور محض فلسفی ہوتے - خدا پرست بے کرشمہ دیکھے ہونا محال تھا - کیون ان ظاہری اشیاء کو چھوڑکر ایک بیجان اور بے ٹھکانہ شے قبول کرتے -

مذہب کا داخل انسانی معاشرت ہونا ابتدای سے ثابت ہے - مذہب مجوس - بابل - مصر - مین ابتدا ہی سے خالق کائنات کا خیال اور اوسکی پرستش ہوتی تہی - قدیم قومون مین جسقدر تخیل کو دخل بوجہ ناتجربہ کاری کے تہا اوسی قدر تعصب بھی تہین - ان قومون مین خدا کا خیال جم جانا ممکن نہ تہا - بغیر اسکے کہ اوس قدرت کے ظاہری کرشمہ کسی ذریعۂ مستقل یعنی رسالت سے نہ پہونچتے - نجوم بالعموم قدیم قومون مین تہا مگر نجوم کے اتفاقیہ عمل سے اوسکی مضبوطی انسان کے دلون مین ہوتی محض ایک صانع فرض کرلینے سے متواتر اوسپر انسان کا جارہنا قیاس مین نہین آتا -

مذہب جبکہ انسانی ضرورت سے ظاہر نہیں ہوا۔ اوسکی قدامت او رمتواتر مختلف قومونمین خدا کا تصور قائم ہونا بجز اسکے کہ یہ فطرت کی ودیعت ہو۔ دوسری صورت قیاس مین نہین آتی۔

یہانتک جیمز فلوح لکچر کے ہر جزو پر ہوئی۔ اور اوسکے ضمن مین مذہب کی تشریح بھی کیگئی اب عموماً سرسید اور مسٹر میکس میولر کی راے کا موازنہ کرکے نتیجہ نکالا جائیگا۔ مینے دونون محققون کے حالات اور راے پر خوب غور کیا اور مین اس نتیجہ پر پہونچا ہون کہ سرسید کا خیال مذہب کے حقیقت کی طرف گیا ہے۔ چونکہ یہ ضمنی بحث تھی اسلیئے اوسکی تکمیل نہین کی اور سرسری طور پر ختم کیا اور یورپین محقق مسٹر میکس میولر کے لکچر کا موضوع یہ تھا ہمکو یہ جاننا چاہیئے کہ مذہب کسطرح ممکن ہے۔ کسطرح سے انسان مین مذہب داخل ہوا۔ اور مذہب کیا ہے اور کیسے ہوا (صفحہ ۲۲۵) صاحب ممدوح لکچر شروع اسطرح کرتے ہین۔ ہم یہ کہہ چکے ہین کہ جملہ قسم کے علم اگر علم کا اطلاق اوسپر ہو دو دروازون سے اوسکو داخل ہونا چاہیئے۔ یعنی دروازہ حسن اور دروازہ ادراک۔ اور جو اور دروازہ سے خواہ وہ دروازہ الہام ہو۔ خواہ وہ دروازہ فطرتی عقل مذہبی کا ہو وہ غلط ہے۔ (ص ۲۲۶)۔ اس سے ظاہر ہے کہ بغیر مذہب کے حقیقت کی جانچ کرنیکے کہ وہ کس راہ سے چلتا ہے اپنا راستہ خود اختیار کرلیا اور اوسی پر چلا یا یعنی موجودات پرستی سے خدا پرستی پر پہونچایا۔ مینے خدا پرستی۔ اور بت پرستی کی بحث مین یہ ظاہر کیا ہے کہ اصلی مذہب خدا پرستی ہے۔ اور بت پرستی ابتر حالت مذہب کی ہے اور خدا پرستی کا وجود بغیر رہنما اور الہام کے ممکن نہین۔ اور رہنما مین خاص فطرت مذہبی ہے اور عوام مین مادہ نمایش مبدا اور معاد کا۔ یعنی یہ کہ کہان سے آئے اور کہان جائینگے۔ خاص فطرت کے فیضان کا اثر عام پر پڑنے سے مذہب پیدا ہوا۔

انسان اوسی کام مین ترقی کر سکتا ہے جو اوسنے بنایا یا ایجاد کیا ہو۔ مذہب انسان کا بنایا ہوا نہین ہے۔ مذہب بنایا یا رہبر یا رہنما کے ذریعہ سے اسکو پہنچا ہے۔ قانون قدرت رہنما کو خاص فطرت ہونیکے سبب سے

منکشف ہوا اور اوس نے اپنے پیشوا پر اوسکا اعلان کیا - یہ اصل مذہب ہے جو رہنما کے بعد جو ابتری
پیدا ہوئی اور تاویلات نے بگاڑ دیا - یہ انسانی کام ہے - مذہب بت پرستی ہے - اسی کی اصلاح کیلئے
رہنما پیدا ہوئے جیسے ظاہر ہوچکا ہے - مسٹر اسپنسر ہیولے کا یہ فرضی منصوبہ کسی طرح سے نہیں سلجھتا -
ایک طرف تو یہ کہتے ہیں کہ محسوس و نیم محسوس جو نفع رسان یا ہیبت ناک تھے اونکی پرستش شروع
شروع کی - پھر غیر محسوس کی طرف عروج ہوا - اور بالآخر خدا تک پہونچے - اگر یہی واقعہ ترقی کا
تسلیم کیا جاوے تو یہ امر تسلیم کرنا لازمی ہوگا کہ انسان میں ایک خاص شے کی تلاش کی
فطرت تھی - اوسکو وہ ہر جگہ تلاش کرتا تھا - اور ناکام رہتا تھا بالآخر منشائے تلاش -
(یعنی خدا) پر پہنچکر رک گیا - مگر اس رکنے اور اطمینان حاصل ہونیکے لئے کوئی بڑی وجہ چاہئے
مگر محقق کے بیان میں ہم کچھ نہیں پاتے - وہ وجہ خاص فطرت (یعنی رہنما) ہے جس نے
شہادت دی کہ خدا ہے - اور میں خدا کا حکم لایا ہوں - اور اس رہنما کے افعال اور عادات
اور نفسی ذریعہ سے دلوں میں تاثیر پیدا کی - یہ حقیقی کڑی زنجیر کی محقق لگانا بھول گئے -
رہنما سے پہلے جو کچھ کل تھا وہ مذہب تھا - وہ مادہ تلاش مذہب کا تھا - رہنما نے اگر ٹھیک طور سے سمجھایا -
اور اوس سے تشفی ہوئی - مذہب کی علت غائی دنیا اور عاقبت ہے - اس دنیا میں انسان اپنی اصلاح دوسری
دنیا کیلئے کرتا ہے - دنیا میں وہ ذمہ دار اور مواخذہ دار امور مذہبی کی وجہ سے قرار دیا گیا ہے اور عاقبت
میں اسکا ثمرہ ملیگا - علاوہ اسکے اس دنیا میں بھی اتحاد باہمی یعنی تمدن کیلئے مذہبی امور فائدہ مند
ہیں اسلئے یہاں بھی اونکی ضرورت ہے - یہ حقیقی مسئلہ ارتقا ہے جو مذہب نے ظاہر کیا ہے
سوائے مذہب کے جو عقلی نظام ہے انسان خود نفع نقصان اپنے فعل سے اوٹھاتا ہے اور اوس سے
وہ تمدن بناتا ہے - مذہب قانون قدرت ہے وہ انسان کی حالت کی مناسبت سے اور اوسی کے داخل ہوتا ہے
انسان اوسمیں اضافہ نہیں کر سکتا - اور جب انسانی رائے داخل ہوتی ہے تو وہ بگڑتا ہے -

حصہ سوم

باب ۱

مذہب کا آغاز کیسے ہوا

مذہب کی دو قسمیں ہیں۔ خداپرستی۔ بت پرستی۔

ان دونوں قسموں پر پہلے بحث ہو چکی ہے۔ اور یہ قرار پایا ہے کہ خداپرستی اصل مذہب ہے اور مقدم ہے اور افضل ہے

اور بت پرستی بگڑا ہوا مذہب ہے۔ اسلئے اس مضمون میں صرف خداپرستی کے آغاز ہونے پر بحث ہوگی۔ اور وہی اصل مذہب ہے۔ مذہب یا خدا کے وجود کو دو قسم کے انسانوں نے ظاہر کیا ہے اور اوسیوقت سے مذہب کا آغاز ہونا تسلیم کیا جاتا ہے۔ سب سے مقدم بانیان مذہب ہیں۔ اونکی زندگی کے حالات پر غور کرنے سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ اونکا مدعائے زندگی یہی ایک کام تھا اور اسی کام کے لئے وہ مخلوق ہوئے تھے اور اسکی اشاعت تاحیات کرتے رہے اور اسی میں خاتمہ ہوا۔

دوسرا گروہ بزرگان دین کا ہے کہ اونکے دلوں میں خدا کا خیال مرتکز ہوا۔ اور وہ اوسکی تلاش میں سرگردان رہے۔ بالعموم اشاعت مذہب انکا مدعا نہ تھا۔ اپنا ذاتی ولولہ اور شوق تھا جسکے سبب سے وہ مرکز کی تلاش میں بیچین تھے

اور مرشد کی رہنمائی سے وہ منزل مقصود پر پہونچے
پہلا مقدس گروہ قدرتی مادہ کا اظہار کرنے والا دوسروں کے فائدہ کے لئے تہا۔ دوسرا برگزیدہ گروہ اپنی پیاس بجہانے کے لئے تہا۔ یہ اسرار حقیقت کا متلاشی تہا۔ وہ اسرار سے فیضیاب تہا۔ ان دونوں میں مقدم پہلا قدسی صفات فرقہ ہے اور دوسرا اوسکا ضمیمہ ہے۔ پہلے کو تقدیم اسوجہ سے ہر کہ یہ قدرت عام مخلوق کی فائدہ رسانی کے لئے ہے۔
بانیان مذہب کی مختصر سوانح عمری ظاہر کرنا واجب ہے کیونکہ اسی سے اونکی حقیقت روشن ہوتی ہے۔ اور بزرگان دین کا طریقہ عمل بیان کرنے سے اونکی کیفیت کہلتی ہے۔
اسلئے اس مضمون کے دو حصہ کئے گئے۔
اول حصہ بانیان مذہب کی سوانح عمری کا ہے۔
دوسرا حصہ بزرگان دین کا طریقہ عمل ہے۔

اول حصہ مین
۱۔ سری کشن
۲۔ زردشت
۳۔ گوتم
۴۔ حضرت رسالتماب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔
کی سوانح عمری درج کیجاتی ہے۔ انکی سوانح عمری مذہب کی عکسی تصویر ہے۔ اور اسی سے مذہب کے آغاز ہونے کا پتہ چلتا ہے۔ اور یہی سوانح عمری معیار صداقت

رہنما ہے ۔

(سوانح عمری سری کرشن)

ماخوذ از کتاب بابو منمتہ

تخمیناً چار ہزار برس پہلے ممالک متحدہ کے مشہور شہر متہرا مین قدسی صفات سری کرشن مہاراجہ نے ظہور فرمایا ۔ اسوقت متہرا کا حکمران راجہ کنس تہا اوسکے ظلم اور بیرحمی اور ناانصافی سے رعایا اوس سے نفرت کرتی تہی اور اسوجہ سے وہ خود بہی خائف رہتا تہا ۔ اوس نے اس امر کے دریافت کرنے مین سعی کی کہ اوسے کس شخص سے ضرر پہونچنے کا اندیشہ ہے جب اوسکو نجومیون سے معلوم ہوا کہ اوسکی بہن دیوکی کا آٹھوان فرزند اوسکا قاتل ہوگا تو اوس نے اپنی بہن دیوکی کو اور اوسکے شوہر باسدیو کو اپنے محل مین قید رکہا اور اونکے سات بچے یکے بعد دیگرے قتل کیے آٹھوین دفعہ ایک حسین صاحب جمال فرزند دیوکی کے بطن سے پیدا ہوا ۔ باسدیو نے راتون رات اوس لڑکے کو موضع گوکل جو گوالون کی بستی تہی وہان لیجا کر اپنے دوست آنند اور اوسکی زوجہ جسودہ کے سپرد کیا جسودہ نے باسدیو اور دیوکی کے نورنظر کو بڑی شفقت مادری سے دودہ پلایا اور نند نے بہت احتیاط سے اوسکی پرورش کی اس جادون خاندان کے شاہزادہ نے گوکل مین گوالون کے بچونکی طرح نشو و نما پایا ۔ اس لڑکے کا نام اوسکی مان کنہی کہہ کے پکارتی تہی اور گوالون مین اوسکا نام سری کرشن مشہور تہا ۔

سری کرشن نے جب ہوش سنبہالا تو گلہ بانی کی خدمت اوسکے سپرد کی گئی اور سری کرشن کو کسی علم و ہنر سے بہرہ ور نہ تہے بانسلی بجانے مین ید طولے رکہتے تہے ۔ گوکل کے سب

کہ وہ ایک گھوسی کے لڑکے بن کر رہین - یہ بہی سنا ہے کہ سری کرشن کو تمسے محبت ہے -
پس تم ہی اونکو سمجھا بجھا کر باعزاز تمام ایوان شاہی مین لے آؤ -
یہ شاہی پیام لیکر اکرور گوکل مین پہونچا سب کو سری کرشن کی قدر افزائی کی جسقدر خوشی
تہی اوسیقدر رنج وصدمہ اونکی مفارقت نے دیا تہا -
سری کرشن نے رخصت کے وقت سب کی تسلی تشفی کی اور وعدہ کیا کہ ہم بہت جلد
واپس آئینگے - راجہ کنس نے نہایت شفقت اور مہربانی سے سری کرشن کی آؤ بہگت کی
اور اونکی آمد کی خوشی مین طرح طرح کی تفریحونکا انتظام ہوا - ان کہیل تماشون مین ایک
مشت زنی کی لڑائی بہی تہی - اسمین سری کرشن سے بہی شرکت کی درخواست کی گئی
راجہ کنس نے خفیہ طور پر سری کرشن کی ہلاکت کے لیے مفسدون کو اشارہ کر دیا تہا
سری کرشن فوراً تاڑ گئے اور ادہر حاضرین جلسہ بہی اس ارادہ سے واقف ہو گئے -
سری کرشن نے مشت زن کو بڑی آسانی سے ہلاک کیا اور اوسکے بعد راجہ کنس پر
حملہ کیا اور آن کی آن مین اوسے بہی جہنم واصل کیا - آخرکار اہل متہرا نے متفق الراے ہو کر
سری کرشن کو تخت پر بٹہانا چاہا - اونہون نے کہن سال راجہ اوگرسین کو جو قید تہا طلب کیا
اور کہا مجہے سلطنت کی حاجت نہین مجہے تو گوکل کی رمنون مین رہنے کے سوا کوئی
بات بہلی نہین معلوم ہوتی - مین نے تمہارے فرزند کو تخت وتاج کی طمع سے نہین قتل کیا ہے
اوسکی بدکرداری حد کو پہونچ گئی تہی اور ظلم وتعدی رعایا پر کرتا تہا - مین نے صرف رعیت کے
حفظ وامن کی غرض سے اوسکی جان لی ہے تمہارا تخت وتاج تم کو مبارک ہو -
میری یہی تمنا ہے تمہین تخت نشین ہو کر رعایا پر حکمرانی کرو -
اسکے بعد سری کرشن راجہ کنس کی بیوہ رانیون کی طرف مخاطب ہوے اونکو ہر طرح تسلی

تشفی دی اور اونکے پاؤنپر سر رکھکر معافی مانگی پہر شاہی جلوس سے کنس کی تجہیز و تکفین کا حکم دیا اور راجہ اوگرسین تخت پر بیٹہا۔ سری کرشن نے اسکے بعد تحصیل علم کے لیئے سندی پنڈت کے پاس جانی کی تیاری کی۔ یکایک انکی طبیعت مین ایسا تغیر واقع ہوا کہ سب کو کمال حیرت ہوئی۔ اونکے مجوبی لڑکے جب اونکے دربار مین حاضر ہوئے تو اونہون نے بڑی سنجیدگی کے ساتہہ کہا کہ گوکل کی بود و باش کا زمانہ ختم ہوگیا اب تم ہمکو اپنا لنگوٹیا یار نہ سمجہو اور پیشوا سمجہو۔ جسطرح سے ہم مختلف تفریحون سے گوپیون کا جی بہلاتے تہے اوسی طرح تم بہی اونہیں خوش رکہنے کی کوشش کیا کرو۔ اب یہی مناسب ہے کہ تم گوکل واپس چلے جاؤ۔ آج سے ہم کو اپنا بادشاہ اور حکمران جانو۔ جسوقت گوپیان آنسو بہاتی اونکے دروازہ پر آئین تو اونہون نے بکمال متانت اونسے واپس جانے کو کہا اور جب اونکی مان جسودہا اور باپ نند اونکے دیدار کو آئے تو اونہون نے نہایت ادب سے التجا کی کہ اب سے آپ مجہے اپنا فرزند تصور نہ کرین۔ بلکہ جادون خاندان کا شاہزادہ اور اپنا موجودہ فرمان روا مانین۔ سندی پنڈت کے مکان پر سری کرشن نے علوم فلسفہ الہیات اور سیاست مدن اور اصول حکمت کی تعلیم پائی اور فنون سپہ گری بہی حاصل کئے اپنی فطری قابلیت کے سبب سے سری کرشن چند ہی سال مین علوم مروجہ الوقت مین یگانہ آفاق اور فنون سپہ گری مین طاق ہوکر شہر متہرا کو واپس آئے۔

اونکی غیبت مین راجہ جراسندہ نے متہرا پر چڑہائی کی۔ اسکی دو بہنین راجہ کنس کے ساتہہ منسوب تہین وہ سری کرشن کی سخت شاکی ہوئین اسبات پر جراسندہ کو طیش آیا اور بیشمار سپاہ سے متہرا پر دہاوہ کیا مگر سری کرشن بہت جلد پہونچ گئے اور غنیم کو جادون سلطنت سے مار کر نکال دیا۔ جراسندہ نے متواتر متہرا پر سترہ حملے کیئے مگر ہر مرتبہ شکست پائی۔

اٹھارہوین دفعہ جراسندہ نے بہاڑی راجہ کال باہن کی بیشمار فوج لیکر متھرا پر چڑہائی کی۔ سری کرشن نے پیش بینی کر کے متھرا کو غیر محفوظ خیال کیا اور سمندر کے کنارہ پر اپنے عیال و اطفال کو لیکر آیا اور نیا شہر آباد کیا اور اوسکا نام دوارکا رکھا۔ پھر متھرا کی طرف رجوع ہوے اور کال باہن کو قتل کیا مگر اتفاق وقت سے جراسندہ اس فتحیاب فوج پر ٹوٹ پڑا اور اوسکو شکست دی۔ سری کرشن کسی تدبیر سے بخیر و عافیت دوارکا پہونچ گئے

سری کرشن نے کورو۔ پانڈو۔ کے خاندان سے رشتہ داریان کین اور اونکے معاون اور سرپرست بنے اور جب کورون اور پانڈون مین باہم جنگ ٹہر گئی اور دونون مستدعی امداد سری کرشن سے ہوے تو ایک فریق کو اپنی فوج دی اور دوسرے فریق کے ساتھہ یعنی پانڈون کے ہمراہ جنگ مین موجود رہے قبل شروع ہونے جنگ کے دونون فریق سے یہ کہدیا تھا کہ مین کسی کے ساتھہ ہو کر نہ لڑونگا اور اسوجہ سے خود لڑائی نہین کی مگر ایک طرف جنگ مین حاضر رہے اور ترکیبین بتاتے رہے بالآخر پانڈو فتحیاب ہوے اور کورو نکا خاتمہ ہوا۔

سری کرشن کو ابھی ایک اور بڑا کام کرنا باقی تھا اسے اپنے جادون خاندان کی بداعمالیون سے دنیا کو پاک کرنا منظور تھا۔

جن مین اونکے بیٹے اور پوتے بھی تھے۔

فی الحقیقت اگر سری کرشن جنگ مین موجود نہوتے اور اپنی حکمت عملی سے غریب پانڈونکی اعانت نہ کرتے تو اونکا فتحیاب ہونا ناممکن تھا۔ سری کرشن نے صرف مشورہ اور ترغیب و تنبیہات ہی سے اپنے پیارے دوست ارجن کو فتحیابی حاصل کرنے مین مدد نہین دی بلکہ اوسے ایک ایسا مذہب تلقین کیا جو بالکل انہوکے اصول پہ مبنی تھا سری کرشن نے

کہا کہ اخلاقی نیکیون کی قید اوٹھادو اور کیا والدین اور کیا اوستاد اور کیا برہمن اور کیا حقیقی اور چچیرے بہائی اور کیا مرد اور کیا عورت اور کیا بچہ سب کو بیدریغ تہ تیغ کرو اور اسکے عملدرآمد مین ہر طرح کے مکر و فریب اور دروغ اور ناراستی سے فائدہ اوٹھاؤ۔ متہرا کی تخت نشینی کے دن سے سری کرشن کے واقعات زندگی ایک اخلاقی اسرار ہوگئے تہے۔ اگرچہ بدذاتون اور بدکارون کو صفحۂ روزگار کی نیست و نابود کر دینا اونکا اصل مطلب اور دلی منشا رتہا اور محبت اور خوشحالی کی نئی ایجاد کرنا اونکے ہر کام سے پایا جاتا تہا مگر اونہون نے بجائے خود اپنے آپ کو ایک ایسا شخص ثابت کیا جسکے قالب مین انسانی دل ہی نہ تہا۔ جس کو رنج راحت برائی بہلائی کا کچہ اثر نہوتا تہا جو مجسم دنیا داری کا پتلا تہا اور جو اپنے مطلب براری کے لئے کسی قسم کے نیک و بد کام کرنے مین نہ ہچکتا تہا غرض اونکا چال و چلن امور اخلاقی سے بالکل متناقض بلکہ بہت بڑا اسرار مخفی تہا۔

(یہ عبارت بجنسہ کتاب سے نقل کی گئی)

سری کرشن مذہبی اصول و فرائض زندگی کی تشریح کئے بغیر دنیا کے سر سے اپنا سایہ اوٹھا لیتے تو اسمین شک نہین کہ لوگون کے خیال اونکی جانب سے بہت ہی فاسد ہوجاتے مگر جب اونکے دوست ارجن نے کرکشیتر کی جنگ عظیم مین بکر اونکے اصول و قواعد مذہبی کی پیروی سے قطعی انکار کیا تو انہین مجبوراً دلائل اور براہین سے اونکی تشریح اور تائید کرنی پڑی اور وہ اصول ایسے معقول سچے اور قابل عظمت ثابت ہوے کہ اونکی بدولت اوس دن سے تمام عالم مین اونکی پرستش خالق اکبر کے اعلیٰ اوتار کی طرح ہونے لگی اور اونکا مذہب

کل بنی نوع انسان کا مذہب ہو گیا۔
اسیطرح وہ اپنے رشتہ دارون کو بلا سزا دئے چھوڑ دیتے تو ضرور انکو اونکے
مقصد کی صداقت مین کلام ہوتا مگر اورونکا تو ذکر کیا اونہون نے اپنی ذات
قدسی صفات تک کو باقی نہ رکھا۔
پہلی پہل اپنے قریبی رشتہ دار اور دوستون کا خاتمہ کیا پھر اپنے خاص
عالیقدر فرقہ کو جسمین اونکے بیشمار لڑکے پوتے بھرے تھے خاک مین ملا دیا۔
امر آخر الذکر کے انجام دہی کے لئے وہ ان سب کو پرداش کی بڑی جاترا کے
لئے لیگئے۔ پرداش نہایت خوشنما۔ فرحت افزا۔ اور متبرک مقام تھا۔
اس جاترا کے اہل دوارکا کو بڑی خوشی ہوئی۔ سری کرشن کے لڑکے پوتے جادون
خاندان کے شاہزادہ وغیرہ۔ سب بڑی سرگرمی سے تیاریان کرنے لگے۔
کھانے پینے کو طرح طرح کی نعمتین۔ شراب کے بیشمار قرابے۔ اور جملہ سامان عیش
نشاط ساتھ لیا۔ غرض جاترا کا لطف اوٹھانے کے لئے کسی چیز کی کمی نہ تھی۔ اس
متبرک مقام مین پہونچکر پہلے سب نے دینی رسوم اور مذہبی فرائض ادا کئے۔ غربا
مساکین کو خیرات تقسیم کی۔ برہمنون کو کھانا کھلایا۔ اسکے بعد خور و نوش
اور عیش و طرب مین مشغول ہوئے محفل رقص و سرود گرم ہوئی دور شراب چلنے لگا
میخواری کی مضرتین اہل خرد پر مخفی نہین۔ رفتہ رفتہ نشہ ایسا تیز ہوا کہ ہر طرف فتنہ و
فساد کے شعلے بھڑکنے لگے ایک نے کچھ کہا۔ دوسرے نے سخت کلامی کی۔
باتون باتون مین تلوار کھچ گئی اور کسی کی جان مقتول کے دوست جھپٹ کر کے
قاتل پر ٹوٹ پڑے قاتل کے حامی اوسکی مخلصی کے لئے دوڑے۔ یون ایک تانتا

خاصی لڑائی وہین شروع ہو گئی۔ تہوڑی دیر مین چارون طرف خون کی ندی بہنے
لگی اور جادون کے شاہزادے درختون کے پتون کی طرح کٹ کٹ کر ہر طرف گرنے
لگے۔ اِس خانہ جنگی اور کشت وخون کے روکنے کے لیئے سری کرشن سے درخواست
کی گئی مگر وہ بہی اس ہنگامہ مین بلوائیون کی طرح شریک ہوکر خود اپنے لڑکون اور
پوتون کو قتل کرنے لگے اسطرح بہت جلد کل فرقہ کا خاتمہ ہو گیا اور سری کرشن کے
سوا کوئی باقی نہ بچا۔
اِس واقعہ کے بعد سری کرشن نے اپنے رتہ بان کو حکم دیا۔ کہ وہ ہستناپور پہونچکر
اونکے رفیق ارجن سے یہ تمام سرگذشت بیان کرے اور پیام دے کہ دوارکا
کی بے سرپرست شاہزادیون اور لاوارث بیوون کو وہ فوراً ہستناپور لیجائین
اور اونکے حفظ وامن مین مصروف ہون۔ خیر جو کچھہ بہی ہوا اونہون نے کم توجہی کے
ساتہ مقتل مین اپنے عزیز واقارب کی بے کفن نعشون پر ایک نگاہ غلط انداز ڈالی اور
وہان سے روانہ ہوکر خرامان ایک طرف کو چلدیئے۔
چلتے چلتے وہ ایک درخت کے پاس جا پہونچے اور اوسکے سایہ مین لیٹکر سو رہے
بہت جلد وہان ایک شکاری کا گذر ہوا۔ اوسنے دور سے گھنے پتون کی آڑ مین
اونکو پڑا ہوا دیکھکر خیال کیا کہ کوئی شکار ہے۔ فوراً شست باندہکر نشانہ لگایا۔
افسوس وہان گھنے جنگل مین ایک سبز پوش درخت کے نیچے سوتے ہوے اِس
فخر روزگار نے زخم کاری کہایا۔ اور ساری دنیا سے الگ تہلگ ایک گوشہ مین
اپنی جان شیرین خالق جہان آفرین کے سپرد کی۔ ہم پہلے بہی بیان کر چکے ہین کہ سری کرشن کی
ہدایات اور تعلیمات کا مجموعہ بہگوت گیتا مین پایا جاتا ہے مگر یہان یہ ظاہر کر دینا

مناسب ہوگا کہ گیتا کس کو کہتے ہین ۔

گیتا سنسکرت کی نظم بدیع مہابھارت کا قصہ در قصہ ہے ۔ اِس کتاب مین وہ ہدایات اور نصائح مندرج ہین جو سری کرشن نے ارجن کو کرک شیتر کے میدان مین اوس وقت کی تہین جب اوس نے اپنے اعزا و اقربا کے ساتہ جنگ کرنے سے انکار کیا تہا ۔ ہم سے اگلے نازک خیال مصنفین اور منشیان گرانمایہ اس معاملہ مین بہت کچہہ خامہ فرسائی کر چکے ۔ پس ہم یہان اس امر کی بحث ہی نہ کرینگے کہ آیا گیتا در اصل اِس اعلیٰ نظم رزمیہ کا حصہ ہے یا بعد کا اضافہ ۔ ہدایات و نصائح مندرجہ گیتا فی الحقیقت سری کرشن کی تلقین ہین یا مصنف کی قوت متخیلہ کا نتیجہ ۔ اور سری کرشن کو اِس حصہ نظم سے کچہہ تعلق بہی ہے یا نہین ۔ کچہہ ہی ہو مگر کہا جاتا ہے کہ ہدایات و نصائح مذکورہ سری کرشن کے بیان کئے ہوئی ہین ۔ خود مہابھارت کے عالیقدر مصنف نے سری کرشن کو گیتا کا متکلم قرار دیا ہے اور سلف سے خلف تک عموماً ہندؤن کا یہی عقیدہ ہے ۔ نیز سری کرشن کے واقعات زندگی پر نظر ڈالنے سے بہی یہ امر بخوبی واضح ہوتا ہے کہ اونکے پُر ماجرا حیات کے حالات و مسائل و ملفوظات گیتا مین موجود ہین ۔ جس وقت دونون فوجین میدان جنگ مین معرکہ آرائی کے لئے صف بہ صف کہڑی ہوئین تو ارجن نے اپنے دوست سری کرشن سے کہا کہ میرا رتہ ایسے مقام پر کہڑا کیا جائے جہان سے مین لڑنے والی فوجون کو اچہی طرح دیکہہ سکون انہون نے اِس درخواست کو پورا کیا اوسوقت ارجن نے غل مچا کر کہا اے سری کرشن ان یگانون کو دیکہکر میرا مُنہ خشک ہوا جاتا ہے میرا بدن پہنکا جاتا ہے ۔ رونگٹے کہڑے ہوتے ہین جسم تہراتا ہے عضو عضو جدا ہوا جاتا ہے کمان ہاتہ سے گری جاتی ہے ۔ مجہہ مین اب کہڑے ہونے کی بالکل سکت نہین

سے مجھے چکر آرہے ہین - یہ شگون بہت بُرے معلوم ہوتے ہین - ہائے اپنے عزیزو
یگانون کو جنگ مین قتل کر کے مجھے کونسی خوشی اور بہتری حاصل ہوگی - مین تھیا بی سے
باز آیا - اب مجھے نہ ملک گیری کی آرزو ہے نہ عیش وعشرت کی تمنا - اُف ہم
جنکے لیئے بادشاہت کی خواہش رکھتے ہین وہی یہان اپنے جان نہ مال پر خاک
ڈالے لڑنے کے لیئے آمادہ کھڑے ہین - ان مین اوستاد شاگرد باپ بیٹے دادا
پوتے - اموں بھانجے خسر داماد - سالے بہنوئی سبھی ہین - مجھے ہفت اقلیمی کی
سلطنت مل جائے تب بھی انکو قتل کرنا نہین چاہتا خواہ وہ مجھے مار ہی ڈالین پھر
دنیا کی بادشاہت کی کیا اصل وحقیقت ہے - ہم دیکھتے ہین کہ ہم جہانداری کی طمع
اپنے یگانونکو مار ڈالنے کی کوشش کر رہے ہین - آہ ہم کسی گناہ کبیرہ کے مرتکب ہین
اے سری کرشن مین آپکا مرید ہوا - فرمائیے میرے حق مین کونسی بات مفید ہوگی -
سری کرشن نے ارجن کے سوالات کے جواب مین فرمایا تم ایسے شخصونکے لیئے
رنج وافسوس کرتے ہو جو بالکل اسکے مستحق نہین ہین - ذی علم نہ زندون کا رنج کہاتے ہین
نہ مردون کا غم کرتے ہین - نہ کبھی میرا وجود تہا نہ تمہارا - اور نہ کسی حکمران کا - اسیطرح
ہم مین سے کبھی کوئی معدوم بھی نہوگا - جو روح کو قاتل ٹہیراتا ہے یا مقتول سمجھتا ہے
یقیناً عقل سے خالی اور سمجھ سے عاری ہے - وہ نہ کسی کو ہلاک کرتی ہے نہ خود ہلاک
ہوتی ہے - نہ کبھی پیدا ہوتی ہے - نہ مرتی ہے - پس روح کو ان صفات سے
موصوف سمجھکر تمکو ہرگز کسی بات کا رنج وغم نہ کرنا چاہیئے -
اسی بنیاد پر سری کرشن اپنے فلسفہ کی عمارت اوٹھاتے ہین وہ فرماتے ہین دنیا عالم
مثال ہے یا عالم برزخ کا سایہ ہے اس نمودار سایہ کے اسطرف ایک اور دنیا ہے

جو لازوال غیر متبدل پیوستہ ۔ پائدار مستحکم ۔ اور ابدی ہے یہ عالم مثال ایک سراب ہے جس مین ذاتی اصلیت اور پائداری مطلق نہین ہے ۔ پس تمہارے دنیوی افعال سرابی تبدیلیان ہین اور اونکا اثر عالم برزخ پر کچھہ نہین پڑ سکتا ۔ تمہین جو پسند ہو وہ کرو ۔ تمہارا فعل اس حیرت انگیز عالم کے لئے کچھہ نفع و نقصان نہین کر سکتا تمہین رنج محسوس ہوتا ہے کیونکہ تمہارا عقیدہ ہے کہ ہمارے افعال سچے عالم برزخ پر موثر ہونگے ۔ لیکن یہ خیالات اور عقائد بالکل خام اور باطل ہین تمہاری ہستی مثل خواب کے ہے وہ فرماتے ہین جبتک دل خود بینی کے دہوکے مین پڑا کر وہ اپنے ہی آپ کو ہر فعل کا فاعل خیال کرتا ہے گو ہر کام حالت مین قدرتی خاصیتون انجام پاتا ہے کیونکہ عالم موجودات قدرت کاملہ سے وابستہ ہی ۔ پس اے ارجن جو کام تم مغالطہ کی وجہہ سے کرنا نہین چاہتے اوسے بلا قصد و ارادہ کرنے لگوگے ہر متنفس کے دل مین مالک حقیقی جلوہ گر ہے اور وہ اوسے اپنی قدرت سے ہر وقت اس طرح متحرک رکھتا ہے گویا کوئی چلا رہا ہو ۔ اسکا مطلب صاف لفظون مین یہ ہے کہ تمہاری ہستی فی نفسہ سایہ کی مانند ہے تم کوئی کام خود نہین کرتے ۔ تمہارے کامون کی فاعل کوئی اور ہستی ہے جسے تم خدا کہتے ہو مگر تم اپنی خود بینی کے پیرایہ مین اپنے آپ کو فاعل جانتے ہو اور یہ بڑی غلطی ہے ۔

اب یہ سوال ہے کہ زندگی کیا چیز ہے ۔

حیات انسانی افعال ظاہری اور باطن کا سلسلہ ہے ۔ افعال کے بغیر زندگی قائم نہین رہ سکتی ۔ افعال سے نتائج اور نتائج سے افعال پیدا ہوتے ہین ۔ اسی مغالطہ مین پڑے ہوے انسان کی موت زیست کا سلسلہ وہ ابد تک قائم رہتا ہی

اگر ہم کسی آدمی کی حالت پر غور کرین تو ثابت ہوگا کہ اوسکا وجود اصل نہین بلکہ کسی شخص ماسبق کے افعال کا نتیجہ ہے۔ انسان کے مرنے کے بعد اوسکے افعال کے نتائج باقی رہتے ہین اور وہ دوسرا انسان پیدا کر دیتے ہین بلا خواہش و آرزو کام کرنے کے یہ معنے ہین کہ ہم اپنے افعال کو غیر موثر بناتے ہین یعنی اون مین اغراض و مقاصد دلی نہ ہون۔ بیشک عالم مثال کا مغالطہ اور اوسکی پیدا کی ہوئی خودی اور خود بینی دور کرنے کا یہ نہایت آسان طریقہ ہے۔

ہم بیان کر چکے ہین کہ مغالطہ سے شخصیت پیدا ہوتی ہے اور شخصیت سے فعل پس اگر ہمارے افعال سے نتائج نہ پیدا ہون تو اون سے آئندہ بھی افعال مستحج نہونگے یون اونکا خاتمہ ہو جائیگا لیکن یہ کیونکر ہو سکتا ہے یہ امر آسان نہین ہے کہ بلا کسی غرض یا بغیر اپنے افعال کا ثمرہ پانے کی خواہش کے ہم کوئی کام کر سکین۔ سر کرشن فرماتے ہین اپنے فرائض ادا کرو مگر اونکے ادا کرنے سے کوئی فائدہ اوٹھانے کی خواہش نہ کرو یہ کیونکر ہو سکتا ہے۔

سر کرشن نے جواب دیا مغالطہ دور کرنے سے۔ اور اوسکے اونہون نے چار جداگانہ طریقہ بیان فرمائے۔

(۱) مراقبہ یعنی دھیان۔

(۲) ریاضت یا یے جوگ۔

(۳) استقلال عشق الہی۔

(۴) ادائے فرائض بلا اغراض و خواہش۔

الفاظ ذیل مین سر کرشن اپنی تعلیمات کو مجملاً بیان کرتے ہین۔

تم ثابت قدمی سے میری جانب (اول سے آخر تک گیتا میں سری کرشن نے اپنی ذات قدسی صفات کو خدائے عزوجل قرار دیا ہے) اپنے خیالات کو رجوع کرنے کی قابلیت نہیں رکھتے تو بسختی عشق وعبادت سے میری قربت حاصل کرو۔ عشق میں ثابت قدم نہ رہ سکو تو ادائے فرائض میں سرگرم رہو۔ بسختی عشق سے علم بہتر ہے۔ علم پر مراقبہ یعنی تصور کو ترجیح ہے اور تصور پر ترک خودغرضی یا خواہشات نفسانی کو فضیلت ہے کیونکہ اوس سے روح کو کامل آزادی کے لئے ذیل کے چار طریقہ اس ترتیب سے بتائے ہیں۔

اول۔ افعال بلاخواہشات نفسانی (فرائض)

دویم۔ مراقبہ یا تصور (سمادہی)

سویم۔ ریاضت ہائے جوگ۔

چہارم۔ استقلال عشق الہی۔

ان سب میں انہوں نے افعال یا فرائض کو فائق قرار دیا ہے مگر یہ افعال ایسے ہوں جنکے ادا کرنے میں اغراض ومقاصد کچھ نہوں یہاں چند طریقہ سری کرشن نے معرفت اور خداشناسی کے بیان کئے ہیں مگر ہم ان فلسفیانہ امور پر بحث کرنے کی ضرورت نہیں سمجھتے۔ بالآخر اونہوں نے فرمایا کہ بے دیکھے بھالے خدا کی پرستش کرنی انسان فانی کے لئے سخت دشوار ہے۔ لہذا بہ شکل نمایاں پرستش کرنی چاہئے اور وہ نمایاں شکل عالم مخلوقات ہے۔

انسان مخلوقات کی پرستش کیونکر کرسکتا ہے۔ سری کرشن نے فرمایا بھگتی یا عشق کے ذریعہ سے۔

سر کرشن فرماتے ہین کہ ہمین خدا پر پورا بھروسہ کرنا چاہیئے اسکے ساتھ ہی وہ ہدایت کرتے ہین کہ ہمکو خدا کی پرستش شکل نمایان مین کرنی چاہیئے کیونکہ دنیا کے مغالطہ کی وجہ سے انسان خدا کو بے دیکھے نہین جان سکتا جسطرح سویا ہوا آدمی اپنی خوابگاہ کو نہین دیکھہ سکتا پس انسان کو کوئی ایسا طریقہ اختیار کرنا چاہیئے جو اوسکے امکان مین ہو اور جسکے ذریعہ سے وہ خدا کا معتقد ہو سکے۔ عالم مثال جھوٹا اور ست اور غیر حقیقی نہین ہے بلکہ مغالطہ کی وجہ سے وہ انسان کو جھوٹا اور غیر حقیقی معلوم ہوتا ہے فی نفسہ وہ سچا اور اصلی ہے مگر جس نظر سے انسان اوسکا مشاہدہ کرتا ہے ویسا نہین ہے سر کرشن فرماتے ہین۔ عالم مخلوقات اصل مین ویسا نہین ہے جیسا انسان اوسکو سمجھتا ہے تاہم وہ جھوٹا اور غیر حقیقی نہین ہے عالم مثال گو مغالطہ کی وجہ سے انسان کا پیدا کیا ہوا ہو مگر وہ خدا کی شکل نمایان ضرور ہے یعنی وہ شکل جس مین خدا کو انسان اپنی حالت خواب مین دیکھہ سکتا ہے۔

خدائے حقیقی کو جاننا مغالطہ مین پڑے ہوے انسان ضعیف البنیان کے امکان سے خارج ہے۔ سے اوسے کون دیکھہ سکتا کہ یگانہ ہے اور یکتا۔ جو دوئی کی بو نہوتی تو کہین دوچار ہوتا۔

لہذا قدرت کاملہ یعنی عالم موجودات کو اپنا خدا ماننا چاہیئے۔
خدا نہ سہی تو خدا کی شکل ظہوری سہی۔

زردشت کی سوانح عمری کا خلاصہ

(ماخوذ از کتاب جیکسن)

سنہ ۶۶۰ قبل عیسیٰ زردشت بمقام آذربائیجان پیدا ہوا بعض رے جائے پیدائش کہتے ہین۔ یہ دونون مقام مغرب ایران مین واقع ہین اور سلسلہ نسب منوچہر (خاندان پیشدادیان) سے ظاہر کیا ہے۔

جب زردشت کی عمر سات برس کی ہوئی تو اوسکے باپ پورشسپ نے تعلیم کے لئے برزین خسرو کے سپرد کیا۔ اور جب پندرہ برس کا ہوا تو جنیو پہننے کی رسم اور مذہبی پابندی شروع ہوی۔

پندرہ برس سے تیس سال تک کے واقعات اوسکی زندگی کے کم ملتے ہین تاہم یہ صورت نہین کہ کچھہ بھی نہون۔ اوسکی رحم دلی کا ذکر ہے کہ وہ بوڈھون کی خاطر کیا کرتا تھا۔ اور قحط کے زمانہ مین اپنے باپ کے مویشیون کا چارہ غیر لوگون کو دیتا تھا۔ راہ مین ایک دفعہ اوسنے فاقہ مرتے ہوی کتیا اور پانچ بچے دیکھے۔ وہ اونکے لئے روٹی لانے کو چھپٹا اور جب آیا تو وہ مرچکے تھے۔ اوسکے والدین نے شادی تجویز کی تو اوسنے خواہش کی کہ مین لڑکی کی صورت دیکھہ لون تو رضامندی ظاہر کرون۔

اس قسم کے قصہ بھی مشہور ہین کہ سات برس تک زردشت خاموش رہا بعض کہتے ہین کہ اوسنے تیس سال تک محض پنیر پر جنگل مین زندگی گذاری۔ اوس نے تیس برس عمر کی مذہبی تیاری عبادت مراقبہ۔ اور گوشہ نشینی مین گذاری تیسوین سال اوسکو خواب مین فرشتہ دکہائی دیا اور یہ فرشتہ اوسکو خدا کے حضور مین

سے لے گیا اسکے بعد زردشت کو سات دفعہ اور الہام ہوا۔

اب یہان سے سب الہامون کی کیفیت لکھی جاتی ہے۔

الہام اول ۳۰ سنہ جلوس شاہ گشتاسپ مین واقع ہوا۔ صبح کے وقت جبکہ زردشت دریا کے کنارہ پر کھڑا ہوا تھا اوسکو فرشتہ نورانی آتا ہوا نظر آیا اور اوسکے ہاتھ مین نورانی عصا تھا۔ فرشتہ نے اوسکے قریب آکر یہ کہا کہ اپنا لباس اوتار لے۔ اور بعد ازان زردشت کی روح کو فرشتہ خدا کے پاس لے گیا جب وہ خدا کے حضور مین حاضر ہوا تو سجدہ کیا اور فرشتون کی تعظیم کی۔ خداے تعالےٰ نے جو ضروری امور مذہب کے تھے اوسکی ہدایت زردشت کو کی اس واقعہ سے دو برس کے زمانہ تک زردشت اپنے مذہب کا وعظ دیتا پھرا مگر کسی نے اوسطرف توجہ نہین کی۔ زردشت طران کے بادشاہ کے پاس گیا اوس نے اوسکو امن و امان سے رکھا مگر اوسنے اوسکا مذہب اختیار کرنے سے انکار کیا۔ بادشاہ کے امرا نے زردشت کے قتل کرنے کے لئے شور و غل مچایا۔ بعد ازان زردشت دیو دوست کے پاس گیا جو کہ بڑا مالدار شخص تھا۔ اس امیر سے زردشت نے سو جوان لڑکے اور لڑکیان اور چار گھوڑے مانگے مگر اوسنے بُری طرح سے اوسکی استدعا نامنظور کی۔ زردشت نے اوسکو بد دعا دی۔

زردشت وہان سے ہو اور اسیج کے پاس گیا اور وہان بھی ناکام رہا۔ زردشت ان لوگون کو بد دعا دیتا تھا اور حیران تھا کہ اب کہان جاؤن وہ اسوقت بیم و یاس کی حالت مین تھا۔

بعد ازان زردشت فرمان روائے سیستان کے پاس گیا جسکا نام پرشسط طو تہا
اِس حاکم سے زردشت نے کہا کہ تم نیکی اختیار کرو - اور بدکارون سے نفرت
کرو اور میرا مذہب اختیار کرو - پرشسط نے پہلے دو باتین قبول کین اور مذہب قبول کرنیسے
انکار کیا - یہان سے لاچار ہوکر زردشت اپنے وطن آزربائیجان کو واپس گیا -

الہام ثانی - سات برس کے بعد ہوا - اور اوسوقت چہہ فرشتون سے ملاقات
ہوئی - یہ فرشتے رب النوع حیوانات اور آتش اور فلزات اور خاک اور پانی اور
درخت کے تہے - اونہون نے اِن اشیا کی حفاظت کیواسطے زردشت کو
ہدایت کی اور انکا محافظ قرار دیا -

یہ الہام کوہ البرز کے قریب واقع ہوا -

الہام ثالث - اسوقت آگ کے فرشتہ سے ملاقات ہوئی اوس نے اوسکی
حفاظت کی ہدایت کی -

الہام چوتہا - مازندران کے قریب واقع ہوا - اور وہان رب النوع فلزات نے
اوسکی حفاظت کی زردشت کو ہدایت کی -

پانچوان چہٹا - اور ساتوان الہام یکے بعد دیگرے واقع ہوئے - اور ہر ایک
مین رب النوع خاک اور پانی اور درختون کے فرشتون سے ملاقات ہوئی اور
اونہون نے اِن اشیا کی حفاظت کی ہدایت کی -

اسکے بعد اور بہی الہامات ہوئے اور دس برس کے عرصہ مین سب تکمیل ہوگئی
اسکے بعد آخری ہدایت خدائے تعالے کے ہان سے اوسکو یہ ہوئی کہ تم مضبوطی سے
ہمارے احکام پر قائم رہنا اور کسی کے بہکانے مین نہ آنا -

جسوقت زردشت خدا کے حضور سے واپس آتا تہا تو شیطان اوسکو ملا اور اوسنے گمراہ کرنا چاہا۔ زردشت نے کہہ کلمے اپنے مذہب کے پڑہے اور شیطان بہاگ گیا۔

دس برس کے عرصہ مین جب یہ سب الہام پورے ہوگئے اور زردشت اپنے مذہب کا وعظ کرتا پہرا تو اوسوقت صرف ایک شخص ہیتی وماہ دین زردشتی مین داخل ہوا۔ بارہوین برس زردشت کو الہام ہوا کہ تم اب شاہ گستاسپ کے پاس جاؤ۔ یہ بادشاہ اور اوسکے مصاحب اور رعایا دین باطل مین گرفتار ہین جاکر انکی اصلاح کرو۔ زردشت تنہا دین کی اشاعت کے لئے بادشاہ کی طرف متوجہ ہوا۔

ایرانی اور عربی مورخ یہ لکھتے ہین کہ بادشاہ اوسوقت بلخ مین تہا۔ اس راہ مین دو اور چہوٹے چہوٹے بادشاہون کی سلطنتین تہین زردشت نے اونکو ہدایت کی کہ تم میرا دین اختیار کرو مگر اونہون نے انکار کیا۔ اوسوقت زردشت نے اونکے واسطے بددعا کی اور ایک بڑی سخت آندہی اوٹہی۔ اوس مین یہ دونون بادشاہ اڑگئے اور ہوا مین معلق رہے اور چیل کوے اونکو لپٹ گئے اور سب نے اونکا گوشت کہا لیا اور ہڈیان اونکی زمین پر گر پڑین۔ یہ ذکر افسانہ کے طور مشہور ہے۔

زندوستا مین لکہا ہے کہ زردشت کی ملاقات گستاسپ سے گہوڑدوڑ پر ہوئی زردشت نے بہت قابلیت سے اپنے دین کی تعریف کی اور گستاسپ اوسکو خوب غور سے سنتا رہا اور قریب تہا کہ زردشت سے معجزہ کی فرمایش کرے اوسوقت اوسکے امرا اور حواشی نے اوسکے عیوب بادشاہ پر ظاہر کیے اور بادشاہ نے

اوسکو قیدخانہ مین بہیجہ یا گستشپ کے قید ہونے کی وجہ یہ ہوی کہ اوسکے مخالفین نے
باہم سازش کرکے اوسکے رہنے کے مکان مین بال اور ناخن اور سرکے اور
بلیون کے رکہوا دے تا کہ اوسپر شبہ جادوگر کا ہوے بعد ازان بادشاہ کو
مخفی خبر کراکے یہ سب اشیا پکڑوا دین۔ بادشاہ نے اوسے جادوگر سمجھکر قیدخانہ
مین ڈالدیا۔ زردشت معجزہ سے قیدخانہ سے چہوٹا۔ معجزہ یہ تہا کہ بادشاہ کا
مشکی گہوڑا جسکو وہ بہت عزیز رکہتا تہا اوسکو عجیب قسم کا مرض پیدا ہوا کہ اوسکے
چارون پانون پیٹ سے چپٹ گئے اور زردشت نے اس واقعہ کو سنکر
بادشاہ سے کہلا بہیجا کہ آپ چار باتین میری قبول کرین تو یہ گہوڑا بالکل اچہا ہوجائیگا
بادشاہ یہ سنکر بہت خوش ہوا۔ اور اوسنے وعدہ کرلیا کہ مین تمہارے چارون
کام پورے کردونگا۔ وہ چارون شرائط یہ ہین جو زردشت نے پیش کئے
اول ایک پانون بادشاہ کے گہوڑے کا اگر سیدہا ہوجائے تو بادشاہ دین
زردشتی قبول کرے اور جب دوسرا پانون اوسکا اچہا ہوجائے تو بادشاہ
یہ وعدہ کرے کہ اشاعت دین کے لئے اوسکا بیٹا اسفندیار جہاد کرے اور
تیسری شرط یہ ہے کہ جب تیسرا پانون سیدہا ہوجائے تو شاہزادی دین قبول
کرے اور چہوتہی شرط یہ تہی کہ جب چوتہا پانون سیدہا ہوجائے تو زردشت کے
مخالفین کو جنہون نے جعلسازی کرکے اوسکو قید کرایا تہا سزا دیجائے۔
چنانچہ ہر پانون کے سیدہا ہونے پر بادشاہ زردشت کے شرائط پوری کرتا
گیا یہان تک کہ چارون شرائط پورے کردئے۔ بادشاہ نے دین زردشتی
تو اختیار کرلیا مگر زردشت سے یہ خواہش کی کہ میری چار استدعا اور ہین

وہ بہی آپ اب مہربانی کرکے پوری کردیجئے۔
اول یہ استدعا یہ ہے کہ مجہکو اپنی عاقبت کا حال معلوم ہوجائے۔
دوم یہ کہ میرا بدن ایسا ہوجائے کہ اوسپر کوئی چیز تاثیر نہ کرسکے۔
سویم یہ کہ مجہے علم غیب حاصل ہو کہ مین گذشتہ اور آئیندہ اور حال بتلا سکون
چوتہی یہ کہ مین تاقیامت زندہ رہون۔
زردشت نے جواب دیا کہ ایک شخص کے لیئے چارون باتین پوری نہین ہوسکتین آپ کوئی ایک امنین سے انتخاب کرلین۔
بعد بہت سی قیل وقال کے بادشاہ کو ایک جہلک بہشت کی دکہائی گئی اور بادشاہ کو آئیندہ کامیابیون کا بہی جلوہ دکہایا۔ بادشاہ کے ایک بیٹے پشوتن کو حیات دوام عطا کی گئی اور دوسرے بیٹے اسفندیار کا بدن ایسا مضبوط کردیا گیا کہ کوئی چیز اوسپر اثر نہ کرتی۔ اور جاماسپ وزیر کو عقل کل عطا ہوئی۔
بادشاہ اور بادشاہزادی کے دین زردشتی اختیار کرنے سے یہ نتیجہ ہوا کہ تمام درباریون نے بہی دین قبول کرلیا اور اشاعت دین کی تمام سلطنت مین ہونے لگی۔ زردشت نے جاماسپ سے اپنی بیٹی کی شادی کی اور جاماسپ کے بہائی نے اپنی بیٹی زردشت کو دی۔ بادشاہ کا بہائی ضریر اور اوسکا بیٹا اسفندیار دونون دین زردشتی مین داخل ہوئے اور ان دونون کی تقلید امرا نے کی۔ لہراسپ بادشاہ کا باپ اوسوقت زندہ تہا اوسکی بابتہ بہی بعضون کی یہ رائے ہے کہ اوسنے بہی دین زردشتی اختیار کیا۔ زردشت نے بادشاہ کے دین اختیار کرنے کی یادگار مین ایک سرو کا درخت کشمار کے آتشکدہ کے سامنے لگایا اور اِس درخت پر یہ لکہدیا کہ بادشاہ

دین مقدس اختیار کیا ہے۔

ایک عربی مورخ ابن اطہر یہ لکھتا ہے کہ جب بادشاہ نے دین اختیار کرلیا تو اوسنے اپنی رعایا کو جبراً اس دین مین داخل کیا اور جس نے انکار کیا اوسکو مار ڈالا۔

اس طرحسے دین زردشتی ایران مین پھیل گیا اور اہل ایران کا یہ قومی دین ہوگیا۔ طوران مین بھی کچھ کچھ اس دین کی اشاعت ہوی۔ ضریراور اسفندیار کی قوت بازو سے مغرب ایشیا اور ہندوستان مین بھی یہ دین پھیل گیا بعضونکا یہ قول ہے کہ اہل یونان بھی اس دین کے کچھ کچھ معتقد ہوے اور خود اہل یونان کا یہ قول ہے کہ افلاطون ہرموڈرس ہیموپاؤن پس دین زردشتی سے موثر ہوئے تھے۔ پیتہی گورس کی نسبت یہ کہا جاتا ہے کہ اوسنے بابل مین دین زردشتی کی تعلیم پائی تہی اور پہلوی کتابون مین یہ بھی لکہا ہے کہ جادو کا کارخانہ جو ضحاک نے بنایا تہا اور تمام دنیا کو بت پرستی مین مبتلا کیا تہا وہ دین زردشتی سے معدوم ہوا۔

بعض مورخون کی یہ بھی رائے ہے کہ زردشت حکیم بھی تہا۔ شہرستانی نے یہ لکہا ہے کہ بمقام ڈنا ور زردشت نے ایک اندہے کی آنکھ مین ایک نباتاتی عرق ڈالا اور اس سے اوسکی اصلی روشنی پیدا ہوگئی اہل یونان کے مورخ یہ لکھتے ہین کہ زردشت نے طبعیات ہیئت اور معدنیات پر کتابین لکھی ہین۔ اور پہلوی کتاب دینکارت مین یہ لکہا ہے کہ طبابت اور علم قیافہ مین زردشت کو کمال تہا اور وباؤن کو بھی دور کرنے کی اوسے قدرت تہی اور درندے جانورونکو بھی مطیع کرلیتا تہا۔ اور جس وقت چاہتا تہا مینہ برسا سکتا تہا اور جادوگرون پر بھی وہ غالب تہا۔ زردشتی کتاب ژند وستا کی بابت مسعودی یہ لکہتا ہے کہ بارہ ہزار گاؤ کے چمڑے پر سنہری حرفون سے

لکھوائین گیئن اور بمقام استخر دفن کرادین اور پہلوی مصنف یہ لکھتے ہین کہ جاماسپ نے
بمقام شاپگان لکھواکر دفن کرادین۔
زردشت نے جابجا آتشکدہ قائم کئے۔ اسلامی مورخ مسعودی اور شہرستانی
یہ لکھتے ہین کہ زردشت سے قبل دس جگہ آتشکدہ ایران مین موجود تھے۔
زردشت نے ایک نیا آتشکدہ نیشاپور مین بنایا اور بادشاہ کے حکم سے جمشید کے
آتشکدہ کی تلاش ہوی اور اوسکا پتہ فارس مین معلوم ہوا۔ اور وہان سے آذربایجان
منگاکر قائم کیا گیا اس آتشکدہ کی سب سے زیادہ تعظیم و تکریم ہوتی ہے۔ پورانے
آتشکدہ سیستان۔ روم۔ بغداد۔ یونان۔ ہندوستان۔ اور چین۔ مین تھے
ساسانیون کے عہد مین تین قسم کے آتشکدہ ہوتے تھے۔ ایک آتشکدہ پجاری
آدمیون کے لئے اور ایک فوجی لوگون کے لئے اور ایک مزدورون کے
لئے ہوتا تھا۔
پجاریون کے آتشکدون کو آذر فرہنگ کہتے ہین ان آتشکدون کی آگ مقدس
خیال کی جاتی تھی اور یہ سب سے قدیم تھی۔
کہتے ہین کہ جمشید نے خوارزم مین ایک آتشکدہ بنایا تھا اور اوسکو گشتاسپ
کابل مین لے آیا۔ دوسری قسم کے آتشکدہ کو آذر گشتاسپ کہتے ہین یہ آگ بھی بہت
قدیم ہے اور اس آگ کا ذکر کیخسرو کے کارنامہ مین مذکور ہے۔ تیسرے آتشکدہ کو
آذر برزین مہر کہتے ہین۔
اسکے بعد دینی لڑائیین طوران سے شروع ہوئین اور ارجاسپ بادشاہ
طوران نے گشتاسپ کو نامہ لکھا کہ تم نے باطل دین اختیار کیا ہے اوسکو مسترد کرو

ورنہ لڑائی کیواسطے آمادہ ہو۔

گستاسپ نے اوسکا بہت سخت جواب دیا اسپر خونریز لڑائی شروع ہوئی اور لاکھوں آدمی دونوں طرف کے ضایع ہوئے۔ اس لڑائی مین گستاسپ کا بھائی ضریر اور اڑتیس بیٹے مارے گئے۔

بالاخر اسفندیار کے ذریعہ سے ایران کو پہر فتح حاصل ہوی۔ یہ لڑائی سنہ ۶۰۱ع قبل حضرت عیسیٰ کے واقع ہوئی۔

دوسری لڑائی اس سے بھی زیادہ خونریز تھی جسوقت گشتاسپ سیستان گیا ہوا تھا۔ ارجاسپ نے موقع پاکر بلخ پر حملہ کیا اور اس لڑائی مین زردشت اور لوراسپ عبادت کرتے ہوئے مارے گئے۔

یہ لڑائی سنہ ۵۸۳ع قبل حضرت عیسیٰ کے واقع ہوی اوسوقت زردشت کی عمر ستتر برس کی تھی۔

حالات زندگی ساکیامنی یا گوتم بدہا

بدہا کا باپ سادہودانا کپلاوستو کا بادشاہ تہا۔ یہ ملک شمال ملک اودہ
اور متصل نیپال کے واقع ہے۔ یہ بادشاہ سورج بنسی راجپوت ساکیا قوم کا
تہا۔ جب بدہا مکتب مین بیٹہا تو اوس نے لکہنے پڑہنے مین کم توجہ کی۔
ہمیشہ دہیان مین لگا رہتا تہا۔ جب وہ قابل شادی کے ہوا تو باپ نے
بیٹے سے شادی کے لئے دریافت کیا۔ اوسنے سات روز کی مہلت
مانگی۔ اور بعدہ یہ جواب دیا کہ مین ایسی عورت سے شادی کرنا چاہتا ہون
جو صالح اور پارسا ہو۔ اسکی پروا نہین کہ وہ کسی قوم کی ہو۔ بعد تلاش ساکیا
خاندان کی لڑکی گوپا نام تجویز کی گئی۔ لڑکی کے والدین نے یہ چاہا۔ کہ فن سپاگری
اور علم مین اوسکا امتحان لیا جاوے۔ وہ سب باتون مین کامیاب ہوا
بالآخر گوپا کے ساتہ شادی ہوئی۔
شادی سے گوتم کے خیال مین کوئی تغیر نہین ہوا محل مین تمام عیش و عشرت کے
سامان مہیا تہے مگر گوتم اسی سوچ مین رہتا تہا کہ انسان کی زندگی مثل بجلی کی چمک
کے ہے۔ جسطرح دریا پہاڑ سے جاری ہوکر بہتا ہے اسی سرعت کے ساتہ
زندگی گذرتی ہے۔ وجود خواہشات نفسانی۔ اور جہل یہ تین خرابی کی راہ
ہین۔ جاہل مثل کمہار کے چاک کے چکر مین رہتا ہے خواہشات نفسانی
اور خوف مصیبت مین الودہ کرتے ہین۔ اینسے ایسا ڈرنا چاہیے جیسے
تلوار کی تیز دہار۔ یا زہردار پتہ سے۔ مرض انسان کے حسن کو ضایع کرتا ہے

ضعیف حواس کو قوت سے کو کمزور کرتا ہے۔ اور دولت کوئی کام نہین آتی
پھر موت کا وقت آتا ہے اور تناسخ کے لیئے انسان تیار ہوتا ہے۔
ان وردناک خیالات کے بعد گوتم کہتا ہے کہ سب مرکب اشیا مین زوال
شامل ہے۔ مرکب اشیا مثل مٹی کے جہاز کے ہین کہ ذرا سی ٹھیس سے بکھر جاتا ہے
دولت مستعار مثل ریتے کے انبار کے ہے جسکا پشتہ نہین بن سکتا۔ تمام
مرکب اشیا کبھی دوسری شئے کا سبب ہوتی ہین اور کبھی دوسری شئے سے
متاثر ہوتی ہین یہ دونون باہم ایسی توام ہین جیسا کہ تخم مین نمو کا ہونا۔ مگر اصل
مادہ مین کچھہ تفاوت نہین ہوتا۔ کوئی شئے ایسی نہین جو دوسری شئے سے
پیدا نہوتی ہو۔ اور یہی صورت پائداری مادہ کی ظاہر کرتی ہے۔ دانا آدمی
ان شکلون سے دہوکہ نہین کہاتا۔ مثلاً کوئی شخص ایک لکڑی دوسری لکڑی
سے رگڑے ان تین کے فعل سے آگ نکلے گی۔ اور پھر غائب ہو جائیگی
دانا آدمی اوسکی تلاش مین سرگردان ہوگا۔ مگر سواے حیرت کے اور کچھہ نہ پائیگا
یہی سوچیگا کہ کہان سے آئی اور کہان گئی۔ لفظون کی آواز ہونٹ اور تالو
اور زبان کی حرکت سے نکلتی ہے اور اوسکو فکر سے بول چال نام رکھتے ہین
اور ملکی زبان کہتے ہین۔ یہ آواز کوہ کی سی آواز ہے مگر بولی کہین موجود نہین ہے
پھر بانسری کی آواز سنکر دانا سوچ کرتا ہے کہ کہان سے آئی اور کہان گئی۔ یہ
سب شکلین جو سبب اور نتیجہ سے پیدا ہوتی ہین اور جوگی یا دانا آدمی غور
کرتا ہے کہ یہ سب صورتین لاشئے ہین۔ اور یہی لاشئے شئے زوال ہے۔ جو
ہمارے حواس کو معلوم ہوتی ہے اوسکو حقیقت مین کوئی پائداری نہین ہے۔

اور یہی اصل جڑ قانون یعنی فطرت کی ہے۔

ہم سمجھتے ہین کہ اسی قانون سے دنیا کی نجات ہے اور ہم اب دیوتاؤن اور انسانون پر ایسے ظاہر کرینگے۔ مین نے اکثر اسکی فکر کی کہ جب ہم عقل کل ہو جائینگے تو ہم تمام ذی روح کو جمع کرکے یہ بتائینگے کہ یہی صورت بقائی ہے اور ہم اونکو قعر خلقت سے نکالینگے اور اونکو سکون اور اطمینان کی جگہ قائم کردینگے اور اس حواس کے جھگڑے سے چھڑا کر اطمینان کی جگہ رکھینگے۔ یہ مخلوق جو تاریکی جہالت مین غرق ہے ہم اونکو قانون کا انکشاف کرینگے۔ اور ہم اونکو ایسی نظر دینگے کہ ہر شے جیسی ہے اوسے صاف دیکھہ سکین اور ہم اونکو ایک جھلک خالص عقل کی عطا کرینگے جس سے قانون کو بے لاگ لپیٹ کے دیکھہ سکین۔ یہی خیالات نوعمر سدہارتا کے خواب مین نظر آتے تھے۔ ایک شب کو ہرویا جود دیوتا حیا کا تھا تشتا اپنے مقام عیش سے آیا اور خبر دی کہ آپ اپنی خدمت یعنی مشن پر جائیے جسکے لئے آپ اسقدر عرصہ سے تیاریان کر رہے تھے۔ دیوتا نے کہا کہ اب وقت آگیا ہے کہ آپ اپنے آپ کو دنیا مین ظاہر کیجئے۔ جس نے اپنے آپ کو آزاد نہین کیا وہ دوسرون کو آزاد نہین کرسکتا۔ اندھا اندھے کو کیا دکھا سکتا ہے۔ جو آزاد ہوگیا وہ اورون کو بھی آزاد کرسکتا ہے۔ اور جسکی آنکھین ہین وہ راستہ بتلا سکتا ہے۔ وہ لوگ جو اپنی خواہشات نفسانی سے مکان کے اولاد کے۔ دولت کے۔ ذوق مین الودہ ہین اونکو تارک الدنیا ہونیکی ہدایت کرو۔ اور مقدس بناؤ۔ بادشاہ اپنے بیٹے کے منصوبہ پر غور کرکے بہت پریشان رہتا تھا۔ اور اوسکی حفاظت کرتا تھا۔ اوسکے لئے تین مکان مین

تینون موسم برسات گرمی سردی کے لئے بنائے تھے کہ جہان اوسکا جی چاہے رہے
ایک روز گوتم اپنے باغ بہشتی کو سوار جا رہا تھا تو راہ مین ایک بہت ضعیف
آدمی ملا۔ اوسکے بال سفید۔ بدن لاغر۔ اور رعشہ سے کانپتا تھا۔ رگین سب
اوبھری ہوئی۔ لکڑے کے سہارے رگڑتا ہوا چلا جاتا تھا۔ گوتم نے کوچوان سے
پوچھا کہ یہ کون ہے۔ کیا اسکے خاندان مین ایسے ہی پیدا ہوتے ہین۔ اوسنے
جوابدیا کہ یہ بوڈھا ہے اور بیکار ہوگیا ہے۔ اور گھر والون پر بار ہے اونہون نے
نکالدیا ہے۔ اور آخرکار سب کا بڑھاپے مین یہی حال ہوتا ہے۔ یہ سنکر گوتم کے
دل مین خیال پیدا ہوا کہ جاہل اور کمزور طبیعتون مین جوانی سے نشہ غرور پیدا ہوتا ہے
اور بڑھاپے کا خیال نہین کرتے۔ اب مجھے باغ کی سیر کو نہ جانا چاہئے اور پیچھے
لوٹ چلو کیونکہ مجھہ مین بھی بڑھاپے کی جگہ موجود ہے۔ مین عیش وعشرت کو
کیا کرونگا۔ شاہزادہ واپس چلا آیا۔ پھر ایک روز شاہزادہ مع اپنے ہمراہیون کے
سوار چلا جاتا تھا راہ مین ایک بیمار آدمی ملا۔ اوسکے ہمراہ نہ کوئی عزیز تھا
نہ دوست تھا۔ بخار کا لرزہ چڑھ رہا تھا۔ اور چلنے کی قدرت نہ تھی۔
او بیکسی سے موت کا منتظر تھا پھر اوسنے اپنے کوچوان سے اوسکا حال
پوچھا اور وہی جواب ملا۔ شاہزادہ نے سوچا کہ صحت بھی ناپائدار مثل
خواب کے ہے۔ اور ہوشیار آدمی کے لئے خوشی کی جگہ نہین ہے۔ وہ شاہزادہ
اپنے شہر کو لوٹ آیا۔ ایک دن اور اسیطرح سیر کو جا رہا تھا۔ راہ مین ایک
لاش دیکھی۔ کفن اوسپر پڑا تھا۔ اوسکے عزیز روتے ہوے اور خاک اڑاتے
ساتھ چلے جاتے تھے۔ پھر شاہزادہ نے اپنے کوچوان سے مطلب پوچھکر کہا کہ

افسوس جوانی پرجسکو بڑہاپہ برباد کریگا۔ اور ہائے صحت جسکو مرض غارت کریگا
اور ہائے زندگی جسکو موت کہاجائیگی۔ کوئی ایسی جگہ بہی ہے جہان نہ بڑہاپہ ہو
نہ مرض ہو۔ نہ موت ہو۔ اور کیسے یہ تینون نیست ہوسکتی ہین۔ پہر شاہزادہ نے
حکم واپسی کا دیا اور کہا کہ ہم اسپر دہیان لگائینگے کہ اسنے کیسے نجات ملے۔
ایک دن شاہزادہ ہمراہیون کے ساتہ پہرنے کو نکلا تہا کہ راہ مین اوسکو ایک
برہمچاری ملا۔ وہ نیچی نظر کئے کہڑا تہا اور لباس فقیرانہ پہنے ہوئے تہا۔ اوس
ہاتہ مین خیرات لینے کا کچکول تہا۔ شاہزادہ نے پوچہا کہ یہ کون ہے۔
کوچوان نے کہا کہ یہ بہکشو ہے اسنے نفسانی خواہشات کو ترک کردیا ہے
اور سختی سے زندگی بسر کرتا ہے۔ نہ کسی سے کچہہ خواہش ہے نہ کسی سے حسد
کرتا ہے اور گہومتا پہرتا ہے۔ اور خیرات پر بسر کرتا ہے۔ شاہزادہ نے
سواری کی واپسی کا حکم دیا اور کہا کہ جو فیصلہ کیا ہے اوسکو مخفی نہ رکہنا چاہئے
سب سے پہلے اپنی رانی گوپا سے اپنے ارادہ کا اظہار کیا۔ پہر باپ کے
پاس جاکر نہایت ادب سے وہی مقصد بیان کیا۔ باپ کو بہت صدمہ ہوا
اور اوسنے بہت سمجہایا۔ اور تمام اکابرین قوم نے منت اور التجا کی کہ اس
ارادہ سے باز آؤ۔ مگر کسی کا کہنا نہ مانا۔ آدہی رات گذر رہی تہی کہ شاہزادہ نے
کپلا وستو سے سفر اختیار کیا اوسوقت ستارہ پشیا جو پیدائش کے وقت
تہا چمک رہا تہا۔ چلتے وقت شاہزادہ کے دلپر سب کی جدائی کا کچہہ قلق ہوا
اور نرم آواز سے یہ کہا کہ اب مین اس شہر مین اوسوقت تک نہ آؤنگا جبتک
موت اور زندگی دونون کا خاتمہ نہ کرلون۔ اور جبتک مجہے عقل کل نہ حاصل ہو

اور جب مین واپس آونگا تو اس شہر کی کچی اور سستی جاتی رہےگی شہزادہ رات مین ۲۴ میل چلا۔ اور صبح کے طلوع پر گھوڑے سے اوترا۔ گھوڑا۔ ٹوپی۔ موتی کی مالا۔ چندکا کے حوالہ کی اور اپنا ریشمین لباس ایک شکاری کے حوالہ کیا۔ اور اوسکا لباس کمال کا خود پہن لیا۔ راہ مین چندکا کو شاہی اُمرا شہزادہ کی تلاش مین پہرتے ہوے ملے۔ چندکا نے اوننسے کہا کہ شہزادہ نہ تم سے ملیگا اور نہ وہ اپنے عزم سے باز رہیگا۔ واپس چلے جاو۔ گوتم پہلے چلتے چلتے ویسلا پہونچا۔ اور راہ مین برہمنون کے جہان مہمان رہتا تھا۔ یہانسے وہ راجگرہ جو مگدہ کی دارالسلطنت مین پہونچا۔ اس شہر مین ایک بڑا نامور برہمن اودر کا رہتا تھا۔ اور اوسکے ساتھ سات سو شاگرد تھے۔ اودر کا سے جب ملے بات چیت ہوی تو اوسنے سمجھا کہ یہ بہی بڑا عالم ہے۔ تو اوسنے اس سے کہا کہ ہم دونون ملکر لڑکون کو تعلیم دین۔ گوتم نے کہا کہ یہ طریقہ بہی دنیاوی معاملات او خواہشات سے بری نہین ہے وہانسے ہی چلدیا۔ اس جگہ سے پانچ شاگرد اودرکا کے ساتھ ہوے۔ سدہارتا اول اون پانچون کے ساتھ گیا کی پہاڑی پر گیا اور وہانسے نرنجنا دریا کے کنارہ پر قریب ایک گانون اروِلہ کے پہونچا اور اس جگہ اوسنے ارادہ کیا کہ معہ اپنے ہمراہیون کے ٹہیرون۔ اوسوقت تک برہمنون کے دستور کے موافق نفس کشی کا عمل کرتا رہا۔ جب سدہارتا اپنے گہر سے نکلا تہا اوسوقت اوسکی عمر انتیس ۲۹ برس کی تہی اور چہہ برس تک ارولہ مین رکہہ نہایت سخت مراسم نفس کشی کے عمل کرتا رہا۔ اور اپنے نیک کامون سے شیطانونکو پسپا کیا۔ اِن چہہ برس کی تکالیف او متواتر روزہ داری سے سدہارتا کو

یہ خیال ہوا کہ یہ رستہ عقل کل کے حاصل کرنے کا نہین ہے اور اوسوقت سے
نفس کشی کے مراسم مین کمی کی اور معمولی کہانا کہانے لگا۔ اور یہ کہانا ایک لڑکی سجاتا
گانونسے لاتی تہی۔ تہوڑے زمانہ مین اوسکی طاقت بہی بڑہ گیئی اور صورت بہی اچہی
ہوگیی۔ اوسکے پانچون شاگرد اوسکے اس رنگ بدلنے سے پہر گئے اور اوسکا وفادار
اونکے ولونسے جاتا رہا۔ اوسے چہوڑکر بنارس چلے گئے۔ اب سدہارتا تنہا اکیلا
اروِل کے ایک گوشہ مین رہکر مراقبہ مین مشغول رہا اور اسی جگہ رہکر اوسنے اپنے
اصول واسطے ہدایت اپنے معتقدین کے قائم کئے۔ پورانا لباس جو اوسنے سکا تہی سے
لیا تہا وہ چہہ برس کے عرصہ مین پہٹ کر ٹکڑے ٹکڑے ہوگیا۔ سجاتا کی ایک لونڈی
رادہا نام کی تہی وہ مرگئی اور اوسکی لاش کو موٹے کپڑے مین لپیٹ کر دفن کردیا تہا
سدہارتا نے اوس قبر کو کہود کر چہیتڑے نکالے اور تالاب مین دہویا اور اپنے
ہاتہ سے سیکر اوسکا لباس بنا دیا۔ اور یہی قاعدہ سڑی ہوئی چہیتڑون کے لباس
بنانے کا اپنے معتقدین مین جاری کیا۔ سدہارتا نے اب فکر کرنا شروع کی کہ آیا
مجہکو اب کافی علم اسکا حاصل ہوگیا ہے کہ انسان کے نجات کی تدبیر کرون اوسنے
یہ سوچا کہ جوکچہہ مین نے حاصل کیا ہے وہ انسانی علم سے برتر ہے۔ مگر مین ابہی اوس
عقل کل کے درجہ پر نہین پہونچا۔ اور نہ ابہی مین نے بڑہاپہ اور موت پر غلبہ
حاصل کیا۔ پہر اوسنے اپنے بچپن کے زمانہ کو یاد کیا کہ اوسوقت اوسکو کیسی کیسی
خواب نظر آتی تہے اور کیسی کیسی امیدین اوسکو ہوتی تہین اور یہ خیال کرتا تہا کہ
انسان کا نجات دہندہ ہونگا یا نہین۔ آخرش ایک ہفتہ تک مراقبہ مین مشغول
رہا اور اس عرصہ مین کئی دفعہ اوسکو جوش پیدا ہوا۔ اور اوسوقت اوسنے

یہ خیال کیا کہ سب امور مجھکو حاصل ہو گئے ہین مجھے ایسی نیکی کا راستہ مل گیا جسمین
نہ حسد ہے نہ جہل ہے نہ خواہش نفسانی ہے جسپر شیطان کا کچھہ اثر نہین ہوتا اور
اس راستے مین تناسخ کی ضرورت نہین اور یہ راستہ تمام عالم کے بزرگون سے
بہتر ہے اور یہ راستہ عقل کُل کا ہے اور راستہ نجات کا ہے ۔ اسوقت
سدہارتا نے خیال کیا کہ مین انسان ۔ اور دیوتاؤن سے سب سے برتر ہون ۔
مجھے عقل کُل حاصل ہو گئی اور جس جگہ اوسکا یہ خیال قائم ہوا ۔ اوس جگہ کو بودی منڈا
کہتے ہین ۔ اسوقت سے گوتم کا نام بدہی ستوا ہوا ۔ جسکے معنے ہین کہ عقل کُل کا
تلاش کرنے والا ۔ بدہی ستوا دریاے نرنجنا کی طرف چلا جاتا تھا اوسنے دیکھا
کہ ایک شخص نرم اور خوشبودار گھاس چٹائی کے لئے جمع کر رہا ہے ۔ بدہی ستوا نے
تھوڑی سی گھاس لیکر ایسی چٹائی بنائی کہ نرم جانب نیچی اور جڑ ہین اوپر کو رکھین اور
پلتھی مار کر اوسپر بیٹھ گیا ۔ اور بیٹھتے وقت یہ کہا کہ اگر میرا جسم گل جاے ہڈی ۔
چمڑا ۔ گوشت ۔ سڑ جاے ۔ مین اس گھاس سے اوسوقت تک نہ اوٹھونگا
جب تک عقل کُل مجھے نہ حاصل ہو ۔ تمام دن اور رات بے حس و حرکت
اوسپر بیٹھا رہا ۔ اور صبح کیوقت جبکہ نیند سب پر غالب ہوتی ہے اوسوقت
عقل کُل اوسکو حاصل ہو گئی ۔ اوسوقت اوسنے کہا کہ ہان اب مین انسان کے
غم کو دور کرونگا ۔ اور یہ کہا کہ یہ زمین جسمین سب مدفون ہین یہ میری شاہد ہے
کہ مین کبھی جھوٹھ نہین بولتا ۔ اسوقت بدہا کی ۳۶ برس کی عمر ہے اور اوسوقت سے
نیا مذہب جاری ہوا ۔

سواے سجاتا اور اوسکے جوان ہمراہیون کے بدہا نے دو اپنے مرید اور کئے

یعنی اپنے مذہب مین داخل کیے۔ یہ شخص دو بہائی تہے اور دونون تاجر تہے بدہی منڈل کے قریب ہوکر گذر رہے تہے وہان سے اونکا ارادہ تہا کہ شمال کی جانب مال تجارت کا اپنے گہرون کو لیجائین۔ اِنکے پیچھے ایک قافلہ تجارت کا تہا جسمین سیکڑون گاڑیان مال کی بہری ہوی تہین کچہہ گاڑیان ولدل مین پہنس گیئن تو دونون بہائی جنکا نام تراوپشا دوسرے کا بہلیکا تہا اونہون نے اِس مقدس جوگی یعنی گوتم سے مدد چاہی اور جب اوسکی ہدایت کے بموجب وہ عمل کر رہے تہے۔ گوتم کی نیکی اور عقل کا اونپر اثر ہوا۔ اوسوقت دونون بہائی معہ اپنے سب ساتہیون کے گوتم کے مذہب مین داخل ہوگئے۔

ایک دن گوتم بیٹہا ہوا یہ سوچ رہا تہا کہ اگرچہ مجہکو حقیقت مل گئی ہے آیا مخلوق بہی اِس سے فیض پانے کیواسطے تیار ہے یا نہین اور وہ روشنی حاصل کرنیکے لیئے آنکہین کہولیگی یا نہین۔ اور پہر اس سوچ مین غرق ہوگیا۔ اور کہنے لگا کہ جو قانون جاری کرتا ہون یہ بہت بڑا ہی روشن ہے۔ مگر مشکل سے سمجہہ مین آتا ہے اوسکی تشریح نہین ہوسکتی احاطہ عقل سے باہر ہے اور صرف عالم اور ہوشیار اوس سے فیض پاسکتے ہین۔ یہ قانون دنیاوی عقل کے خلاف ہے۔ مین نے منفرد حالت ترک کی اور خیالات معدوم کیئے مین نے اپنی خواہشات نفسانی فرد کین اور آیندہ وجود مین آنا بند کیا اور یہ سبب نجات کا ہے مگر یہ قانون لوگون کی سمجہہ مین نہ آئیگا اور مجہکو آزار پہونچائینگے پہر کہا نہین نہین یہ خواہش نفسانی ہے اِس سے بچنا چاہیئے۔

تین دفعہ یہی خطرہ بدہا کے دلمین آیا اگر وہ اپنے ارادہ اور عزم سے باز آتا تو یہ

راز ہمیشہ مخفی رہتا بالآخر یہ خطرہ دل سے کہو یا۔
کہتا ہے کہ تمام دنیا کے انسان تین ہی درجہ مین آسکتے ہین یا وہ اچھی ہین یا خراب ہین
یا وہ ان دونون سے لاپروا ہین۔
پھر کہتا ہے کہ ایک ثلث غلطی مین ہے اور ایک ثلث حقیقت کا ماہر ہے
اور ایک ثلث معلق حالت مین ہے۔ اگر مین ان لوگون کو قانون کی تعلیم کرون تو
جو لوگ غلطی مین پڑے ہین وہ کبھی آگاہ نہونگے۔ اور مین کیسے ہی سکھانا چاہون
جو حقیقت کے ماہر ہین وہ ہمیشہ ہوشیار رہینگے۔ مگر وہ لوگ جو معلق حالت مین ہین
اگر مین اونکو قانون سکھاؤنگا تو اونکو سمجھ آئیگی اور اگر نہ سکھاؤنگا تو وہ ناسمجھ رہینگے
گوتم نے اپنے اصول قائم کرکے یہ ارادہ کیا کہ اونکو شائع کرون اور یہ سوچا کہ کس سے
پہلے شروع کرون۔ اول اوسکو یہ خیال ہوا کہ اپنے اصول راجگرہی اور ویسالی کے
اوستادون پر ظاہر کرون مگر اتفاق سے معلوم ہوا کہ وہ دونون مر چکے ہین پھر اوسکا
خیال اون پانچون مریدون کی طرف گیا جو اوسکو چھوڑ کر چلے گئے تھے۔ گوتم یہانسے
چل نکلا اور گنگا پر پہونچا مگر عبور کرنے مین اوسکو بہت دقت ہوئی کہ اوسکے پاس
پیسہ نہ تھا اور جب وہان کے بادشاہ کو اس واقعہ کی خبر ہوئی تو جوگیون کے لیئے
محصول معاف کر دیا۔ گوتم چلتے چلتے بنارس پہونچا اور جہان اوسکے پانچون مرید تھے
اونکی طرف گیا۔ اونہون نے گوتم کو دیکھکر یہ دلمین ارادہ کیا کہ اوسکی ہر طرح سے
توہین کرین اور خاطر تواضع نہ کرین مگر وہ جب اونکے پاس پہونچا۔ بے اختیار وہ
اوسکی تعظیم کے لیئے اوٹھ کھڑے ہوئے اور اوس سے مخاطب ہوکر کہنے لگے کہ اے
گوتم مہاراج آپ بالکل پاک ہین اور آپ مین ایک ایسی روشنی چمکتی ہے کہ انسان کی

قدرت سے باہر ہے۔ گوتم نے جواب دیا کہ مجھے خطاب مہاراجی کا مت دو
پہلے مین عرصہ تک تمہارے کچہہ کام نہین آیا اور کسی قسم کی مدد تمکو نہین دے سکا۔
اب مجھکو صاف راستہ بقا کا نظر آتا ہے اور اب بدھا یعنی عقل کل ہوگیا ہون مین سب کچہہ
جانتا ہون۔ سب کچہ دیکھتا ہون۔ گناہ سے پاک ہون۔ اور قانون قدرت کا
مالک ہون۔ آؤ مین تمکو قانون سکہاؤن۔ اور تم میرے کہنے پر کان رکھو۔ مین
تمکو نصیحت کرتا ہون۔ اور تمہاری روح گناہ سے نجات پائیگی۔ اور تمکو اپنے
نفس کا علم ہوگا۔ اور تم روز روز کے جھگڑے پیدایش سے چھوٹ جاؤگے۔
اور تم برم چاری بن جاؤگے۔ اور اس زندگی کے بعد دوسری زندگی نہوگی۔
اسکے بعد نہایت نرمی سے اوسنے کہا کہ تم ابھی میری نسبت کیا کہہ رہے تھے۔
اوسکے پانچون مرید شرمندہ ہوے اور اوسکے قدمون پر گر پڑے۔ اور اوسکو
تمام دنیا کا بدھا قبول کیا۔ اور اوسکا طریقہ بھی اختیار کیا یہی لوگ تھے جو بودہ مذہب
مین داخل ہوے۔ بنارس والے بودہ مذہب کی بہت تعظیم کرتے ہین اور یہ پہلی
جگہ ہے جہان بودہ مذہب شایع ہوا۔ یہ معلوم ہوتا ہے کہ بدھا بنارس بہت
نہین رہا اور سوا ے ان پانچ کے اور بھی مرید کئے۔ زیادہ زمانہ اوسکی عمر کا مگد
اور سرادستے کی سلطنتون مین گذرا۔ یہ دونون سلطنتین شمال مین گنگا کے واقع ہین
اور بقیہ عمر یہین گذاری۔ وہ چالیس برس تک اور زندہ رہا ان دونون ملک کے
بادشاہون نے اوسکو پناہ دی اور اوسکا مذہب اختیار کیا۔ بدھا نے یہان
رہکر بہت بڑے بڑے شخص اپنے مذہب مین داخل کئے اور اپنے شاگرد بنائے
راجگرہی کے قریب ایک اور جگہہ تہی جسکو نالندہ کہتے تھے اور وہان بدھا اکثر

جایا کرتا تہا۔ اِس جگہ ایک آم کا باغ تہا جو حوض کے کنارہ واقع تہا اور بڑے مالدار شخص کا ملکیت تہا۔ پانسو سوداگرون نے ملکر اِس باغ کو بدہا کیواسطے خریدا۔ اور وہان رہکر اوسنے قانون قدرت سکہایا۔ اِس جگہ دس ہزار جوگی رہتے تہے اور بادشاہ کے یہان سے اونکو خرچ ملتا تہا۔ بارہ برس کے بعد بدہا کا باپ اوس سے آکر ملا اور ساکیہ قوم نے اور نیز باپ نے بودہ مذہب اختیار کیا۔ اور بدہا کی تینون بی بیون نے بہی وہی مذہب اختیار کیا۔ اور بدہا کا برہمنون سے ہمیشہ جہگڑا رہتا تہا اور طرح طرح سے اوسکو تکلیف پہونچائی اور اوسکے مارنے کا بہی ارادہ کیا مگر بدہا بچ گیا۔

بدہا کی جائے وفات کی بابت بہت اختلاف ہے مگر اکثر کی یہ رائے ہے کہ کوسی نگلا ملک کوسالہ مین مرا ہے۔ اوسوقت عمر اوسکی اسی برس کی تہی اور راجگرہی جگہ سے واپس آتا تہا اور اوسکے ہمراہ اوسکا بہتیجا انند اتہا اور بہت مجمع جوگیون کا تہا گنگا کے جنوبی کنارہ پر پہونچا۔ اور دریا سے اوترکر ایک پہتر پر کہڑا ہوا۔ اور نہایت مہربانی سے اپنے ساتہیون کی طرف نہار رہا اور یہ کہا کہ آخر وقت ہے کہ مین اِس جگہ سے اپنے شہر راجگرہی کو دیکہہ رہا ہون۔ گنگا کو اوترکر شہر ویسالی کو گیا اور وہان بہی اسیطرح خیر باد کہی اور مالا کے ملک مین ایک مقام کوسی نگلا تہا وہان جب اوسکو غشی پیدا ہوی ایک درخت کے نیچے بیٹہ گیا وہان وہ مرگیا۔

(اخلاقی اصول مذہب)

مصنف کہتا ہے کہ گوتم ایک فلسفی تہا۔ اور اِس سے زیادہ اوسنے کبہی اظہار کیا نہ اِس نظام کے باقاعدہ ہونے کی امید نہ کرنی چاہیئے۔ وہ تمام عمر مخلوق کے

سامنے وعظ کرتا رہا مگر اوسنے مستقل طریقہ علم کا کبھی اظہار نہ کیا ۔ کیونکہ عوام اوسکو نہ سمجھ سکتے تھے ۔ اور برہمن بھی اون اصولون کو پورے طور سے ظاہر نہین کرسکتے تھے گوتم نے یہ ادعا کیا کہ مین انسان کی نجات کے لئے ہون ۔ بلکہ اس سے بھی زیادہ یہ کہنا کہ تمام کائنات کی اصلاح کے لئے ہون اسلئے اوسنے ایسے اصول ظاہر کئے کہ سب پر حاوی ہون اور سیدھے سادے ہون ۔ گوتم کے دو فلسفانہ اصول تناسخ اور نجات کے ہین ۔ مگر یہ نہایت مبہم ۔ اور مہمل ہین ۔ باقی اصول اخلاقی اور دہیان کے ہین ۔

گوتم نے خود کچھ نہین لکھا اور اوسکے خاص معتقدین نے اوسکی وفات کے بعد ایک کونسل قائم کی ۔ اور گروہ کے الفاظ مین مضامین منضبط کئے ۔ پہلی کونسل کے بعد دو اور کونسلین قائم ہوئین اور اونمین قواعد درج کئے ۔ حضرت عیسیٰ سے پہلے دو سو برس یہ کام ہوا ۔ اول کونسل بمقام راجگرہی ملک مگدھ مین ہوئی تھی اور اس کونسل مین تین قسم کی کتابین بنائی گئین ۔ ایک کتاب وہ تھی جس مین مکالمہ گوتم کا تھا ۔ اور دوسری تعلیم ۔ اور تیسری فلسفہ مذہب ۔ اونکا مقدم اصول یہ تھا کہ دنیا مین چار حالتین ہین اول حالت تکلیف کی کہ انسان کسی نہ کسی صورت مین برداشت کرتا ہے ۔ اور دوسرے اسباب اوس تکلیف کے ۔ اور بدہا یہ کہتا ہے کہ یہ سب خواہشات نفسانی گناہ سے پیدا ہوتی ہین ۔ اور تیسرے ایک حالت اطمینان جسکو نجات کہتے ہین ۔ اور چوتھے وہ راہ کہ جس سے رنج دور ہو اور نجات ہو ۔ نجات کے آٹھ راستے ہین ۔ اول سچا خیال کرنا ۔ دوسرے سچا فیصلہ جسمین کوئی شک شبہ نہو تیسرے سچے الفاظ جسمین کوئی شائبہ جھوٹ کا نہو ۔ اور چوتھے نجات کی شرائط

یعنی دھیان سچا رکہے اور ھمیشہ اوسی ڈھنگ پر رہے - پانچوین سچے طور سے زندگی بسر کرنا یعنی یہ کہ مذہبی پیشہ ہے - چھٹے یہ کہ خیال کو سچائی مین لگانا - ساتوین یاد داشت سچی ہو - اور آٹھوین دھیان سچا کرنا جس سے نجات ہو - بعد ازان گوتم اخلاقی اصول ظاہر کرتا ہے اور وہ پانچ ہین - ۱؎ کسی کو قتل نکرو - ۲؎ چوری نکرو - ۳؎ زنا نکرو - ۴؎ جہوٹ نہ بولو - ۵؎ شراب نہ پیو - اور اسکے ساتھہ پانچ اور ہین کہانا وقت پر کہاو - اور ناچ گانا راگ اور کہیل سے پرہیز کرو - ہار نہ پہنو - خوشبو نہ لگاؤ - اور آرام کے بچھونے پر نہ سوؤ - کسی سے چاندی سونا نہ لو -

یہ سب ملکر دس اخلاقی اصول ہوے - اول پانچ عام لوگون کیواسطے ہین - دوسرے پانچ اصول مریدون کے لئے ہین -

مریدونکے لئے اوس نے اور بارہ اصول قائم کئے ہین - اول یہ کہ کپڑونکے چہتڑے جو قبرستان یا کوڑہ پر ملین اونکو جمع کرکے لباس بناؤ - دوسرے لباس کے تین عدد ہووین اور یہ چہتڑون سے اپنے ہاتھ سے بنائے جائین اور اوپر اون کا زرد لباس ہو جو چہتڑون سے بنا یا گیا ہو - تیسرے کہانا جہان تک ممکن ہو سادہ ہو - چوتھے کہانا بہیک مانگ کر جمع کیا جائے اور ایک لکڑی کی کجکول مین رکہا جاوے - پانچوین جوگی کو ایک وقت کہانا چاہئے - چھٹے دوپہر کے بعد کسی قسم کا کہانا نہ چاہئے - ساتوین بود و باش کے لئے بہی قاعدے ایسے سخت تہے مریدون کو جنگل مین رہنا چاہئے - آٹھوین درخت کے سایہ مین رہو - نوین زمین پر بیٹھو اور درخت سے کمر لگاؤ - دسوین بیٹھے بیٹھے سوؤ لیٹو نہین - گیارہوین جس ڈھنگ سے چٹائی پڑی ہے اوسکو مت بدلو - بارہوین

مرید کو چاہئے کہ رات کے وقت ہر مہینہ مین قبرستان پر جاوے اور اس امر کا دھیان کرے کہ انسان کیسا ناپائدار ہے۔
گوتم کا یہ خیال تھا کہ انسان کو چاہئے کہ ان سب قواعد کی پابندی کرے اور ان سب سے اہم یہ چھہ قاعدہ ہین۔ خیرات دینا۔ نیت نیک رکھنا۔ صبر کرنا۔ تحمل کرنا۔ دھیان کرنا۔ اور عقل کل کو سوچنا۔
گوتم چھہ اور نیک کامونکا ذکر کرتا ہے۔ اول صرف جھوٹ کی ہی ممانعت نہین ہے بلکہ سخت گوئی اور بدزبانی کی اور بیہودہ گوئی کی ممانعت ہے۔ دوسرے انسانیت اور مروت۔ تیسرے اپنے نیک کام کو چھپاؤ۔ گناہون کو ظاہر کرو۔ چوتھے اپنے رشتہ دارون کے ساتھ مہربانی اور عزت کے ساتھ پیش آؤ۔ پانچوین اپنے گرو کا ادب کرو۔ چھٹے والدین کی عزت کرو۔
گوتم کے اگرچہ بادشاہ معاون اور سرپرست تھے اور خود باپ بادشاہ تھا مگر مذہب کے پھیلانے مین اوسنے جبر اختیار نہ کیا اور ہمیشہ لوگون کو اخلاقی طرز سے سمجھاتا رہا اور ترغیب دیتا رہا۔
جسوقت گوتم ظاہر ہوا اوسوقت ہندوستان کے لوگون کی حالت بہت خراب تھی اوسنے اونکے عیوب پر اعتراض نہین کیا بلکہ نیکیون کی خوبیان اونکے دلنشین کین۔ ایک شخص پرانا نام ڈوسی بچھ تھا مگر تجارت سے اوسکو فروغ ہوگیا تھا اور جسوقت وہ مال تجارت لئے ہوے جاتا تھا تو اوسکے ہمراہیون مین بودہ مذہب کے بھی سوداگر تھے۔ اونکے مذہبی طریقہ کا اثر پرانا کے دلپر ہوا۔ پرانا گوتم کے پاس آیا اور مذہب بودہ کا اختیار کیا۔ گوتم نے اوسکو ہدایت کی کہ

اصل اصول اس مذہب کا ترک دنیا ہے - پر انکو اسوقت سے خیال کرنا
چاہئے کہ مین دنیا سے مرگیا ہون اور مین دوسری دنیا مین اس غرض سے آیا
ہون کہ بودہ مذہب کی اشاعت کرون اور جگہ ایسی ہے کہ جہان بیرحمی اور خونریزی
پہیلی ہے - اور بجز دلیر آدمی کے کوئی وہان جانے کی جرأت نہین کرتا -
گوتم اوس سے کہتا ہے کہ یہ آدمی جہان تم جاتے ہو نہایت بیباک بے رحم اور
غصہ ور اور مغرور ہین اور جب تم وہان جاؤگے تو تمہارے ساتھ بدزبانی کرینگے
اور تم کو مار پیٹ کرینگے تم کیا کروگے - اوسنے کہا کہ اگر وہ میرے اوپر غصہ
کرینگے اور مارینگے تو خیال کرونگا کہ وہ اچھے آدمی ہین -
گوتم نے پوچھا کہ تمہارے اوپر پتھر پھینکینگے تو تم کیا خیال کروگے پرانہ نے جواب
دیا کہ مین اونکو نیک سمجھونگا اور خیال کرونگا کہ اونہون نے تلوار - لکڑی سے نہین
مارا پتھر ہی پھینکے - پھر پوچھا کہ اگر وہ لکڑی اور تلوار چلائین تو تم کیا خیال کروگے جواب
دیا کہ مین اوسوقت بہی اونکو نیک سمجھونگا اور یہ خیال کرونگا کہ اونہون نے میری
جان بہی چہوڑ دی - پھر گوتم نے پوچھا کہ اگر تمہاری جان بہی لے لین تو کیا خیال ہوگا
پرانہ نے کہا مین یہ سمجھونگا کہ مجھے تکلیف سے نجات دیدی -
گوتم اس تقریر سے بہت خوش ہوا - اور پرانہ سے کہا اچھا جاؤ اور لوگون مین
مذہب پہیلاؤ -
دوسرا ذکر ایک بادشاہ کے بیٹے کا ہے جو بودہ مذہب کا تہا بادشاہ نے اس
اپنے بیٹے کو تشپتہ ملک کا صوبہ دار بناکر بہیجا - اس شہزادہ کا نام کنالہ تہا اس
شہزادہ نے ایسی حکومت کی کہ ہر شخص اس سے الفت کرنے لگا - اوسوقت مین

ایک شاہی حکم آیا کہ شہزادے کی آنکھیں نکال لی جائین ۔ یہ حکم بادشاہ کی رانی نے
بادشاہ کی مہر لگا کر براہ عداوت اپنا کینہ نکالنے کیواسطے بہیجا تہا ۔ تمام رعایا نے
اوسکی یہ آنکھیں نکالنے کیواسطے کہا مگر سبنے انکار کیا ۔ آخر چنڈالون نے کہا اونہون
بہی انکار کیا شہزادہ نے جب اپنے باپ کی مہر اوس حکم پر دیکہی تو اوس حکم کی
تعمیل کیواسطے آمادہ ہوگیا ۔ آخر ایک حرامی اس مکروہ فعل کے کرنے پر آمادہ ہوا
شہزادہ تنہا رہوا ۔ اور جلاد سے کہا کہ اول ایک آنکھ نکالو اور میرے ہاتھ پر
رکھو سب لوگ نالہ و فریاد کرنے لگے اور اس شہزادہ نے اپنی نکلی ہوئی آنکھ ہاتھ پر
رکھی اور اوس سے مخاطب ہوکر کہا کہ تجہکو ابہی نظر آتا تہا اب بہی تو کچھہ دیکہتی ہے
پہر کیا افسوس تو پارچہ گوشت ہے ۔ انسان کیا احمق ہے ۔ کہ ایسی چیز کو کہتا ہے
کہ یہ میری ہے ۔ پہر اوسکی دوسری آنکھ نکالی گئی اوسوقت شہزادہ نے کہا کہ
میرے گوشت کی آنکھ تو جاتی رہی اور میرے علم کی آنکھ کہل گئی اگر مجہکو بادشاہ نے
چہوڑ دیا ہے تو مین ایک بڑے بادشاہ کا بیٹا بن گیا ہون اگرچہ مجھے ایک بڑے
رتبہ سے زوال ہوا ۔ وہ درجہ ایسا تہا کہ جس کے ساتہ رنج اور تکلیف شامل تہی
اب مجھے وہ بادشاہت حاصل ہوگئی ہے کہ مجہکو نہ رنج ہے نہ تکلیف ہے
شاہزادہ نے اس مصیبت کو بہت تحمل کے ساتہ برداشت کیا اور جب اوسکو
یہ معلوم ہوا کہ یہ فعل رانی کی سازش سے ہوا ہے تو اوس نے رانی کو دعا دی
اور کہا کہ حیف تم خوش رہو ۔ تم نے ایسا فعل کیا کہ مجہکو دائمی نجات ہوگئی ہے
یہ اندہا شہزادہ اپنی عورت کے ساتہ ادہر اودہر گہومتا پہرتا تہا جب اپنے باپ کے
گہر پہونچا تو باپ کو خبر ہوئی غصہ مین آکر رانی کے قتل کا حکم دیا شہزادہ نے اوسکی

شفاعت کی اور یہ کہا کہ یہ مصیبت جو مجھپر پڑی یہ میرے کسی اعمال کا نتیجہ ہے۔
کتاب مین اور ایک قصہ مذکور ہے وہ یہ ہے۔ متھرا کے مقام مین ایک مشہور
عورت تھی وسعدتہ نام تہا اوسکی خادمہ ایک جوان تاجر کے پاس گئی جسکا نام
اوپاگفتہ تہا۔ اوس سے کچھ عطریات خریدے جب یہ خادمہ لوٹ کر آئی تو
اوسکے آقا نے اوس سے کہا مجھے معلوم ہوتا ہے کہ اس جوان تاجر کو پسند کرتی ہو
اور ہمیشہ اوسی کے یہان لینے خریداری کرتی ہو۔ نوکر نے جواب دیا کہ اے میرے
آقا کی دختر یہ تاجر کا لڑکا بہت حسین ہے اور بہت ہوشیار ہے اور ہمیشہ اپنی زندگی
قانون قدرت کے موافق بسر کرتا ہے۔ یہ سنکر وسعدتہ کو اوسکی طرف رغبت پیدا
ہوئی اور چند مدت کے بعد اپنے نوکر کے ہاتہ یہ پیغام بھیجا کہ میرا ارادہ ہے کہ
مین تمہارے پاس آؤن اور عیش وعشرت سے بسر کرون۔ نوکر نے یہ پیغام پہونچا
دیا۔ اوس نوجوان آدمی نے یہ اوسکو جواب دیا کہ اپنے آقا سے یہ کہنا کہ اسے
مین ابھی تمہارے ملنے کا وقت نہین آیا تھوڑے عرصہ بعد اسی عورت نے
اپنے ایک عاشق کو قتل کیا اور یہ جرم ظاہر ہو گیا۔ اور بادشاہ تک خبر پہونچی اوسنے
جلاد کو حکم دیا کہ اس عورت کے ہاتہ اور پاؤن اور ناک اور کان کاٹو اور قبرستان
مین ڈالدو۔ اس بات کی خبر تاجر کے لڑکے کو ہوئی۔ اور یہ معلوم ہوا کہ ایسی سزا
اوسکے واسطے تجویز ہوئی۔ اپنے دل مین اوسنے سوچا کہ جب اوسکا بدن خوشنما
لباس سے آراستہ تہا اور قسم قسم کے جواہرات پہنے ہوے تھی اوسوقت ایسے
شخصون کو جو نجات کے خواہشمند ہین اوسکے پاس جانا نہ چاہیئے۔ آج سب اوسکا
غرور خاک مین مل گیا اور وہ بے دست وپا پڑی ہے یہ وقت اوسکے دیکھنے کا ہے

یہ سوچکر تاجر کا لڑکا وہان گیا جو عورت نے دیکھا۔ اپنے نوکر سے کہا کہ جو یہ عضو میرے کٹے پڑے ہین اونکو ایک جگہ کرکے ڈہانک دو۔ تاجر کا لڑکا جب آکر کہڑا ہوا تو اوس عورت نے کہا کہ جب میرا جسم پہول کے موافق تہا اور تمام قسم کے جواہرات سے آراستہ تہا اور آنکہون کو اوسکے دیکہنے سے رغبت تہی اوسوقت آپ میرے دیکہنے کو نہ آئے آج جو یہ میری حالت خراب ہے، اور نگاہ ڈالنے سے کراہت آتی ہے اور نفرت ہوتی ہے تو اوسوقت آپ آئے تاجر کے لڑکے نے جواب دیا کہ اے میری بہن پہلے عیش اوٹہانے کی غرض سے نہین آیا اور اب مین لاچار حالت جو قابل ہمدردی کے ہے دیکہنے کو آیا ہون۔ یہ سنکر عورت کے دل مین اطمینان پیدا ہوا۔ اور فوراً انتقال کیا۔

گوتم کے مذہب مین بادشاہ بہی داخل ہوے اور پہلا بادشاہ جس نے یہ مذہب اختیار کیا وہ بن بصارہ تہا جسکا دارالسلطنت راجگیرہی تہا۔ اس شہر کی بہت گنجان آبادی تہی اور مکان بہی گچ بچ تہے اور لکڑی کے بنے ہوے تہے۔ وہان اکثر آگ لگا کرتی تہی۔ اس آفت کے روکنے کے لئے بادشاہ نے یہ حکم دیا کہ جس کی غفلت سے آگ لگے گی وہ نکال دیا جائیگا اور اوسکو جنگل اور برفستان مین رہنا ہوگا۔ تہوڑے عرصہ بعد خود بادشاہ کے محل مین آگ لگ گئی۔ بادشاہ نے کہا کہ مین سب کا مالک ہون قانون کے خلاف ورزی کیسے کرون اور ایسا کرون تو مین توقع کیسے کرسکتا ہون کہ میری رعایا پابندی قانون کی کرے۔ بادشاہ نے حکم دیا کہ بیٹا مسند نشین ہوا اور خود جنگل برفستان مین جاکر پڑا۔ گوتم کے حالات مین ایک اور دلچسپ قصہ بادشاہ کے بیٹے کا ہے جس نے

اپنے باپ کو قتل کیا تہا وہ خود جانشین ہوگیا تہا اور ابہی تک بودہ مذہب نہین اختیار کیا تہا - یہ بادشاہ اپنی محل مین بیٹہا ہوا چاندنی کا لطف دیکہہ رہا تہا اوسوقت اوسکے دل مین خیال آیا کہ مین نے کیسا گناہ کیا کہ اپنے نیک باپ کو مار ڈالا اسکے مکافات کے لئے کسی اچہے برہمن کے پاس جانا چاہئے - وزیرون سے پوچہا ایک نے گوتم کا ذکر کیا - بادشاہ نے اوسکے پاس جانے کا ارادہ کیا -

گوتم اوسوقت آم کے باغ مین تہا اوسکے گرد ساڑہے تین سو فقیر جمع تہے بادشاہ نے ملاقات کی استدعا کی - گوتم نے اجازت دی - بادشاہ نے ابتدا غرض اپنے آنے کی ظاہر نہین کی اور اپنے گناہ کے اقرار سے پہلے اوسکے متعلق پہلے جو سوال برہمنون سے کیا تہا وہی سوال گوتم سے کیا - سوال یہ ہے کہ آیا اس زندگی مین قطعی طور پر کوئی یہ پیشین گوئی کر سکتا ہے کہ کسی شخص کے اعمال کا نتیجہ کیا ہوگا - برہمنون کے جواب سے بادشاہ کا اطمینان نہین ہوا تہا - اس سبب سے گوتم سے سوال کیا - گوتم نے جواب دیا - کہ ہر شخص کے اعمال کا نتیجہ اوسکے افعال پر ہوتا ہے بادشاہ اس جواب سے خوش ہوا - اور گوتم سے کہا کہ آپ اپنے مذہب مین داخل کر لیجئے اور مجہے پناہ دیجئے - مجہسے ایسا عظیم گناہ ہوا ہے کہ مین اوسکے سبب سے مغموم ہون - مین نے سلطنت کے لئے اپنے باپ کو مار ڈالا - میرا باپ نہایت عادل بادشاہ تہا اور گوتم سے کہا کہ آپ میری زبان سے جرم کے اقبال کو قبول کر کے میرے واسطے آئندہ کیا تجویز کرتے ہین - گوتم نے اپنے اصول کے موافق اوسکے گناہ معاف کئے کیونکہ اوسنے اپنے گناہ کا اقرار کیا تہا اور پشیمانی ظاہر کی تہی -

سوانح عمری مختصر حضرت رسالتمآب محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

تمہید

یہ سوانح عمری اُس آنحضرت کی ہے جس نے سب پرانے مذہبی تمدن بالکل ماند کر دیے اور اپنا مذہبی تمدن مثل آفتاب نصف النہار کے دنیا میں چوبیس برس کے قلیل زمانے میں روشن کر کے خود غروب ہو گیا اس تمدن کا نشو و نما ملک عرب میں ساتویں صدی عیسوی میں ہوا جس کے جغرافیہ کی بھی حالت عربی النسل ہندی الاصل شاعر الطاف حسین حالی نے اس طرح سے بیان کی ہے

عرب جس کا چرچا ہے یہ کچھ وہ کیا تھا　　جہاں سے الگ اک جزیرہ نما تھا
زمانے سے پیوند جس کا جدا تھا　　نہ کشورستاں تھا نہ کشور کشا تھا

تمدن کا اس پر پڑا تھا نہ سایا
ترقی کا تھا واں قدم تک نہ آیا

نہ آب و ہوا ایسی تھی روح پرور　　کہ قابل ہی پیدا ہوں خود جس سے جوہر
نہ کچھ ایسے ساماں تھے واں میسر　　کنول جس سے کھل جائیں دل کے سراسر

نہ سبزہ تھا صحرا میں پیدا نہ پانی
فقط آب باراں پہ تھی زندگانی

زمیں سنگلاخ اور ہوا آتش افشاں　　لووں کی لپٹ باد صرصر کے طوفاں
پہاڑ اور ٹیلے سراب اور بیاباں　　کھجوروں کے جھنڈ اور خار مغیلاں
نہ کھیتوں میں غلہ نہ جنگل میں کھیتی

عرب اور کل کائنات اسکی یہ تھی

اور تمدنی حالت کی ایسی دلفریب نظم مین ایسی تصویر کھینچی ہے گویا صداقت بیان کے لئے نثر مستزاد اور نظم موضوع ہے۔

نہ وہان مصر کی روشنی جلوہ گر تھی　　نہ یونان کے علم و فن کی خبر تھی
وہی اپنی فطرت پہ طبع بشر تھی　　خدا کی زمین بن جتی سمر بسر تھی

پہاڑ اور صحرا مین ڈیرہ تھا سب کا
تلے آسمان کے بسیرہ تھا سب کا

کہین آگ پجتی تھی وان بیحابا　　کہین تھا کواکب پرستی کا چرچا
بہت سے تھے تثلیث پر دل سے شیدا　　بتون کا عمل سو بسو جا بجا تھا

کرشمون کے راہب کے تھا صید کوئی
طلسمون مین کاہن کے تھا قید کوئی

وہ دنیا مین گھر سب سے پہلا خدا کا　　خلیل ایک معمار تھا جس بنا کا
ازل مین مشیت نے تھا جسکو تاکا　　کہ اس گھر سے ابلے گا چشمہ ہدیٰ کا

وہ تیرتھ تھا اک بت پرستون کا گویا
جہان نام حق کا نہ تھا کوئی جو یا

قبیلہ قبیلہ کا ایک بت جدا تھا　　کسی کا ہبل تھا کسی کا صفا تھا
یہ عزا پہ وہ نائلہ پر فدا تھا　　اسی طرح گھر گھر نیا ایک خدا تھا

نہان ابر ظلمت مین تھا مہر انور
اندھیرا تھا فاران کی چوٹیون پر

چلن جتنے اُنکے تھے سب وحشیانہ　　ہر اک لوٹ اور مار مین تھا یگانہ
فسادون مین کٹتا تھا اُن کا زمانہ　　نہ تھا کوئی قانون کا تازیانہ
وہ تھے قتل و غارت مین چالاک ایسے
درندے ہون جنگل مین بیباک جیسے
نہ ٹلتے تھے ہرگز جو اڑ بیٹھتے تھے　　سلجھتے نہ تھے جب جھگڑ بیٹھتے تھے
جو دو شخص آپس مین لڑ بیٹھتے تھے　　تو صدہا قبیلے بگڑ بیٹھتے تھے
بلند ایک ہوتا تھا گر وہان شرارا
تو اس سے بھڑک اُٹھتا تھا ملک سارا
وہ بکر اور تغلب کی باہم لڑائی　　صدی جس مین آدھی انھون نے گنوائی
قبیلون کی کردی تھی جس نے صفائی　　تھی اک آگ ہر سو عرب مین لگائی
نہ جھگڑا کوئی ملک و دولت کا تھا وہ
کرشمہ اک اُنکی جہالت کا تھا وہ
کہین تھا مویشی چرانے کا جھگڑا　　کہین پہلے گھوڑا بڑھانے پہ جھگڑا
لب جو کہین آنے جانے پہ جھگڑا　　کہین پانی پینے پلانے کا جھگڑا
یون ہی روز ہوتی تھی تکرار اُن مین
یون ہی چلتی رہتی تھی تلوار اُن مین
جو ہوتی تھی پیدا کسی گھر مین دختر　　تو خوف شماتت سے بے رحم مادر
پھرے دیکھتی جبکہ شوہر کے تیور　　کہین زندہ گاڑ آتی تھی اُسکو جاکر
وہ گود ایسی نفرت سے کرتی تھی خالی

جیسے سانپ جیسے کوئی جینے والی

جوا انکو دن رات کی دل لگی تھی ‍ ‍ ‍ ‍ ‍ ‍ شراب ان کی گھٹی مین گویا پڑی تھی
تعیش تھا غفلت تھی دیوانگی تھی ‍ ‍ ‍ ‍ ‍ ‍ غرض ہر طرح ان کی حالت بری تھی

بہت اس طرح ان کو گذری تھین صدیان
کہ چھائی ہوئی نیکیون پر تھی بدیان

یہ اس ملک کے جغرافیہ اور اس قوم کے تمدن کی تصویر ہے جہان رہنما پیدا ہوا۔ اور تمام دنیا کی حالت وقت پیدایش حضرت رسالتمآب یہ تھی جو مصنف افسانہ قومی نے لکھی ہے۔

رومی سلطنت

روم کے مشرقی ملک نہایت خراب اور ذلیل حالت مین تھے۔ شام۔ مصر۔ یونان مشرقی ایشیا کو خود ذلیل رومی نفرت کی نگاہ سے دیکھتے تھے۔ اور رومیون کا یہ حال تھا کہ خواجہ سرا غلام اعلےٰ عہدون پر تھے۔ اور ملکی معاملات مین سراسر کھلی ہوئی دغابازی اور علانیہ جھوٹ جاری تھا۔ مشرقی رومیون کے اوصاف بزدلی تعیش۔ دغابازی تھی۔ اور ان افعال نے ان کو خراب کر رکھا تھا بدی کی بری سے بری شکلون سے بڑے شہر کم بچتے تھے۔ اور قسطنطنیہ چھٹی صدی کی لندن انیسوین صدی سے مختلف نہ تھی صلح ۶۲۸ء کے بعد یونانی۔ ایرانی لڑنے لڑتے عاجز ہو گئے تھے اور کسی مین جان باقی نہ رہی تھی۔ اسوقت ان دونون کو ایک نئے دشمن کا مقابلہ تھا۔

جب خسرو۔ اور ہرقل۔ آپس مین لڑ رہے تھے عرب مین ایک عظیم الشان انقلاب

پیدا ہونے والا تھا۔ یہ سب سے اول اور تاریخ کا آخری واقعہ ہے جو عرب پیدا کر رہے تھے۔

جہان سے ایک شخص ایسا پیدا ہوا جو دُنیا کی طبیعتوں کو رام کرنے والا اور دنیا کے حالات میں ایک انقلاب عظیم الشان پیدا کرنے والا تھا۔

دُنیا کی یہ افسوسناک حالت بیان کرنے کے وقت اگر مصنف افسانہ قومی کے سامنے حالی کا مدوجزر اسلام ہوتا تو وہ ضرور ان اشعار کا اعادہ کر کے خدا کا شکر ادا کرتا۔

یکایک ہوئی غیرت حق کو حرکت
بڑھا جانب بوقبیس ابر رحمت

ادا خاک بطحا نے کی وہ ودیعت
چلے آتے تھے جس کی دیتے شہادت

ہوئے پہلوئے آمنہ سے ہویدا
دعائے خلیل اور نوید مسیحا

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ولادت سے بارہ برس تک کی عمر کا حال

ماخوذ از خطبات احمدیہ

عبداللہ بن عبدالمطلب والد حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے چوبیس برس کی عمر تھی جبکہ اُنہوں نے بنت وہب سے شادی کی۔ آمنہ بنت وہب قریش کے قبیلہ سے تھیں۔ جو عرب کے قبیلوں میں نہایت معزز اور

شریف قبیلہ تھا۔ حضرت آمنہ حمل سے تھیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے والد عبداللہ نے بغرض تجارت یثرب یعنی مدینہ کی طرف سفر کیا اور قبل پیدا ہونے آنحضرت کے اُنہوں نے وفات پائی۔ بنی نجار کے دار نابغہ میں مدفون ہوئے اُنکی وفات کے بعد حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پیدا ہوئے جمہور مورخوں کی یہ رائے ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بارہویں ربیع الاول عام الفیل کے پہلے برس یعنی ابرہ کی چڑھائی سے پچپن روز بعد پیدا ہوئے مگر اس بات میں کہ عام الفیل سنہ عیسوی کے کونسے سال میں واقع ہوا تھا مورخوں کی رائے میں اختلاف ہے۔ منتج امر یہ قرار پایا ہے کہ عام الفیل ۵۷۰ء کے مطابق تھا کیونکہ سب مورخین اس بات پر متفق ہیں۔ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پیدا ہوئے تو حضرت آمنہ نے کسی کو عبدالمطلب کے پاس بھیجا اور آپ کے پیدا ہونے کی اطلاع کی۔ عبدالمطلب فی الفور وہاں آئے اور آنحضرت کو اپنے ہاتھوں پر اُٹھا کر کعبہ کے اندر لیگئے اور اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا کی۔

چند روز تک ثوبیہ نے جو آنحضرت کے چچا ابولہب کی آزاد کی ہوئی لونڈی تھیں آنحضرت کو دودھ پلایا۔ ثوبیہ نے آنحضرت کے چچا حمزہ کو بھی دودھ پلایا تھا۔ اور اس سبب سے حمزہ اور مسروق ابن ثوبیہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دودھ بھائی تھے۔ عبدالمطلب نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا نام محمد رکھا مگر حضرت آمنہ نے خواب میں ایک فرشتہ کو دیکھا تھا جس نے کہا تھا کہ آپ کا نام احمد رکھنا اس لیے اُنہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا نام احمد رکھا اور اس طرح توریت و انجیل دونوں کی بشارتوں کی تصدیق ہوگئی جن کا بیان ہم نے خطبہ بشارات میں کیا ہے۔ ولادت کے ساتویں دن

عبد المطلب نے قربانی کی۔ اور تمام اراکین قبیلہ قریش کو دعوت مین بلایا۔
شرفاے مکہ کا دستور تھا کہ آب وہوا کے لحاظ سے اور اس غرض سے کہ بچون
کے لہجہ اور زبان مین عمدہ زبان کا اثر ہونے پاے اپنے بچون کو جب کہ وہ
دودہ پلانیکے ہوجاتے تھے دودہ پلانے والیون کے سپرد کرکے باہر بھیجدیا کرتے
تھے۔ اسی رسم کے موافق آنحضرت کو حلیمہ سعدیہ کے سپرد کردیا گیا اور وہ اپنی
گھر لے گئین اور ہر چھٹے مہینے لاکر اُن کی والدہ اور دیگر اقربا کو دکھلا جاتی تھین
دو برس بعد آپ کا دودہ چھڑایا گیا اور حضرت حلیمہ آپ کو لیکر حضرت آمنہ
پاس آئین تو حضرت آمنہ نے اس خیال سے کہ مکہ کی آب وہوا آپ کو موافق نہوگی
پھر حضرت حلیمہ کے سپرد کردیا اور وہ ان کو اپنے گھر لے گئین اور ہر چھٹے مہینے لاکر
ملا جاتی تھین۔ جب آنحضرت کی عمر چار برس کی ہوئی تو حضرت آمنہ نے آپ کو اپنے
پاس رکھ لیا۔ پس حضرت حلیمہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی دودہ پلائی
مان اور اُن کے خاوند حارث ابن عبد العزی دودہ کے رشتہ سے باپ اور
اُن کی اولاد عبد اللہ اور انیسہ حذیمہ عرف شیمان دودہ بھائی اور دودہ بہن
آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم دودہ کے رشتہ کو خون کے رشتہ کی برابر سمجھتے
تھے۔ اور حضرت حلیمہ سے نہایت محبت رکھتے تھے اور انکا ادب اور اُن کی تعظیم
مان کی برابر کرتے تھے۔ ایکدفعہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنی ردا ے
مبارک جس کو مسلمان سر پر رکھنے اور آنکھون سے لگانے کے لائق سمجھتے ہین
حضرت حلیمہ کے لیے بچھادی تاکہ وہ اُس پر بیٹھین دودہ کے رشتہ کا ایسا پاس
لحاظ جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کرتے تھے اور محبت اور الفت کہ حضرت

حلیمہ اور اُن کی اولاد کے ساتھ برتتے تھے۔ اور جس احسان مندی کا اظہار وہ
کے رشتہ داروں کے ساتھ کیا کرتے تھے نہایت اعلےٰ اور عمدہ مثال ہیں آنحضرتؐ کی
اخلاق حمیدہ و نیک خوئی اور نرم دلی کے ہیں جس کی نظیر اس سے پہلے کہیں نہیں پائی
جبکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عمر چھ برس کی ہوئی تو حضرت آمنہ آپ کو
اپنے عزیز و اقارب سے ملانے کیلئے مدینہ منورہ لے گئیں کچھ عرصہ تک وہاں
ٹھہریں اور پھر مکہ معظمہ کو مراجعت کی اور راستہ میں بمقام ابواء وفات پائی
جبکہ آنحضرت مکہ میں پہونچے تو آپ کے دادا عبد المطلب نے آپ کی پرورش
اور نگرانی اپنے ذمہ لی اور ہمیشہ آپ کے ساتھ شفقت پدری سے پیش آتے تھے
جبکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو آٹھواں برس شروع ہوا تو آپ کے دادا
عبد المطلب نے بیاسی برس کی عمر میں وفات پائی عبد المطلب کی وفات کے
بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پرورش ابوطالب آپ کے چچا نے جو
آپ کے والد عبد اللہ کے حقیقی بھائی تھے اپنے ذمہ لی۔ یہ بھی آنحضرتؐ سے
نہایت محبت کے ساتھ پیش آتے رہے۔ اور مثل پدر مہربان کے آپ کی
خبرگیری کی جب آپکی عمر بارہ برس کی ہوئی تو ابو طالب کو تجارت کے سبب سے
شام کا سفر درپیش آیا اور اس کے سرانجام کے بعد پھر مکہ کو واپس آئے بارہ برس
سے آگے بھی مورخوں نے کوئی سلسلہ وار واقعات تا زمان بعثت ایسے نہیں
لکھے کہ جن سے یہ معلوم ہو کہ آفتاب نبوت کے طلوع ہونے کے آثار ہیں
یہ سب کچھ کمی قوم عرب کے جاہل ہونے کی وجہ سے ہوئی ایام جاہلیت میں
الامین کے نام سے آپ کا پکارا جانا خود کثرت واقعات کی دلیل ہے۔ وغیرہ

ایک دو کام کرنے سے امین کا لقب نہیں مل سکتا ہے۔
گوشہ نشینوں کے قیافہ شناسی قبل نبوت اور ایک شریف اور مالدار بیوہ کا آپکو اپنا کارکن بنانا اور پھر عقد کی خواہش کرنا۔ یہ واقعات ایسے ہیں جن سے گذشتہ و آئندہ زندگی پر روشنی پڑتی ہے پچیسویں سال آپنے حضرت خدیجہؓ سے عقد کیا۔ اور پچیسویں سال کا یہ واقعہ ہے کہ خانہ کعبہ میں سنگ اسود کے (جو ابراہیمی قربان گاہ کا پتھر تھا اور مقدس سمجھا جاتا تھا) استحقاق نصب پر اقوام عرب میں تنازعہ تھا آپ مصلح قرار پائے۔ آپنے ایسا فیصلہ کیا کہ سب سردار قوم اُس سے راضی ہوسے۔ آپنے یہ کیا کہ اپنی چادر بچھا کر سنگ اسود کو اسپر رکھ دیا اور سب سرداران قوم نے گوشہ چادر پکڑکر احترام نصب کا حاصل کیا۔
حضرتؐ کے زہد اور عبادت کا اسقدر پتہ لگتا ہے کہ قبل بعثت حضرتؐ کا یہ دستور ایک عرصہ تک رہا کہ غار حرا میں جاکر عبادت کرتے مگر یہ نہیں کھلتا کہ طریقہ عبادت کا کیا تھا۔ حضرتؐ کبھی کبھی اپنی منکوحہ کو بھی ساتھ لیجاتی تھے۔ اسی غار حرا میں تو اور چالیس سال کی عمر تھی جب پہلی وحی نازل ہوئی۔
اِقْرَأْ بِاسْمِ رَبِّكَ الَّذِي خَلَقَ ۔ خَلَقَ الْإِنسَانَ مِنْ عَلَقٍ ۔ اِقْرَأْ وَرَبُّكَ الْأَكْرَمُ ۔ الَّذِي عَلَّمَ بِالْقَلَمِ ۔ عَلَّمَ الْإِنسَانَ مَا لَمْ يَعْلَمْ ۔ ترجمہ۔ پڑھ اپنے پروردگار کے نام سے جو خالق ہے۔ جس نے جمے خون سے انسان سا شخص بنایا۔ پڑھ اپنے پروردگار کے نام سے کہ کیسا کرم اُس نے کیا جس نے قلم (کتابت) کے ذریعہ سے علم سکھایا۔ ایسا علم جسکو انسان کچھ جانتا نہ تھا۔
یہ سمجھنا چاہیے کہ ان آیات سے ایک خاص قدرت اسوقت سے عطا ہوئی۔

اور حضرتؐ نے خاموشی سے اپنی رسالت اور توحید کا معتقد بنایا اور مسلمان کرنا شروع کیا تین سال تک بعد ازان وحی بند رہی۔

چوتھی سال جب وحی اسلام کے اعلان کی آئی۔

فَاصْدَعْ بِمَا تُؤْمَرُ وَاَعْرِضْ عَنِ الْمُشْرِكِيْنَ اُسوقت پیغمبرؐ کوہ صفا پر گئے اور عرب کے قبیلون کو نام بنام پکار کر بلایا اور یہ کہا کہ سواے اللہ کے کوئی دوسرا معبود نہین ہے۔ اور دعوت اسلام کی کی۔ کسی نے اس ہدایت کو منظور نہ کیا۔ اور جب حضرتؐ نے بتون کی مذمت اور عذاب کی تہدید کی تو قریش نے سخت مخالفت اور ایذا دہی شروع کی اور تیرہ برس متواتر قیام مکہ تک آزار رسانی جاری رہی۔ اندر اور باہر دونون جگہ ایذائین پہونچائی جاتی تھین گھر مین عین کھانے کے وقت کوڑا پھینکا جاتا تھا جس راہ سے گذر ہوتا تھا وہان کانٹے ڈالے جاتے تھے تاکہ حضرتؐ کے پانون زخمی ہون۔ حضرتؐ پانون سے کانٹے نکال لیتے اور راہ سے کانٹے دور کرتے تاکہ دوسرون کو تکلیف نہو۔ جب نماز پڑھتے یا کوئی ہدایت کرتے تو شور و غل مچاتے تاکہ خود پریشان ہون اور دوسرون کے کان تک بات نہ پہونچے یہان تک ہوا کہ سجدے کے وقت مویشی کا اوجھ میلہ سے بھرا ہوا اوپر ڈال دیا۔

حج یا طواف کے وقت اینٹین پتھر پھینکتے۔ اور جہان کہین مجمع ہوتا وہان حضرتؐ کے اقوال اور افعال کا مضحکہ اڑاتے۔

اہل اسلام کو جانکندن کی تکلیفین پہونچاتے یہانتک کہ وہ مرجاتے

آخر حضرت سے مسلمانون کی تکلیف نہ دیکھی گئی۔ پانچوین سال نبوت کے مسلمانون کو حبش کی ہجرت کا حکم دیا وہان بھی قریش نے مہاجرین کے نکلوانے کی سعی کی مگر ناکام رہی۔ عدو شود سبب خیر گر خدا خواہد۔ قریش نے تو مہاجرین کی ذلت کی کوشش کی تھی شاہ حبش نے ان مہاجرین سے پیغمبر عربی کے حالات سنکر ان کا احترام کیا اور کہتے ہین وہ بعدہٗ اسلام بھی لایا۔ ساتوین برس قریش جمع ہوکر ابو طالب حضرت کے چچا کے پاس گئے اور کہا کہ محمد کو ہمارے حوالہ کرو۔ یا ہمارے ساتھ جنگ کے لیے تیار ہو اور یا محمد کو ہمارے بتون کے برا کہنے سے روکو۔

ابو طالب نے حضرت کو قریش کے ارادے سے متنبہ کیا اور کہا کہ تم انکے بتون کی برائی نہ کیا کرو۔ حضرت نے سمجھے کہ چچا حمایت سے معذور ہوگئے اور فرمایا کہ اگر آفتاب میرے داہنے ہاتھ پر ہو اور ماہتاب بائین ہاتھ مین ہو تو بھی اپنے ارادے سے باز نہ آؤنگا تاوقتیکہ ختم نہ ہوجاؤن۔ اسوقت ابو طالب نے کہا کہ جو تمھاری خوشی ہو مین تمھارا حامی رہونگا جب کفار قریش ناکام ہوئے اور ترقی اسلام باوصف ان صعوبتون کے ہوتی رہی تو حضرت کے قتل کرنے کا ارادہ کیا۔ ابو طالب نے قبیلہ بنی ہاشم کو جمع کرکے اُن سے حفاظت مین اعانت چاہی اور سب نے منظور کیا اور شعب ابو طالب مین بنو ہاشم رہے۔ وہان انکا کھانا پینا۔ راہ رسم رسد بند کردی۔ اور آپس مین اس کا معاہدہ لکھکر خانہ کعبہ مین رکھدیا۔ تین سال تک ایسی تکلیف اور عسرت مین خاندان بنی ہاشم مبتلا رہا بعد ازان چند قریش نے

رحم کہا کہ اس قید سے نجات دلوائی اور معاہدہ چاک کیا۔
دسوان سال کثرت حوادث اور غم اور اندوہ کا تھا۔ اول ابوطالب شریف مکہ اور چچا حضرت نے انتقال کیا۔ اور چند روز بعد حضرت کی بیوی خدیجہؓ نے انتقال کیا۔ اندر اور باہر سب سنّاٹا تھا۔ اب قریش نے ایذا دہی مین اور بھی شدت کی۔ حضرت طائف کو چلے گئے کہ شاید امن ملے اور وہان اسلام شائع ہو۔ وہان اینٹ پتھر مار کر نکالدیا حضرت اسی تکلیف اور مایوسی کی حالت مین مکہ واپس آئے۔ گیارھوان اور بارھوان سال بھی انہین تکالیف مین گذرا۔
تیرھوین سال ہجرت مدینہ کی تیاری ہوئی وہان کے لوگ مسلمان ہوتے جاتے تھے۔ حضرت نے اول مسلمانون کو اجازت ہجرت مدینہ کی دی اور وہ لوگ روانہ ہونے شروع ہوئے۔ کفار قریش کو اس کی خبر ہوئی اور وہ متردد ہوئے۔ یہ مشورہ ہوا کہ ہر قبیلہ سے ایک ایک شخص منتخب کیا جائے اور وہ سب ملکر حضرت کو قتل کرین تاکہ حضرت کا قبیلہ انتقام نہ لے سکے۔ اس ارادے سے مکان جا کر گھیر لیا۔ مگر حضرت کو بھی خبر ہو گئی اور ابوبکرؓ کے یہان چلے گئے اور حضرت علیؓ کو وہان چھوڑ گئے۔ جب قاتل مکان مین گھسے تو وہان نہ پایا اور پھر اشتہار گرفتاری کا دیا۔ مگر حضرت نے ابوبکر کو ساتھ لیا اور غار ثور مین جا چھپے اور تین دن تک وہان رہے۔ حضرت ابوبکرؓ کا لڑکا وہان کھانا پہونچاتا رہا۔ تین دن کے بعد بہمراہی ابوبکرؓ مدینہ کو تشریف لے گئے اور اہل مدینہ نے حضرت کا خیر مقدم کیا اور بہت خوشی سے اپنا مہمان کیا۔ اس وقت حضرت کی عمر ۵۳ برس کی تھی اور تیرہ برس نبوت کو ہو چکے تھے۔

اب چودھواں سال نبوت کا شروع ہوا۔ اور یہی سنہ اول ہجری قرار دیکر پھر آغاز مطلب کیا جاتا ہے۔

مدینہ میں پہونچکر حضرتؐ نے مسجد بنائی۔ یہاں ایک سردار یہود عبداللہ اور دوسرا سلمان فارسی مسلمان ہوئے۔ قبلہ نماز ایک سال تک بیت المقدس رہا۔ سال دوم میں کعبہ قبلہ نماز ہوا۔ گیارہ سال تک حضرتؐ بعد ہجرت زندہ رہے اور مدینہ میں ہی رہے قیام مکہ میں انفرادی ایذادہی بانی مذہب اور مسلمانوں پر جاری رہے۔ اور جب مسلمانوں کی ایک جماعت مدینہ میں متحد ہوگئی تو وہاں یہود منافقانہ برتاؤ مسلمانوں سے کرتے۔ اور قریش مکہ سے سازش کرتے رہتے تھے۔ اب دو دشمن اسلام بڑے جتہ اور گروہ کے پیدا ہوگئے۔ اب جنگ یہود اور جنگ قریش مسلسل ہوتی رہی اور اس جنگ کی وجہ سے مسلمانوں کی شہرت بڑہتی گئی اور نئے نئے قبائل مسلمان ہوتے گئے اور علاوہ اس کے بہت سے قبائل شریک مسلمانوں کے بذریعہ صلح نامہ کے ہوگئے اور مسلمانوں کو دن بدن عروج ہونے لگا اور قوموں سے صلح اور جنگ کے عہدنامہ ہونے لگے۔ عرب کے حصہ اسلام کے زیر نگین ہوتے گئے۔

چھٹی سال ہجرت اور بعضے کہتے ہیں ساتویں ہجرت کے حضرتؐ نے شاہ ایران شاہ روم شاہ حبشہ۔ ملک غسان کے نام نامے بذریعہ مسلمان سفیروں کے بھیجے۔ اور اسلام کی دعوت کی شاہ ایران نے حضرتؐ کا نامہ لکھنا اپنی تحقیر سمجھی اور اسکو پھاڑ ڈالا شاہ روم ہرقل نے

سفیر کی خاطر تواضع کی اور دعوت اسلام قبول کرنے کو تھا مگر قوم کے خوف
سے اعلان نہ کر سکا۔ شاہ حبش۔ اور ملک غسان نے سفیر کی بہت خاطر
مدارات کیے۔ اور دونوں نے اسلام قبول کیا حضرت نے اُسی زمانے میں
حج کا ارادہ کیا اور بلا ہتھیار کے ستہ سو کئی ہزار مسلمانوں کے سفر اختیار کیا۔
قریش مطلع ہو کر آمادہ جنگ ہوئے بالآخر صلح نامہ حدیبیہ عمل میں آیا۔ اور حضرت
اور مسلمانوں کی جماعت بلا حج کے واپس آئی یہی صلحنامہ فتح مکہ کا ضمیمہ ہے
فتح مکہ کا واقعہ حضرت کی تمام زندگی کا نتیجہ ہے۔

سال ہشتم ہجرت میں خلاف ورزی عہد نامہ حدیبیہ کی قریش نے یہ کی کہ
بنی خزاعہ جو حضرت کی حمایت میں از روے صلحنامہ کی تھی اُن کے خلاف بنی
بکر کے جو قریش کی حمایت میں تھے مدد کی۔ اور بنی خزاعہ کو قتل اور
غارت کیا۔ بنی خزاعہ نے مدینہ پہونچکر عہد شکنی کی شکایت کی اور طلب
نصرت کی حضرت نے جواب دیا کہ نصرت دادہ نشوم اگر نصرت ندہم
قریش نے اپنی بد عہدی کا خیال کر کے معافی اور تجدید عہد نامہ کے لئے
ابوسفین کو مدینہ بھیجا۔ اور وہ سب سے پہلے ام حبیبہؓ اپنی دختر کے پاس جو زوجہ
آنحضرت کی تھیں گیا اور حضرت کے بستر پر بیٹھنے کا ارادہ کیا۔ ام حبیبہؓ نے
اُس کو تہ کر دیا اور کہا کہ یہ پاک ہے اور تو کافر اور نجس ہے۔ ابوسفین وہاں سے
ناخوش ہو کر خود حضرت کے پاس گیا اور تجدید عہد نامہ کی چاہی اور وہاں سے
انکار ہوا بعد ازاں ابوبکرؓ۔ عمرؓ۔ علیؓ۔ اور فاطمہؓ کے پاس گیا اور اُن سے تجدید
عہد کی درخواست کی اور وہ انکار ہوا حضرت نے مہم مکہ کی تیاری کی اور اپنی

ہمسایہ قوموں سے معاونت کی شرکت چاہی۔سب بخوشی آکر شریک ہوئے
بالاتفاق پتہ ثابت ہے کہ دس ہزار کا لشکر حضرتؐ کے ساتھ فتح مکہ کے وقت
تھا حضرتؐ نے مکہ سے چار فرسنگ کے فاصلہ پر مع لشکر پہونچکر قیام کیا
اسوقت تک اہل مکہ کو اس مہم کی بالکل خبر نہ تھی۔اتفاقاً ابوسفین سردار قریش کے
عباس چچا حضرتؐ سے ملاقات ہوگئی اسوقت ابوسفین کو معلوم ہوا کہ یہ لشکر
حضرتؐ کا ہے اور وہ خوف زدہ ہوکر عباس سے ملتجی امان کا ہوا۔اور عباس
اپنے اونٹ پر بٹھا کر لشکرگاہ کو لیچلے۔اہل فوج غیر کو دیکھکر معترض ہوتے تھے
مگر جب یہ دیکھتے کہ حضرتؐ کے چچا کے ساتھ ہے اُسے جانے سے نہ روکتے
حضرت عمرؓ ابوسفین کو عباس کے ساتھ جاتے ہوئے دیکھکر بہت مشتعل
ہوئے اور اُنکے پیچھے پیچھے حضرتؐ کے خیمہ گاہ تک پہونچے۔ابوسفین کے
گذشتہ واقعات کا ذکر کرکے قتل کی اجازت چاہی۔حضرتؐ نے عباس سے کہا
کہ اسے شب کو اپنے پاس رکھو اور صبح کو ہمارے پاس لاؤ۔دوسرے روز صبح
کو جب ابوسفین حاضر ہوا تو حضرتؐ نے فرمایا کہ کوئی معبود سوائے اللہ کے
سزاوار الوہیت نہیں ہے۔ابوسفین نے کہا کہ آپ نہایت کریم اور حلیم ہیں
اور باوصف میری جفاؤں کے آپ میرے اوپر لطف فرماتے ہیں میں سمجھے
اب جانا کہ کوئی معبود سوائے خدا کے اگر ہوتا تو میری مدد کرتا۔اور یہ کہکر
ابوسفین مسلمان ہوگیا۔ابوسفین نے قریش کے لیے امان چاہی۔
حضرتؐ نے فرمایا۔
جو تیرے گھر میں پناہ گزین ہو وہ امان میں ہے۔

جو خانہ کعبہ مین جائے وہ امان مین ہے۔

جو ہتھیار ڈالدے وہ امان مین ہے۔

جو دروازہ بند کرکے خاموش رہے وہ امان مین ہے۔

چنانچہ بروقت داخلہ لشکر ایسا ہی ہوا۔ جو مقابلہ پیش آئے اُن سے لڑائی خفیف ہوئی مگر حضرتؐ نے اسکو بھی پسند نہ کیا اور یہان تک ہوا کہ اکثر اہل مکے کے مجرم قتل اور غارت کے تھے اُن مین سے بعض بعض بچ گئے۔ یہانتک رعایت اہل مکہ کے ساتھ حضرتؐ نے کی کہ انصار (اہل مدینہ) کو خوف ہوا کہ حضرتؐ نے اپنی قوم کو معاف کیا اور اب مکہ ہی جا کے قیام ہوگا۔ حضرتؐ نے ان توہمات کو رفع کیا اور خانہ کعبہ مین جا کر بتون کو دور کیا اور تصویرون کو مٹایا۔ اور نماز شکرانہ ادا کی۔ پھر جوق جوق اہل مکہ آکر مسلمان ہونے لگے جب حضرتؐ نے اپنے خیمہ مین آئے اور غسل سے فراغت ہوئی تو اُسوقت خواہش طعام ہوئی اور کھانا مانگا تو نان خشک اور سرکہ پیش ہوا۔ اور بہت رغبت سے کھایا۔ اور خانہ کعبہ کے سامنے اہل مکہ جمع تھے اور یہ انتظار تھا کہ نہین معلوم حضرتؐ کیا کرینگے حضرتؐ نے اہل مکہ سے مخاطب ہوکر فرمایا کہ اب آپ کیا کہتے ہین اور میری نسبت کیا گمان ہے سب نے بالاتفاق کہا۔ نقول خیراً۔ نظن خیراً۔ تو کریمی و پسر برادر کریمی حضرتؐ نے فرمایا کہ اے اہل قریش حق تعالی نے تم سے فخر جاہلیت باپ دادے کا دور کیا اور تم کو چاہیے کہ تم انسان پر فخر نہ کرو۔ افعال پر کرو۔ فتح مکہ کے بعد اور کئی لڑائیان بیرون مکہ دیگر اقوام سے ہوتی رہین اس مین غزوہ حنین قابل تذکرہ ہے۔ اِس غزوہ کے وقت اہل اسلام کو اپنی جماعت کی کثرت اور

متواتر کامیابیوں سے خوف اور انجام بینی کم ہوگئی۔ حضرتؐ کو یہ پسند نہ تھی۔ چنانچہ نتیجہ یہ ظاہر ہوا۔ اور اہل اسلام کو شکست ہوئی۔ اور وہ فرار ہونے لگے حضرتؐ نے استقلال نہایت درجہ کا ظاہر کیا اور قلیل جماعت کو ہمت دلاکر متحد کیا۔ کہتے ہیں کہ قریب سو کے یہ مجمع تھا۔ اسی نے اہل حنین کو پس پا کیا اور بیشمار غنیمت ہاتھ آئی قریش کو اس غنیمت سے زیادہ حصہ دیا۔ انصار مدینہ کو یہ ناگوار ہوا حضرتؐ نے فرمایا کہ انکا حصہ مال و دولت کا ہے اور تمہارے حصہ مین دین اور پیغمبر ہے۔ اس مختصر ہدایت نے ناگواری کو سرد کیا۔ اور اپنے حصہ پانے سے اہل مدینہ زیادہ محظوظ ہوے۔

حضرتؐ نے اسی سال حاکم بحرین کے نام نامہ لکھا اور اسلام کی دعوت کی اُس نے بخوشی اسلام قبول کیا۔

سردار مصر دار نے از خود آکر اسلام قبول کیا اور قایم مقام بھی اُس ملک کے آئے اور اسلام قبول کیا۔ عرب نے بذریعہ قایم مقامون کے دعوت اسلام قبول کرنی شروع کی۔ اور اس سال اس کثرت سے سفارتین اسلام قبول کرنے کی آئین اور اس سال کا نام سال وفود عرب کہنے لگے۔ اکثر سفارتین اسلام قبول کرنے کی آئین۔ اور جہان سے سفارت آئی وہان ہدایت کرنیکے نقیب اور حاکم بھیجا تاکہ ارکان اسلام اور قرآن کی تعلیم دے اور زکوٰۃ وصول کرے۔ سال نہم مین حضرتؐ نے ابوبکر کو حج کے لیے بھیجا اور اُن کے بعد حضرت علیؓ کو خاص پیام لیکر بھیجا۔ کہ اُس کا اعلان کرین کہ سال آئندہ مین کوئی برہنہ حج نہ کرے جیسا کہ ایام جاہلیت مین کرتے تھے۔ اور نیز کوئی

کافر مجاز حج کا نہین - سواے مومن کے کوئی کعبہ مین نہ داخل ہوگا اور مسلمان اور کفار سے جو عہد ہوا وہ اتنی مدت تک قائم رہے گا -

دسوان سال حج الوداع ہے اس سال حضرت بہ نفس نفیس حج کو تشریف لیگئے اور اسوقت حضرت کے ساتھ ایک لاکھ چوبیس ہزار مسلمان حج کے شریک تھے -

گیارہوان سال وفات ہے - ۱۲ ربیع الاول سلہ ہجری مین حضرت نے انتقال کیا (اور انتقال کے وقت کی آخری تحریر مین ایک عیسائی مورخ ڈربیر کی کتاب سے نقل کرتا ہون) آخری تقریر جو آپنے مسلمانون کی جماعت کے سامنے کی اُس کے الفاظ یہ تھے - ہر شے خدا کی مرضی کے تابع ہے - اُس کے لیے ایک خاص وقت مقرر ہے جس مین نہ تقدیم کو دخل ہے نہ تاخیر کو جس نے مجھے دنیا مین بھیجا تھا مین اُس کی طرف مراجعت کرتا ہون اور تم کو میری آخری نصیحت یہ ہے کہ بھائی بھائی ہو کر رہو - ایک دوسرے کے ساتھ عزت اور محبت کا برتاؤ کرو - وقت پر ایک دوسرے کے کام آؤ - ایک دوسرے کو ایمان پر ثابت قدم رہنے دو اور نیک عمل کی ہدایت کرتے رہو - مین جبتک زندہ رہا تمھارے بھلائی کی تدبیرین کرتا رہا - اب مرنیکے وقت بھی اگر مجھے کوئی خیال ہے تو تم لوگون کی بہبودی کا ہے - (۱۱۶)

حالت نزع مین آپ کا سر حضرت عائشہؓ کے زانو پر تھا - فرط کرب سے آپ رہ رہ کر اپنا ہاتھ پانی کے طشت مین جو پاس رکھا ہوا تھا ڈالتے تھے اور اپنا چہرہ تر کرتے تھے - آخر اس کی بھی طاقت نرہی آپ کی نگاہین عرش برین کی طرف اُٹھ گئین اور ٹوٹی

ہوئے لہجہ مین یہ آخری الفاظ آپ کے منہ سے نکلے۔ الٰہی میرے گناہ معاف کر

اس سوانح عمری مین تین حصے عمر کے ہین۔ پہلا حصہ قبل نبوت چالیس سال کا ہے
اس کے حالات بہت کم ہین۔ دوسرا حصہ تیرہ سال قیام مکہ یہ تکلیف اور رنج
اور اندوہ سے بھرا ہوا ہے۔ تیسرا حصہ فروغ اسلام گیارہ سال کا ہے یہ
لڑائیون کی کشمکش مین گذرا۔
چوبیس سال نبوت مین دشمنون کے مقابلہ اور اشاعت مین گذرے اِس سے
ہر شخص استنباط کر سکتا ہے کہ اصلی مدعا کیا تھا۔
خون ریز جنگین ہوئین مگر سب مدینہ کے نواح مین یہود۔ قریش۔
(اندرونی بیرونی دشمن) سے اپنی جان بچانے کے لیے ہوئین۔
صرف ایک مہم مین مسلمانون نے چڑھائی کی اور فتح مکہ ہے۔
اس کے حالات پڑھنے سے ظاہر ہوتا ہے کہ آپنے قاتلون کے ساتھ کیسا برتاؤ
کیا جنگین اس تہذیب کے زمانہ مین ہوتی رہتی ہین (روم۔ روس۔ جاپان۔ روس
جرمن۔ فرانس۔ فرانس۔ یورپ۔ افریقہ۔ امریکہ۔ وحشی اقوام) انکی خونریزیون کا
نتیجہ دیکھنا چاہیئے کیا ہوا۔
اور اس گیارہ برس کی جنگ کے نتیجہ پر غور کرنا چاہیئے۔ گیارہ سال جنگ کا نتیجہ
اور اخلاقی حالت۔ اور صداقت رسالت مضامین ذیل وہان سے ثابت ہوگی۔

عیسائی مصنفون کی راے

اِس سے ظاہر ہوگا کہ بانی اسلام نے کیسا انقلاب کیا اور اُس سے نوع انسان کو

کیا فائدہ پہونچا۔

مسلمان مورخ کی رائے

جس سے بانی اسلام کی اخلاقی حالت ثابت ہوگی۔

بشارات

جن سے یہود۔ عیسائی۔ چینیون۔ زردشت۔ کی کتابون سے رسالت کی صحت ثابت ہوتی ہے۔

عیسائی مورخون کی رائے نسبت آنحضرت صلعم

مسٹر جان دیون پورٹ لکھتے ہین۔ کیا یہ بات خیال مین آسکتی ہے کہ جس شخص نے اسقدر نہایت ناپسند اور حقیر بت پرستی کے بدلے جس مین اُس کے ہم وطن (یعنی اہل عرب) مدت سے ڈوبے ہوے تھے۔ خدائے واحد برحق کی پرستش قائم کرنے سے بڑی بڑی دائم الاثر اصلاحین کین مثلاً اولادکشی کو موقوف کیا نشے کی چیزون کے استعمال کو اور قماربازی کو جس سے اخلاق کو بہت نقصان پہونچتا ہے منع کیا بہتایت سے کثرت ازدواج کا اسوقت مین رواج تھا اُس کو بہت کچھ گھٹا کر محدود کیا غرضکہ ایسی بڑی اور سرگرم کو ہم فریبی ٹھیرا سکتے ہین اور یہ کہہ سکتے ہین کہ ایسے شخص کی تمام کارروائی مکر پر مبنی تھی۔

نہین ایسا نہین کہہ سکتے۔ بیشک محمد بجز دلی نیک نیتی اور ایمانداری کے اور کسی سبب سے انسے استقلال کے ساتھ اپنی کارروائی پر ابتدائے نزول وحی سے جو خدیجہؓ سے بیان کی آخر دم تک جبکہ عائشہؓ کی گود مین شدت مرض مین

وفات پائی مستعد نہین رہ سکتے تھے - جو لوگ ہر وقت اُن کے پاس رہتے تھے اور جو اُن سے بہت ربط و ضبط رکھتے تھے اُن کو بھی کبھی اُنکی ریاکاری مین شبہ نہین ہوا- اور کبھی اُنہون نے اپنے نیک برتاؤ سے تجاوز نہین کیا۔

بیشک ایک نیک اور صادق طبیعت شخص جسکو اپنے خالق پر بھروسہ ہو اور جو ایمان اور رسم و رواج مین بہت بڑی اصلاح کرے حقیقت مین صاف صاف خدا کا ایک آلہ ہوتا ہے - اُسکو ہم کہہ سکتے ہین کہ خدا کا پیغمبر ہے جسطرح خدا تعالے کے وفادار خادم گذرے ہین اگرچہ اُنکی خدمت مین کامل نہ تھے اسی طرح محمدؐ کو بھی ہم خدا کا ایسا سچا خادم کیون نہ سمجھین جس نے خدا تعالے کی خدمت اپنی ہی وفاداری سے کی جیسے اورون نے کی جو مثل اورون کی خدمت کے پورے اور کامل نہ تھے اِس بات پر کیون یقین نہ کیا جاوے کہ اُسکو زمانہ اور اپنے ملک مین اپنی قوم کو خدا کی وحدانیت اور تعظیم سکھلانے کے لیے اوروں کی حالت کے مناسب اُن کو ملکی اور اخلاقی اُمور مین نصیحت کرنے کیلئے خدا نے بھیجا تھا - اور وہ راستبازی اور نیک کرداری کا واعظ تھا۔

مسٹر جان ڈیون پورٹ نے اپنی کتاب مسمے "اپالوجی فار دی محمد اینڈ قرآن" مین یہ رائے لکھی ہے کہ "اس بات کا خیال کرنا جیسا کہ بعضون نے کیا ہے بہت بڑی غلطی ہے کہ قرآن مین جس عقیدہ کی تلقین کی گئی ہے اُسکی اشاعت صرف بزور شمشیر ہوئی تھی کیونکہ جن لوگون کی طبیعتین تعصب سے مبرا ہین وہ سب بلا تامل اس بات کو تسلیم کرینگے کہ حضرت محمدؐ کا دین (جس کے ذریعہ سے انسانون کے خون یعنی قربانی کے بدلے نماز اور خیرات جاری ہوئی اور جس نے عداوت اور دائمی جھگڑون

کسی جگہ فیاضی اور حسن معاشرت کی ایک روح لوگون مین پھونک دی اور جس کا اسی وجہ سے بہت بڑا اثر شائستگی پر ہوا ہوگا) مشرقی دنیا کے لیے ایک حقیقی برکت تھا اور اسی وجہ سے خاصکر اُس کو اُن خونریز تدبیرون کی حاجت نہ پڑی ہوگی جنکا استعمال بلا استثنار اور بلا امتیاز کے حضرت موسیٰ نے بت پرستی کے نیست و نابود کرنے کو کہا تھا۔

پس ایسے اعلیٰ وسیلہ کی نسبت جس کو قدرت نے بنی نوع انسان کے خیالات اور مسائل پر مدت دراز تک اثر ڈالنے کو پیدا کیا ہے گستاخانہ پیش آنا اور جاہلانہ مذمت کرنا کیسے لغو اور بیہودہ بات ہے۔

جب ان معاملات پر خواہ اس مذہب کے بانی کے لحاظ سے خواہ اس مذہب کے عجیب و غریب عروج اور ترقی کے لحاظ سے نظر کیجاے تو بجز اس کے اور کچھ چارہ نہین ہے کہ اس پر نہایت دل سے توجہ کی جاوے۔

اس امر مین کچھ بھی شبہہ نہین ہوسکتا کہ جن لوگون نے مذہب اسلام اور مذہب عیسائی کی خوبیون کو مقابلہ ایک دوسرے کے تحقیق کیا ہے اور اُن پر غور کی ہے اُن مین سے بہت ہی کم ایسے ہین کہ جو اس تحقیقات مین اکثر اوقات تردد اور صرف اس بات کے تسلیم کرنے پر مجبور ہوے ہین کہ مذہب اسلام کے احکام بہت ہی عمدہ اور مفید مقاصد ہین بلکہ اس بات کا اعتقاد کرنے پر بھی مجبور ہوے ہین کہ آخر کار مذہب اسلام سے انسان کو فائدہ کثیر پیدا ہوگا۔

جان ڈیون پورٹ نے یہ بھی لکھا ہے "کہ ہر ایک طرح کی شہادت سے یہ بات معلوم ہوتی ہے کہ جن شخصون نے فلسفہ اور علوم و فنون کو سب سے پہلے زندہ کیا جو درحقیقت

اور زمانہ حال کے علم و ادب کے درمیان مین بطور ایک سلسلہ کے بیان کیے گئے ہین - بلاشبہ وہ ایشیا کے مسلمان اور اندلس کے مورخ تھے جو خلفاء عباسیہ اور بنی امیہ کے عہد مین وہان رہتے تھے - علم جو ابتدا سے ایشیا سے یورپ مین آیا تھا - اُس کا وہان دوبارہ رواج مذہب اسلام کی دانشمندی سے ہوا یہ بات مشہور و معروف ہے کہ اہل عرب مین چھ سو برس کے قریب سے علوم و فنون جاری تھے اور یورپ مین جہالت اور وحشیانہ پن پھیلا ہوا تھا اور علم ادب قریباً نیست اور نابود ہو گیا تھا - علاوہ اِس کے یہ بات بھی تسلیم کرنی چاہیے کہ تمام علوم طبعیات ہیئت - فلسفہ - ریاضی جو دوسری صدی مین یورپ سے جاری تھے ابتداً عرب کے علما سے حاصل ہوئی تھے اور خصوصاً اندلس کے مسلمان یورپ کے فلسفہ کے موجد خیال کیے جاتے ہین "

جان ڈیون پورٹ نے یہ بھی لکھا ہے کہ یورپ مذہب اسلام کا اور بھی زیادہ ممنون ہے کیونکہ اگر اُن جھگڑون سے جو سلطان صلاح الدین کے وقت مین بیت المقدس کی لڑائیون مین ہوے جس کو فریقین جہاد کہتے تھے قطع نظر کیجاوے تو بالتخصیص مسلمانون کے سبب سے فیوڈل انتظام کی سختیان اور امیرون کی خود مختاری یورپ سے موقوف ہو گئی جس کے باقی ماندہ اثرون پر ہمارے ملک یورپ کی آزادیون کی نہایت بڑی عالیشان عمارت کی بنیاد قائم ہوئی اہل یورپ کو یہ بات بھی یاد دلانی چاہیے کہ وہ حضرت محمدؐ کے پیرودن کے دو بڑے قدیمی اور زمانہ حال کے علم ادب کے درمیان مین بطور سلسلہ کے ذریعہ ہین اس لحاظ سے بھی ممنون ہین کہ مغربی تاریکی کی مدت دراز مین یونانی حکما کی بہت سی کتابین اُنہین کی کوششون

سے فنون اور علم ریاضی اور طب وغیرہ کی بعض نہایت بڑے بڑے شعبوں کی اشاعت ہوئین"

نہایت مشہور و معروف عالم جان ملٹن تعدد ازدواج کا ایک مشہور حامی ہے جس نے اِس امر کی تائید مین بائبل مین سے بہت سی آیتین نقل کرنے کے بعد یہ تحریر کیا ہے کہ" علاوہ اِس کے خدا نے ایک تمثیلی صورت (حزقیل) مین مستمان لہولا واہولیا سے اپنا نکاح کرنا ظاہر کیا ہے اور یہ ایک ایسا طرز بیان ہے کہ اُسکو خداوند تعالی بھی بالتخصیص اِس طوالت کے ساتھ ایک تمثیل مین بھی ہرگز نہ اختیار کرتا اور نہ درحقیقت ایسی بات کا مرتکب ہوتا اگر وہ رسم جسکی دلالت اُس سے ہوسکتی ہے فی نفسہ معیوب یا مذموم ہوتی۔ پس جس رسم کا امتناع انجیل مین بھی کسی کو نہین ہے وہ کیون کر معیوب یا مذموم خیال کی جاسکتی ہے۔ کیونکہ انجیل مین ان ملکی آئین مین سے کوئی بھی منسوخ نہین کیا گیا ہے جو انجیل سے پیشتر جاری تھے"

جان ملٹن یہ بھی کہتے ہین کہ" عبرانیون کے خط کے باب ۱۳ درس ۴ سے اِس طرز سے جواز تعدد ازدواج پر استدلال کرتا ہون کہ تعدد ازدواج کی رسم یا تو نکاح جائز ہے یا مجبوراً زنا ہے۔

پس اُس مقدس مقول نے کوئی چوتھی صورت تسلیم نہین کی پس مین یقین کرتا ہون کہ اُن بہت سے بزرگون کی تعظیم و توقیر کے لحاظ سے جو کثیر الازدواج تھے ہر ایک شخص اُس کو مجبوراً زنا خیال کرنے سے باز رہے گا۔

کیونکہ خدا حرام کارون اور زانیون کو سزا دے گا۔

حالانکہ اِن بزرگون پر خدا کی خاص نظر تھی جیسا کہ خود اُس نے فرمایا ہے۔

پس اگر متعدد نکاحون کا کرنا ٹھیک نکاح ہو تو وہی جائز ہے اسی حواری کا قول ہے کہ "سب مین نکاح کرنا بھلا ہے اور بستر ناپاک نہین۔

ایڈورڈ گبن صاحب لکھتے ہین کہ محمد کا مذہب شکوک اور شبہات سے پاک وصاف ہے قرآن خدا کی وحدانیت پر ایک عمدہ شہادت ہے۔

مکہ کے پیغمبر نے بتون کی۔ انسانون کی۔ ستارون کی اور سیارون کی پرستش کو اس معقول دلیل سے روکیا کہ جو شئے طلوع ہوتی ہے غروب ہو جاتی ہے اور جو حادث ہے وہ فانی ہے اور جو قابل زوال ہے وہ معدوم ہو جاتی ہے اُس نے اپنی معقول سرگرمی سے کائنات کے بانی کا ایک ایسا وجود تسلیم کیا جس کی نہ ابتدا ہے نہ انتہا نہ وہ کسی شکل مین محدود نہ کسی مکان مین نہ کوئی اُس کا ثانی موجود ہے جس سے اُسکو تشبیہ دے سکین۔ وہ ہماری نہایت خفیہ ارادون پر آگاہ رہتا ہے بغیر کسی اسباب کے موجود ہے اخلاق اور عمل کا کمال جو اس کو حاصل ہے وہ اُس کو اپنی ہی ذات سے حاصل ہے۔ اُن بڑے بڑے حقائق کو پیغمبر نے مشہور کیا۔ اور اُس کے پیرؤن نے اُنکو نہایت مستحکم طور سے قبول کیا۔ اور قرآن کے مفسرون نے معقولات کے ذریعہ سے بہت درستی کے ساتھ اُنکی تشریح و تصریح کی ایک حکیم جو خدا تعالیٰ کے وجود اور اُس کے صفات پر اعتقاد رکھتا ہو مسلمانون کے مذکورۂ بالا عقیدہ کی نسبت یہ کہہ سکتا ہے کہ وہ ایسا عقیدہ ہے جو ہمارے موجودہ ادراک اور قواے عقلی سے بہت بڑھکر ہے اِس لیے کہ جب ہم نے اُس نامعلوم چیز (یعنی خدا) کو زمان اور مکان اور حرکت اور مادہ اور تفکر کے اوصاف سے مبرا کر دیا تو پھر ہمارے خیال کرنے

اور سمجھنے کے لئے کیا چیز باقی رہی وہ اصل اول (یعنی باری تعالے) جس کی بنا عقل وحی پر ہے محمدؐ کی شہادت سے استحکام کو پہونچی چنانچہ اُس کے معتقد ہندوستان سے لیکر مراکو تک موحد کے لقب سے ممتاز ہین اور بتون کو منڈ سمجھنے سے بت پرستی کا خطرہ مٹا دیا گیا۔

مشہور اور نہایت لایق اور قابل مورخ گبن اپنی کتاب مین جہان یہ بحث کرتا ہے کہ حضرت محمدؐ اپنے ملک کی نسبت کیسے تھے اس طرح پر لکھتا ہے کہ حضرت محمدؐ کی بہت مین سب سے آخر بات جو غور کرنے کے لائق ہے وہ یہ ہے کہ اُنکا عظم وشان لوگون کی بھلائی اور بہبودی کے حق مین مفید ہوا یا مضر۔ جو لوگ کہ آنحضرت کے سخت دشمن ہین وہ بھی اور نہایت متعصب عیسائی اور یہودی بھی باوجود پیغمبر برحق نہ ماننے کے اِس بات کو تو ضرور تسلیم کرین گے کہ آنحضرت نے دعوی رسالت ایک نہایت مفید مسئلہ کی تلقین کے لیے اختیار کیا گو وہ یہ کہین کہ صرف ہمارے ہی مذہب کا مسئلہ اُس سے اچھا ہے (گویا وہ اس بات کو تسلیم کرتے ہین کہ سواے ہمارے مذہب اور تمام دنیا کے مذہبون سے مذہب اسلام اچھا ہے) آنحضرت یہودیون اور عیسائیون کی کتب سماویہ قدیمہ کی سچائی اور پاکیزگی اور اُنکی بانیون یعنی اگلے پیغمبرون کی نیکیون اور معجزون اور ایمانداری کو مذہب اسلام کی بنیاد خیال کرتے تھے۔ عرب کے بت خدا کے تخت کے روبرو توڑ دیے گئے اور انسان کے خون کے کفارہ کو نماز۔ روزہ۔ خیرات سے بدل دیا۔ جو ایک پسندیدہ اور سیدھے سادہ طریقہ کی عبادت ہے (یعنی جو انسان کی قربانی بتون پر ہوتی تھی اُسکو معدوم کیا اور بعوض اُس کے نماز۔ روزہ۔ اور خیرات

کو۔ بطور کفارہ قرار دیا) اُن کے نیکی کی جزا و سزا ایسی تمثیلون مین بیان کی جو ایک جاہل اور ہوا پرست قوم کی طبیعت کے نہایت موافق تھین شاید وہ اپنے ملک کا اخلاقی و ملکی انتظام و درستی سے نہ کر سکے ہون مگر آنحضرت نے مسلمانون مین نیکی اور محبت کی ایک روح ڈالدی۔

آپس مین بھلائی کرنے کی ہدایت کی اور اپنے احکام اور نصیحتون سے انتقام کی خواہش اور بیوہ عورتون اور یتیمون پر ظلم اور ستم ہونے کو روک دیا۔

قومین جو مخالف تھین با اعتقاد مین۔ فرمانبرداری مین متفق ہوگئین خانگی جھگڑون مین جو بہادری بیہودہ طریقہ سے صرف ہوتی تھی نہایت مستعدی سے ایک غیر ملک کے مقابلہ پر مائل ہوگئی۔

مسٹر ٹامس کارلیل صاحب لکھتے ہین کہ "ہم لوگ (یعنی عیسائیون مین) جو یہ بات مشہور ہے کہ محمد ایک پرفن اور فطرتی شخص اور گویا جھوٹ کے اوتار تھے اور اُنکا مذہب دیوانگی اور خام خیالی کا ایک تودہ ہے اب یہ سب باتین لوگون کے نزدیک غلط ٹھہرتی جاتی ہین جو جو جھوٹ باتین و وراندیش اور مذہبی سرگرمی رکھنے والے آدمیون (یعنی عیسائیون) نے اُس انسان (یعنی محمد صلعم) کی نسبت قائم کی تھین اب وہ الزام قطعاً ہماری روسیاہی کے باعث ہین۔ چنانچہ ایک یہ بات مشہور ہے کہ پاکرک صاحب نے جب گروٹین صاحب سے پوچھا کہ یہ قصہ جو تمنے لکھا کہ محمد نے ایک کبوتر کو تعلیم کیا تھا کہ وہ اُن کے کان مین سے میل نکالا کرتا تھا اور مشہور کیا تھا کہ وہ فرشتہ ہے جو اُن کے پاس وحی لایا کرتا ہے تو اس قصہ کی کیا سند ہے تو انھون نے جواب دیا کہ "اس قصہ کی کوئی سند کچھ

ثبوت نہین۔ حقیقت یہ ہے کہ اب وہ وقت آگیا ہے کہ ایسے ایسے قصون کو بالکل چھوڑ دیا جاے۔ جو جو باتین انسان (یعنی محمد صلعم) نے اپنی زبان سے نکالین بارہ سو برس سے اٹھارہ کروڑ آدمیون کے لیے بمنزلہ ہدایت کے قایم ہین ان اٹھارہ کروڑ آدمیون کو بھی خدا نے اسی طرح پیدا کیا ہے جس طرح ہمکو پیدا کیا اسوقت جتنے آدمی محمدؐ کے کلام پر اعتقاد رکھتے ہین اس سے بڑھکر اور کسی کے کلام پر لوگ اس زمانہ مین یقین نہین رکھتے پھر کیا ہم یہ خیال کر سکتے کہ جس کلام پر خدا کی اسقدر مخلوق زندگی بسر کر گئی اور اسی پر مر گئی کیا وہ ایسا جھوٹا کھیل تھا جیسا ایک بازیگر کا ہوتا ہے۔

مین اپنے نزدیک ہرگز ایسا خیال نہین کر سکتا بلکہ مین بہ نسبت اور چیزون کے اس پر جلد یقین کرتا ہون۔ اگر جھوٹی اور فریب کی باتین دنیا مین اسقدر زور آور ہون اور رواج پکڑ جاوین تو پھر اس دنیا کی نسبت کوئی کیا سمجھے گا۔ اس قسم کے خیالات جو مدت پھیلے ہوے ہین بہت ہی افسوس کے قابل ہین۔ اگر ہمکو خدا کی سچی مخلوق کا علم کچھ حاصل کرنا منظور ہو تو ہم کو ایسی باتون پر یقین کرنا ہرگز نہ چاہیئے۔ وہ باتین ایسے زمانے مین پھیلی تھین جب کہ توہمات کو دخل تھا اور انہین توہمات کے سبب خیال تھا کہ آدمی کی روحین غمگین خرابی مین پڑی ہوئی ہین جو اُن کی ہلاکت کا سبب ہے میرے نزدیک اس خیال سے کہ ایک جھوٹے آدمی نے ایک مذہب قایم کیا اور کوئی اُس سے زیادہ بد اور ناخدا پرست خیال دنیا مین نہین پھیلا۔

بھلا یہ کب ہو سکتا ہے کہ ایک جھوٹا آدمی جو چونہ اور اینٹ اور مصالح کی

حقیقت کو صحیح نہ جانے اور کچے مکان بناوے وہ کچے مکان کا ہے کبھو گا بلکہ خاک
کا ایک ڈھیر ہوگا - بارہ سو برس تک اس کو کب قیام ہو سکتا ہے اور اٹھارہ کروڑ
آدمی اس مین کب رہ سکتے ہین - بلکہ اجتک وہ مکان کبھی کا سر کے بل گر پڑا ہوتا -
ضرور ہے کہ ایک آدمی اپنے طریقون کو قانون قدرت کے مطابق کرے اور اور
کے سا انون کی حقیقت کو سمجھے اور پھر عمل کرے ورنہ قدرت سے اسکو جواب
ملے گا کہ تمھین ہرگز نہین ہو سکتا -

جو جو قانون اور قاعدے تمام مخلوق و دنیا مین سمجھے ہین عام نہین ہو جاتے
افسوس ہے کہ کوئی شخص مشعل کا کے لٹکا دیا اور ایسے ہی بہت سے دنیا کے
سربرآوردہ لوگون کے چند روز کے لیے اپنی تدبیر فطرت سے کامیاب ہو جاتے
ہین مگر انکی کامیابی ایک جعلی ہنڈوی کے مانند ہوتی ہے جس کو وہ اپنے نالائق
ہاتون سے جاری کرتے ہین اور خود الگ ہو رہتے ہین اور اورون کو اس کے
سبب سے نقصان پہونچاتے ہین مگر قدرت آگ کے شعلون اور فرانسیسی جنگ کا شور
اور اسی قسم کے اور غضبناک ظہور سے ظاہر ہو کر یہ بات بہت غضب اور قہر سے دنیا
پر ظاہر کردیتی ہے کہ جعلی ہنڈویان جعلی ہی ہین -

جامس کارلیل نے جو اس زمانہ کی دنیا مین نہایت نامور عالم ہین اپنی کتاب مین
جسکا نام "لکچرز آن ہیروز" ہے اس مضمون کی نسبت جس پر ہم بحث کر رہے ہین یہ رائے
لکھی ہے کہ اسلام کا عرب کی قوم کے حق مین گویا تاریکی مین روشنی کا آنا تھا عرب
کا ملک پہلے ہی پہل اس کے ذریعہ سے زندہ ہوا - اہل عرب گلہ بانون کی ایک
غریب قوم تھی اور جب سے دنیا بنی تھی عرب کے چٹیل میدانون مین پھرا کرتے تھے

اور کسی شخص کو اُن کا کچھ خیال بھی نہ تھا اس قوم مین ایک اولوالعزم پیغمبر اُٹھے ایسے کلام کے ساتھ جس پر وہ یقین کرتے تھے بھیجا گیا۔ اب دیکھو کہ جس چیز سے کوئی واقف ہی نہ تھا وہ تمام دُنیا مین مشہور و معروف ہوگئی اور چھوٹی چیز نہایت ہی بڑی چیز ہوگئی۔ اُس کے بعد ایک صدی کے اندر عرب کے ایک طرف غرناطہ اور ایک طرف دہلی ہوگئی عرب کی بہادری اور عظمت کی تجلی اور عقل کی روشنی زمانہ ہائی دراز تک دُنیا کے ایک بڑے حصہ پر چمکتے رہے۔

اعتقاد ایک بڑی چیز ہے اور جان ڈالنے والا ہے۔

جسوقت کوئی قوم کسی بات پر اعتقاد لاتی ہے تو اُس کے خیالات بارآور اور روح کو عظمت دینے والے اور رفیع الشان ہوجاتے ہین یہی عرب اور یہی حضرت محمدؐ اور یہی ایک صدی کا زمانہ گویا ایک چنگاری ایسے ملک مین پڑی جو غفلت مین کس مپرس ایک ریگستان تھا۔ مگر دیکھو کہ یہ ریگستان زور شور سے اُڑ جانے والی بارود سے نیلے آسمان تک اُٹھتے ہوئے شعلون سے دہلی سے غرناطہ تک روشن کردیا۔

مسٹر کلٹر صاحب لکھتے ہین کہ علم قوائے انسانی اور علم طبیعیات کے ماہرین نے بعض وجوہات ایسے دریافت کیے ہین جو کثرت ازدواج کے واسطے ضروری متصور ہوسکتے ہین اور ہم شمالی ملکون کے سرد خون والے مینڈک کے سے مزاج کے جانورون سے متعلق نہین ہوسکتے ہین۔ مگر بنی اسمعیل سے جو گرم ریگستان کے بسنے والے ہین متعلق ہو سکتے ہین۔ علاوہ اس کے وہ بیان کرتے ہین کہ سر ڈبلیو اوسلی صاحب کے مشرقی مجموعہ صفحہ ۲۰ مین یہ بیان کیا

گیا ہے کہ ایشیا کے گرم ملکون کی تاثیر سے دونون گروہ یعنی مرد و عورت مین ایک ایسا اختلاف
ہوتا ہے جو یورپ کی آب وہوا مین نہین ہے جہان دونون برابر اور بتدریج عالم
ضعیفی کو پہونچتے ہین مگر ایشیا مین صرف مرد ہی کو یہ بات حاصل ہوتی ہے کہ ضعیفی
مین بھی قوی اور طاقتور رہتا ہے اگر یہ بات سچ ہے تو بانی مذہب اسلام کے لیے
اس بات کی کہ اُنہون نے متعدد جورؤن کی اجازت دی ایک وجہ بڑی تھی اور
یہ ایک کافی سہارا اس بات کا ہے کہ حضرت عیسیٰؑ نے اس مضمون کی نسبت اپنی
کوئی راے ظاہر نہین کی بلکہ اس کو ملکون کے گورنمنٹون کے آئین پر چھوڑ دیا کیونکہ
جو بات ایشیا کے واسطے مناسب ہو گی وہ یورپ کے واسطے نامناسب ہو گی ۔
مسٹر ٹیلر بیان کرتے ہین کہ حضرت محمدؐ نے اس نہایت قدیم موسوی کے مقتضی کی پیروی
کر کے اپنی قوم کو جو اسمٰعیل کی اولاد سے ہے (جو مسلمانون کے باپ کا بیٹا تھا) متعدد بیبیون
کی اجازت دی اس واسطے عیسائی ہمیشہ اس پر عیب نکالتے ہین اور کہتے ہین کہ
اُنھون نے اپنے پیرؤن کی کینہ خواہش کو پورا کیا۔ لیکن مین نہین جانتا کہ متعدد
بی بیون کی اجازت کی نسبت ایسا سخت طعن کیون کیا جاتا ہے ۔ حضرت سلیمانؑ
کی نظیر اور حضرت داؤدؑ کی نظیر پر (جو خدا کی دلی مرضی کے مطابق چلتے تھے اور
جن کو خدا نے خاص اپنی شریعت کے احکام کی تعمیل کے لیے بنایا تھا) یہ امر چندان
اعتراض کے لائق نہین ہے خصوصاً اس وجہ سے کہ عیسیٰ مسیحؑ نے بھی ان بیس
انجیلون مین سے جن کو اُن کے معتقدون کے گروہ مین سے کسی نہ کسی نے اُن
کے احکام قلمبند کرنے کے واسطے تحریر کیا تھا کسی انجیل مین اس کی
ممانعت نہین کی ہے ۔

پھر ژاں سیکلوپیڈیا مین ایک آرٹیکل لکھنے والے نے مذہب اسلام کی نسبت یہ رائے لکھی ہے کہ مذہب اسلام کا وہ حصہ بھی جس مین بہت کم تغیر تبدل ہوا ہے اور جس سے اُس کے بانی کی طبیعت نہایت صاف صاف معلوم ہوتی ہے اُس مذہب کا نہایت کامل اور روشن حصہ ہے اس سے ہماری مراد قرآن کے علم اخلاق سے ہے۔

ناانصافی۔ کذب۔ غرور۔ انتقام۔ غیبت۔ استہزا۔ بخل۔ طمع۔ اسراف۔ عیاشی۔ بے اعتباری۔ بدگمانی۔ نہایت قابل ملامت کی گئی ہین۔

نیک نیتی۔ فیاضی۔ حیا۔ تحمل۔ صبر۔ بردباری۔ کفایت شعاری۔ سچائی۔ راستی ایمانداری۔ صلح۔ سچی محبت۔ اور سب سے پہلے خدا پر ایمان لانا اور اسکی مرضی پر توکل کرنا۔ سچی ایمانداری کا رکن ہے۔ اور سچے مسلمان کی نشانی خیال کی گئی ہے اسی مصنف نے یہ بھی لکھا ہے کہ ہم اس بات پر غور نہین کر سکتے ہین کہ اسلام نے تمام انسانون کی بھلائی کے لیے کیا کیا۔ لیکن اگر نہایت ٹھیک ٹھیک کہا جاوے تو یورپ مین علوم وفنون کی ترقی مین اسی کا حصہ تھا۔ مسلمان علے العموم نوین صدی سے تیرھوین صدی تک وحشی یورپ کے لیے روشن ضمیر معلم کیے جا سکتے ہین۔

خاندان عباسیہ کے خلفا کی نہایت عمدہ زمانہ سے یونانی خیالات اور یونانی تہذیب کا از سر نو سر سبز ہونا شمار کیا جا سکتا ہے۔ قدیم علم ادب ہمیشہ کے واسطے بغیر کسی علاج کے مفقود ہو جاتا اگر مسلمانون کے مدرسہ مین اسکو پناہ ملتی یونانی فلسفہ۔ قدرتی چیزون کی تواریخ۔ جغرافیہ۔ علم تاریخ۔ صرف نحو۔ علم کلام۔ اور فن شاعری۔ کی (جس کی تعلیم پہلے استاد دیتے تھے)

بہت سی کتابین پیدا ہوگئین جن مین سے اکثر اُسوقت تک جاری رہینگی اور تعلیم دیجاوے گی جبتک نسلین تعلیم ہونے تک کیواسطے پیدا ہوتی رہین گی۔

ایک جواب مضمون لکھنے والے نے جس سے یہ مضمون اختیار کیا تھا کہ "اسلام ایک ملکی انتظام ہے جو مشرق و مغرب مین جاری ہے"

اسلام کی نسبت یہ لکھا ہے کہ "اسلام نے بچہ کشی کا انسداد کر دیا جو اس زمانہ مین قرب و جوار کے ملکون مین جاری تھی

گو عیسائی مذہب نے بھی اُسکو روکا تھا مگر اسلام کی برابر اُسکو کامیابی نہین ہوئی اسلام نے غلامی کو موقوف کر دیا جو اُس ملک کی پُرانی جاہلیت کی رسم تھی اسلام نے ملکی حقوق کو برابر کر دیا اور صرف انہین لوگون کے حق مین انصاف نہین کیا جو اس مذہب کے معتقد تھے بلکہ اُن شخصون کے ساتھ بھی برابر انصاف کیا جنکو اُس کے ہتھیارون نے فتح کیا تھا۔ اسلام نے اس محصول کو جو سلطنت کو دیا جاتا تھا گھٹا کر صرف دسوان حصہ کر دیا۔ اسلام نے تجارت کو تمام محصولات اور مزاحمتون سے آزاد کر دیا۔ اسلام نے مذہب کے معتقدون کو اس بات سے کہ اپنے مذہبی سرگروہ کو یا مذہبی کام کو جبراً روپیہ دین اور تمام لوگون کو اس بات سے کہ غالب مذہب کو ہر ایک قسم کا مذہبی چندہ دین بالکل بری کر دیا اسلام نے فرقہ فتحمند کے تمام حقوق مفتوحہ لوگون مین سے اُن شخصون کو دیے جو اُس مذہب کے پابند تھے اُن کو ہر قسم کی پناہ دی۔ اسلام نے مال کی حفاظت کی سود لینے کو اور خون کا بدلہ بغیر حکم عدالت کے لینے کو موقوف کیا۔ صفائی اور پرہیزگاری کی حفاظت کی اور ان باتون کی صرف ہدایت ہی نہین بلکہ اُن کو پیدا

کیا اور قائم کر دیا۔ حرام کاری کو موقوف کر دیا۔ غریبوں کو خیرات دینے اور ہر ایک شخص کی تعظیم کرنے کی ہدایت کی"

وہی مصنف یہ بھی لکھتا ہے کہ "جو نتیجے اسلام سے ہوئے وہ اسقدر وسیع اور دقیق اور مستحکم ہین کہ اُن کی تکمیل کر لینا تو درکنار ہم یقین نہین کر سکتے کہ وہ انسان کے خیال مین بھی آسکین اسی سبب سے بعوض اس کے کہ اسکی نسبت اس طرح پر دلیلین کی جاوین جسطرح کہ سولن کے قانون یا نپولین کے فتوحات کے نتیجون کے اندازہ کرنے مین کیجاتی ہین یہ ٹھیک نہین ہے۔ یا تو اُن کی نسبت یہ کہا جاے کہ اتفاقیہ ہو گئی ہین یا بہ مجبوری ربانی مرضی کی طرف منسوب کیا جاوے۔ با این ہمہ یہ نظم ایک شخص واحد نے کیا تھا جس نے اپنے ملک کے تمام باشندون مین اپنی روح پھونک دی اور تمام قوم کے دل پر نہایت تعظیم و تکریم کا خیال جو کسی انسان کے واسطے کبھی ظاہر نہین کیا گیا نقش کر دیا۔

جو سلسلۂ قوانین و اخلاق کا اُنھون نے بنایا وہ اعلیٰ درجہ کی ترقی سے بھی اسی طرح مواقف تھا جیسا کہ ادنے ترین لوگون سے اور اُس سلسلہ نے ایک قوم سے دوسری قوم مین گذر کر ہر ایک قوم کو جس نے اُس کو قبول کیا اُن قومون اور سلطنتون سے فائق کر دیا جن سے اُن کا میل ہوا۔

اخلاق آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

از مدارج النبوۃ

حضور کا اخلاق اعظم و اتم و اکمل اخلاق تھا۔ جسقدر اخلاق حمیدہ صبر و حلم و رحم و شفقت و سخاوت وغیرہ اصناف و اقسام اخلاق ہین وہ سب ذات اقدس مین مجتمع تھے۔ صبر و رحم کی یہ کیفیت کہ غزوہ احد مین جب کفار نے مقابلہ و محاربہ حضرت سے کیا۔ اور جسقدر آزار پہونچاے سب پر آپ نے صبر فرمایا۔ اور عفو کیا۔ اور کچھ صبر و عفو پر ہی اکتفا نہ کیا۔ بلکہ اُن پر شفقت و رحم کیا۔ اور آپ کو جہالت اور ظلم مین معذور رکھا اور دعا کی کہ اللھم اھد قومی فانھم لا یعلمون۔ یعنی یا اللہ میری قوم کو ہدایت فرما کہ بتحقیق وہ جانتے نہین ہین۔ یہ دعا صحابہ کرام پر شاق ہوئی۔ اونہون نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ کاش حضور اُن کی ہلاکت کی دعا فرماتے آپ نے فرمایا کہ مین لعان مبعوث نہین ہوا بلکہ مین مبعوث ہوا ہون اللہ کیطرف بلانے کو اور رحمت واسطے عالمین کے۔ اور روایت ہے کہ علماے یہود مین سے ایک شخص اسلام لائے۔ اُنکا نام زید بن شعبہ تھا وہ کہتے ہین کہ حضور کے چہرہ مبارک مین مین نے تمام علامات نبوت پہچانین مگر دو چیزون کو امتحان نہ کیا تھا۔ ایک یہ کہ توریت مین لکھا ہے کہ اُنکا حلم طیش پر غالب ہوگا دوسرے یہ کہ مقابلہ درشتی گوئی نرمی زیادہ کرینگے۔ سو مین حضرت کے ساتھ تلطف

کرتا تھا۔ تاکہ ان سے مخالفت کرون اور انکے حلم و علم کو پہچانون۔ مین نے
ان سے ثمر وعدہ پر خرید کئے زر قیمت پیشگی دیدیا اور ثمر دینے کا وعدہ ٹھیرالیا
اسوقت موعودہ سے دو تین روز پیشتر مین نے حضرت کے پاس جاکر مجمع مین
آپ کی قمیص اور ردائے مبارک کو پکڑ کر آپ کی جانب بنظر تیز نظر کی اور کہا
اے محمد میرا حق ادا نہین کرتے۔ قسم خدا کی اے پسران عبد المطلب تمہارا
خاندان ہی ادائے حق مین لیت و لعل کرتا رہا ہے۔ پس حضرت عمرؓ نے فرمایا کہ
اے دشمن خدا پیغمبر صاحب کی نسبت جو کچھ مین سنتا ہون۔ تو قسم خدا کی اگر
ان کی نافرمانی کا اندیشہ نہ ہوتا تو مین تلوار سے تیرا سر کاٹتا۔ حضور نے حضرت
عمرؓ کیطرف نرم نگاہ اور تبسم کے ساتھ دیکھکر فرمایا کہ مین اور یہ شخص اس بات
کے علاوہ دوسرے بات کی تم سے احتیاج رکھتے ہین اور وہ یہ کہ مجھکو ادائے حق
کا حکم کرو اور اسکو حسن تقاضہ کا امر۔ اب جاؤ اور اسکا حق ادا کرو اور اسکے
حق سے بیس صاع زیادہ دو۔ بعوض اس کے کہ تم نے اسکو ڈرایا اور تہدید
کی۔ پس حضرت عمرؓ نے ویسی ہی تعمیل کی۔ جیسا ارشاد ہوا تھا اسوقت کہا اس
یہودی نے کہ اے عمر مین نے تمام علامات نبوت کے آپ کے چہرۂ مبارک سے
پہچانی تھے مگر دو خصلتین باقی تہین جنکا اسوقت امتحان کیا۔ پس مین تمکو گواہ
کرتا ہون۔ اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا الرَّسُوْلُ اللّٰهِ
حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہین کہ رسول اللہ صلعم نے کسی کو
اپنے ہاتھ سے نہین مارا۔ مگر جہاد فی سبیل اللہ مین۔ اور کبھی اپنے نفس کے لئے
بدلا نہین لیا۔ اور خادم کو بہ آواز سخت نہین جھڑکا۔ حضرت عائشہ صدیقہ سے پوچھا

کہ حضور گھر مین کسی طرح خلوت کرتے تھے اونہون نے فرمایا کہ سب آدمیون سے زیادہ تر نرم مزاج تھے۔ تبسم اور خندہ پیشانی رہتے تھے۔ حضرت کو کبھی اصحاب کے درمیان مین پیر پھیلاتے نہین دیکھا۔ اور جو کوئی اصحاب اور اہلخانہ مین سے بلاتا۔ اس کے جواب مین لبیک فرماتے۔ جس کے معنی ہین۔ حاضر ہون۔ اور آپ تالیف کرتے تھے نہ تنفر۔ جو کسی قوم مین بزرگ ہوتا۔ اوسکا اکرام فرماتے اور اُسکی قوم کا اسکو والی کرتے اور اپنے اصحاب کے ساتھ مہربانی فرماتے اور ہمنشین کے ساتھ التفات وعنایت سے پیش آتے۔ آپ کا ہر ہمنشین یہ گمان کرتا تھا۔ کہ مجھ سے زیادہ حضرت کے نزدیک کوئی بزرگ نہین اور جو آپ کے پاس آکر بیٹھتا۔ آپ اُسکے پاس بیٹھے رہتے اور جب تک وہ اوٹھکر نہ جاتا۔ آپ وہان سے نہ اُٹھتے۔ اور جب کوئی آپ سے سرگوشی کرتا۔ تو آپ سر مبارک اُسکی طرف سے نہ پھیرتے۔ جب تک وہ خود نہ پھیرتا۔ اور جو کوئی آپ کا دست مبارک پکڑ لیتا۔ آپ اپنا ہاتھ اس کے ہاتھ مین دیدیتے۔ اور نہ چھوڑاتے۔ جب تک وہ خود نہ چھوڑتا اور لڑنے جھگڑنے سے پرہیز فرماتے۔ آپ نے تازہ روئی اور خوشخوئی کو آدمیون مین گویا پھیلا دیا تھا۔ اور سب کے لئے مثل باپ کے ہوگئے تھے اور سب آپکے نزدیک حق مین برابر تھے۔ کسی طرح درشت وسخت گو نہ تھے۔ نہ آ[illegible] نہ کسی پر اپنے فرماتے نہ کسیکو بُرا کہتے۔ نہ کسی کا عیب ظاہر کرتے۔

حضرت عائشہؓ صدیقہ فرماتی ہین۔ کہ آپ سے زیادہ کوئی حسن خلق نہ تھا۔

حضرت انسؓ کہتے ہین۔ کہ مین نے رسول خدا صلعم کی دس برس خدمت کی آپنے کبھی اُف تک نہ کیا اور کبھی آپ نے نہ فرمایا کہ یہ کام ایسا کیون کیا اس طرح

کیون نہ کیا۔

جریر ابن عبد اللہ کہتے ہین کہ مین نے حضور کو جب دیکھا تبسم کرتے دیکھا اور کبھی نہین دیکھا کہ اپنے ہمنشینون کے سامنے آپنے پیر پھیلایا ہو اور جو کوئی آپ کے پاس آتا اوسکا اکرام فرماتے۔ اور اس کے واسطے اپنے کپڑے کو فراخ کر دیتے اور تکیہ جو اپنے پاس رکھا ہوتا وہ اسکو دیتے اور نہ کاٹتے تھے کسی کی بات یعنی ہر ایک کی بات حد سے زیادہ سنتے تھے اور اسکو کاٹتے نہین تھے جب تک وہ خود نہ اٹھ جائے یا چپ نہو۔ اور کبھی آنے والے کی خاطر سے نماز مین کمی فرماتے۔ اور اس کی حاجت دریافت فرماتے اور جب اوس کی حاجت سے فارغ ہوتے۔ تو پھر نماز پڑھتے۔ مساکین کی عیادت فرماتے۔ فقرا کے ساتھ بیٹھتے۔ غلامون کی دعوت قبول۔ جو کی روٹی اور چربی بودار کی بھی دعوت قبول فرماتے۔ مجلس کی آخر صف مین بیٹھ جاتے اور جب سوار ہوتے کسی کو پیچھے بٹھا لیتے۔

تاریخ طبری مین لکھا ہے کہ حضور ایک بار ایک سفر مین تھے یارون سے فرمایا کہ آج ایک بکرے کے کباب کرنا چاہتے ہین۔ ایک شخص نے عرض کیا بہتر ایک نے ان مین سے کہا کہ مین ذبح کر دونگا۔ دوسرا بولا کہ مین کھال اوتارونگا۔ تیسرے نے کہا کہ گوشت کاٹنا میرے ذمہ۔ چوتھے نے پکانا اپنے ذمہ لیا۔ غرض یونہی آپس مین تقسیم کر لئے۔ تاکہ جلدی تیار ہو جائے وہ لوگ اپنے اپنے کام مین مشغول ہوئے۔ آنحضرت صلعم اوٹھ گئے اور تھوڑی دیر بعد جنگل سے لکڑیان لیکر تشریف لائے اصحاب نے عرض کیا کہ اس کام کو ہم لوگ کر لیتے کیا ضرور تھا کہ آپ نے

بنفس نفیس محنت اوٹھائی - فرمایا کہ اللہ تعالے اپنے بندہ سے اس بات کو مکروہ رکھتا ہے کہ اپنے یارون مین ممتاز ہوکر بیٹھے - اور اُنکا شریک نہو -

بخاری مین لکھا ہے - کہ مدینہ کی چھوکریون مین سے کوئی چھوکری حضور کا ہاتھ پکڑکر جہان چاہتی تھی - لیجاتی تھی - آپ انکار نہ فرماتے تھے اور حضرت کے عہد مبارک مین ایک عورت تھی - کہ اُس کی عقل مین اختلال ہوگیا تھا - اسکو خیالات فاسد آتے تھے - اور اُن خیالات کا اظہار آدمیون کے سامنے کرنے سے حیا آتی تھی - بار بار حضور کے پاس آتی - اور تنہا بیٹھتی - اور وہ سب واہی کہتی - اور جب کسی کو دور سے آتا ہوا دیکھتی - تو متوہم ہوکر کہتی کہ اس جگہ سے اوٹھکر کھڑے ہو - دوسری جگہ خلوت مین چلو - حضور یہ سب تکلیفات اُس کی قبول فرماتے تھے

آپکی خوش خلقی بیانتک بڑی ہوئی تھی - کہ چھوٹے چھوٹے بچون کے ساتھ آپ کا اخلاق بہت وسیع تھا - حضرت انس ابن مالک کا ایک بھائی لڑکا تھا کہ اس نے ایک لال پال رکھا تھا اتفاقاً وہ لال مرگیا - تو حضور اس لال کی تعزیت کے واسطے اُس لڑکے کے پاس گئے اور فرمایا - یا ابا عمیر فعل النغیر تاکہ اُس بات کے سننے سے وہ خوشدل ہو اور غم نہ کرے - حضرت اپنے گھر والون کی خدمت کرتے تھے اپنے کپڑے اور جوتون مین پیوند آپ لگاتے تھے - بکریون کو دوہتے تھے چارہ انکو ڈالتے تھے خادم کے ساتھ کھاتے تھے - اوسکے کامون مین اُسکو مدد دیتے تھے - حالانکہ خادم اور غلام بہت تھے - کبھی بنفس نفیس کام کرتے تھے - کبھی دوسرے کو حکم دیتے تھے - بازار سے اپنی چیز آپ اوٹھا لاتے تھے - سخاوت حضور کی اسدرجہ بڑھی ہوئی تھی - کہ جو کوئی جو چیز مانگتا تھا دیدیتے تھے - اور کبھی کسی کے جواب مین

لفظ لا نہین کہا۔ چنانچہ فرزدق شاعر نے آپ کی نعت مین یہ شعر لکہا ہے ؎

ما قال لا قط الا فی تشہدہ لولا التشہد کانت لاءہ نعم

کسی شاعر نے اس کا ترجمہ فارسی مین کسی ظالم کی مدح مین کہا ہے جو اسکا مستحق نہ تہا

نہ رفت لا بزبان مبارکش ہرگز مگر بہ اشہد ان لا الہ الا اللہ

اور اگر فرضاً کوئی چیز موجود نہ ہوتی۔ تو آپ سکوت فرماتے اور سائل کی دلجوئی کرتے اور معذرت فرماتے مگر صریح نہ کہتے کہ نہین دیتے۔ غرض کہ سائل کے سوال کو رد نہ فرماتے۔ اگر کچھ پاس نہ ہوتا۔ تو فرماتے کہ ہم پر قرض کر لو۔ جب میرے پاس آئیگا۔ مین ادا کر دونگا۔ ایک بار ایک سائل آیا آپ نے فرمایا۔ میرے پاس تو کچھ نہین تم جاؤ اور قرض لے لو۔ حضرت عمرؓ نے کہا یا رسول اللہ خدا تعالے اس چیز کی تکلیف نہین فرماتا۔ جو آپ کی قدرت مین نہین۔ یہ بات حضور کو ناگوار ہوئی۔ ایک شخص انصار مین سے تھے اونہون نے عرض کیا۔ یا رسول اللہ آپ دیجئے۔ اور خداوند عرش سے اندیشہ نہ کیجئے۔ آپ نے تبسم فرمایا۔ اور چہرہ مبارک پر تازگی اور خوشحالی پائی گئی۔ آپ نے فرمایا کہ مین ایسا ہی حکم کیا گیا ہون۔

ترمذی سے روایت ہے کہ نو ہزار درہم حضور کے پاس آئے اور ایک تخت پر رکہے گئے۔ آپ نے سب تقسیم کر دئے۔ اور کسی سائل سے انکار نہ کیا روز حنین ہر ایک عرب کو سو سو شتر اور ہزار ہزار گوسفند دئے غرض جو کچھ ہاتھ آتا آپ دیدیتے۔ اور فقر و مفلسی کا اندیشہ نفرماتے۔ جب کسی محتاج کو دیکھتے باوصف اپنی حاجت کے اسکو عنایت کرتے کبہی کوئی چیز ہبہ کرتے۔ اور اگر کسی پر حق اور قرض آپ کا ہوتا۔ تو اسکو بری فرماتے۔ اور کبہی صدقہ دیتے کبہی ہدیہ کرتے کبہی کسی سے

خرید فرماتے اور قیمت ادا کرکے پھر اُس اسباب کو اُسی بیچنے والے کو بخشدیتے۔ اور
کبھی قرض لیتے۔ اور قرض سے زیادہ ادا کرتے۔ اور کبھی اسباب خرید فرماتے تو قیمت
زیادہ دیتے کبھی ہدیہ قبول فرماتے۔ اُس سے دو چند [illegible] اپنی زندگانی فقیرانہ
کرتے ایک ایک دو دو مہینہ گذر جاتے۔ آپ کے گھر مین آگ [illegible] ہوتی اور [illegible]
شکم مبارک پر بوجہ گرسنگی پتھر باندھے۔

انتخاب خطبات احمدیہ

بشارات توریت بنسبت آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم

بشارت اول

میں نے تیری دعا اسمٰعیل کے حق میں قبول کی۔ ہاں میں نے اسکو برکت دی اور اسکو بارآور کیا۔ اور اسے بہت کچھ فضیلت دی۔ اس سے بارہ امام پیدا ہونگے۔ اور اسکو بڑی قوم کرونگا (توریت کتاب اول باب ۱۷۔ ۲۰) کہا اللہ نے ابراہیم سے تیری نظروں میں برا نہ معلوم ہو اس لڑکے اور اپنی لونڈی کی وجہ سے جو کچھ تجھسے سارہ کہے۔ اسکی بات مان لے کیونکہ اسحاق سے تیری نسل کہلائیگی۔ اور اس لونڈی کے لڑکے کو بھی ایک قوم کرونگا کیونکہ وہ تیری نسل ہے (توریت کتاب اول باب ۲۱۔ ۱۲۔ ۱۳) ان آیتوں میں محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی صریح بشارت ہے کیونکہ خدا تعالٰی نے حضرت اسمٰعیل کو برکت دینے کا جو وعدہ کیا تھا وہ اسطرح پر پورا ہوا کہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کو جو اسمٰعیل کی اولاد سے تھے۔ تمام دنیا کے لئے دنیا کی ختم ہونے تک نبی مقبول مقرر کیا۔ جو لوگ ہمارے مخالف ہیں وہ یہ کہتے ہیں کہ خدا نے اسمٰعیل سے یہ وعدہ کیا تھا۔ کہ اسکی اولاد میں بارہ سردار پیدا ہونگے چنانچہ حضرت اسمٰعیل کے بارہ بیٹے جو بمنزلہ بارہ بادشاہوں یا بارہ سرداروں کے تھے پیدا ہوئے۔ اور جس برکت دینے کا اسمٰعیل سے وعدہ ہوا تھا وہ دنیاوی برکت تھی نہ روحانی۔ مگر یہ تاویل کسی طرح صحیح نہیں ہوتی۔ ہر ایک منصف مزاج ان آیتوں کو پڑھکر معلوم کریگا۔ کہ ان آیتوں میں جدا جدا تین لفظ استعمال

ہوئی ہین ـ اول یہ کہ مین نے اُسکو برکت دی ـ دوم یہ کہ اُسے بار آور کیا ـ اور اُسے بہت کچھ فضیلت دی ـ سوم یہ کہ اُسکو بڑی قوم کرونگا ـ پس اب ہم پوچھتے ہین کہ کیا یہ کہنا صحیح ہے ـ کہ ان تینون جدا جدا لفظون کے ایک ہی معنی ہین ـ یعنی اولاد کا زیادہ ہونا ـ

بشارت دوم

خداوند تعالےٰ نے حضرت موسیٰ کو بہت سے احکام بتلائے اسمین یہ بھی فرمایا قائم کریگا تیرا معبود موجود تیرے لئے نبی تجہہ مین تیرے بہائیون مین سے مجہہ سا اُس کو مانیو ـ ان کے بہائیون مین سے نبی تیرا سا قائم کرونگا ـ اور اپنا کلام اُسکے منہ مین دونگا ـ اور جو کچہ مین اس سے کہونگا وہ اُنسے کہدیگا (توریت کتاب پنجم باب ۱۸ ـ ۱۵ ـ ۱۸)

ان آیتون مین محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مبعوث ہونے کی ایسی صاف اور ایسی مستحکم بشارت ہے ـ جس سے کوئی بہی انکار نہین کرسکتا خدا نے حضرت موسیٰ سے کہا کہ بنی اسرائیل کے بہائیون مین سے ایک نبی مثل موسیٰ کے مبعوث کریگا ـ اور کچہہ شبہ نہین ہوسکتا ـ کہ بنی اسرائیل کے بہائی بنی اسمٰعیل ہین اور بنی اسمٰعیل مین بجز محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اور کوئی نبی نہین ہوا اور اُس سے صاف ثابت ہوگیا کہ یہ بشارت ہمارے ہی جناب پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تہی ـ

بشارت سوم

حضرت موسیٰ پیغمبر اور حضرت حبقوق نبی نے نبی عربی حجازی محمدؐ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مبعوث ہونے کی اسطرح بشارت دی ہے اور کہا خدا سینا سے نکلا اور سعیر سے چمکا اور فاران کی پہاڑ سے ظاہر ہوا۔ اسکی داہنے ہاتھ مین شریعت روشن ساتھ لشکر ملائکہ کے آیا۔

(توریت کتاب پنجم باب ۳۳ - ۲)

آئیگا اللہ جنوب سے اور قدوس فاران کے پہاڑ سے۔ آسمانون کو جلال سے چھپا دیا۔ اسکی ستایش سے زمین بھر گئی (کتاب حبقوق باب ۳ - ۳)

ان آیتون مین جو کوہ فاران سے خدا کا ظاہر ہونا اور شریعت کا اسکی ہاتھ مین ہونا بیان ہوا ہے۔ علانیہ محمدؐ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مبعوث ہونے اور قرآن مجید کے نازل ہونے کی کہ وہی شریعت ہی بشارت ہے۔

یہ بات عرب کے قدیم جغرافیہ سے اور بڑے بڑے عالمون کی تحقیق اور تسلیم سے اور توریت کے محاورات سے بخوبی ثابت ہوگئی ہے کہ مکہ معظمہ کے پہاڑون کا نام فاران ہے۔ چنانچہ امر مذکور کے ثبوت کی کافی دلیلین بیان کرتے ہین۔ اکتوبر ۱۸۶۹ء کے کوارٹرلی ریویو مین اسلام پر ایک آرٹکل چھپا ہے جو ایک بہت بڑے عالم یہودی زبان جاننے والا کا لکھا ہوا ہے اسکے صفحہ ۲۹۹ مین لکھا ہے کہ سٹیفر نے ان خاص آیتون کی جنمین سینا اور سعیر اور فاران کی بشارت مذکور ہے۔ اس طرح پر تشریح کی ہے کہ خدا سینا سے نکلا۔ یعنی عبرانی زبان مین شرح دی گئی (جس سے مراد توریت ہے)

اور سعیر سے چمکا - یعنی یونانی زبان مین بھی شریعت دی گئی (جس سے مراد انجیل ہے) اور مسلمان کل عیسائیون کو رومی کہتے تھے -

اور فاران کے پہاڑ سے ظاہر ہوا - اور اُسکے ہاتہ مین شریعت روشن یعنی عربی زبان مین شریعت دی گئی جس سے مراد قرآن مجید ہے - پس اس عالم کے قول سے ثابت ہے کہ فاران وہی جگہ ہے جہان سے مذہب اسلام ظاہر ہوا یعنی حجاز یا مکہ معظمہ -

بشارت چہارم

حضرت سلیمان اپنے محبوب سے ملنا چاہتے ہین - اور جب نہین ملسکتے تو خدا کی مناجات اور اپنے محبوب کی تعریف اسطرح پر کرتے ہین میرا دوست نورانی گندم گون ہزارون مین سردار ہے اوسکا سر ہیرہ کا سا چمکدار ہے - اُسکی زلفین مسلسل مثل کوے کے کالی ہین - اُسکی آنکھین ایسی ہین - جیسے پانی کے کنڈل پر کبوتر دودہ مین دُہلے ہوے نگینہ کی مانند جڑے ہین خانہ مین - اُسکے رخسارے ایسے ہین - جیسے ٹٹی پر خوشبودار بیل چھائی ہوئی اور چھلکے پر خوشبو رگڑی ہوئی اسکے ہونٹ پھول کی پنکھڑیان جن سے خوشبو ٹپکتی ہے - اسکے ہاتہ ہین سونے کے ڈہلے ہوئے جواہر سے جڑے ہوئے اسکا پیٹ جیسے ہاتھی دانت کی تختی جواہر سے لپی ہوئی اسکی پنڈلیان ہین - جیسے سنگ مرمر کے ستون سونے کی بیٹھکے پر جڑے ہوئے اوسکا چہرہ مانند مہتاب کے جوان مانند صنوبر کے اُسکا گلا نہایت شیرین اور وہ بالکل محمد یعنی تعریف کیا گیا ہے - یہ ہی میرا دوست اور میرا محبوب اے بیٹیو

یروشلیم کے (کتاب تسبیحات سلیمان باب ۵ - آیت ۱۰ الغایت ۱۷)

اگرچہ اس مقام پر حضرت سلیمان نے خدا کی تسبیح مین گیت گایا ہے اور اسکی مناجات کی ہے ۔ مگر ضرور وہ ایک کسی بڑے شخص قابل تعظیم و ادب کے متوقع ہین - اور اسکی بشارت دیتے ہین - اور اسی کو اپنا محبوب بتاتے ہین اور اپنے اس محبوب کی شاعرانہ تعریف کرتے ہین اور پھر صاف بتاتے ہین - کہ وہ میرا محبوب محمدؐ ہے - صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم -

محمدؐ کے معنے تعریف کئے گئے ہین -

پس حضرت سلیمان نے اپنی مناجات مین اپنے محبوب کی تعریف کرتے کرتے اسکا نام ہی لے دیا - کہ اگر اسکے معنی لو تو وہ بھی ایک لفظ تعریف ہے ورنہ صاف صاف نام تو ہے یہ مقام ایسا ہے جسمین صاف نام محمدؐ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کا بتا دیا گیا ہے - مگر ہماری خطبہ کے پڑھنے والون کے دل مین شبہ جائیگا - کہ اگر نام بتانا تھا - تو محمدؐ کہا ہوتا (محمدیم) کیون کہا - مگر یہ بات یاد رکھنی چاہئے - کہ عبرانی زبان مین ے اور میم علامت جمع کی ہین اور جب کوئی بڑی قدر کا شخص اور عظیم الشان ہوتا ہے - تو اسکے اسم کو بھی جمع بنالیتی ہین - جیسا کہ خدا کا نام الوہ ہے اسکی جمع الوہیم بنالی ہے - اسی طرح بعل جو ایک بت کا نام تھا - جسکو نہایت عظیم الشان سمجھتے تھے اس کی جمع بعلیم بنالی تھی اور یہی قاعدہ اسم استروث مین لگایا گیا ہے جو دوسرے بت کا نام ہے - پس اسی طرح اس مقام پر بھی حضرت سلیمان نے بسبب ذی قدر اور عظیم الشان ہونے اپنے محبوب کے اسکے نام کو بھی صیغہ جمع کی صورت مین بیان کیا ہے

اور سچ ہے۔ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے زیادہ کون شخص محمدیم کہلانیکا
مستحق ہے۔
پس یہ ایسی بشارت ہے۔ جس مین صاف صاف نام محمد صلی اللہ علیہ وآلہ
وسلم کا بتلایا گیا ہے

بشارت پنجم

حجی نبی ہمارے پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مبعوث ہونے کی اسطرح
بشارت دیتے ہین۔
سب قومون کو ہلادونگا۔ اور حمد سب قومون کو آوے گا اور اس گھر کو
بزرگی سے بھرونگا۔ کہا خداوند خلائق نے (کتاب حجی نبی باب ۲ ۔ آیت ۷)
اس آیت مین لفظ حمدث جو آیا ہے۔ اُس سے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
کی نسبت بشارت نکلتی ہے۔ ریورنڈ مسٹر پارک ہرسٹ حمد کے مادہ کی نسبت
کہتے ہین۔ کہ ہر قسم کی پاک چیزون کے لئے بولا جاتا ہے اسی مادہ سے محمد اور
احمد اور حامد اور محمود ہمارے پیغمبر خدا صلعم کے نام مبارک نکلے ہین اور اس آیت
مین لفظ حمدث کے کہنے سے صاف اشارہ ہے کہ جس شخص کے مبعوث ہونیکی
اس مین بشارت ہے۔ وہ ایسا شخص ہے۔ کہ اُسکا نام حمد کے مادہ سے مشتق
ہے اور وہ کوئی نہین۔ سوائے محمد مصطفےٰ احمد مجتبیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے
عیسائی مذہب کے پادری خیال کرتے ہین کہ یہ بشارت حضرت عیسیٰ کے
مبعوث ہونے کی ہے۔ مگر یہ خیال دو وجہ سے صحیح نہین۔ اول۔ اسلئے کہ

حضرت متی نے جسقدر بشارتین عہد عتیق مین حضرت عیسیٰ کی کی ہین - ان سب کو بالتفصیل اپنی انجیل مین لکھا ہے - کیونکہ وہ انجیل عبرانی زبان مین یہودیون کی ہدایت کے لئے لکھی گئی تھی - اور اسی سبب سے تمام بشارتین جو توریت و زبور و صحف انبیا مین حضرت عیسیٰ کی نسبت تہین - ان سب کو حضرت متی نے لکھا تھا مگر اس بشارت کا ذکر حضرت متی نے نہین کیا - اگر یہ بشارت حضرت عیسیٰ سے متعلق ہوتی - تو ضرور حضرت متی اسکا ذکر کرتے -

دوسرے یہ کہ حمد کے مادہ سے حضرت عیسیٰ کے نام پر کسی طرح اشارہ نہین ہوسکتا - بلکہ یہ اشارہ خاص اُسی شخص کے نام کا ہے - جس کا نام اسی مادہ سے مشتق ہوا ہے - اور اس لئے یہ بشارت حضرت عیسےٰ کی نہین ہے - بلکہ اُسکی بشارت ہے - جس کی نسبت حضرت عیسےٰ نے بشارت دی تھی -

گاڈفری ہیگلنس نے بھی اپنی کتاب مین استدلال قول ریورنڈ پارکہرسٹ کی لکھا ہے - کہ یہ بشارت حضرت عیسےٰ کی نہین ہوسکتی - بلکہ اُس شخص کی ہے جس کے آنے کی بشارت خود حضرت عیسےٰ نے دی تھی

بشارت پنجم

حضرت اشعیا نبی وحی کی رو سے اُن لوگون کا ذکر جو خدا کی سچی پرستش از سر نو قائم کرین گے - اسطرح پر کرتے ہین -

اور ایک جوڑی سوارون کی دیکھی - ایک سوار گدہے کا اور ایک سوار اونٹ کا اور متوجہ ہوا (کتاب اشعیاہ نبی باب ۲۱ - آیت ۷)

اس آیت مین حضرت اشعیاہ نبی نے دو شخصون کی طرف اشارہ کیا ہے۔ جو خدا کی سچی پرستش از سر نو قائم کرین گے۔ اُن مین سے ایک کو گدہے کی سواری کے نشان سے بتلایا ہے۔ اور اس مین کچھ شبہ نہین ہے۔ کہ اس سے حضرت عیسےٰ کی طرف اشارہ ہے۔ کیونکہ جناب ممدوح گدہے پر سوار ہوکر یروشلم (بیت المقدس) مین داخل ہوئے تھے۔ اور بلاشبہ حضرت عیسےٰ نے خدا کی سچی پرستش قائم کی۔ اور یہودیون نے جو مکاری اور دغابازی سے شریعت کے صرف ظاہری احکام کی ریاکاری سے پابندی اختیار کی تھی اور دلی نیکی اور روحانی پاکیزگی کو بالکل چھوڑ دیا تھا۔ اسکو بتلایا اور سچی پرستش خدا کی قائم کی دوسرے شخص کو اونٹ کی سواری کے نشان سے بتایا۔ اور اسمین کچھ شبہ نہین۔ کہ اس سے حضرت محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کیطرف اشارہ ہے۔ جو عرب کی خاص سواری ہے۔ بچے سے بوڑہے تک اور عالم سے جاہل تک جس سے چاہو پوچھو۔ اونٹ کا نام لیتے ہی عرب کا اشارہ سمجھ جائیگا اور جب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم مکہ مین داخل ہوئے تو اونٹ پر سوار تھے اور بلاشبہ محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خدائے واحد کی پرستش قائم کی۔

حضرت عیسےٰ کے بعد جو لوگون نے حضرت عیسیٰ کو خدا کا بیٹا مانا اور تین خدا قائم کرکے پھر تین سے ایک خدا بنایا تھا۔ اور خدائے واحد کی پرستش مین خلل آگیا تھا۔ اسکو مٹایا۔ اور پھر سے خدا کی سچی پرستش قائم کی۔

بشارت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی انجیل میں سے

بشارت اول

عید فسح سے تھوڑی مدت پہلے جب حضرت عیسےٰ کو معلوم ہوا کہ اب اُن کا وقت بہت قریب آگیا ہے۔ اور اب وہ گرفتار ہونے والے ہین تو انہون نے اپنی حواریون کو بہت سی نصیحتین کین۔ اُنہین نصیحتون مین یہ بھی فرمایا کہ یہ امور مین نے تم سے کہے۔ جبکہ تمہارے ساتھ ہون۔ لیکن پیریکلیطاس پاک روح جس کو باپ بھیجے گا۔ میرے نام سے ہر بات تم کو سکھا دیگا اور یاد دلاویگا تمکو وہ باتین جو مین نے تم سے کہی ہین۔

(انجیل یوحنا باب ۱۴۔ ۲۵ و ۲۶)

تاہم مین تم سے سچ کہتا ہون۔ یہ بھلا ہے تمہارے لئے کہ یہان سے مین چلا جاؤن۔ کیونکہ اگر مین نہ جاؤن۔ تو پیریکلیطاس تمہارے پاس نہ آوے گا (انجیل باب ۱۶۔ ۷)

بالفعل جو انجیل کے نسخے موجود ہین۔ ان مین لفظ پیریکلیطاس اسی املا سے لکھا ہوا ہے۔ جسطرح کہ ہم نے لکھا ہے۔

مگر ہم مسلمان یہ یقین نہین کرتے کہ حضرت عیسےٰ نے یہ یونانی لفظ بولا تھا کیونکہ اُن کی زبان عبرانی تھی۔ جس مین کالدی یعنی خالدیہ زبان کے لفظ بھی ملے ہوئے تھے۔

عبرانی و خالدی دونون زبانین ایک ہین۔

پس ہم مسلمانون کا یہ یقین ہے۔ کہ حضرت عیسٰے نے اس مقام پر فارقلیط کا لفظ فرمایا تھا۔ کہ بشپ مارش صاحب کی بھی راے ہے۔

بشارت دوم

جب بعد مصلوب ہونے اور قبر مین دفن کئے جانے کے حضرت عیسٰی زندہ ہوکر اٹھے اور حواریون سے ملے اور اُنکے سامنے مچھلی کا ٹکڑا اور شہد کھایا تو بیت عنیا مین جانے اور آسمان پر چلے جانے سے تھوڑی دیر پہلے اونھون نے اپنی حواریون سے یہ فرمایا۔ دیکھو مین بھیجتا ہون۔ وعدہ اپنے باپ کا تم پر لیکن تم ٹھیرو۔ شہر یروشلم مین جب تک کہ تم مین عطا ہو قوت اوپر سے۔ (انجیل لوقا باب ۲۴ - آیت ۴۹)

اب ہمکو اوس شخص کی تلاش کرنی مناسب ہے۔ جس کے آنے کی حضرت عیسٰی نے بشارت دی۔ جب ہم اس آیت کو دیکھتے ہین کہ حضرت عیسٰے نے حواریون سے فرمایا۔ کہ اس وعدہ کے آنے تک تم شہر یروشلم مین ٹھیرے رہو۔ تو سب کو تعجب ہوتا ہے کہ اس وعدہ کے آنے اور شہر یروشلم مین ٹھیرے رہنے سے کیا تعلق ہے۔ اگر بالفرض اُس وعدہ سے حواریون پر روح قدس کا نازل ہونا ہی مراد تھی۔ تو بھی یروشلم مین رہنے اور روح قدس کے آنے سے کوئی ضروری مناسبت نہین پائی جاتی کیونکہ اگر حواریون مین شہر کے باہر چلے جاتے۔ تو بھی اُنکے پاس روح قدس

اسی طرح آسکتے تھے۔ جیسے کہ شہر مین رہنے کی حالت مین آسکتے تھے۔
پس شہر یروشلم مین ٹھیرے رہنے سے یہ مطلب نہین ہے۔ جو اُسکی لفظی معنون سے نکلتا ہے۔ بلکہ یہ مطلب ہے۔ کہ جب تک وہ وعدہ پورا ہو تم شہر یروشلم سے وابستہ رہو۔ اور اُسی کی عزت و تعظیم جیسے کہ پیشتر سے کرتے آئے ہو کرتے رہو اُسی کی طرف اپنا سر جھکاؤ اپنا منہ اُسی کی طرف رکھو جب تک وہ وعدہ پورا ہو چنانچہ محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم مبعوث ہوئے اور وہ وعدہ پورا ہوا۔ اور یروشلم مین رہنے کا زمانہ منقطع ہو گیا۔ اور بیت اللہ مین رہنے کا زمانہ آیا۔ باپ کا وعدہ پورا ہوا۔
اور اوپر سے عطا ہو گئے۔ بیت المقدس کی طرف جو مدت دراز سے قبلہ تھا موقوف ہوا۔ اور مکہ مین ابراہیم کے بنائے ہوئے خانہ خدا اور کعبہ معظم کی طرف قبلہ اہل ایمان قرار پایا۔ پس یہ بشارت صاف ہمارے پیغمبر کے مبعوث ہونے اور بیت المقدس کے قبلہ رہنے کے زمانہ کے اختتام اور بیت اللہ الحرام کے قبلہ ہونے کی بشارت ہے۔

بشارت سوم

جبکہ یحیےٰ پیغمبر ہوئے تو یروشلم سے یہودیون نے کاہنون اور لیویون کو انکے پاس بھیجا۔ تاکہ اون سے پوچھین کہ وہ کون ہین چنانچہ وہ لوگ گئے اور اُن سے یہ گفتگو ہوئی۔ اُس نے یعنی حضرت یحیےٰ نے اقرار کیا اور انکار نہ کیا۔ اور اقرار کیا کہ مین کرستاس یعنی علیسے مسیح نہین ہون اور انھون نے

پوچھا۔ اُس سے پھر کون۔ کیا تو الیاس ہے۔ اور اس نے کہا مین نہین
ہون۔ تو وہ نبی ہے۔ اور اُس نے جواب دیا نہین۔
تب اونھون نے اُس سے کہا کہ کون تو ہے تاکہ ہم جواب دیسکین۔ اُن کو
جنھون نے کہ ہمکو بھیجا ہے۔ اپنے تئین تو کیا کہتا ہے۔ اس نے کہا مین ہون
آواز اُس کی جو کہ جنگل مین چلاتا ہے۔ سیدھا کرو راستہ خداوند کا جیساکہ
نبی اشعیاہ نے کہا۔ اور وہ جو بھیجے گئے تھے۔ فردوسی تھے۔ اور اونھون نے
اُس سے پوچھا۔ اور اس سے کہا کہ تو کیون اصطباغ کرتا ہے۔ جبکہ تو نہ
کرستاس ہے یعنی عیسےٰ مسیح ہے اور نہ الیاس اور نہ وہ نبی۔
(یوحنا باب ۱۔ آیت ۲۰ لغایت ۲۵)
اِن اوپر کی آیتون مین تین پیغمبرون کا ذکر ہے۔ ایک حضرت الیاس کا
اور دوسرے حضرت عیسیٰ کا تیسرے اُس پیغمبر کا جو علاوہ حضرت عیسیٰ کے
ہونے والا تھا۔ یہودی یقین کرتے تھے۔ پیغمبر الیاس جنکو مسلمان خضر کہتے
ہین۔ مرے نہین ہین۔ بلکہ صرف انسانون کی نظرون سے غائب ہوگئے
ہین۔ اور یہودیون کو حضرت عیسےٰ مسیح کی نسبت یہ یقین تھا اور اب بھی ہے
کہ وہ کسی نہ کسی دن آوین گے۔ لیکن اُن آیتون سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ
علاوہ حضرت مسیح کے ایک اور پیغمبر کے آنے کی اُمید رکھتے تھے اور وہ
پیغمبر ایسا مشہور تھا کہ بجائے نام کے صرف اشارہ ہے اُسکے بتانے کو
کافی تھا۔ جیساکہ ہم مسلمان بھی پیغمبر کے نام کی جگہ کی آنحضرت اشارہ مین
لکھتے بولتے ہین۔

اور یہ مشہور پیغمبر کون ہو سکتا ہے - بجز اُسکے جسکے سبب خدا تعالے
نے ابراھیم و اسمٰعیل کو برکت دی - اور جس کی نسبت خدا تعالے نے موسیٰ سے
کہا - کہ تیرے بھائیون مین تجھسا پیغمبر پیدا کرونگا - اور جس کی نسبت حضرت
سلیمان نے کہا - کہ میرا نام محبوب سرخ و سفید سب مین تعریف کیا گیا محمدؐ ہے
یہی میرا محبوب ہے - اور یہی میرا مطلوب ہے - اور جس کی نسبت یحییٰ نبی نے
فرمایا - کہ محمدؐ تمام قومون کا آوے گا - اور جس کی نسبت حضرت عیسےٰ نے فرمایا
کہ میرا جانا ضرور ہے - تاکہ فارقلیط آوے - اب مین نہایت مضبوطی سے
کہتا ہون - کہ یہ نامی اور مشہور پیغمبر محمد صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم ہین الا حضرت محمدؐ ہین

غیر قومون کی اخبار

انتخاب از کتاب سیل صاحب مصنف ترجمہ قرآن

صفحہ ۱۹۹ - ۲۰۰ - مطبوعہ ۱۹۰۶ء

پہلے مسلمان جو چین مین آئے - وہ عرب کے تاجر تھے - یہ کہتے ہین کہ تجارت کے تعلقات مابین عرب اور چین کے حضرت کے زمانہ سے پہلے سے تھے زبانی ایک اہل چین کی روایت ہے - کہ بادشاہ چین جسکا نام تائی سانگ تھا - اوس نے ۶۲۷ء مین خواب دیکھا - اور خواب مین ایک سپاہی نظر آیا - جو پگڑی باندہے ہوئے تھا - اور وہ سپاہی ایک دیو کے پیچھے تھا - اور یہ دونون کمرہ مین داخل ہوئے - نجومیون نے ستارون کی نظام پر غور کرکے یہ تعبیر خواب کی دی - کہ ایک مقدس شخص عرب مین پیدا ہونیوالا ہے - اور سپاہی جو تم نے خواب مین دیکھا ہے - وہ بلاد عرب سے آیا ہے اور جو تم نے دیکھا ہے - کہ سپاہی نے دیو کو قتل کیا - اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ وہ قوم بہت قوی ہے - اور شاہ عرب دولتمند اور طاقتور ہے اور نیز ایک ولی اللہ ہے - اور اسکے تولد کے وقت عجیب عجیب واقعات ظاہر ہوئے ہین اگر اسکے ساتہ دوستانہ تعلقات رکھے جائین گے تو سلطنت کو نفع ہوگا - بادشاہ نے بعد غور و تامل کے فیصلہ کیا - کہ ایک سفیر تحائف لیکر عرب کو بہیجا جاے - اسکے بعد سفارت عرب سے آئی - جسکا سرغنہ قاسم تھا

شہنشاہ چین نے اس سفارت مین سے ایک شخص کو شناخت کیا۔ کہ اسی مین نے خواب مین دیکھا تھا۔ شہنشاہ نے عرب کے حالات دریافت کرنے کے بعد یہ کہا۔ کہ تمہارے ملک مین کانفیوکس کے اقوال پہونچے ہین یا نہین۔ تو سفیرون نے جواب دیا۔ کہ ہم اون اقوال سے واقف ہین اور یہ بھی کہا۔ کہ ہمارے پاس جو کتاب مقدس آسمانی ہے۔ ہم اُسکو قرآن کہتے ہین۔ اور تمام دنیا کی کتابون سے بہتر ہے۔ اسمین بہت قسم کی ہدایتین چھوٹی و بڑی تحریر ہین۔

قاسم نے نماز کے ارکان ظاہر کیے۔ اور اسلام کے اصول بھی بتلائے بادشاہ قاسم کی مستعدی سے خوش ہوا۔ اور مسلمان سفیرون کی خاطر تواضع کی۔ اور انکو احترام کے ساتھ رکھا۔ اور انکو اجازت دی۔ کہ آپ لوگ نانکن اور کانٹن مین آباد ہون۔ اور وہان انہون نے ایک مسجد بنائی اور اسکا نام یادگار مقدس رکھا۔

اس گروہ نو آباد کے سرغنہ کا چینی نام ڈنگ قاضی تھا جس کے معنی صحابی رسول ہین۔

مصنف ویری پرسینٹ یہ کہتا ہے۔ کہ اس شخص کا عربی نام وہاب تھا اور حضرت کا چچا تھا۔ اور تاریخ اس سفارت کی ۶۲۸ء ہے۔ ہمکو رشتہ داری کا تذکرہ ٹھیک نہین معلوم ہوتا۔ کیونکہ بعض لوگ یہ کہتے ہین کہ اس نام کا حضرت کا کوئی چچا نہین تھا۔

یہ شخص جو کوئی تھا۔ یہ پہلا چینی مسلمان ہے۔

سنہ ۶۳۲ع مین وہ عرب کو واپس آیا۔ مگر اُس وقت حضرت کا انتقال ہو چکا تھا۔ یہ شخص اپنے گھر بہت دنون نہین رہا۔ اور پھر کانٹن کو واپس آیا اور اپنے ساتھ حضرت ابوبکر کا قرآن مرتب کیا ہوا لایا۔ یہ شخص کانٹن مین رہا اور وہین وفات پائی۔

مسلمان اس کے مزار کی بہت تعظیم کرتے ہین۔ کیونکہ یہ ایک ایسا شخص ہے جس نے چین مین اسلام پھیلایا۔

اخبار زردشت بآمدن پیغمبر آخر الزمان صلی اللہ علیہ وآلہ

چنانکه در همین کتاب منسوب بزردشت رسالۂ مفصلی در اخبار بآمدن او صلی اللہ علیه وآله هست که عنوانات آن رساله چترم بیاد است - که چترم بمعنی آشکار است وبیاد بمعنی بیداری وهوشیاری است - پس در آیۂ اول میگوید -

چترم بیاد اهمه نماند فتوم بیاد اهمه نماند توام فتوم بیاد اهمه نماند بیدا اے باد اندرین این مان دهان که همیشه پد سخ وادادانه فرستہ باد فه یزدان بادره دهان ما هماتی دوستان اندرش باد - یعنی که خود ایشان کرده اند این است آشکار باد - درین خانه دهان همیشه آسانی وآبادی برساد دراین خانه بماند فرشتگان دهان همانے دوستان - غرض مترجم که لغت این کتاب را بطور یکه باید وشاید ندانسته اند - ابتدائی ترجمه را ازین عبارت کرده اند که گفته پیدائی باد ومقصود این است که پیدا شوند - در این خانۂ دنیا خوبان که همیشه بواسطۂ ایشان آسانی وآبادی برسد باید فرشتگان مهمانی دوستان یعنی ارزاق ظاهره وباطنۂ ایشان ودر آیۂ دوم میگوید وه وشیو خشتیا

اینتو اهمه نماند خشتیا و یحیر نیتوهمه نماند شتیا افرینتوا همه نماند یکم خیم خاپه رام خشتیا باره میتو یچه انهاد نما باد ستو باچه زاره [illegible]

[illegible] نرد آشتام ستنم باچیم کرد زا [illegible]

دهاد وتما باد اهنا کیچه فرده لیستنام وخشتوری [illegible] اشتا [illegible]

دفره دمیران اندر این مان فه خشنودی آیند - [illegible]

آخر کنند اندرین مان فه خشنودی فراز بروند ازاین مان ادی دادار
آذر هزدو امشاسفندان مه فه چیچ گرزشن بروند ازاین مان ماهاکه مازد
یسنی ایم - معنی که خود ایشان کرده اند این است امشاسفندان ازین مان
پرش وستایش شایه کاروکرمه برند هیچ وفره وهران خشنودکردیده در این
خانه بیایند وخشنودگردیده دراین خانه دیپاسے ارشوالک یعنی دولت کراز
خویش کاری وفراخی جمع شده باشد بکنند وبدهند وخشنود کردیده ازین خانه
بگذرند وازین خانه ستایش ونیایش کاروکرفه که بپاکی وفروتنی کرده شده
بدادار اورهزدوامشاسفندان برند وآن فره وهران ازین خانه که ازان
مامازدیسنان است فریاد وزاری کنان وازرده شده نروند - عرض میشود
که ترجمه این عبارت رامثل عبارت سابق مطابق نکرده اند بجهته ندانستن
بعضے از لغات یا بجهته اختصار وبهر تقدیر مقصود معلوم است که بعد ازان که
هزده میدهد - درچهارموضع که خشنود باشد میگوید وخبر میدهد بآمدن مردمان بزرگ
که بخوشنودی میآیند ودر بزرگی ایشان همین بس که میگوید امشاسفندان وفره
وهران اندرین مان بخوشنودی آیند وروند وملایکهاے بزرگ را امشاسفندان
میگویند - که گویا آن مردمانے که باید بیایند ملایکهاے مقرب بزرگ هستند وعبارت
آخری که میگویند وآن فره وهران ازین خانه که ازان مامازدیسنانست فریاد
وزاری کنان وآزرده شده نروند دلیل است برآن که این آیندگان از مجوس
نیستند چراکه میگوید - ایشان ازاین خانه که خانه مامازدیسنانست - پس چون
ودرآن زمانها سلطنت باکیانیان بود وایشان بدین مجوس بودند مملکت

ایشان وخانۂ خانۂ ایشان کہ آنمردمان خوب کہ باید بیایند در مملکت ایشان خواہند
آمد و دلیل اینکہ از مجوس نیستند۔ اگر میخواست جزو ہر۔ از آمدن یکے از بزرگان
مجوس نمے گفت۔ از خانہ ما ماز دیستان چراکہ اگر بزرگ مجوس مے آمد مملکت
مملکت خود آنہا بود و معنی نداشت کہ بگوید از مملکت ما فریاد و زاری کنان نزوند
ومقصود از این کہ مردمان آئندہ فریاد و زاری کنان و آزردہ شدہ نزوند
این است کہ ایشان بر مجوس غالب خواہند شد۔ پس فریاد و زاری و آزردگی
از مجوس نخواہند داشت۔ یا آنکہ مجوس عداوت زیاد با ایشان نخواہند داشت
مثل سائر فرقہا کہ آن مردمان نیک را آزار کنند کہ ایشان از دست فریاد و
زاری کنان و آزردہ بروند۔ بارے ومقصود از مردمانے کہ باید بیایند عیسے
وتابعان عیسے نخواہند بود چراکہ بعد ازین خواہد گفت کہ این مردمان آئندہ
مانند زردشت ہستند۔ در پیغمبری و مانند گشتاسپ ہستند در پشوتنی وحضرت
عیسے کتاب مفصلے نداشت۔ در احکام شرع بلکہ بتوریتہ رجوع میکرد در احکام
شرع مگر نادری وخود او و اصحاب او جہادی نکردند۔ ومملکتی را تسخیر نکردند
اما پیغمبر آخر الزمان صلے اللہ علیہ وآلہ بود کہ بعد از زردشت آمد وکتاب مفصلے
آورد مانند کتاب مفصل زردشت وبجہاد برخواست ومملکتہا تسخیر کرد ومانند گشتاسپ
گشتاسپ را الصفت پشوتن توصیف میکنند چراکہ بسیار شجاع وقوی البدن
بود وشجاعت ہائے حضرت امیر علیہ السلام وقوت ہائے بدنی او بود کہ شہرۂ
آفاق بود۔ مانند گشتاسپ کہ در زمان خود مشہور بود بہ پشوتنی بارے وکسی گمان نکند
کہ عقیدہ مجوسان اینست کہ دین حق دین مہ آباد است وبس۔ پس چگونہ میشود

کہ جز۔ دہند۔ از مردمانے کہ آنہارا باوصاف حسنہ نامیدہ باشند وحال آنکہ
ایشان دینِ غیر از دین مہ آباد داشتہ باشند۔ چراکہ مراد بزرگان مجوس از
دین مہ آباد دینے است۔ کہ از جانب خدا باشد۔ نہ آنکہ بنیان جمیع جزئیات
دین حق باید از کتاب مہ آباد باشد واگر چنین بود بایستی تفاصیلے کہ در کتاب
زردشت است ودر کتاب مہ آباد نیست۔ باطل بدانند وحال آنکہ با اینکہ
تفاصیل کتاب زردشت در کتاب مہ آباد نیست۔ بسیارے از ایشان تصدیق
حقیہ زردشت وکتاب اورا دارند۔ حتےٰ آنکہ کشتن زند بارکہ در کتاب
مہ آباد وسائر کتب مہ آبادیان جائز نیست وگناہ آنرا از اغلب گناہا
بزرگ تر دانستہ اند زردشت از براے قربانی بہرام کشتن گوسفندان
سفید را جائز دانستہ بلکہ امر کردہ کہ در مہانے کہ باید بہرام امداد کند
گوسفندے سفید را قربانی کنند وگوشت آن را مردمانے کہ اہل از دین
ایشانند وپرہیزگارند بخورند نہ غیر ایشان وبا این حال بسیارے تصدیق
اورا دارند واین مطلب را خود ایشان ہم تصریح کردہ اند۔ چنانکہ در سیمنا
سیم در آیہ دوم از کتاب ساسان اول است کہ گفتہ آئین مہ آباد استوار
کن وخود ایشان در شرح این فقرہ میگویند اینکہ یزدان ہمہ جامی پرمایہ
آئین بزرگ آباد را استوار کنید نہ آنست کہ این آئین برنہادہ آباد است
پیش ما درست آن است کہ آئین یزدان پسند گوئیم۔ چہ بائینے کہ یزدان
پسند یزدان پسند است وآن آئین یزدان پسند را ایزد بزرگ آباد
روان شاد دادہ وبرہمان آئین وخشوران ہمہ آمدند وچم آباد یزدان

پسند است۔ پس یزدانی را چون پرسند۔ چه کیش داری گوید یزدان پسند کیش و من یزدانیم۔ بارے پس بتصریح خود ایشان معلوم شد که پیشوو پیغمبر بیاید۔ و امرے را از جانب خداوند عالم جلشانه بیاورد که آن امر بر خلاف دہ مہ آباد نباشد۔ پس ازین جہت خبر میدہند از آمدن مردمانے نیک از جانب خداوند عالم جل شانه که امورے چند را اظاہر کنند که آن امور بر خلاف دہ مہ آباد نیست و بااین حال یزدانیت بارے بعد از آیه دویم آیه سیم و چہارم و پنجم را در مژده کسانے که خبر آیندگان نیکان را بایشان داده و ثنا و مانی و دعاے در حق ایشان ذکر میکند و در آیه ششم باز عود میکند مطلب اول و میگوید که ہر چه زود تر شہد بیدتا برسادا نه مردان داداراستار کیہان و بیدا ستارا شایه در زید ار مرد اشید رزره تشتان و پشوتن و شتاسبان ودہرام ہماوند زوداوی بیدایه دین ده آیند و رسند وار دین ده او اانه ا و رمزد دین بدوبد یعنی که انچه زودتر شایسته برسادتا ازان مردان مردانے که راستی از ستار کیہان پیر استار و اشایه در زنده اند چون اشید رزردشت و پشوتن گشتاسب و بہرام ہماوند یعنی ہمت مند بآشکار کردن دین ده زود بیایند و برسند و راستی دین ده بآن دین اورمزدی پاینده بمانا و عرض میشوند۔ که عبارت صریح است در اینکه بآن مردمانے که مژده داده که بعد ازین مے آیند مانند زردشت و گشتاسب و بہرام اند پس مانند زردشتند در آوردن کتاب مفصل چراکه زردشت کتاب مفصلے داشت۔ اگرچه الحال درمیان نیست و آن را اسوزرانیدند و مانند گشتاسپ و بہرامند در جنگ کردن و کشور بدست آوردن و شجاع بودن

و قوت بدنی داشتن ـ و صاحب سخاوت بودن و بخشش کردن و دین زردشت
آزاد گرفتن و رواج دادن و مشهور کردن و بسی معلوم است که بعد از زردشت
کسانے که از مجوسان بودند و پیغمبر ایشان بودند ـ ساسان اول و ساسان
پنجم بودند ـ که هیچ یک صاحب کتاب مفصلے مانند زردشت نبودند و پیغمبرے
که غیر از ایشان بعد از زردشت آمد ـ پیغمبران بنی اسرائیل بودند مانند یحیے
و عیسے و هیچ یک صاحب کتاب مفصلے نبودند و کتاب مفصل ایشان توریة بود
که بآن عمل میکردند و آن را حضرت موسے پیش از زردشت آورده بود ـ و
هیچ یک جهادی نکردند ـ و کشورے بدست نیاوردند ـ پس بسے واضح است
که زردشت مژده آمدن پیغمبر آخر الزمان صلی الله علیه و آله را داده که بعد
از او مے آید که مانند زردشت صاحب کتاب مفصل است و بنائے او بر جنگ
و جهاد کردن و کشور بدست آوردن و حضرت امیر المومنین علیه السلام بود
که مانند گشتاسپ که دین از زردشت گرفت دین را از رسول خدا صلی الله
علیه و آله گرفت و دین او را در حیات و ممات او رواج داده و جهادها در حیات
و ممات او کرد و شجاعتهائے و قوت های بدنی و پشتیبانی از و ظاهر شد و همت ها و سخاوتها از و بروز
کرد و فتح ها از و ظاهر شد بارے در آیه هفتم میگوید ـ هو دینه هو فرمانه اندر ایران کیهان روان
کنا و جد دینه جد فرمانه اندر ایران کیهان بها و سهنا یعنی نیک دینی و نیک فرمانی در کشور ایران
رواج کناد و جز دین نیک و جز فرمان نیک در راستی از کشور ایران نابود
گرداناد ـ عرض میشود ـ که اگرچه جمیع ادیانے که از جانب خداوند عالم
جلشانه در این عالم ظاهر شده همه نیک است و هر کتابے و هر فرمانے که از

جانب او جلشانه آن همه خوب و راست است ولاکن مخفی نیست که چون خداوند عالم جلشانه حجتی و پیغمبرے فرستاد و فرمانے وکتابے براو نازل کرد و تغیرے و تفصیلے از جانب او جلشانه ظاهر شد مردم نمیتوانند تخلف از ان حجت و پیغمبر و فرمان او کنند و نمیتوانند۔ اکتفا کنند۔ بانچه سابق در دست دارند واگر اکتفا کنند۔ بانچه در سابق داشته اند بهبانه آنکه انچه در سابق بود از جانب خدا بود۔ دین ایشان دین نیک و فرمان سابق ایشان بعد از فرمان لاحق در حق لاحقین نیک نخواهند بود۔ پس بر مردمان صاحب شعور مخفی نخواهد ماند که زرتشت این مطلب را در این عبارت پرورده و بعد از عبارت اول گفته که دین نیک و فرمان نیک که بعد از این خواهد آمد همان دین و فرمان از برای اہل آن زمان نیک است واز این جهته دعا کرده که آن دین نیک و فرمان نیک در ایران کیهان رواج کناد و جز آن دین و فرمان راستی و نیک از کشور ایران و کیهان نابود گرداناد و چون این دعا را کرد باز رفت بر سر اصل مطلب و در آیه هشتم گفت۔ که دین بهواران شان از دین نیک رساد تا آنه

مدن مردان داد ار استاد کیهان و پراستار اشایه ور زیدار هرداشید

زره تشتان پشوتن وشتاسبان و هرام هماوند دین فرخ پاده شاه زمانه او اور هماوهان و هه نیان بسته کشتیان هفت کشور زمین هوچشم هونکر یار کنا یعنی واو شان که دین پذیرندگان اند۔ از دین نیکی باو شان رساد تا برسیدن آن مردانے که داد آراینده و جهان پیراینده و آشو بے و پاکی ورزنده اند چون اشید رنده تشت و پشوتن گستاسپ و بهرام هماوند یعنی همت ازنده

که باین دین فرخ و پادشاد زمانه که همه دہان و بہ دینان وابستہ کشتیان هفت کشور
زمین را نیک نظر و نیک بینندہ میکناد - عرض میشود که این عبارت صریحیست
که آن نیکان و نیک دینان و کمر بستگان و داد آرایندگان و جهان پیرایندگان
پادشاہ زمان و ہدایت کنندگان ہفت کشور زمین که تمام روئے زمین باشند
و رہنمائے جمیع روئے زمینند - که جمیع آنہا را نیک نظر و نیک بین مے کنند از این
جهته دعا مے کنند - کسانے را که پذیرگان و ایمان آوران بان بہدینان اند
که از آن دین نیکی بایشان برسد که جزائے پذیرفتن و ثواب آن باشد تا وقتیکه
آن نیکان بیایند و آن دین نیک را بیاورند و پذیرندگان آن دین را
بپذیرند و ایمان آورند - و بعد از این توضیح مے کند و در توصیف آن آیندگان
بجهته تاکید در آیۀ نہم و میگوید دہان اور دست اوی دستار و پردزانند
و تران اور دست اوی زدار را وسیدارنبد تا و ہان اوی کامدرسند
یعنی نیکان بدست دارنده و پرورش کننده باشند و بدکاران بدست
زدار و نابود باشند تا نیکان بمراد و کام رسند - عرض میشود که ممکن است
که مراد از نیکان و بدکاران مطلق مردمان خوب و مردمان بد باشد پس دعا
کرده برائے خوبان و نفرین کرده بر بدان و احتمال قوی میرود که مقصودش
از نیکان ہمان مردمانے باشد که پیش مژده داده که مے آیند و مانند زردشت
و گشتاسپ و بہرامند و مقصودش از بدکاران دشمنان ایشان باشد بلکه
در نزد مردمان صاحب شعور نکته دان واضح است - که مقصودش از نیکان ہمان
اشخاص موعودی است که در عبارت سابق مژده داد پس دعا میکند بعد از ان

بلا فاصله که آن نیکان دست آور باشند یعنی قدرت داشته باشند که
دشمنان خود را بدست آورند و داشتار باشند یعنی دارا باشند که بتوانند
عطا ها کنند و پرورتار باشند یعنی بتوانند مردم را پرورش دهند و تربیت
کنند و بدکاران و دشمنان ایشان دست شان از کار مانده و مغلوب و
مقهور باشند تا نیکان بمراد خود برسند و باز در آیهٔ دهم دعا میکند با آن
اشخاص موعود میگوید - هرچه وهمان وهان آفرین پیدایه ایزدیگ را ده ده را
صد صد را هزار هزار تا بیوران بیور زود رساد و دیرپتا با هماان باد -
یعنی انچه آفرین نیکان و وهان پیدا است با یزدیک تا ده ده تا صد صد
تا هزار هزار تا بیوران بیور زود برساد و پایدار و رسیده باد عرض
میشود - که مقصود این است که انچه آفرین خداوند در باره آن نیکان پیدا است
و مراد از آفرین خدا در بارهٔ ایشان رضامندی اوست از ایشان پس دعا
مے کند در حق ایشان که یک را ده و ده را صد و صد را هزار و هزار را
ده هزار هزاران کرده بایشان زود برساد و بیوده هزار است و دیرپا
پاینده و جاوید همان باشند - یعنی در فیوض الهی منعم باشند بعده ختم میکند
دعا را در آیه یازدهم باینکه میگوید انه یزدان اوی یزدان رساد
انه وهان اوی وهان رساد - هرچیشے یعنی هرچیز که آن یزدان است
بیزدان رساد و هرچیز که آن نیکان است به نیکان رساد و مقصود این است
که انچه شایسته خداوند عالم جلشانه و ثنائے اوست بازگشت آن باد و باد
وانچه شایسته و جزائے آن نیکان موعود است - بایشان برساد بعده میگوید

ایدون باد ایدون تر ج بادقہ اورمزد اشاسفندان کامہ باد - یعنی اینچنین باد اینچنین ترباد - بیاری خداوند و ملائکہ مقربان کام و مراد ایشان بر آوردہ باد و این عبارت آخر آن رسالہ ایست کہ تمام آن مژدہ آمدن آن مردمان نیک است - کہ بعد از زردشت باید بیایند کہ مانند زردشت صاحب کتاب و فرمانے مفصل باشند و مانند گستاسپ پشوتن و قوی البدن و شجاع و کشورکشاد مانند بہرام باہمت و سخاوت باشند -

انتخاب از دور نخفیہ صفحہ ۲۷۹ لغایت ۲۸۶

اول رہنما سری کشن کی سوانح عمری مکمل نہین ملی۔ کیونکہ ان کو تین چار ہزار برس کا زمانہ گذرا۔ اُس زمانہ کے حالات قصون اور افسانون مین منتشر ستھے۔ اور کتابت کا بھی وجود اُس وقت پایا نہین جاتا۔ تاہم جو کچھ اُس سوانح عمری سے معلوم ہوتا ہے۔ وہ یہ ہے کہ سن تمیز سے تا وفات وہ جنگ وجدل مین آلودہ رہے۔ مگر اس جنگ وجدل کا عقدہ کچھ نہین کھلتا۔ ان لڑائیون سے مطلق فائدہ ذاتی سری کشن نے نہین اُٹھایا۔ جب کنس بادشاہ متھرا کو مارا۔ اُسوقت سلطنت اُن کے ہاتھ مین تھی۔ مگر کنس کے چچا کو تخت پر بٹھایا۔ پھر کورو۔ پانڈون کی باہمی لڑائی مین کورون کو اپنی فوج دی اور پانڈون کے خود شریک ہوکر انکو داؤن گھات بتائی۔ اور فتحیاب کرایا تیسرے واقعہ کے ساتھ اُن کا خاتمہ ہے۔ اپنے تمام خاندان کو جمع کرکے جلسہ کیا۔ اور شراب مین پلاکر کشت وخون کرایا۔ بعد ازان خود ایک شکاری کے نشانہ بنے۔ اور عالم بقا کو سدھارے۔

اس زندگی کا نتیجہ یہ ہے۔ کہ بلا غرض یہ سب کام دنیا کے کیئے اور خدا سے بھی لو لگائے رہے۔ اور بالآخر خود انا الحق کہا۔ اور دوسرون کو مظاہر قدرت کی پرستش کی رہنمائی کی۔ ان کی ابتدا عمر کے حالات حضرت موسے سے ملتے ہین۔ مگر یہ اُن سے پہلے گذرے ہین۔ ان کے الوہیت کے ادعا نے بالآخر معبود خلائق بنایا۔

دوسرے رہنما زردشت ہین۔ یہ حضرت عیسے سے سات سو برس پہلے ہوئے ہین۔ ان کی آغاز زندگی سے آخر تک ایک خاص رنگ مذہبی

پایا جاتا ہے - وہ حیوان اور انسان دونون سے بہت ہمدردی کرتے تھے - اور ریاضت ہاے شاقہ کرتے تھے اور عبادت کرتے ہوئ ماری گئی اونھون نے سیارون - اور اگ کو محض قبلہ نماز ہی نہین بنایا تھا - بلکہ ان کو ذریعہ پہونچانے عبادت کا کیا تھا - وہ سمجھتے تھے - کہ ہر ستارہ اور آگ کا رب النوع یعنی پروردگار ہے - اور وہ مقرب بارگاہ الٰہی ہے اس لئے اسکو واسطہ پہونچانے عبادت کا کیا تھا - اور بالآخر توحید ابتر ہوئ - اور نتیجہ یہ ہوا - کہ ایرانیون مین رب النوع کی خود پرستش ہونے لگی - یہ اپنے سلسلہ کے آخر رہنما ہین - اور اپنے مقدم رہنماؤن کی ہدایتونکو تسلیم کرتے ہین -

تیسرے رہنما گوتم ہین - یہ حضرت عیسئے سے چارسو برس پہلے گذرے ہین یہ اسوقت پیدا ہوئے کہ سانکیا فلسفہ جاری تھا - اور تصوف پر اعلیٰ تصنیفات ہوچکی تھین - اور عوام مین بت پرستی پھیلی ہوئی تھی - یہ بھی ابتدای عمر سے تازمان وفات مذہب پر فدا رہے - اور سب سے نرالا فلسفہ نکالا - نہ سری کشن کے موافق بے غرض کام کیئے - نہ علامہ الوہیت کا ادعا کیا نہ سانکیا فلسفون کی طرح انکار خدا کیا مگر اپنے آپ کو عقل کل قرار دیا جو دوسرے لفظون مین الوہیت مراد ہے - ان کا مذہبی طریقہ درویشانہ ہی دنیا داری بہت کم تھی - گوتم اپنے سلسلہ کے رہنماؤن مین آخر ہے - اور اپنے پہلے جینی بودہون کو اور ان کی ہدایتون کو تسلیم کرتا ہے -

اس سلسلہ مین توحید بالکل نہین ہے -

چوتھے اور آخری رہنماے دین اسلام کے ہین - ان کو تیرہ سو برس ہوئے - ان کی زندگی بھی مذہب کی اشاعت مین گذری - انھون نی توحید کی بہت سختی کی - اور معاشرت مین نیک و بد کا امتیاز بتلایا -

اس سلسلہ مین پچھلون نے آیندہ رہنماؤن کی بشارت دی ہے چنانچہ آخر رہنما کے متعلق بشارتین درج ہین -

ان چارون رہنماؤن کی زندگی کا خاص کام مذہبی ہے - اور بلحاظ نسب کے سب اپنی قوم مین اعلے درجہ رکھتے تھے - اور بعض شاہی خاندان سے تھے - رہنماے دوم و چہارم جو مغربی ایشیا کے تھے اُن کا اصول توحید خالق اور مخلوق مین امتیاز پیدا کرنا تھا -

رہنماے اول اور سویم جو مشرقی ایشیا کے تھے وہ مظاہرِ قدرت اور اصل قدرت کو جدا نہین سمجھتے تھے -

حصہ دوم بزرگان دین

اس حصہ مین بزرگان دین کا طریقہ عمل مندرج ہے - اس حصہ مین زردشتی (یعنی پارسی) آریہ (یعنی اہل ہند) اور اہل اسلام کے مقدس لوگون کا طریقہ عمل لکھا جاتا ہے -

طریقہ بزرگان دین کا عمل ریاضی کا سا نہین ہے کہ نتیجہ فی الفور سامنے آجاے عمل کی بابت روایتین چلی آتی ہین - اور جن پر اُس عمل کا اثر ہوا وہ مذہب کے سرگروہ ہین - اور وہ سب تاریخی قصہ ہین - مگر جو آثار ان بزرگون کے باقی ہین وہ مذہب کا نمونہ ہے -

میری اس مضمون سے یہ غرض ہے - کہ سرگروہان مذہب نے خدا شناسی کے لئے کیا کیا عمل کئے - اور کس طریقہ سے خدا کو پہچانا - جو اصل مذہب کا ماخذ ہے -

یہ امر خیال کرنا یا ثابت کرنا نہایت مشکل ہے - کہ جب خدا شناسی کے خاص طریقہ ہین - تو کیون نہین اس امر کو پہلے ہی نہ ثابت کیا گیا - اور محض خدا کا تسلیم کرنا منقول پر منحصر رکھا - اور ہمیشہ کے لئے یہ عقدہ لا ینحل راز رہا - بزرگان دین کو چاہئے تھا - کہ جو منکر تھے اُن کو خدا شناسی کے طریقہ بتلاتے اور وہ عمل کر کے خود قائل ہو جاتے -

یہ سوال ایسا ہی ہے - کہ ہر انسان کی طبیعت اور مزاج اور عادت کیون ایک سی پیدا نہ کی گئی - کہ سب مساوی ہوتے - اور یہ سب دشمنیان

رفع ہو جاتین - خدا شناسی کے لئے مقدم خلوص عقیدت تلاش کی ہے
سعتر حن ہین کس طرح ممکن تھا - کہ یہ کیفیت پیدا کیجاتی - اور علاوہ اِسکے
ہرکسی را بہر کارے ساختند -

ہر شخص جبکہ اعلےٰ ریاضی دان نہین بن سکتا - تو یہ کیسے ممکن ہے کہ ہر شخص
مین قابلیت خدا شناسی کی ہو -

طریقہ عمل بزرگان دین کو دیکھکر ہر ذی شعور یہ اندازہ کر سکتا ہے کہ یہ نمونہ
ہین یا شعبدہ بازی ہے - یا نمایش دنیا حاصل کرنے کے لئے ہے - یہی لوگ
اس کے مدعی ہین - کہ ہمکو روح موجودات سے فیضان حاصل ہوا ہے
سب سے پہلے پارسیون کے طریقہ عمل کو ظاہر کیا جاتا ہے -

صاحب دبستان مذاہب پارسیون کے طریقہ عمل کو اس طرح سے
بیان کرتا ہے - در شرح موسوم بجام کیخسرو کہ متن منظومہ شت آذر کیوان
نوشتہ آوردہ است کہ رہ سپر را باید خود بہ پزشکی دانا نماید - تا آنچہ از اخلاط
برتر و بیشتر بود بہ اصلاح آرد - پس ہمہ عقائد دین و آئین و کینہا و راہ ہا
از خویش دور کند - و با ہمہ صلح گیرد - و در جاے تنگ و تیرہ نشیند - و خواہش
بتدریج کم سازد - و آئین کم خوری در سارستان حکم آلہی فرزانہ بہرام ابن
فرہاد چنین آوردہ کہ از غذاے میعاد روزی سہ درم کم کند تا بدہ درم رسد
آنگاہ تنہا نشیند - و بخود پردازد - و ازین گروہ بساکس بہ یکدرم رسانیدہ
اند و مدار ریاضت ایشان بہ پنج چیز است -

(۱) گرسنگی -

(۲) خاموشی۔

(۳) بیداری۔

(۴) تنهائی۔

(۵) یاد یزدانی۔

و اذکار در ایشان بسیار است۔ آنچه پسندیده این فرقه است ذکر یک ژوپ
است۔ و یک در لغت از زبان چار را گویند۔ ژوپ ضرب است و این
ذکر را چار سنگ و چار کوب نیز خوانند سوی دیگر ذکر سه ژوپ است۔ سیاسه
نامند۔ یعنی سه ضرب و سه کوب هم سرایند و نشستهاے نزد ایشان بسیار است
و آنچه پسندیده برگزیده آید هشتاد و چهار است و از آن هم چهارده انتخاب
بوده اند۔ و از آن پنج بر آورده۔ و از آن پنج دو برگزیده اند و چندی از جلسات
موبد سروش۔ و زردشت افشار آورده۔ و یکی از آن برگزیده اند۔ آنست
که چارزانو نشیند۔ و پای راست به فراز ران چپ گذارد۔ و پاے چپ بر بالاے
ران است۔ و دستهاے پس پشت۔ و بدست راست نر انگشت پای چپ گیرد
و از چپ پشت۔ پاے راست و چشم بر سر بینی بدارد و این جلسه را از نشین
خوانند۔ و جوگیان هند پدم آسن گویند۔ پس اگر ذکر یک ژوپ کند بدستهاے
نرانگشتان پا نگیرد۔ بلکه اگر خواهد پاے ها از ران بردارد و به جلسه متعارف
نشیند۔ که پسندیده و کافی است۔ و چشم فرو بندد و دستها بر ران ها گذارد
و بغل ها کشاده دارد۔ و پشت راست سازد۔ و سر در پیش افگند و کلمه نیست
را از سر ناف به نیروی تمام بر آهیخته کند۔ و آهسته گویان بسوی پستان راست

بسر اشارت نماید۔ و مگر سرایان سر بالا برد۔ و یزدان خوانان بجانب پستان چپ
کہ آن جایئے دل است سر خم کند۔ و درمیان کلمات جدای بنیاورد۔ و اگر تواند
چند ذکر بیکدم گوید۔ و بہ آہستگی بیفزاید۔ و کلمات ذکر نمودہ اند۔ نیست ہستی مگر
یزدان۔ یعنی نیست موجودے مگر اللہ۔ یا نیست ایزدی جز از یزدان۔ یا
نیست بایستی جز از بایست۔ یا آنکہ پرستش سزاے این معنی ہست ناپسندیدہ
یا آنکہ بیچون و بیچگون۔ بیرنگ۔ بیمون۔ و این ذکر بہ جہر نیز جائز است۔ و لے
پسندیدہ بہ مریدان و پرہیزگاران ذکر خفی است۔ چہ از افعال و خروش
حواس پریشان گردانند۔ مراد از خلوت ہمہ جمعیت حواس است و در عین
ذکر سہ چیز حاضر دارند۔ نخست ایزد۔ دوم دل۔ سوم روان استاد۔ و
معنی ذکر در دل گذارند۔ یعنی نیست موجود مگر حق۔ و اگر بدم گرفتن پردازد
و دل داش مردم و سمر او است۔ یعنی علم دم و وہم۔ پس چشم نہ بندد
کشادہ بر سر بینی بر گمارد۔ چنانچہ در نخست جلسہ گفتہ آید۔

و این آئین در سرودستان است۔ و این نامہ گنجائش بیان بہ تفصیل
ندارد۔

آریہ ہند کا بھی قریب قریب یہی طریقہ ریاضت کا ہے۔ جوگ بشسٹ سے
چند فقرہ یہان نقل کیے جاتے ہین۔

اگر انانیت و پندار از خود دور کنی و دل را از حرکت باز داری نسبت
وجود و فعل تعین خاص نہ کنی۔ کہ من چنین کردم ہیچ چیز جز ہستی باقی نماید۔
و اگر ادراک خود را از محسوسات نگاہداری۔ چنانکہ تغیر و تبدیل محسوسات

در تو اثر نکند۔ و باوجود حیات وحس ظاہر اگر باد سرد و گرمے آفتاب ببدن تو رسد کیفیت آن ندانی کہ چیست وحیات باشی۔ کہ جان ترا خواب و بدن توان گفت وخواب کلان کہ عبارت از بیداری عوام است نیز برو اطلاق نتوان کرد درین صورت خبر دانا سے لطیف کہ از تغیر و زوال منزہ است۔ ہیچ باقی نمے ماند۔ وآن عین حق است۔

مسلمانون کے اوستادِ طریقت یعنی مولانا روم تصورِ خداشناسی کیلئے فرماتے ہین۔

مدتے بے گوش بے فکرت شوید — تا خطاب ارجعی را بشنوید
مدتے خاموش خو کن ہوش دار — گفتگوے ظاہر آمد چون غبار
پنبہ اندر گوش حسِ دون کنید — بند حس از چشم خود بیرون کنید
پنبہ آن گوش سر گوش سر است — تا نگردد این کران باطن کر است
تا بہ گفت و گوے پندار اندری — تو بہ گفت خوب بوئے کے بری
ہمچو آہن زاہنے بے رنگ شو — در ریاضت آئینہ بے زنگ شو
جہد کن تا ترک غیرِ حق کنی — دل ازین دنیائے فانی بر کنی

بعد اس کے مولانا یہ ہدایت کرتے ہین کہ رہبر کی تلاش کرو۔

پیر را جوئے زانکہ بے پیر این سفر — ہس دراز است و پُر از خوف و خطر
آن رہے را کہ ہمیشہ رفتہ — بے قلاوزر اندرو آشفتہ
پس رہے کہ ندیدستی گہے — اندران رہ چون روی بے ہمرہے
ہے بجو پیرے کہ باشد زاہدان — مرد راہگزین عین راہ دان

ہر کہ او بے مرشدے در راہ شد　　او ز غولان گمرہ و در چاہ شد

مولانا فرماتے ہیں کہ ہر شخص کو یہ قابلیت نہیں ہے کہ فیضان حاصل ہو

ہر گہر را علم و فن آموختن　　دادن تیغ است دست راہ زن

تیغ دادن در کفِ زنگی مست　　بہ کہ آید علم ناکس را بدست

علم مال و منصب و جاہ قران　　فتنہ آید در کف بدگوہران

چشم خاکی را بہ خاک افتد نظر　　باد بین نوعے بود چشم دگر

اسپ نے راکب چہ داند رسم راہ　　شاہ باید تا بداند شاہ راہ

چون کہ نورِ حس تجے بینی بہ چشم　　چون بہ بینی نور آن غیبی بہ چشم

مولانا تلاش کی صورتین بتلاتے ہین۔

در طلب زن دائما تو ہر دو دست　　کین طلب در راہ دنیا رہبر است

گہ بگفت و گہ بہ خاموشی و گہ　　بوئے کردن گیر ہر سو بوئے شہ

ہر کجا بوئے خوش آید بو برید　　سوئے آن سر کاسہاے آن سر برید

اسم خواندی رو مسمی را بجو　　رو بدریا کار برنا ید ز جو

در گذر راز نام و بنگر در صفات　　تا صفاتت رہ نماید سوئے ذات

مولانا مثالاً فرماتے ہین کہ اس تلاش صادق کا نتیجہ کیا ہے۔

دانۂ پر مغز با خاک دژم　　خلوتے و صحبتے کرد از کرم

خویشتن در خاک کلے محو کرد　　تا نماندش رنگ و بوئے و سرخ زرد

پیش اصل خویش چون بے خویش شد　　رفت صورت جلوہ ہا ئے معنیش شد

مولانا کی یہ ہدایت ہے کہ یہ راز مخفی رہے۔

تا توانی پیش کس مکشائے راز | بر کسے این در مکن زنہار باز
چون کہ اسرارت نہان در دل شود | آن مرادت زود تر حاصل شود
گفتمش پوشیدہ بہتر ستر یار | خود تو در ضمن حکایت گوش دار

یہ طریقہ ریاضت اور تصور بزرگان دین کے ہین۔ بانیان دین نے بجز ظاہری طریقہ عبادت اور خلوص نیت کے کبھی زبان نہین کھولی۔ اگر کچھ کہا تو رمزاور کنایہ مین کہا جس کو خاص سمجھ سکتے ہین۔ عوام کو کبھی طریقۂ معرفت کی ہدایت نہین کی۔ کیونکہ عوام مین قابلیت نہ اس راز کے سمجھنے کی تھی۔ اور نہ وہ ضبط کر سکتے تھے۔ جیساکہ وہ مولانا کا قول اوپر مذکور ہو چکا ہے۔ اس طریقہ کو ہر شخص دیکھکر سمجھ سکتا ہے۔ کہ اسمین کہان تک دنیاداری کا شائبہ ہے۔ اور اگر بانیان دین اس طریقہ کی عام ہدایت کرتے۔ تو دنیا کیسے آباد رہ سکتی۔ اور کیسی ابتری ناقابلون کی وجہ سے تمدنی حالت انسان مین پڑتی۔ یہ فرمیشن کا سارا راز سینہ بسینہ اس وجہ سے چلا آتا ہے جب کہ انسان خواب کی حالت مین ہوتا ہے۔ کہ اُسکی حس بغیر جگانے کے کام نہین دیتی۔ اور ادراک بغیر حس کے ناقص ہوتا ہے۔ کیونکہ خیالات خواب کی حالت مین پیدا ہوتے ہین۔ وہ ہمیشہ صحیح نہین ہوتے۔ اسی طرح حس کو بظاہر معطل کرکے قوت واہمہ و ارادہ سے نامعلوم قدرت کیطرف رجوع کیا جاتا ہے۔ یہ نہ سمجھنا چاہیئے۔ کہ حس اور ادراک بیکار ہونے سے یہ کیفیت روح کو حاصل ہوتی ہے۔ ورنہ فاترالعقل اور وہ اشخاص جن کے حواس زائل اور نکمے ہو جاتے ہین۔ ان مین زیادہ تر ایسی قابلیت پیدا ہو جاتی۔ مگر یہ ہرگز نہین ہے

حس و ادراک کا دنیاوی یا ظاہری دروازہ بند کیا جاتا ہے۔ اور ان سی محض نامعلوم شئے کیطرف ارادہ اور خیال سے ہیجان پیدا کیا جاتا ہے۔ اور وہ ہی روح اپنی مرکز اصلی سے ملجاتی ہے۔ اسوقت روح مثل آئینہ بن جاتی ہے اور تمام موجودات اسکے پیش نظر ہوتے ہین۔ اہل ایجاد جس طرح سی ظاہری سامان سامنے رکھکر نامعلوم شئے کی ایجاد کی کوشش کرتے ہین اور وہ نامعلوم شئے اتفاقیہ ان کے متواتر عمل سے نکل آتی ہے وہی صورت بزرگان دین کی مشق کی ہے۔ کہ تمام سامان تصور کے فراہم کرکے اپنی خودی کو مٹا دیتے ہین پھر ایک ہی دھیان باقی رہتا ہے۔ اور وہ اپنے مرکز اصلی سے واصل ہو جاتا ہے اس قضیہ پر یہ اعتراض ہوگا۔ کہ بانیان مذہب کی جب روح مین ایک کیفیت مقناطیسی پیدا ہو گئی۔ اور روح موجودات کا پرتو اوسپر پڑنے لگا۔ توپھر دنیاوی تعلقات کا مذاق اُن مین کیون باقی رہتا ہے۔ اور یہ دورنگی کیسی رہتی ہے۔ گہے بر طارم اعلےٰ نشینم ؎ گہے بر پشت پائے خود نہ بینم۔

اسکا جواب یہی ہوگا۔ کہ اُن کا حس اور ادراک موجودات کے تعلقات پر زیر اثر کرتا ہے۔ اور اصل ہمدردی فطرت کی ان مین پیدا ہو جاتی ہے۔ کہ جس کی اصلی غرض بقائے نوع انسان ہے۔ اور انہین دونون کیفیون کے جمع ہونے سے وہ دیگر نوع سے برتر ہوتی ہین اُن سی نوع انسان کو حد سی زیادہ نفع پہونچتا ہی کہ اوسی تذکیہ نفس کے سبب سے اخلاق انسانی کے حسن و قبح اچھی طرح سی ظاہر ہوتے ہین اور ان ہادیونکی اقوال و افعال اخلاق مین جان ڈالدیتے ہین اور اوسکو مضبوط کرتے ہین۔ اور یہی سبب ہے۔ کہ رہنمائے مذہب سے دینی اور دنیاوی فائدہ پہونچتا ہے۔

حصہ چہارم

نمبر ۱۲

کیا مذہب کی انسان کو احتیاج تھی یا یہ کہ انسان کی فطرت تھی

فلسفی جو حس اور ادراک کے بندہ ہین وہ تو یہی کہتے ہین کہ مذہب اک خیالی ڈہکوسلہ ہے اوہام پرستون کی اختراع ہے۔ نہ اسکی انسان کو ضرورت ہے۔ اور نہ یہ انسان کی فطرت ہے۔ مذہب کسیطرح انسان کی عقل مین نہین آتا۔ وہ ایسا جال ہے کہ انسان اسمین پہنس کر بیکار ہوجاتا ہے اور دنیا کے لذائذ کا کچھ لطف نہین اوٹھاتا۔ مگر تعجب یہ ہے کہ انسان کو جو اس خیالی کیفیت مین مزہ آتا ہے اگر اسکی حقیقت کچھہ نہین تو دنیا کی موجودہ نعمتون کو کیون حقیر سمجھتا ہے اور اس خیالی کیفیت مین محو رہتا ہے ظاہری احتیاج تو کچھہ نہین۔ نہ یہ ایسا مشغلہ ہے کہ دل بہلانے کے یا خالی وقت کاٹنے مین کام مین لایا جائے۔ بوستان خیال۔ یا الف لیلے کا قصہ نہین نہ بازیگر کا تماشہ ہے۔ کہ اسمین جی لگے۔ زاہدون کو عبادات و ریاضت۔ صوفیون کو نفس کشی تصور اور مراقبہ مین کیفیت پیدا ہونا ظاہر کرتا ہے کہ انسان کی فطرت مین مذہب کا مادہ تھا جسنے جوش اور ولولہ پیدا کیا۔ اور نہ معلوم قدرت کی طرف عشق کی نیرنگیان دکھائین۔ اگرچہ انسان کو مذہب کی ضرورت ظاہری نہین تھی مگر وہ بھی انسانی معاشرت کا وہ جزو غالب رہا ہے۔ اگر ضرورت نہ تھی تو کیسے ایسا عظیم الشان نظام قائم ہوا۔ اور جب سے تاریخی دنیا ہے اوسوقت سے اب تک برابر شروع

بشر مین چلا آتا ہے۔ اگر اسکی حقیقت کچہہ نہین تو اسکی مسلسل پایداری کیون چلی آتی ہے
اور مختلف اقوام مین مختلف طریقہ سے کیون معبود کا خیال قائم ہوا۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ
انسان کی فطرت مین ہے جسطرح جمادات۔ نباتات۔ حیوانات کی خاص فطرت ہے اوسیطرح مذہب انسان کی فطرت
ایک بدیہی ثبوت مذہب کے داخل فطرت انسان ہونے کا یہ ہے کہ انسان کی
حسن وادراک مین نامعلوم شئے کی تحقیقات کا مادہ ہے تحقیقات سے مطلب
یہ ہے کہ انسان ہر شئے کے اسباب اور تعلقات کو مسلسل کرکے اوسکی
بابتہ فیصلہ کرتا ہے اور اوسکو اپنی دلیل راہ کی قرار دیتا ہے۔ کچہہ تحقیقات
معاشرت انسانی کی ضرورت سے ہوتی ہین اور بعض ابتداً محض غیر معین
ہوتی ہین جنکی اصلی غرض نظام عالم کے تسلسل قائم کرنے کے لئے ہوتی ہے
اور کچہہ حقیقت اشیاء کے دریافت کے لئے ہوتی ہین۔ ان سب کو
کسی کو فن معاشرت کسی کو فلسفہ اور کسی کو علم کہتے ہین یہی تلاش اور تحقیقات کا
مادہ مذہب کی فطرت ہے جسکے علمبردار رہنما۔ صوفی۔ زاہد گوشہ نشین ہین جیسے
فن فلسفہ۔ اور علم مین ابتداً ایک غیر معین یا مجہول بنیاد ہوتی ہے اور
انسان یہ چاہتا ہے کہ اس مجہول کو معروف کرون۔ یہ خیال مجہول کو معروف
کرنے کا تمدنی انسان مین ترقی کی حالت مین ہوتا ہے۔ اور وحشی مین ٹہرا
ہوتا ہے۔ اور وہ تجربہ سے پختہ ہو جاتا ہے۔ یہ وہ خیال ہے جسے فطرت
مذہب یا نامعلوم شئے پر غور کرنے کا مادہ کہنا چاہیئے۔ جسطرح سے شاعری
یا موسیقی کے آغاز مین اوس فن کے خیالات نشو و نما ہونے مین ہے اسیطرح
جس مین قدرتی خاص مادہ نامعلوم شئے کے تحقیقات کرنے کا ہوتا ہے۔

وہ بڑہتا جاتا ہے اور اوس مین خاص کیفیت اوسکو معلوم ہوتی ہے اور اپنے معلومات سے دوسرونکو موثر کرتا ہے۔

تمدن کے چار ارکان ہین۔

۱۔ معاشرت۔

۲۔ مذہب۔

۳۔ سلطنت۔

۴۔ علم۔

انمین سے پہلے تین کے اصول اور قواعد کا انسان پابند مقلد اور مطیع ہوتا ہے اور چوتہے کا عامل ہوتا ہے۔ یعنی پہلے تین کا خادم بنتا ہے۔ انمین معاشرت اور سلطنت کے خادم ہونیکے اسباب ظاہر ہین مگر مذہب مین تو ظاہری سبب کچھہ بہی نہین اوسکا خادم کیون بنا۔ سب سے زیادہ تعجب خیز یہ امر ہے کہ سوا مذہب کے اور سب مین باہم داد وستد اور تنفاع ہے جس سے مضبوط اور مستحکم سلسلہ بقار اور قیام کا ہے۔ مگر مذہب مین کوئی بین اور بدیہی سلسلہ معاوضہ اور انتفاع کا نہین ہے جس سے مذہب کے بقار کو قوت ہوتا ہم انسانی تمدن کے ساتہ ساتہ ابتدا سے بہت قوت اور اثر کے ساتہ چل رہا ہے۔ اگر اسکی گہری جڑ انسان کی فطرت مین نہوتی تو اتنی پائداری محال تہی۔

ایک کرشمہ اس مین یہ ہے کہ باوصف عدم معاوضہ اور انتفاع کے انسان کے دل اور دماغ پر ایسا محیط ہے کہ موت کی تکلیف شدید کا خوف بہی اسکو

متزلزل نہین کرسکتا۔ بلکہ اوسکے جوش مین اکثر خود مہالک مین گس پڑتا ہے
اتباع۔ اور مہالک سے بے خطر ہونا ہی اسکا بڑا وصف نہین ہے اِس
مین کمال یہ ہے کہ اصلی محبت کا جو اسی سے ثابت ہوتا ہے کہ ایسی بے
معاوضہ شے اور اوسکے لئے انسان مال۔ جان۔ آبرو۔ تصدق کردیتا ہے
یہی جذبہ محبت ہے جو حقیقت کی طرف لیجاتا ہے۔ واقعی یہ ہے کہ اگر
مذہب محض واہمہ ہوتا تو فدایانہ محبت جو انسان اور خیالی مسعود کو ایک
کردیتی ہے اور انسان اپنی خودی کو بہول جاتا ہے تو یہ جذبہ کبھی ایسی
ترقی نہ کرتا۔ اور نہ تمدن مین اتحاد و تسلسل قایم ہوتا۔ اس سے زیادہ
اور کیا ثبوت فطرتی ہونے کا مل سکتا ہے۔

بہ لحاظ تسلسل قدامت۔ اور نیز اسوجہ سے کہ نوع انسان مین یہ
موجود ہے اور بغیر معاوضہ اس مین فدایانہ محبت پائی جاتی ہے اسکے
فطری ہونے مین کلام نہین ہوسکتا۔

احتیاج مذہب کے ہونے کا علانیہ ثبوت یہ ہے کہ تمدن کی روح
یہی ہے۔ قوم معاشرت سلطنت کے اصولون کا قیام اسی سے ہے
اور علوم کی تحقیقات کے لئے مذہب کی فطرت ایسے نامعلوم قدرت
کی تلاش سکہنا چاہتے ہم نے انسانی عقل کو روشن کردیا ہے۔
اور مذہب ایک ایسی مستقل قوت ہے جس سے قومی روح قایم
ہوتی ہے اور انسان کو ایک مضبوط سہارا ملتا ہے جسکی وجہ سے
انسان تمام کائنات کو مسخر کرتا چلا جاتا ہے۔

بعض کوتہ نظر جو مذہب کو اوہام پرستی کہتے ہین وہ یہ نہین سوچتے
کہ قدیم متمدن قومین جنمین باہم ذرایع آمد و رفت کے نہتے وہان
مذہبی رہنما اور مذہبی اقوال کیون مقبول ہوتے رہے اور وہم کی
مقبولیت عام دنیا مین کیون ہوتی ہے۔ خواہ اسکو وہم کہے خواہ اسکو
خبط سے منسوب کیجیے یہ ایک عام فطرت نوع انسان مین پائی جاتی ہے
اور اس سے انسان کو بے انتہا فائدہ پہونچتا رہا ہے اس سے چشم
پوشی نکرنا چاہیے۔
ان معترضون نے اوہام پرستی کہکر سکوت اختیار نہین کیا بلکہ بانی مذہب
کی پاک زندگی' مجنونانہ حالت سے تعبیر کی ہے اور الہامی کیفیت کو
دماغی عارضہ قرار دیا ہے تمام دنیا کی رہنماون مین جب یہ عارضہ موجود
تہا اور متمدن قومون نے اونکی تقلید کی تو یہ عارضہ رہنماون کی فطرت
مذہب سوسوم ہونا چاہیے۔ اور متواتر رہنماون کے ظہور کے وقت
جوش اور ولولہ پیدا ہونا بہی فطرت کا ثبوت ہے۔

نمبر ۱۳

مذہب کی صحت کا اندازہ کیسے ہو سکتا ہے

مذہب کی صداقت کا معیار دریافت کرنا باہمی الہامی مذاہب کا مقابلہ کرنا اور ان مین کسی ایک کو سچا سمجھنا اور دوسرون کو رد کرنا یہ انسان کا تو کام نہین - جہان حس و ادراک کام کر سکے وہان انسان اپنی عقل دوڑا سکتا ہے - تاہم واقعات سے جو کیفیت ظاہر ہوتی ہے وہ بیان کیجاتی ہے - اس سے ہر ایک اندازہ کر سکیگا کہ معیار صداقت کیا ہونی چاہیئے - دنیا مین تین بڑے سلسلہ مذہب کے اس وقت تک موجود ہین -

۱ - مذہب اہل کتاب یعنی یہودی - عیسائی - مسلمان -

۲ - مذہب اہل کتاب زردشت -

۳ - بودہ -

ان تینون سلسلون مین یہ اصول مشترک ہے کہ ہر رہنما اپنے سلسلہ کے ماسبق کو رد نہین کرتا بلکہ تصدیق کرتا ہے اور اپنی رسالت کے ادعا کے ساتھ یہ کہتا ہے کہ مین اپنے ماسبق ہادی کے مذہب کو تازہ کرنے آیا ہون - اس سے رہنما مذہب اور اصول مذہب دونون کی صداقت تسلیم ہوتی ہے - یہی حضرت عیسی نے کہا کہ مین شریعت موسوی کو زندہ کرنے آیا ہون - یہی زردشت نے کہا کہ مین مذہب مہ آباد کو تازہ کرنے آیا ہون -

یہی گوتم نے کہا کہ مین اپنے تین ماسبق جینی بودہ کا مقلد ہون ۔
اب سلسلہ کے رہنماؤن کے باہم تو کوئی حجت باقی نہین رہی کیونکہ ہر سلسلہ کے
رہنما اپنے سلسلہ کے ماسبق رہنماؤن کی صداقت کے شاہد ہین اور
اپنے سلسلہ کے ماسبق مذاہب کو مسترد نہین کرتے بلکہ یہ کہتے ہین کہ اوسکو
تازہ کرنے کو آئے ہین اب جو کچھہ اختلاف ہے وہ ایک سلسلہ کا دوسرے
سلسلہ سے یا ایک قوم کے مذہب کا دوسری قوم کے مذہب سے ہے ۔
اسکی بابت ہر سلسلہ کے رہنما کے اقوال کا مقابلہ کرنا ہے کہ ایک نے
دوسرے کو کیا کہا یعنی یہ کہ یہودی اپنے وقت مین ۔ زردشت اور
گوتم کی بابت کیا کہتے رہے ۔ اگر یہ کہا جاے کہ حضرت موسیٰ صرف
بنی اسرائیل کے رہنما تھے تو اوسوقت زردشت اور جینی مذہب کے
رہنما پرسرام یا گوتم کا مقابلہ رہے گا مگر یہ معلوم ہوتا ہے کہ زردشت نے
جین یا بودہ مذہب کے مخالف جنگ کی جو اوسوقت وسط ایشیا مین
پھیلا ہوا تھا ۔ اسکا نتیجہ یہ ہے کہ زردشت نے موجودہ جین یا بودہ
مذہب کو تسلیم نہین کیا اور ہر مذہب مین بوجہ امتداد زمانہ اور
کثرت روایات سے اختلاف پیدا ہو جاتا ہے اور اصلیت مذہب کی
تاریکی مین پڑجاتی ہے ۔ یہانتک کہ ایک ہی سلسلہ مین نئے رہنما کی
ضرورت پڑتی ہے اور اوسکا انتظار رہتا ہے جیسا کہ حضرت عیسیٰ کی
آمد کا انتظار تھا اور اونہون نے اگر موسوی مذہب کی اصلاح کی ۔
اسی طرح یہ سمجھنا چاہیے کہ زردشت نے جین مذہب سے مقابلہ کیا

تو اوسکی غرض موجودہ جین مذہب کی خرابی دور کرنے کی تھی۔ نہ کہ اصلی جین مذہب کی مخالفت مقصود تھی۔ زردشت جسوقت ظاہر ہوا ہے اوسوقت گوتم پیدا نہین ہوا تھا۔ اُس زمانہ مین جینی مذہب ایشیا کے مشرق مین جاری تھا۔ زردشت کا زمانہ سات سو برس قبل حضرت عیسے کے قرار دیا جاتا ہے۔ اوسوقت یہودی مذہب زندہ تھا۔ اس مذہب سے چھیڑ چھاڑ زردشت نے نہین کی۔

اسلئے یہ سمجھنا چاہیے کہ زردشت نے ایشیا کے شرقی حصہ کے مذہب (یعنی جینی) سے اختلاف کیا۔ غربی ایشیا مین دست اندازی نہین کی یعنی یہود کے مذہب کو اپنی حالت پر چھوڑا۔ زردشت سے تین سو برس بعد گوتم پیدا ہوا۔ اوسنے جینی مذہب کو زندہ کیا۔ زردشتی مذہب سے مواخذہ نہین کیا۔ گوتم سے چار سو برس بعد حضرت عیسے مبعوث ہوے اُنھون نے یہودی مذہب کی اصلاح کی اور کسی سلسلہ کے مذاہب کو نہین چھیڑا۔

حضرت عیسے سے چھ سو برس بعد ہمارے حضرت مبعوث ہوے اُنھون نے تینون سلسلون یعنی دنیا کے مذہب کی اصلاح کا دعوے کیا اپنی حیات مین مصر۔ روم۔ ایران۔ مین سفارتین بھیجین۔ اور چین مین سفارت گئی جسکا ذکر ہم حضرت کی حیات کے ذیل مین کر چکے ہین۔

ان حالات سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ ایک سلسلہ کے رہنما نے اپنے موجودہ وقت کے مذہب کو تسلیم نہین کیا۔ یہ کہین معلوم نہین ہوتا کہ

دوسرے سلسلہ کے رہنما کو جعلی یا فرضی بتلایا ہو۔ یہ اصلی واقعات ہین جو ظاہر کیئے گئے۔ ان سے ظاہر ہوتا ہے کہ ایک الہامی مذہب دوسرے کی اصلاح کے لیئے پیدا ہوا رہنماؤن مین باہم معاوضہ نہین ہوا۔ نہ تاریخ سے یہ ثابت ہوتا ہے ہر سلسلہ مین ایک ہی وقت مین رہنما جدا جدا ظاہر ہوے ہون جس سے اختلاف کی صورت پیدا ہو۔ تینون سلسلون مین یکے بعد دیگرے رہنما ہوتے آئے ہین زردشتی مذہب مین سات سو برس قبل عیسیٰ زردشت ہوا۔ اُسکے بعد کوئی رہنما نہین ہوا اور بودھ کے سلسلہ مین گوتم کے بعد سے کوئی رہنما نہین ہوا جسکو قریب چوبیس سو سال کے ہوے۔ اور مذہب اہل کتاب مین دو ہزار برس ہوے کہ حضرت عیسیٰ ہوے یہ صرف بنی اسرائیل کے لئے تھے۔ ان کے بعد ۱۳ سو برس ہوے کہ حضرت رسالتماب کا ظہور ہوا۔ انکا ادعاء مذہب تمام دنیا کے لیئے ہے۔ میرے نزدیک کوئی صاحب رائے اس امر سے انکار نہین کرسکتا کہ ان تینون سلسلون مین ایک قدرتی امر انکی صداقت کے لیئے موجود ہے یعنی یہ کہ ہر سلسلہ مین یہ بات پائی جاتی ہے کہ آخر رہنما اپنے سلسلہ کے ماسبق کے رہنما کی صداقت کی گواہی دیتا ہے اور اپنا ادعاء یہ کرتا ہے کہ مین مذہب کو تازہ کرنے آیا ہون چینی۔ ایرانی۔ شامی۔ رہنما کی زبان سے ایک ہی بات نکلنا سب سلسلون کی صداقت کی قدرتی دلیل ہے اور ایک ہی وقت مین تینون سلسلون مین رہنما کا نہ ظاہر ہونا

یہ ہی صداقت کی دلیل ہے کیونکہ تینون سلسلون مین توحید مختلف طریقہ سے ظاہر ہوی ہے اور ایک ہی وقت مین تین طریقہ سے توحید کا ظاہر ہونا آبری قانون قدرت کی ہے سبکے بعد دیگرے ظاہر ہونا کل جدید لذیذ کی کیفیت ہر اب حس ادراک سے صداقت کی جانچ کیجیے۔

سر سید نے جو صداقت مذہب کے معیار اپنے لکچر مین بیان کی ہے وہ ذکر کیے سجنسہ اس جگہ درج کیا جاتا ہے اسکے بعد اوسکا حسن و قبح آخر مین جانچا جائیگا

انتخاب از لکچر اسلام سر سید احمد خان ۱۸۸۴ء

ہم مذہب کی صداقت پہچاننے کے لیے ایک ایسی معیار پیدا کرین اور ایسی کسوٹی قائم کرین جو سب مذہبون سے یکسان نسبت رکھتی ہو اور جس سے ہم اپنے مذہب یا اعتقاد کو سچا ثابت کر سکین۔

اے کوئی شخص لا مذہب یا کسی مذہب کا معتقد اس بات سے انکار نہین کر سکتا کہ انسان کی بناوٹ اس قسم کی ہے یا خدا نے اوسکو ایسی قواے مرکب سے پیدا کیا ہے جن سے وہ کسی کام کے کرنے کے لایق ہے اور کسی کے نہ کرنے کے لایق ہے اور اس لیئے حالت زندگی مین اوسکو ایک ایسی روش اختیار کرنی چاہیے جس سے اوسکے قواے بیرونی و اندرونی وہ کام دین جسکے لئے او نکا ہونا یا پیدا کرنا پایا جاتا ہو۔ پس جو مذہب کہ ہمارے سامنے پیش کیے جاتے ہین اونکی صداقت کی یہی معیار ہو سکتی ہے کہ اگر وہ مذہب فطرت انسانی یا نیچر کے مطابق ہے تو سچا ہے اور اس بات کی صداف دلیل ہے کہ وہ مذہب اوس شخص کا بھیجا ہوا ہے جس نے انسان کو بنایا ہے

اور اگر وہ مذہب انسانی فطرت اور اوسکی خلقت اور اون قوار کے
جو انسان مین ہین اور اون حقوق کے جو اون قوا سے انسان کے لیے پائے
جاتے ہین اوسکے برخلاف ہے اور اونکو فائدہ مندی سے کام مین لانے
سے باز رکھتا ہے تو اس بات مین شبہ ہوتا ہے کہ وہ مذہب اوس شخص کا
بھیجا ہوا ہے جس نے انسان کو بنایا ہے کیونکہ ہر شخص غالباً اِس بات کو
قبول کریگا کہ مذہب انسان کے لیے بنایا گیا ہے اور اگر اوسکو اولٹ
دو اور یون کہو کہ انسان مذہب کے لیے بنایا گیا تو یہی متحد نتیجہ پیدا ہوتا ہے
۲۔ پس مین نے مذہب کی صداقت دریافت کرنے کے لیے اور
مذہب اسلام کے صداقت کی جانچ کے لیے بھی یہ اصول قرار دیا ہے
کہ وہ فطرت انسانی کے مطابق ہے یا نہین جو انسان مین بنائی گئی ہے یا
انسان مین موجود ہے اور مجکو یقین ہوا ہے کہ اسلام اوس فطرت کے مطابق ہے اور
اس معیار کے قائم کرنے کے بعد مین نے یہ تصفیہ کیا ہے کہ اسلام بالکل فطرت
کے مطابق ہے اور اسلیئے مین کہا کہ الاسلام ہو الفطرت و الفطرت ہو الاسلام
بہت ٹھیک مسئلہ ہے مگر افسوس ہے اون لوگون پر کہ جنھون نے واسطہ
فطرتی یا نیچری ہونیکا دوسرے معنون مین مجھ پر الزام لگایا ہے۔
۳۔ آپ لوگون نے مجھسے چاہا ہے کہ مین بیان کرون کہ اسلام کیا چیز ہے
اوسکے جواب مین مین کہتا ہون کہ وہ چیز جسپر یقین کرنے سے کوئی شخص مسلم
یا مسلمان کہا جا سکتا ہے وہ خدا کی توحید ہے جو شخص خدا کو برحق جانتا ہے اور
اوسکی توحید پر یقین رکھتا ہے وہ مسلم یا مسلمان ہے یہی رکن اول اور رکن

اعظم اسلام کا ہے اور باقی ارکان اوسکے تحت ہین اور اوسکے ساتھ اسطرح سے ملے ہوے ہین جیسے کہ کسی خالص دوا کی معجون ہو اور اوسکے ساتھ اور اجزا بھی ملے ہوے ہون۔ خدا کو واحد مطلق اور خالق تمام چیزون کا جاننا اور سمجھنا نہ صرف جاننا اور سمجھنا بلکہ اوسپر یقین ہونا اسلام ہے اور جو اوسکو یقین کرے وہ مسلم ہے۔ خدا تعالے نے قرآن مجید مین یہود و نصاری کی تکرار کا ذکر فرماکر فرمایا۔ ‘‘بلی من اسلم وجہہ اللہ وہو محسن فلہ اجرہ عند ربہ’’ یعنی جسنے خدا پر یقین کیا اپنا منہ خدا کے سامنے کیا اور نیک کام کیا ہو تو اوسکا اجر اوسکے خدا کے پاس ہے۔ خدا نے اہل کتاب سے اور کچھ نہین چاہا بجز اسکے کہ خدا کی توحید مانین اور اوسی کی عبادت کرین۔ جہان فرمایا۔ ‘‘یااہل الکتاب تعالوا الی کلمۃ سواء بیننا وبینکم ان لا نعبد الا اللہ’’ اور ایک جگہ پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا میری نماز اور میری عبادت اور میری زندگی اور میری موت خدا کے لئے ہی اور اوسکے بعد فرمایا۔ ‘‘انا اول المسلمین’’ اسمعیل وابراہیم نے یہ دعا مانگی۔ ‘‘ربنا واجعلنا مسلمین لک ومن ذریتنا امۃ مسلمۃ لک’’ حضرت عیسی کے حواریون نے بھی خدا پر ایمان لانے کے بعد کہا کہ ‘‘واشہد باننا مسلمون’’ حضرت ابراہیم کو خدا نے کہا ‘‘اسلم’’ حضرت ابراہیم نے کہا ‘‘اسلمت لرب العالمین’’ حضرت ابراہیم نے اپنی اولاد کو نصیحت کی ‘‘یا بنی ان اللہ اصطفے لکم الدین فلا تموتن الا وانتم مسلمون’’ اور ایک جگہ خدا نے فرمایا کہ ‘‘ما کان ابراہیم یہودیا ولا نصرانیا ولکن کان حنیفا مسلماً’’

یعنی ابراہیم نہ یہودی تہا اور نہ نصرانی بلکہ مسلمان تہا۔ پس جو حقیقت اسلام کی خدا نے بتلائی وہ خدا کو ماننا اور اوسپر یقین ہونا ہے۔

بلاشبہ تصدیق نبوت دوسرا رکن اسلام کا ہے۔ موحدین محض کے مخلد فی النار ہونے یا نہ ہونے پر قدیم سے علماء مین بحث ہوتی چلی آئی ہے کوئی کہتا ہے مخلد فی النار ہونگے کوئی کہتا ہے کہ بعد عذاب نجات پائینگے۔ اس بحث کو اونہین عالمون کے لیے چھوڑ دو۔ اور ہم کو اپنے حبیب کے اس قول پر رہنے دو۔

۴۔ وحدانیت و رسالت کی تصدیق کے بعد اور چیزین بہی اسلام کے ساتہ جنکو خدا تعالے نے فرض قرار دیا ہے مثلاً نماز۔ روزہ زکاۃ۔ وغیرہ وغیرہ۔ جسطرح خدا کو اپنی ذات و صفات مین وحدت ہے اوسی طرح رسول کو تبلیغ احکام یا احکام شریعت کے قرار دینے مین وحدت ہے اور کسی کو اسمین شرکت نہین۔

پس جو شخص رسول کے سوا کسی اور شخص کے احکام کو دین کی باتون مین اسطرح پر واجب التعمیل سمجہتا ہے کہ اوسکے برخلاف کرنا گناہ ہے اور اوسی کی تابعداری کو باعث نجات یا ثواب سمجہتا ہے وہ بہی ایک قسم کا شرک کرتا ہے۔ خدا نے یہود اور نصاری دونون کو اسی بات پر ملزم ٹہیرا کر فرمایا۔ اتخذوا احبارھم و رہبانھم اولیاء من دون اللہ۔ پس اسطرح کی تابعداری اربابا من دون اللہ تک پہونچا دیتی ہے۔

۵۔ محمدی ہونے کے لئے یا مرادف معنی کے لحاظ سے اسلام کے شرائط

مین داخل ہونے کیواسطے رسالت یعنی نبوت کی تصدیق بہی واجب ہے
اسلام کی نسبت نوجوان انگریزی خوان یا آزاد خیال والون کو وہ
چیزین ہین جو شک مین ڈالتی ہین ایک تصدیق نبوت - دوسرے
وہ مسائل جو اس زمانہ کی حکمت و فلسفہ یا عقل کے برخلاف یا بعید
از عقل معلوم ہوتے ہین نبوت کی بحث فطرت کے اصول پر ایک
طولانی بحث ہے اسوقت مین اوسکو چہیڑونگا -
محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی نبوت کی صداقت پر چند
باتین بطور خطابات کے جنکو دل قبول کرسکتا ہے بیان کرونگا -
بڑے بڑے فلاسفر جو گذرگئے ہین اور جو اب بہی موجود ہین جنہون نے
علوم مین بہت بڑا درجہ حاصل کیا اور عمدہ عمدہ کتابین تصنیف کی
ہین وہ بہی اصل اسلام کی ہدایتون کو اور اون اصولون کو جن پر
اصل اسلام مبنی ہے لاثانی تسلیم کرتے ہین -
اونکو جانے دو اور خود دیکہو کہ اصل اسلام کے اصول فقہا کے
اجتہادات اور پیچیدہ مسائل کو چہوڑکر جو سیدہے سادے اصول اسلام سے
مناسبت نہین رکہتے کیسے عمدہ اور لاثانی ہین جسنے تمام عمر فلسفہ
اور حکمت و علوم طبعی اور ایقان کے نیچر کی حقیقت کی تحقیق مین بسر
کی ہو وہ بہی ایسے اصول قائم نہین کرسکتا پس اب کیا میرا یہ کہنا سچا
ہوگا کہ ایک ایسے شخص نے جو ایک ریتیلے اور کنکریلے ملک مین پیدا
ہوا اور جو چہوٹی عمر مین یتیم ہوگیا اور جس نے نہ کسی دار العلوم مین تعلیم

پائی نہ سقراط بقراط اور افلاطون کے مسائل کو سنا نہ کسی اوستاد
کے سامنے تعلیم کو بیٹھا نہ حکما اور فلاسفرو اور پولیٹکل و مارل سٹیٹر کے
عالمون کی صحبت اوٹھائی بلکہ چالیس برس اپنی زندگی کے نا
تربیت یافتہ اور بد اخلاق اونٹ چرانے والون مین بسر کیے۔
چالیس برس تک بجز ایسی قوم کے جو بت پرستی اور باہمی جنگ
جدال مین مبتلا تھی چوری اور زناکاری پر عورت مرد کو فخر تھا اور کسی کو
نہین دیکھتا تھا وہ دفعتاً اپنی تمام قوم کے برخلاف اوٹھا۔ چارون طرف سے
وہ بت پرستی مین گھرا ہوا تھا مگر اوسنے کہا تو یہ کہا کہ "لا الہ الا اللہ"
اوسنے صرف یہ کہا ہی نہین بلکہ تمام قوم سے بھی جو سیکڑون برس سے
لات و منات وعزی کو پوجتے آتے تھے یہی کہلوا دیا۔
اون تمام بد اخلاقیون و امارل عادتون کو تمام قوم سے مٹوا دیا۔ بتون
کو زمین پر گروایا آنکو تڑوایا اور خدا کے نام اور خدا کی پرستش کو
تمام عرب کے جزیرہ نما مین بلند کیا۔ وہ جزیرہ جو ابراہیم و اسمعیل کے
بعد سے ہزارون ناپاکیون سے ناپاک ہوگیا تھا پھر اوسکو اوسکی اصلی پاکی
اور وہین ابراہیم کی بزرگی تک پہنچا دیا۔ چالیس برس کے بعد کس نے
یہ نور اوسکے دل مین ڈالا جسنے نہ صرف جزیرہ عرب کو بلکہ تمام دنیا کو
روشن کردیا اوسنے لا الہ الا اللہ کی تعلیم کے بعد جو احکام دین کے
اخلاق کے لوگون کو بتاے کیا کوئی فلاسفر اس سے زیادہ کچھ بتا
سکتا ہے جو اوس امی نے بتاے صرف بتاے ہی نہین بلکہ انپر پاک

دل اور پاک زبان کے اثر سے لوگون کے دلون مین بٹھلا دئے یہ کام وہ تھا جو نہ کسی فلاسفر سے ہو سکتا نہ کسی سلطان مقتدر سے۔ یہ کیا چیز اوس یتیم بچہ مین تھی جسنے نہ جزیرہ عرب کو بلکہ تمام دنیا کو خدائی کا کرشمہ دکھلا دیا۔

اے میرے دوستو۔ کوئی سخت سے سخت دہریہ اور لامذہب بھی ایسے شخص کو معاذ اللہ نبی نہ مانیگا تو اوسکو یہ ماننا تو ضرور پڑیگا کہ بعد خدا کے کوئی دوسرا شخص برہرگ ہے تو یہی ہے۔

روحی فداک یا رسول اللہ۔ پس کوئی شخص نبوت کی حقیقت کو سمجھ لیگا تو امکان سے خارج ہے کہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تصدیق نکرے۔ یہ مختصر الفاظ تصدیق نبوت کے ایسے شخص کے دل کی تشفی کے لئے جو کچھ بھی سمجھ بوجھ رکھتا ہے۔ مین سمجھتا ہون کہ بالکل کافی ہین۔

۶۔ قرآن مجید مین جو تیرہ سو برس سے (۱۳۰۰ ہجری) معجزہ یقین کیا جاتا ہے مین بھی اسکو معجزہ مانتا ہون مگر ہماری قدما نے صرف ایک اوپری دلیل اوسکی معجزہ ہونے کی قرار دی تھی یعنی فصاحت اور کلام کی عمدگی اور وہ بھی سمجھا ہے کہ آجتک کسی بشر سے نہ کسی فصیح بلیغ سے اوسکی ایک یا دس آیتون کی برابر بھی ویسا فصیح کلام نہین کہا گیا باوجودیکہ اوسنے بطور مقابلہ کے کہا گیا کہ اگر کہہ سکتے ہو تو کہہ لاؤ بلاشبہ مین بھی قرآن مجید ایسا ہی فصیح و بلیغ تسلیم کرتا ہون اور کیون نہ تسلیم کرون جبکہ مین یقین کرتا

ہون کہ وہ خدا کا کلام اور وحی خدا ہے اوسکے الفاظ وہی ہین جو خدا کی طرف سے رسول کے دل مین ڈالے گئے تھے اور رسول کی زبان سے ہم لوگون تک پہونچے اور مین بہی قبول کرتا ہون کہ آجتک کسی بشر کی مثل اوسکے نہین کہا گیا۔ مگر مین اس دلیل کو ایک خام دلیل سمجھتا ہون اور جو الفاظ قران مجید مین اس امر کی نسبت آئے ہین اونکا یہ مطلب قرار نہین دیتا ہون اور اگر یہ دلیل ایک دلیل ہونے کے رتبہ مین بہی ہو تو بہی ایسی نہین ہے جو غیر معتقد لوگون کے مقابلہ مین پیش کیجا سکتی ہو اور اونکے دل کو تسلی دیسکتی ہو۔ مین ایک اور دلیل رکہتا ہون جسکو مین اوس دلیل سے زیادہ مضبوط سمجھتا ہون وہ دلیل کیا ہے وہ ہدایتین انسان کے لئے ہین جو قرآن مجید مین بیان کی گئی ہین کوئی اور ہدایت اوسکی مثل بیشک نہین ہو سکتی۔ مین اوسکو ہی معجزہ بلکہ اصلی معجزہ قرآن مجید کا سمجھتا ہون۔

۷۔ اب مین اون بعض احکام کی نسبت کچہہ کہنا چاہتا ہون جو قران مجید مین مذکور ہین۔ مثلاً نماز۔ مین سمجھتا ہون کہ انسان مین جو فطرت خدا نے رکہی ہے اوسکے لحاظ سے نماز کو فرض کیا ہے۔
جس سے یہ مراد ہے کہ معبود کی یاد دلمین رہے اور انسان اوسکو بہول نہ جاوے۔ اپنا دلی نیاز و تنزل اوسکے سامنے ادا کرتا رہے یہی اصلی جزو نماز کا ہے جو خدا نے فرض کیا ہے مگر اسلئے کہ یہ فرض بیکار ادا ہو اوسکے لئے ارکان مقرر کئے ہین جو حقیقت مین اوسکی اصلی جزو نہین

ہین بلکہ اوسکے محافظ ہین اور محافظ ہونے کی حیثیت سے اصلی جزو سے جدا نہین ہوسکتے اور اسلئے اصلی جزو مین داخل ہوگئے ہین اور بطور اصلی جزو کے واجب الادا ہوگئے ہین - اب کون کہہ سکتا ہے کہ یہ طریقہ نماز کا خلاف فطرت انسان ہے -

سر سید کے اِس مضمون کا خلاصہ یہ ہے -

۱ - مذہب کی معیار صداقت یہ ہے کہ وہ انسان کی فطرت کے موافق ہو

۲ - اسلام فطرت انسان کے موافق ہے -

۳ - اسلام کیا چیز ہے اِس ضمن مین توحید اور رسالت اوسکے ارکان خیال کئے ہین -

۴ - تبلیغ احکام شریعت مین سوائے رسول کے دوسرے کا اتباع شرک فی الرسالت ہے -

۵ - تصدیق نبوت کی بحث طولانی ہے - نبوت کی صداقت پر چند باتین بطور خطابیات بیان کی جاتی ہین -

۶ - قرآن شریف کی خوبی پر بحث کی ہے -

۷ - احکام قرآنی فطرت انسان کے موافق ہے -

ہر حصہ پر جداگانہ بحث ہوگی - سر سید نے اول دفعہ مین مذہب کی معیار صداقت یہ قرار دی ہے کہ وہ فطرت انسانی کے موافق ہو - اور فطرت انسانی کی گو تعریف نہین لکھی مگر اوسکی توضیح ان الفاظ مین کی اگر مذہب انسانی فطرت اور اوسکی خلقت اور اون قوا کے جو انسان

مین ہین اور اون خصوصی کی جو اون قوا سے انسان کیلئے پائے جاتے ہین اوسکے برخلاف ہے اور اونکو فائدہ مندی سے کام مین لانے سے باز رکھتا ہے تو اس بات مین شبہ ہوتا ہے کہ وہ مذہب اوس شخص کا بنایا ہوا ہے جسنے انسان کو بنایا - اگر عام طور سے اس مضمون کا نتیجہ نکالا جائے تو جن مذہبون مین رہبانیت - تجرد - یا کسی عضو کا بیکار کر دینا - یا محنت شاقہ کرنا جسکا انسان متحمل نہو - یہ امور جائز ہین وہ اس معیار سے خارج ہو جائینگے - اور یہان تک یہ اصول ٹھیک ہوگا - مگر جب انسان کی فطرت - خلقت - قوا سے خاص بحث کیجائیگی تو اوسوقت یہ مشکل پیش آئیگی کہ وحشی - اور تعلیم یافتہ کی فطرت خلقت - قوا - مین بہت فرق ظاہر ہوگا - علاوہ اسکے مراسم ملک اور موسم کا اختلاف بھی ان تینون مین امتیاز پیدا کر دیتا ہے ایسے وقت مین مذہب کی مناسبت مختلف فطرت خلقت - قوا سے کیسے باقی رہ سکتی ہے - اور کیسے موازنہ ہو سکتا ہے -

البتہ اگر اس بات پر زور دیا جائے کہ جو مذہبی احکام ہین وہ ہر ملک ہر موسم - وحشی - تعلیم یافتہ - کے لئے مناسب ہین - اور ملک - موسم تعلیم - جہل - کی موافقت یا ناموافقت کا کچھہ خیال نہ کرنا چاہئے تو اوسوقت یہ قاعدہ معیار مذہب - اور فطرت کی مطابقت کا ٹوٹ جائیگا - مگر حقیقت یہ ہے کہ مذہب ایک قسم کی تعلیم ہے اور اوس سے انسانی فطرت خلقت - قوا - کی بقا اور اصلاح مقصود ہے - یہ تعلیم انسان کے اخلاق

آداب معاشرت کا ہے۔
میری راے مین سرسید کا خیال اگر بالفعل اور غور رہی موازنہ کرنے مذہب اور فطرت کا ہے تو صحیح نہین ہے بلکہ اگر مقصود اونکا امتحان مذہب اور فطرت کا ہے تو بیشک صحیح ہے یعنی یہ کہ جو مذہب امتحان مین معزب فطرت ثابت ہو وہ غلط ہے اور جو مصلح ثابت ہو وہ سچا ہے۔

تجویز دویم یہ ہے کہ اسلام فطرت انسان کے موافق ہے

اس امر کی بابت سرسید نے وجوہ پیش نہین کیے نمبر ۲ مین توحید اور رسالت کا مجمل ذکر کیا ہے۔ نمبر ۳ مین تبلیغ احکام شریعت کو رسول پر محدود کیا ہے نمبر ۵ مین رسول کی صداقت خطابیات سے ثابت۔ نمبر ۶ - ۷ - مین قرآن کی خوبیان اور اوسکا فطرت انسان کے موافق ہونا ثابت کیا ہے ان سب کو ملاکر اگر غور کیجیے تو سرسید کی تجویز کے بموجب اسلام فطرت انسان کے موافق ہے۔ مین اپنے آپ کو اس قابل نہین سمجھتا کہ سرسید کی راے کی اصلاح یا ترمیم کرون مگر اوسکی توضیح اور تفسیر کرنا چاہتا ہون۔
نمبر ۲ - کی بابت میری یہ راے کہ اسلام ہر قسم کی فطرت کا مصلح ثابت ہوا۔ کل جزیرہ نما عرب رسالت سے قبل وحشیانہ حالت مین تہا۔ اوسکی اصلاح کی۔ قمار بازی مین قوم مبتلا تہی وہ اوس سے چہوڑوائی اور اوسکو قبیح سمجھنے لگے۔ شراب خواری وباے عام کی طرح پہیلی ہوئی تہی اوسکو محض متروک ہی نہین کرادیا بلکہ دلی نفرت اوس سے قوم کے لوگون مین پیدا کردی۔ دختر کشی مٹائی۔ اور فحش اور زنا کو بند کرکے انہین مظلوم

بیٹیون کو جو ماری جاتی تہین اور جو فاحشہ بنی ہوئی تہین اونکو محترم بیبیان
بنایا۔ غلامو نکو جنکی حالت بار برداری کے جانورون سے بدتر تہی
اونکے حقوق قایم کیے اور اونکی آزادی کی ترغیب دی۔ اور امن وآزادی
کا ایک قانون دیا جسنے وحشی عرب کو مہذب انسان بنا دیا۔ اور بقول
ایک یورپین مورخ کے انسانی قربانی کی جگہہ نماز اور سجدہ اور خیرات
کی تعلیم دی۔

ایشیا۔ افریقہ۔ جزائر۔ یورپ۔ مین ہی ایک قانون قدرت تہا
جو سب درجہ کے لئے مناسب تہا۔ اسوقت تک مہذب یورپ
امریکہ۔ اپنی حالت کے مناسب سمجھتے ہین اور قبول کرتے جاتے ہین۔
خطابیات کا حصہ سرسید کا آب زر سے لکھنے کے قابل ہے۔ اسکے
بعد کون صداقت نبوت مین کلام کرسکتا ہے کہ ایک امی شخص نے
کس خوبی سے قومی اصلاح کی اور اوسکا نتیجہ بہی دیکھ لیا کہ ایک بت
پرست قمار باز۔ شراب خوار۔ عیاش قوم کو جو بیشمار فرقون مین
منقسم تہی وہ ایک متحدہ قوم بن گئی اور تمام عیوب سے پاک ہوکر قوم
ہوئی یہ سب کچہہ ۲۳ برس کے ایک تن واحد کی محنت کا نتیجہ تہا۔ اور
اسی قوم نے تمام دنیا کی قومون مین ایک نئی روح پہونک دی۔
اور اسکا نتیجہ یہ ہوا کہ ۲۰ کرور انسان یعنی ۱/۷ حصہ دنیا کی آبادی کا ایک
رنگ مین رنگا ہوا ہے۔ اور ایک مختصر کلمہ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ
اونکے پورے مذہب کا خلاصہ ہے۔

کلام آلہی کی بے انتہا خوبیون مین سے ایک خوبی کا ذکر کیا جاتا ہے
کہ نفس طبیع کی اصلاح کسطرح کی -
فطرتی اصلاح کے درجہ قانون قدرت (کلام آلہی) مین اسطرح ہین
اول درجہ طبعی یا فطرتی ہے - جسے نفس امارہ کہتے ہین -
بانئی مذہب کا اخلاقی اثر پڑنے سے وہی فطرت نفس لوامہ کا رنگ
پکڑتی ہے اور تیسرے قلبی روحانی ہے اوس سے نفس لوامہ کو
نفس مطمئنہ کا درجہ حاصل ہوتا ہے - ان فطرتون کو آریہ مذہب والے
تموگن - رجوگن - ستوگن - کہتے ہین یہی اصلاح مذہب اسلام کی
میری رائے یہ ہے کہ مذہب کی صداقت کا ثبوت نتیجہ بانئی مذہب
کی سعی کا دیکھنا ہے کہ کیسا ہوا - جسکو سرسید نے خطابیات نمبر ۹ کے
ذیل مین بیان کیا ہے -
دوسرا ثبوت رہنما کے حالات زندگی - اور تیسرا النفس مذہب کا
جانچ کرنا ہے - یہ سب ملاکر صحت مذہب کا ثبوت ہوسکتا ہے
دراصل معیار صداقت کی بحث مناظرہ کی راہ کھولتی ہے - معیار صداقت
کے اصول کوئی صاحب مذہب ایسے قائم نہین کرسکتا کہ مخالف
جواب نہ دے سکے - البتہ ایک محقق ان تینون امور سے جو اوپر مذکور
ہوے ہین نتیجہ نکال سکتا ہے اور وہ قابل لحاظ ہوسکتا ہے - اور علاوہ
اسکے تینون سلسلہ مذاہب سے کچھ کچھ استنباط صداقت کا ہو
سکتا ہے -

نمبر ۱۴

ہر سلسلہ مین برابر قدیم سے تغیر تبدل ہونا کا جاری رہا۔
اور آخر کو ایک ہونا عام ہونا۔ آیا انقلاب فطرت مین داخل ہر

تمام کائنات جو محسوس ہوتی ہے اوس پر غور کرنے سے یہ امر ظاہر ہوتا ہے کہ انقلاب ہی اعلیٰ صفت اس دنیا کی ہے۔ اور تنوع اور ترقی کا باعث ہے۔ یہ انقلاب ہمیشہ بیرونی اثر سے ہوتا ہے۔ یا یہ کہنا چاہیے کہ دو چیزون کے باہمی اتصال سے نئی صورت پیدا ہوتی ہے پھر یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ تواتر انقلاب کے بعد قیام اور استقلال کی صورت بھی پیدا ہو جاتی ہے۔ اور دوام کی شکل عادتاً پائی جاتی ہے انقلاب۔ اور دوام۔ دونون صورتون مین اصل حقیقت معدوم نہین ہوتی کثرت۔ اور وحدت۔ دونون کا جلوہ نظر پڑتا ہے۔

انقلاب اور دوام طبعیات۔ اور معقولات دونون مین جہانتک قدرتی امور کا دخل ہے پایا جاتا ہے۔ مذہب بھی اسی قانون قدرتی کا پابند ہے۔

مذہب کی صورت بوجہ اختلاف معاشرت۔ زبان۔ قوم۔ ملک کی بدلتی رہتی ہے۔ اور اسوجہ سے تین سلسلہ مذہب (مندرجہ نمبر ۱۳) کے دنیا مین پیدا ہوتے ہین۔ اور ہر سلسلہ مین رہنما آتے رہے ہین۔ مگر باوصف تجدید مذہب ہر سلسلہ کے رہنما بھی کہتے رہے کہ ہم نیا مذہب نہین لائے۔ پرانے کو تازہ کرنے آئے ہین۔

اگرچہ ظاہری صورت ایک سلسلہ کے قدیم اور جدید میں کچھ بکچھ
فرق ضرور نظر آتا ہے مگر یہ تغیر زیادہ تر اس وجہ سے پیدا ہوتا ہے کہ اصل
مذہب رہنما کے بعد جماعت کے ہاتھ میں پڑ جاتا ہے۔ اور مختلف
آئین اور خیالات مذہب میں داخل ہو جاتے ہیں اور مذہب ایک
مجموعہ الہامی۔ اور انسانی۔ ترکیب کا ہو جاتا ہے۔ اور اس عرصہ
میں تمدن بھی نیا رنگ پکڑ لیتا ہے۔ ان اسباب سے مذہب
پھر یا خواہ مخواہ نئی صورت میں پیش ہوتا ہے۔ قدیم صورت
اگر پھر اختیار کیجاتی تو جوش اور ولولہ پیدا نہیں ہوتا۔ علاوہ اسکے
مجموعہ الہامی۔ انسانی۔ کی ترکیب بدلنا گویا نیا مذہب بنانا ہے
اور پھر آپس میں ضد اور اختلاف پڑ سکتا ہے۔ یہ اصلی سبب قدرت
کے نئے رنگ میں نشو و نما ہونے کا ہے۔ یہی فطرت تمام کائنات
میں ہے اور یہی مذہب کے تغیر کا باعث ہے۔

مضامین سابق (نمبر ۱۔ ۱۲) سے ظاہر ہوتا ہے کہ ایشیا کے تین حصہ
مذہب تقسیم کر دئے تھے۔ شرقی بودھ یا چینی مذہب۔ وسطی ویدی۔ و
مذہب مغربی۔ مذہب اہل کتاب۔ اور ان تینوں سلسلوں میں سے
ہر سلسلہ میں یکے بعد دیگرے رہنما ہوتے آئے مگر ہر سلسلہ کے رہنماؤں
کے حدود اربعہ قریب قریب مثل سابق کے رہی یعنی قدیم رہے۔
خیال غالب تھا وزن ہوا۔ باعث یہ تھا کہ ذریعہ آمد و رفت دشوار
گذار تھے اسلئے دوسرے سلسلہ کی حد میں کم دست اندازی ہوتی تھی

دوسری وجہ یہ تھی کہ قدیم رہنماؤن مین سے کسی نے ادعا رعام عملاً نوع انسان کے لئے رہبر ہونے کا نہین کیا اسلئے حدود ارضی بہت کچھ کم بدلتی رہی۔
قریب قریب پانچ چھ ہزار برس تک ہر سہ سلسلہ مین رہنماؤن کا ظہور بغرض اصلاح مذہب کے ہوتا رہا ہے۔ شرقی سلسلہ مین چوبیس سو برس سے رہنما جدید کا مبعوث ہونا بند ہوا۔ آخری رہنما گوتم بودہ تھا۔ وسطی سلسلہ زردشتی مین ستائیس سو برس سے جدید رہنما کا ظہور نہین ہوا۔ غربی سلسلہ مین دو ہزار برس حضرت عیسیٰ کو ہوے۔ ہر سلسلہ مین توحید کا اظہار الگ الگ ڈہنگ سے ہوا۔ شرقی مین خدا۔ انسان۔ کائنات۔ کو ایک قبول کیا۔ اور وحدت الوجود کا اظہار کیا۔ اور اوسکا نام بودہ یا عقل کل رکہا۔ اور انسان نفس کشی اور تصور سے ترقی کر کے خدا سے واصل ہوتا ہے۔
وسطی مین خدا۔ انسان۔ رب النوع ۔ جنکے ہاتہ مین نظام کائنات ہے جدا جدا اور درجہ بدرجہ ہین۔ انسان۔ رب النوع کے وساطت سے خدا تک پہونچتا ہے۔
غربی مین خالق۔ مخلوق۔ بالکل جدا ہین۔ مخلوق مین انسان اشرف المخلوقات ہے اس مین رہنماؤن کو خالق نے اپنی خاص نشانی مثل عصا ر موسوی۔ شان مسیحائی امتیاز کے لئے عطا کی۔ ہر سہ سلسلہ مین رہنماؤن کے بعد شرک پیدا ہوا۔ شرقی مین رہنما کو الوہیت کا درجہ دیا گیا۔

وسطی مین نجوو رب النوع کی پرستش ہونے لگی - عربی مین خدا کی
کی تجزی خاص شانی کی وجہ سے ہوے اور تثلیث قائم ہوئی جب
تینون سلسلون مین توحید اسطرح ابتر ہوگئی اور شرک عام ہوگیا
اوسوقت عربی سلسلہ مین رہنما کا ظہور ہوا جسکو ابتک تیرہ سو برس
ہوئے - اور حضرت عیسیٰ کے بعد سات سو برس ہوے - پہلے
رہنما اپنے سلسلہ کی صداقت کرتے چلے آتے تھے - اس آخر
رہنما نے سب قومونکے ہادیونکی صداقت خدا کے کلام سے کی -

۱ - لکل قوم ہاد -

۲ - وان من امۃ الاخلا فیہا نذیر

۳ - قولوا امنا باللہ - وما انزل الینا - وما انزل الی ابراہیم - و
اسمعیل و اسحق - ویعقوب والاسباط - وما اوتی موسے - وعیسیٰ
وما اوتی النبیون من ربہم - لانفرق بین احد منہم ونحن لہ مسلمون -
اس صداقت عامہ کے ساتھ یہ ادعا کیا کہ یہ رسالت تمام دنیا کے
لئے دوام کو ہے - اور اسکے بعد اختتام رسالت ہے - ہر
ذی ہوش خیال کر سکتا ہے کہ بعد مختلف قومی تعلیم مذہب کے اور
اونکے ایک قسم کی ابتری پیدا ہونے سے قدرتاً یہ ضروری اور لازمی ہی
کہ اب تعلیم مذہبی یکسان ہوسا اور چونکہ شرک تینون سلسلہ مین پیدا ہوا
باوصف اسکے کہ تینون مین طریقہ توحید کے مختلف تھے اب اصلاح
شرک کی واجب ہوی - اب سب اسباب پر غور کرنے سے

اب ایک ہی رہنماء دنیا کی قوموں کے لئے ہونا چاہیے۔ علاوہ اسکے
تمدن یورپ کا میلان کل بنی نوع انسان کے متحد کرنے کا ہے اور
یہی مدعا مذہب کا ہے کہ وہ بھی انسان کے لئے یکسان ہو۔ آخر رہنما
کی کتاب مقدس بھی یہی ظاہر کر رہی ہے کہ یہ قانون سب قسم کے انسانون
کی ضرورتون کے خیال سے بنایا گیا ہے۔ اور اس مین دیگر کتب
مقدس مین خاص قانون اور عام قانون ہونیکا فرق ہے۔ اسکی چند
مثالین ہر قسم کی یہان درج کیجاتی ہین اون سے اس کے عام قانون ہونیکی
تائید ہوگی۔

۱۔ توحید کے ذہن نشین کرنے اور شرک کے مٹانے کا اہم مقصد
اس کتاب مقدس کا ہے اور اوسکا اظہار ایسے طریقہ عام فہم سے
کیا گیا ہے کہ سب کی سمجھ مین آسکے۔ اور مختلف حصہ دنیا مین
شایع ہونا خود اس امر کی دلیل ہے کہ یہ عام فہم ہے۔

۲۔ مسئلہ تعدد ازدواج۔ و ازدواج واحد۔ کس خوبی سے ہر قوم اور
ملک کے لحاظ سے قائم کیا گیا ہے۔

گرم ممالک جہان پہلے سے دستور تعدد ازدواج جاری تھا۔ وہان
مرد اور عورت دونون کے طبیعتین عادی ہوگئی تھین وہان عدل ممکن تھا
اسلئے وہان تعدد جائز کیا گیا۔ سرد ممالک مثل یورپ جہان ازدواج
واحد کا قاعدہ تھا وہان کے باشندے اسی کے عادی تھے وہان
تعدد ازدواج مین عدل ہونا غیر ممکن تھا اسلئے وہان ایک ہی جائز ہونا

الہامی مذہب مین انسانی خیالات جب مخلوط ہو جاتے ہین تو وہ گندہ ہو جاتا ہے وہ قابل استعمال نہین رہتا۔ از سرِ نو تجدید مذہب کی ضرورت ہوتی ہے اور وہی عمل کے قابل ہوتا ہے۔

نمبر ۱۵

مذہب سے انسان کو کیا نفع پہونچا

مذہب انسانی معاشرت کی پشت پناہ ہے۔ مذہب اگر نہوتا تو انسان مین بیم رجا کے مادہ کو کبھی تقویت اندرونی نہوتی اور نہ اعتدال انسانی حالت مین پیدا ہوتا۔ نہ خواص کو عوام کی تکلیف رسانی سے کبھی تنبیہ ہوتا۔ نہ عوام کی طبیعتین شور و شر سے باز رہتین۔ نہ مختلف رنگ اور نہ مختلف مزاج۔ نہ مختلف ملک کے اقوام مین قوت اجتماعی پیدا ہوتی۔ اگر مذہب نہوتا تو کبھی اتحاد قومی نہ قائم رہتا۔ نہ تمدنی لحاظ استقلال ہوتا۔ ملکی سخت قواعد تہدید و غضب کے فی نفسہ انتظام قائم رکھنے کے لئے کبھی کافی نہوتے۔ اگر بادشاہ مین محافظ دین یا حامی دین ہونے کا پرتو نہ داخل ہوتا۔ اور نہ کبھی ہمدردی رعایا اور بادشاہ مین ہوتی۔ تمام دنیا کے علوم کی نہ کبھی ایجاد ہوتی اور نہ ترقی ہوتی اگر مذہب انسانی دماغ کو روشن نہ کرتا۔ تصور خدا کا ایسا فلسفانہ طریقہ ہے کہ جسکو یہ رتبہ ہوا اوسکی فطرت مین ایک جامعیت کی کیفیت پیدا ہو جاتی ہے اور اسی سے عالم بن جاتا ہے (جیسا کہ آخیر برہما

کی کیفیت ہوسلے) اور بالطبع انسانی ہمدردی اوسکو ہوتی ہے اور اسوجہ سے عمدہ اخلاق اور معاشرت کے قواعد کا وہ رہنما ہوتا ہے۔

مذہب انسان اور انسانی معاشرت کی روح ہے اگر مذہب نہوتا تو انسان کی کبھی جماعت متحد نہ ہوتی۔

بعض ناانصاف انگریزی وجرمنی فلسفی مذہب پر بہتان وغابازی کا لگاتے ہین۔ اور اونکا یہ بھی خیال ہے کہ مذہب سے بجز سفاکی اور ظلم کے اور کسی امر کی ترقی نہین ہوی۔ بالخصوص مذہب وحدانیت کو سب سے زیادہ ظالم اور جابر کہتے ہین۔

یہ امر صحیح ہے کہ مذہب اہل کتاب خصوصاً اسلام کی اشاعت مین خونریز جنگین واقع ہوئین۔ مگر نتیجہ دنیاوی اوسکا دیکھنا چاہیے کہ اچھا ہوا یا برا آغاز اسلام کے وقت۔

یورپ ایشیا۔ افریقہ۔ کیسے تنزل کی حالت مین تھا۔ کتاب انگریزی مسمی بہ افسانہ قوم سے خلاصہ درج کیا جاتا ہے۔

روم کے مشرقی ملک نہایت خراب اور ذلیل حالت مین تھے۔ شام۔ مصر۔ یونان۔ مشرقی ایشیا کو خود ذلیل رومی چھوٹی حد ہی کو نفرت کی نگاہ سے دیکھتے تھے اور رومیون کا یہ حال تھا کہ اونکے یہان خواجہ سرا۔ غلام۔ اعلی عہدون پر تھے۔ اور ملکی معاملات مین سراسر کھلی ہوی دغابازی اور دیدہ ودانستہ جھوٹ جاری تھا۔

مشرقی رومیون کے اوصاف بزدلی تفیش ۔ اور دغابازی کہے تہے
اور ان افعال سے اونکو خراب کر رکہا تہا ۔
تباہی کی بری شکلون سے بڑے شہر کم بچتے ہین ۔ اور قسطنطنیہ چھٹی صدی
کی لندن اونیسوین صدی سے مختلف نہ تہی ۔
یہ اوس مورخ کے اقوال ہین جو برابر آدمیون کے بُرے افعال کو تاویلون
اور مثالون سے اصلاح کرنا چاہتا ہے ۔
یہی مورخ ایرانی اور رومی سلطنت کا اسطرح ذکر کرتا ہے ۔
صلح ۶۲۸ء کے بعد یونانی ۔ ایرانی ۔ لڑتے لڑتے عاجز ہوگئے تہے اور
کسی مین جان باقی نہ رہی تہی ۔ اسوقت ان دونون کو نئے دشمن کا
مقابلہ تہا ۔ جب خسرو ۔ ہرکیوس ۔ آپس مین لڑ رہے تہے ۔ عرب مین
ایک عظیم الشان انقلاب پیدا ہونے والا تہا ۔ یہ اول اور نسل تاریخ کا
آخری واقعہ ہے جو عرب پیدا کر رہے تہے ۔ جہانسے ایک شخص ایسا
پیدا ہوا ۔ جو دنیا کی طبیعتون کو مطیع کرنے والا تہا ۔ اور دنیا کے حالات مین
ایک انقلاب عظیم پیدا کرنے والا تہا ۔ اور بڑہ اعظمون کی شکلین بدلنے
والا تہا ۔ آٹھ سات برس پہلے انگریزی مورخ مسلمان قوم کے غازیون
کے جوش کو کم خیال مین لاتے تہے ۔ مگر طامی ۔ الوقیہ ۔ کے لڑائیون نے
وہ خیال دور کر دیا ایسا داہوا جو انگریزی قلعہ (مربع) کو توڑ ڈالتے ہین
ہنری مارٹین برابر چلکار رہے تہے اُسکو تحقیر کی نگاہ سے دیکھنا چاہتے ۔
یہی جوش تہا جو عربون نے حضرت اور خلفا کے وقت مین شام کے

جنگون مین دکھایا۔

اسی کتاب کے دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ جو اوسوقت ابتری علمی اور اخلاقی ساری دنیا کی تھی۔ اور جو جو دنیاوی کرشمہ اس قوم نے اور مذہب نے تینون بڑے اعظم مین دکھائے وہ دنیا کے عجائبات سے ہین۔ (مضمون نمبر ۱ مین یورپین محققین کی رائے لایق ملاحظہ ہے)

دنیا مین سب سے بڑا کام جو مذہب نے کیا وہ اخلاقی حالت کی اصلاح ہے۔ تاریخ سے یہ ثابت نہین ہوتا کہ اجتماع مختلف فرقہ کا بجز مذہب کے اور کسی طریقہ سے ہوا ہے۔ توحد سلطنت سے کبھی ایک قوم نہین بن سکتی تھی جب تک مذہب کی روح اونمین نہ داخل ہوتی اور عام و خاص مین باہم اتفاق پیدا کرنے کے لئے مذہب سے زیادہ کوئی شے نہ تھی۔ جب تک اجتماعی حالت نہ پیدا ہوئی تہذیب کی ترقی محال تھی۔ وحشی اقوام مین جس مین مذہب کے اصول متفرق ہین اونمین دیکھو کہ کوئی بڑی قوم بنی ہے یا آئندہ بن سکتی ہے۔ اونمین بالعموم چھوٹے چھوٹے فرقہ اور گروہ ہین اور حکومتین ہین۔

ایرانی۔ مصری۔ بابلی۔ یونانی۔ رومی۔ مسلمانی۔ قومون نے عظیم الشان سلطنتین دنیا مین قائم کین۔ جہانتک مذہب کو توسیع ہوتی گئی۔ وہانتک وہ قومین متحد ہوتی گئین۔ اور اوسیقدر سلطنتون کو مضبوطی ہوتی گئی۔

مسٹر میکس میولر کی رائے ہے کہ زبان۔ اور مذہب۔ دو باعث

قوم بننے کے ہوئے ہین - وہ کہتے ہین کہ زبان مین فی نفسہ کوئی بات ایسی نہین ہے کہ جماعت کو متحد کرے - بلکہ مذہب ہی مین ایسی قوت جاذبہ اصلی ہے کہ جو جماعت کو متحد کرتی ہے -

شوپنہار جرمن فلاسفر کی یہ راے ہے کہ یونان اور روم مین گو مذہب تھا مگر مذہب کی ایک خاص حد تھی وہ معاشرت انسانی کو گھیرے ہوئے نہ تھا تو جیسے ترقی بلا مذہب کے سہارے ان قومون نے کی - اسیطرح دنیا بغیر مذہب کے ترقی کر سکتی تھی - یہ دلیل خلاف واقعہ کے ہے یونان تمام دنیا کے مذاہب کا مخزن تھا - زردشتی - بودھ - آریہ مذہب کی بت پرستی - فلسفی مذہب - یہ سب وہان جمع تھے - دنیا مین بغیر مذہب کے کہین ترقی نہین ہوئی - قدیم قوم مصری جسکو تمام یورپ مین مورخ حد سے زیادہ مذہب کا پابند بتلاتے ہین - دیکھو اوسنے کیسی ترقی کی - سب مورخ یہ کہتے ہین کہ یونان مین عمارتین خوشنما ہین مگر شان شوکت مصر کی سی نہ تھی - ریاضی علم ہیئت نے مصر مین بہت ترقی کی - یونان نے اوسکی تقلید کی - اخلاق و دنیا مین بہتر مصر سے نہ تھا - فلاحت و زراعت مصر ہی کا حصہ تھا - جہاز رانی اہل فنیشیا مصر کے متعلق ون سے یونان نے سیکھی - لقمان حکیم سب سے پہلے مصر ہی مین پیدا ہوا - اسکے فلسفہ کی تقلید یونانی حکما نے کی - البتہ سب سے بہتر جو ترقی کی وہ اصول قانون مین اہل روم نے کی ہے - اسکی خاص وجہ تھی کہ سلطنت کی وسعت ہوئی اور قومین اونکا زیر دست کے لیے ہمیشہ قانون

بنائے جاتے تھے اور اپنے ہمسایہ یونان کی بربادی باہمی نفاق سے
دیکھکر اپنی قوم کو زیادہ قوی کیا جاتا تھا۔ یہ اسباب ترقی کے ہوئے
یورپ مین بیشک مذہب عیسائی کے سخت تعصب نے ترقی
تہذیب کو روکا۔ اِس تعصب کے بڑہنے کی اصل وجہ یہ تھی کہ مذہب
عیسائی مین اول ہی سے مختلف فرقے بہت سے ہوگئے تھے جو ایک
دوسرے کے دشمن تھے۔ اور علاوہ اسکے یورپ کی مذہبی سلطنت
قائم ہوگئی۔ اور اوسنے علوم کو فروغ ہونے نہ دیا۔ اور علوم کو مخالف
مذہب تصور کیا۔ اسلئے تہذیب کی ترقی رکی رہی اور اسکے بعد
ایک رقیب مذہب اسلام پیدا ہوا۔ وہ یورپ کی طرف بڑہتا
آتا تھا۔ اِس سے اور بہی عیسائی عقیدون مین سختی ہوئی۔ اور جہاد
یورپ نے جو مسلمانون پر کیا سب سے زیادہ مذہب عیسائی
مین تعصب پیدا ہوا۔ یہ وجوہ اتفاقیہ ایسے پیدا ہوگئے تھے کہ جنہون نے
تہذیب کی ترقی کا موقع نہ دیا۔

جب تک مذہب نہ تھا کوئی پشت پناہ یا سہارا مستقل انسان کے لیے
نہ تہا اور تحقیقات اور تجربے ایسے متغیر آلے تھے کہ ہر شخص اونمین اپنی اپنی سمجھ
سے بدل سکتا تھا اور نہ مضبوطی سے ہر حالت مین بھروسہ نہین ہوسکتا تھا
تاہم حیوانات کو قدرت نے ایک ایسی مضبوط اور مستحکم آلہ یعنی عقل جبلی فطری
عطا کی تھی کہ اونکو کسی سہارے کی ضرورت نہ تھی وہ پیدا ہوتے ہی وہ
کر کے بلا دغدغہ اپنی ضروریات بہم پہونچاتے تھے۔

انسان کو اوسکے عیوض مین ایک عمدہ شئے عنایت ہوئی جو نہایت درجہ تجربہ سے ترقی کرسکتی تھی۔ مگر کوئی مستقل سہارے کی شئے اوسکے پاس نہ تھی اور وہ مضبوط سہارا اسے مذہب سے ملا۔ یعنی انسان اگر مذہبی احکام کا پابند رہے تو اوسکا دل ایسا قوی رہتا ہے جیسا کہ حیوان عقل حیوانی سے ہوتا ہے۔ خصوصاً وقت مرگ مذہب ہی ایک شئے ہے جس سے کچھ سہارا ہوسکتا ہے۔ اب یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ انسان باطل اور کاذب کی شناخت کیسے کرے اسکا بڑا ثبوت مخلوق کی عقل اور تجربہ پر ہے۔ شعبدہ باز۔ ساحر۔ اور دال لتسخیر پیدا ہوے۔ مگر وہ ہمیشہ اوسی طرح سے مانے گئے۔ اور اگر کبھی اونکی شناخت مین دہوکا ہوا تو اونکے مرنے کے بعد قلعی کھل گئی۔

یہ کہنا کہ اختلاف مذاہب کیون ہوے اور ایک ہی مذہب دنیا مین کیون نہوا جبکہ خالق کو انسان کی کمزوری رفع کرنا منظور تہا اسکا جواب یہ ہے کہ تمام دنیا مین یکے بعد دیگرے تجدید مذہب کی ہوتی رہی اور مختلف رہنما ایک وقت مین کبھی نہین ہوے۔ اصل مذہب کی بگڑتے بگڑتے یہ مختلف شاخین ہوگئی ہین۔ اسلئے ہی انسان کا کچھہ نہ کچھہ سہارا ہے اور تقویت کا باعث ہے۔ اگر مذہب دنیا مین نہوتا تو انسان کو کبھی ایسی مضبوطی دل کی نہوتی اور نہ کوئی کام قوت اور جرات کے ساتھ کرسکتا۔

انسان کے تمدن مین کوئی جزو ایسا نہین ہے کہ باہمی لین دین۔ معاوضہ

یا ضرورت اوسکے اجزا مین ہو۔ انہین اسباب سے تمدن قایم ہوا ہے مذہب مین نہ کوئی ظاہری ضرورت ۔ نہ ظاہری معاوضہ یہ ظاہری باہمی لین دین ہے ۔ اسمین ایک نامعلوم برقی قوت اجتماع انسانی کی ہے کہ جو بظاہر محسوس نہین ہوتی مگر ہر فرد بشر کو باہم متحد کرنے مین ویسا ہی اثر رکھتی ہے جیسا کہ تمام کائینات کو ایک قدرت قائم کئے ہوتی ہے اخلاق جو تمدن کی جان ہے ۔ وہ مذہب کا ایک رکن اعظم ہے۔ خواہشات نفسانی کو اعتدال مین لانا یہ مذہب کا کام ہے اور یہی جڑ اخلاق کی ہے ۔ یہ مذہب کی بدولت پیدا ہوا اِس نامعلوم قدرت (مذہب) نے انسانون مین باہم ایسا پیوند لگایا کہ جسمون کو متحد کر دیا۔ اور بعد زوال جسم کے روحون کو یکجا کیا۔ ایسا پیوند تمدن نے باہم انسان کے کوئی نہ لگایا تھا کہ موت کے بعد بھی قائم رہے ۔

نمبر ۱۶

مذہب کی ترقی و تنزل کا اندازہ

مذہبی ترقی و تنزل کے اندازہ کرنے مین یہ پیش نظر رکھنا ضروری ہے کہ رہنما کے اقوال اپنی اصلی حالت مین بلا آمیزش کمی بیشی کے قایم رہنا یہ ترقی کا مفہوم ہے ۔ اور اوس مین کمی بیشی معلوم ہونا یہ مذہب کے تنزل کا مفہوم ہے ۔ واقعی یہ نہ ہے کہ مذہب کے لئے ترقی اور تنزل

کے الفاظ صادق نہین آتے - کیونکہ اصل مذہب مین گھٹانا او بڑہانا دونون منع ہین - اور گھٹانے اور بڑہانے سے تنزل کی مراد ہوسکتی ہے - مگر ترقی کی حالت کسیطرح ظاہر نہین ہوسکتی - البتہ بلحاظ کمی بیشی تعداد معتقدین کے عروج زوال کہا جاسکتا ہے اور اس خیال سے ترقی اور تنزلی بہی کہہ سکتے ہین - اور اس مضمون مین اس ترقی اور تنزل کی تعداد سے بحث نہین ہے - اس مین مذہبی نظام سے بحث ہے -

ایک مذہب مین فرقے کثرت سے ہونا وہ حالت ابتری مذہب کی ہے - اوسے تنزل مذہب کا کہنا چاہیے مختلف فرقے مذہب مین قائم ہونے سے اصول مذہب پریشان ہوجاتے ہین اور یہی سبب بربادی مذہب کا ہوتا ہے -

مذہب کے پشت وپناہ علماے دین ہوتے ہین اور جب باہم اصول مذہب مین متواتر اختلاف ہوے تو عوام خواہمخواہ کسی فرقے کے علماے کے مقلد ہوجاتے ہین اور رفتہ رفتہ وہی اپنے گروہ کو حق پر سمجہنے لگتے ہین اور جب ایک زمانہ دراز اس تقلید کو ہوجاتا ہے تو وہ ایک جداگانہ جماعت ہوجاتی ہے اور جب مختلف جماعتین ہوئین تو باہم نزاع پیدا ہوجاتی ہے اور اس نزاع کی اوسیطرح ترقی ہوتی ہے جیسی اور دنیاوی امور کی ہوتی ہے اور اصلیت معاملہ کی باہمی نزاع سے مخفی ہوتی جاتی ہے اور مذہب

ابتر ہوجاتا ہے۔ قومی اتحاد زائل ہوجاتا ہے۔ جسقدر فرقے مذہبین کثرت سے ہوتے جائینگے تو عام اصول جو مختلف فرقے تسلیم کرین اوسیقدر وہ کم ہوتے جائینگے۔ اور جسقدر زمانہ گذرتا جائیگا بوجہ نزاع فرقہ اصلیت مخفی ہوتی جائیگی۔ اور بالاخر یہ نتیجہ ہوگا کہ جماعتین بڑہتی جائینگی۔ اور مذہب جماعت مین متفرق ہوتے ہوتے ہر شخص وعویدار ہونے لگیگا اور بجائے اسکے کہ مذہب باعث اجتماع ہو وہ باعث افتراق ہوگا۔ اور یہی اصلی حالت تنزل کی ہر مذہب کا ایک دوسرا سبب تنزل تغیر معاشرت وتہذیب ہے ہر جب مذہب حالت موجودہ انسان کے موافق نہین ہوتا یا یہ کہ مخالف اوس حالت کے ہوتا ہے تو اوسمین تاویل کرکے تہذیب کے موافق کیا جاتا ہے۔ اور مذہب کو تہذیب کے سانچہ مین ڈہالا جاتا ہے۔ اور اصلیت مذہب مخفی ہوتی جاتی ہے۔ اور جسقدر تہذیب مین تغیر ہوتا جاتا ہے اور مذہب اوسکے ساتہ چلتا رہتا ہے تو اصلیت مذہب بالکل معدوم ہوجاتی ہے۔

غرضکہ مذہب کو دیندار۔ اور دنیادار۔ دونون کے ہاتہ سے نقصان پہونچتا رہتا ہے اور یہ دونون باعث اوسکے تنزل کے ہوتے ہین۔ تیسرا تنزل ضعیف الاعتقادی ہے جو رفتہ رفتہ بت پرستی کے درجہ پر پہونچ جاتی ہے۔

مثل تہذیب کے یہ ممکن نہین ہے کہ مذہب کی اصلاح جماعت سے ہو

مذہب کی اصل وحدانیت پر ہے اور ایک ہی شخص اوسکا مصلح ہوسکتا ہے اوسی کی ایک نگاہ سب عیوب پر جاسکتی ہے۔ وہی حسن قبیح تبلا سکتا ہے اور یہی سبب ہے کہ بانی مذہب شخص واحد ہوتا ہے۔

تہذیب مین مختلف فرق قائم ہونے سے نامعلوم شئے کی تحقیقات کی راہ کہلتی ہے اور علوم کی باریکیان معلوم ہوتی ہین۔

مذہب منقول شئے ہے اوسمین مختلف فرقے قائم ہونے سے مختلف منقول قائم ہوتے ہین اور اصلیت جاتی رہتی ہے۔

یہ اسباب اور اندازہ تو تنزل اور بربادی مذہب کا ہوا۔ مگر ترقی کی حالت دیکہنی چاہیئے۔ مذہب کی ترقی اوسیوقت متصور ہوگی جب تک اوسکے اصول صاف اور سیدہے ہون اور مذہبی گروہ مین باہم اتفاق اور اتحاد بڑہتا جائے۔ اور جو فرقہ اوس مین داخل ہوتے جائین وہ ایک ہوتے جائین۔ قدیم اور جدید مین کچھ بہی امتیاز نہو۔ یہ معلوم ہو کہ سب قوم ایک خیال اور ایک راہ پر چلتی ہے کثرت اقوام کا قبول کرنا مذہب کا یہ عین دلیل اسکی ہے کہ مذہب قومون کی حالت کے موافق ہے اور مذہب ترقی پر ہے۔

یہ ممکن ہے کہ نئی قوم کے مذہب مین ہنوز وہ اسباب تنزل نہ پیدا ہوے ہون جو قدیم مذہب مین تہے۔ غرضکہ مذہب پر بلحاظ تعداد کے ترقی کا لفظ صادق آتا ہے ورنہ نہین۔

نمبر ۱۷

مذہب اور تہذیب کی بحث

دنیا کے بڑے بڑے مذاہب کے تین سلسلہ قرار پاے ہین اور ان تینون سلسلون ہین آخر مذہب اسلام ہے اور اس مذہب کی حالات بہی تفصیل سے ملتے ہین۔ اسلئے اسی مذہب کو بحث کے لئے مضمون ہذا ہین منتخب کیا ہے اور دنیا کے آخری تہذیب یورپین تہذیب ہے وہ مقابلہ کے لئے اختیار کی ہے۔ اس تہذیب کا آغاز یورپ سے پندرہ صدی عیسوی ہین ہونا کہا جاتا ہے اور یہہ اب تک جاری ہے۔ یہی دونون مقابلہ اور موازنہ کے لئے مناسب ہین۔ مذہب کی تعریف پہلے بہت کچھ ہوچکی ہے یہان صرف اسقدر توضیح کرنا کافی ہے۔ کہ مذہب کی بنیاد صانع کائنات کا تسلیم کرنا اور اوسپر یقین لاتا ایک برگزیدہ انسان کی شہادت پر ہے اور اسکا نقش کالحجر ہونا صنائع بدائع مخلوقات سے ہے اور اس توحید کیساتہ جو نظام نیک وبد کا رسول نے ظاہر کیا۔ یہ قانون قدرت انسان کی رہنمائی کے لئے ہے۔ اور یہ ناقابل ترمیم و اصلاح انسان کے ہے۔

اور تہذیب کی تعریف یہ ہے۔ کہ یہ عقلی نظام انسانی ہے جو ذیشعور اور مہذب انسانون نے تحقیق اور تنقیح کرکے انسان کے فوائد اور معلومات اور عمل کے لئے تجویز کیا ہے۔ اور اس کے حسن اور قبح پر ہمیشہ جرح قدح ہوتی رہتی ہے۔ اور وہ رد و بدل ہوتا رہتا ہے۔

مذہب اور تہذیب کی عملی تعریف تو اوپر مذکور ہوی۔ ان ہین کچھہ اسرار

روحانی نظام مذہب کے اور تہذیب کے معمے بھی ہین۔ جن کی کیفیت و ابتدا و انتہا مفصل کچہ نہین معلوم ہوتی۔ صرف نام ہی۔ نام تنبیہہ و ترغیب اور بنیاد علوم کی لئے ظاہر ہوتی ہین۔

مذہب کی بنیاد ایک قدرت کاملہ پر ہے۔ جس کی ہستی کا ثبوت رہنمایان مذاہب کی شہادت اور صنائع بدائع مخلوقات پر ہے۔ اور اسی قدرت کاملہ کی یہ روحانی اسرار ہین جو یہان درج کئے جاتے ہین۔ ان کی حقیقت انسان کی حس و ادراک مین نہین آتی۔

اسرار مذہب

(۱) مبدا۔ معاد۔

(۲) دوزخ۔ بہشت۔

(۳) ملائکہ۔

(۴) شیطان۔

(۵) صور۔

(۶) پل صراط۔

(۷) روح۔

(۸) روز الست۔ لوح محفوظ۔

تہذیب کے معمے بھی اس قسم کے ہین۔ کہ انسان اُن کی حقیقت کچہ نہین سمجہ سکتا۔ انسان نے معذور ہوکر اُن کی فرضی نام رکہہ لئے ہین۔ اور ان موہوم مضمون پر فلسفہ کی بنیاد قائم کی ہے۔

معمہ تہذیب غیر مرئی

(۱) حرکت۔

(۲) طاقت۔

(۳) قدرت یا فطرت۔

(۴) قوت جاذبہ۔

صنعت و حقیقت اشیاء کی توضیح کے لئے یہ نام رکھے گئے ہین۔ یہ حس و ادراک مین نہین آتی۔ تہذیب کے معمہ جو نظر آتے ہین۔ مگر محدود نہین ہو سکتے وہ یہہ ہین۔

معمہ تہذیب مرئی

(۱) جگہہ۔

(۲) وقت۔

(۳) شمار کثرات و احاد۔

یہہ دونون قسم کے معمہ فلسفہ کائنات مین ہین نہ مذہب کے اسرار کی حقیقت کھلتی ہی اور نہ تہذیب کے معمونکی درست ماہیت دریافت ہوتی ہی۔ علاوہ ازین مذہب اور تہذیب سے عام فہم ہے۔ اُن کا مخرج جدا ہے۔ اور ان کی صداقت کی معیار بہی الگ ہے۔ مذہب کا مخرج رہنما یا رسول ہے۔ اور رسول اپنے علم کا حصول بذریعہ فیضان قدرت کاملہ ظاہر کرتا ہے۔ اور اس فیضان کا مذہبی نام الہام ہے۔ رسول کے الہام یا قول کی صحت رسول کے اطوار اور تاثیر کلام پر منحصر ہے۔ تہذیب کا مخرج حس و ادراک انسان ہے اور وہ بغیر

متواتر اعانت تجربہ اور تحقیقات اپنے ماتقدم کے کسی امر کی صحت کا فیصلہ نہین کرسکتا اور یہ فیصلہ بہی آیندہ دیگر ذیشعور تجربہ اور تحقیقات کا محتاج رہتا ہے۔ اور اسکا سلسلہ کبہی بند نہین ہوتا۔ اور ہمیشہ انسان کے لئے کہلا رہتا ہے۔ تاکہ انسان ترقی کرتا رہے۔

اہل مذہب کے نزدیک نظام الہامی۔ نظام عقلی۔ دونون عطیہ آلہی ہین اور دونون قابل قدر کے ہین۔ اور انہین دو عطیون کی وجہ سے انسان کو تمام مخلوقات پر شرف حاصل ہے۔

اہل تہذیب کا ایک خاص فرقہ الہامی نظام کا قائل نہین۔ اُن کا اعتراض یہ ہے کہ یہ نظام حس و ادراک سے باہر ہے۔ اس لئے عقلاً قبول نہین کرسکتے معمے نمبرا حس و ادراک سے باہر ہین۔ مگر ضرورتاً اُن کو قائم کرلیا ہے مذہب ایک خاص نظام انسانی ہے۔ اس کے انکشاف کی شرح کیون نہین کیجاتی۔ یہ انسانی نظام جو انسان کے سامنے پیش ہوتا ہے۔ اس کو انسان پیش کرتا ہے۔ اسکے پیش کرنے والے کو حس و ادراک سے جانچئے۔ اور نفس نظام کے عمل اور تاثیر کا بہی حس و ادراک سے وزن کیجئے۔ اور نتیجہ پر غور کیجئے۔ کہ کیا ہوا۔

ہر شاہد کی صداقت دو امر پر منحصر ہے۔ ایک یہ کہ شاہد معتبر ہو۔ دوسرے یہ کہ شہادت کے طرز سے صداقت پائی جائے۔ اسی پر اہل تہذیب کا برابر عمل درآمد ہے۔ مگر مذہب کے معاملہ مین اسپر عمل نہین کیا جاتا۔

رسول۔ اور نظام پیش کردہ رسول کو مثل امور عقلی کے جانچنا چاہئے۔ رسول کی

جانچ کے لئے اُس کی سوانح عمری بغور پڑہو - اور یہہ اندازہ کرو کہ ابتدا سے انتہا تک اُسکا مدعا رزندگی اشاعت مذہب تہا یا نہین - اور اِسکی اشاعت مین کچہہ تکلیفین اٹہانا پڑین - اور دنیاوی فائدون سے دست کشی کی - اور اُن تکالیف کی وجہہ سے اپنے مدعا مین تزلزل ہوا یا نہین - اور اُس کی اخلاقی حالت کیسی تہی -

نظام پیش کردہ رسول کو دیگر موجودہ نظام مذہبی اُسوقت سے مقابلہ کرو - اور اس کے حُسن وقبح کا فیصلہ کرو - نظام عقلی سے اُس نظام کے اخلاق معاشرت کا مقابلہ کرو - اور بعدہ انجام اور نتیجہ پر غور کرو کہ اصلاح ہوئی - اور کیسے ہوئی -

اب اس امر پر لحاظ کرنا چاہیے - کہ ہر شے جو حس و ادراک کے ذریعہ سے نہ پہونچی - وہ انسان کے عمل کے قابل نہین - باوصف اسکے کہ رسول بہی قابل اعتبار ہو اور نظام بہی مصنوعی ظاہر نہو - اور جانچ مین بہی پورا اُترے اور اسکا نتیجہ بہی اچہا ثابت ہوا ہو - اور تہذیب مین جو معنے ہین اور حس ادراک سے باہر ہین - اونکو تسلیم کیا جائے - اور ان پر تحقیقات کی بنیاد قائم کی جائے اس گروہ کے تعصب پر غور کرو - کہ ہر اشیا کی فطرت یا قدرت کو جو محسوس نہین ہوتی - اور نہ ادراک مین آتی ہے - اوسے تو قبول کرین - مگر فطرت مذہب جو انسان کی زبان سے نکلے - اور وہ انسان صاحب حس و ادراک ہو اوسے نہ قبول کرین - حیرت ہے - کہ ساکت فطرت تسلیم ہو - اور بولتی ہوئی فطرت تسلیم نہو - اصل سبب اس ہٹ دہرمی کا یہ ہے - کہ فطرت کی جگہہ اگر خدائی مذہب

داخل ہوگیا - تو وہ سب پر محیط ہو جائے گا - اور تہذیب کی راہ بند ہوجائیگی

اب خاص اعتراضات اس گروہ کے جو مذہبی نظام پر ہین - وہ سنئے - پہلا

اعتراض آخر مذہب وحدانیت کے نظام پر ہے اور باقی عام ہین -

(۱) تعدد ازواج - طلاق - غلامی - نے نوع انسان کے مساوات مٹادی

اور اخلاق کو خراب کیا -

(۲) الہام - اور الہامی تذکرے محض واہمہ اور تخیل ہین - عقلاً انکی صحت ثابت نہین - علاوہ اس کے علمی تحقیقات سے اکثر الہامی تذکرے غلط ثابت ہوئے

(۳) - چونکہ مذہبی نظام عقل اور تجربہ سے اصلاح اور ترمیم کے قابل نہین

اور ابتداً مذہبی تعلیم ہونے سے وہ اقوال نوعمرون کے ذہن مین جاگزین

ہو جاتے ہین - اسلئے ان کی جانچ کرنے کی آیندہ سعی نہین ہوتی - اور ترقی

کی راہ مسدود ہو جاتی ہے -

(۴) مذہب اپنے منقول قانون سے انسان کو قیدی بنا دیتا ہے - اور

عقل کو کند کر دیتا ہے -

(۵) مذہب خدا پرستی خونریزی -

مذہب کے غازی قیمتی جانین بلا وجہ ضائع کرتے ہین -

امر اول - عرب مین فحش اور زنا کا ایسا رواج ہوگیا تھا - کہ جلسون مین

بیٹھکر فخریہ اسکا ذکر کرتے تھے - روم مین زوجہ کی پابندی بالکل نرہی تھی اور

اپنے آشناؤن کو عام جلسون مین لئے پھرتے تھے - ایران مین نکاح کیلئے

کوئی حد رشتہ کی معین نہ تھی - اور نہ تعداد معین تھی جسقدر چاہتی عورتین رکھتے

سبے قید عیاشی کا یہی علاج تھا۔ کہ تعدد ازدواج جائز کیا جاے۔ اور اسکی
حد معین کردی جائے۔ یونائیٹیڈ اسٹیٹ امریکہ مین ایک فرقہ عیسائیون کا ہے
جنہون نے مذہباً تعدد ازواج جائز رکھا۔ اور یہہ ثابت ہوتا ہے کہ اسکے
جواز سے اس گروہ سے عیاشی جاتی رہی۔ مہذب یورپ کو دیکھو جہان ایک
بیوی ہے۔ وہان کس درجہ عیاشی پہیلی ہوئی ہے۔

طلاق۔ یہ ایک انسانی ضرورت سے گہر کی خرابی رفع کرنے کے لیے مجبوراً
جائز رکہی گئی۔ عیسائی اقوام جن مین طلاق جائز نہین۔ وہان علیحدگی شوہر اور
زوجہ کی ہوجاتی ہے۔ اور دونون بارثانی نکاح کرنے سے ممنوع ہوجاتے ہین
ظاہر ہے۔ کہ شوہر و زوجہ یا بے انتہا اپنی خواہش نفسانی کا ضبط کرین گے۔
اور گہر کی آسایش کو خیرباد کہین گے۔ یا دونون عیاشی مین مبتلا ہونگے

غلامی۔ اِسکا الزام تہذیب یورپ اسلام پر نہین لگا سکتی۔ امریکہ کی غلامی
چارسو برس تک اس بیدردی سے جاری رہی۔ کہ باربرداری کا جانور انسان
بن گیا تہا۔ بتیس ۳۲ برس ہوئے۔ کہ اُسکی روک ہوئی ہے۔ اُسوقت ایک کروڑ
بیس لاکہ حبشی غلام امریکہ مین تہے۔ مسلمانون کے غلام بالعموم جنگ کے قیدی
ہوتے تھے۔ اور اس قسم کے قیدی جنگ اب تک تہذیب یورپنے جائز رکہی ہین
بانئ مذہب نے ذاتی حقوق غلامون کو دیے۔ اور ہمیشہ غلامون کو آزاد
کیا کرتے تھے۔ اور مسلمان غلام کے ساتہ مساوات کا برتاؤ ہوتا تھا۔

امر دوم۔ الہام یا وحی ایک وجدانی کیفیت ہے۔ جسکو انسان خود پیدا
نہین کرسکتا۔ بلکہ ازخود پیدا ہوتی ہے۔ جس طرح خواب مین انسان سمجھتا ہے

کہ مین باتین سنتا ہون - ویسے اسوقت بھی مخاطب شکل سی سنتا ہی اور اوسکو یاد رکھتا ہے -

مصنف روضۃ الاحباب وحی کی صورت اس طرح بیان کرتا ہے بلکہ نزول وحی بران حضرت بر چند نوع بود یکے از خواب راست - چنانچہ گذشت و در حدیث از عایشہ رضی اللہ عنہا - کہ اول ما بدی بہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم من الوحی الرویا الصالحۃ وفی الرویۃ الصادقۃ - دوم آنکہ جبرئیل در دل آنحضرت القا میکرد - بے آنکہ ویرا ببیند - چنانچہ آیۃ کریمہ نزل بہ الروح الامین علی قلبک لتکون من المنذرین - دلالت بر آن میکند وحدیث صحیح ان روح القدس نفث فی روح ان من تموت نفس حتی تستکمل رزقہا فاتقوا اللہ واجملوا فی الطلب مقتضی آنست - سیوم آنکہ جبرئیل بران حضرت بصورت مردی متمثل بشد و وحی بروے میخواند وگویند - بیشتر بصورت وحیہ کلبی بود - وگاہ گاہ بعضے از صحابہ وے را میدیدہ اند - چہارم آنکہ وحی بران سرور فرو دمے آمد - درمثل آواز درای و ان صورت اشد صور وحی بود بروے - چنانچہ اگر درین حالت بر شتر سوار بودی ہر دو دست شتر خم گشتی واگر تکیہ بر ران یارے داشتے خوف شکستن ران وے بودی و در روز سرمای عرق از جبین مبین روان شدے - پنجم آنکہ جبرئیل را بر صورت اصل خود بے آنکہ متمثل بصورتے دیگر شود - بدیدے و وحی بروے خواندی ششم آنکہ آنچہ بروے نازل شدہ بالائے آسمان در شب معراج - ہفتم آنچہ حضرت حق تعالی بے واسطہ ملک با وے تکلم فرمود از ورائے حجاب چنانچہ در احادیث معراج

وارد شدہ ہشتم - انچہ با وے گفتہ بے واسطہ و بے حجاب در شب معراج
اس وحی کی حالت کو بعض اہل تہذیب دماغی عارضہ بتلاتے ہین مگر دیگر ہمہ کل
روحانی اسرارون کو مرض نہین بتلاتے - اونکی صحت کے قائل ہین -
روحانی کیفیتون کا ثبوت مسمریزم کے عمل سے ظاہر ہے کہ معمول کی روح
عامل کی روح کے تابع ہوجاتی ہے - اور معمول کا حس و ادراک معطل ہوجاتا ہے
معمول کی روح مثل کل کے عامل کے ہاتھہ مین کام کرتی ہے - یہہ ایک بدیہی
ثبوت روح کے کرشمون کا ہے - مسمریزم اور وحی مین یہ فرق ہے کہ اول الذکر
انسانی روحون کا باہمی اتصال ہے -
اور وحی روح کائنات کا فیضان ہے - اور اسوقت انسانی روح کائنات
کی روح سے خاصکر واصل ہوتی ہے - اور جو کچہ تذکرہ اس حالت کا ہے
وہ قدرتی ہے - انسان کی قوت واہمہ اور تخیل کو اسمین دخل نہین - وہ
اسوقت بیکار محض ہوتے ہین - یہہ اعتراض کہ الہامی واقعے علمی تحقیقات سے
غلط ثابت ہوتے جاتے ہین - یہہ اسوقت قابل لحاظ ہو کہ جب حس و ادراک
کی تحقیقات کامل متصور ہو - اور مثل مذہب کے ناقابل ترمیم و اصلاح جرح
قدح کے ہوجائے - اور یہ امر علم کی حقیقت کے خلاف ہے - علم مین ہمیشہ تجارب
تجربہ اور انکشافات مزید ہوتے جاوینگے - اور ترمیم اور اصلاح ہوتی
رہیگی - وہ ترقی کرتا رہے گا -
ایسی بڑھنے اور گھٹنے والی شئے الہامی واقعہ کو غلط ثابت نہین کرسکتی
جبکہ یورپین علوم کی تحقیقات کی رفتار ایسی تیز ہے کہ ہر دس برس مین

ایسا انقلاب ہو جاتا ہے - کہ اگر ایک طالبعلم دس برس کا وقفہ دیکر پھر
اس علم کو شروع کرے - تو اسکو پُرانے اور نئے مین عظیم فرق معلوم ہوگا
تو ایسے علوم کی بنیاد پر مذہب کو باطل قرار دینا نازیبا ہے - جب تک مذہب
مین ایسے محقق پیدا ہون جیسے کہ علوم مین ہین اسوقت تک مذہب کی اصلی حالت نہ ظاہر ہوگی
انگریزی ترجمہ مذاہب سے بہت کم نفع پہونچتا ہی محققون کو چاہئی کہ جسطرح اپنے مذاق کے
علم و فن مین جانفشانی کرتے ہین اسیطرح مذہب کے اجزا تقسیم کرکے ہر جزو کا ایک محقق بنے
اسوقت محقق مذہب کی راے قابل لحاظ ہوگی - پچھلی صدی مین ایک
نامور محقق مسٹر میکس میولر ہوئے ہین - مگر وہ عام مذہب کے محقق تھے -
کسی خاص حصہ مذہب کے محقق نہ تھے - ہنوز مذہب کی تجزی نہین ہوئی اور ایک فنی
(یعنی اسپیسلسٹ) نظر نہین آتی - اس لئے مذہبی تحقیقات ہنوز ناتمام ہے -
تاہم تہذیب یورپ کا خیال ادہر رجوع ہوا ہے - اور امید ہے کہ آئندہ
سنجیدگی سے مذہب کی جانچ ہوگی -

تہذیب یورپ کے محققین کا ایک خاص احسان مذہب پر ہے کہ انیسوین [19]
صدی سے قبل اکثر عیسای مورخ دوسرے رہنماؤن کو بُری نام سے خطاب
کیا کرتے تھے وہ اب اس گروہ نے متروک کر دیا - اور جرح قدح بھی بکرہ [؟]
طریقہ سے نہین ہوتی - اور جب ایک گروہ مذہب کے محققین کا پیدا ہو جائیگا
تو مذہب کی اصلی حالت آپنر روشن ہو جائیگی - اسوقت تہذیب اور
مذہب کا ٹھیک موازنہ ہو سکیگا -

امر سوم - سوائے اسرار حقیقت اور عبادات کے جو محض روحانی ہین

باقی نظام مذہب ایک قانون معاشرت انسانی ہے - اس مین نیک کام کی ہدایت اور بد کی ممانعت ہے - جن کے مذہبی نام اوامر نواہی ہین اور جن سے عادت کی اصلاح ہوتی ہے اور باہمی میل جول مین فائدہ پہونچتا ہی علم اور فلسفہ سے کلام الٰہی مین بحث نہین کی گئی صنعت اور حکمت ظاہری کائنات کی جابجا مذکور ہے - علم - فلسفہ انسان کی عقل - تجربہ - اور غور فکر کا کام تہا - وہ قدرت نے اُسی پر چہوڑ دیا - معاشرت کی بالفعل ضرورت تہی - اس لئے اسکے نیک و بد کی ضروری صورتین ظاہر کردی گئین اور نوعمرون کو اُسکی تعلیم دینا نیک عادات سکہلانا ہے - اِس سے آیندہ زندگی مین انکو مدد ملتی ہے -

معاشرت کا قانون الہامی غیر متبدل ہونا اسوجہ سے ضرور ہے - کہ اُس سے حیوان انسان کا امتیاز رہے - اور انسان پہلے سے ٹہوکرین کہائے اور تجربہ کی تکلیف سے بچ جائے -

علم - فن - صنعت - حرفت - تجارت - زراعت - ملازمت کی بے روک ٹوک راہ کہلی ہوئی ہے - اُسمین مذہب کی صرف اسقدر ہدایت ہے - کہ کسب حلال کرو - یعنی خلاف اخلاق کوئی فعل نہ کرو -

یہ بہی کہا جاتا ہے - کہ ملک اور موسم کی وجہ سے معاشرت مین اختلاف ہو جاتا ہے - تمام دنیا کے لئے ایک قانون بنانا قدرتی اسباب کا درہم برہم کرنا اور انسان کو ایک شکنجہ مین کہینچکر بیکار کردیتا ہے - وحشی - نیم وحشی مہذب کے لئے کبہی ایک قانون معاشرت بکار آمد نہین ہوسکتا - اسپر غور کرنا چاہئے

کہ مذہب وحدانیت ہر قسم کے ملک گرم و سرد اور ہر قسم کے اقوام مین پھیلا - اور اس تغیر معاشرت کو بخوشی سب قومون نے قبول کیا تو یہ علانیہ ثبوت اس امر کا ہے - کہ مذہب مناسب حال اقوام تھا - اس تغیر معاشرت نے وہ زہریلا اثر پیدا نہین کیا - جو تہذیب یورپ نے امریکہ کی وحشی اقوام مین تباہی پھیلائی - عیسائی تہذیب اشاعت ادسلے اسلام پر تو یہ الزام لگاتی ہے - کہ بزور شمشیر اشاعت ہوئی - مگر اب چین - اور افریقہ مین جو اسلام پھیلتا جاتا ہے - اور نئے عیسائی ان ممالک کے اسلام قبول کرتے جاتے ہین - تو اس سے کیا نفس اسلام کی خوبی ظاہر نہین ہوتی اور کیا اس سے یہہ ظاہر نہین ہوتا - کہ اسلام سب قسم کی معاشرت کی مناسب حال ہے انیسوین صدی کی اشاعت اسلام انگلینڈ - اور امریکہ سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ اسلام سب درجہ کے اقوام کے مناسب حال ہے - اور یہی رای غیر متعصب تہذیب یافتہ لوگون کی ہے -

سب سے زیادہ یہہ اعتراض ہے - کہ اسلام نے معاشرت کے قاعدہ غیر متبدل کیون بنائے - اب ان غیر متبدل قانون کے اثر اور عملدرآمد کی کیفیت ایک تہذیب یافتہ کی زبان سے سنئے - چمبرس انسائکلوپیڈیا مین ایک مضمون نگار نے قرآن کے علم اخلاق کی بابتہ یہہ لکھا ہے -

(۱) - ناانصافی -

(۲) - کذب -

(۳) - غرور -

(۴) انتقام۔

(۵) غیبت

(۶) استہزا۔

(۷) طمع۔

(۸) اسراف

(۹) عیاشی

(۱۰) بے اعتباری۔

(۱۱) بدگمانی۔

(۱۲) بخل۔

یہہ نہایت قابل ملامت ہین۔

(۱) نیک نیتی۔

(۲) فیاضی۔

(۳) حیا۔

(۴) تحمل۔

(۵) صبر۔

(۶) بردباری۔

(۷) کفایت شعاری۔

(۸) سچائی۔

(۹) راست بازی۔

(۱۰) - ادب

(۱۱) - صلح -

(۱۲) - سچی محبت -

اور ان سب سے پہلے خدا پر ایمان لانا - اور اوسکی مرضی پر توکل کرنا سچی ایمانداری کا رکن ہے - (یہہ مضمون خطبات احمدیہ مین درج ہی) - اس قسم کے امور مین اگر غیر متبدل قانون نہ قائم کیا جاتا اور کثرت رای پر فیصلہ رکھا جاتا تو ظریف - اور عیاش - اور مصرف اخلاق رزیلہ کو اپنی حق مین ووٹ حاصل کر کے داخل اخلاق حسنہ کرا لیتے - اور صبر تحمل کو بزدلی کا شعار قرار دیکر اور کفایت شعاری کو بخل تصور کر کے داخل اخلاق رزیلہ کرا دیتے - اور اسیطرح روز تبدیلیان اخلاق حسنہ اخلاق رزیلہ کی ہوتی رہتین - کیونکہ ذراسی تبدیلی سے ایک قسم کا اخلاق تبدیل ہو جاتا ہے اور اصلی وصف زائل ہو جاتا ہے - مشاغل مین قمار بازی - شراب مین شرابخواری اور عام مسکرات - افتخار جاہلیت مین - دختر کشی کا امتناع کیا تو کیا ان افعال قبیحہ کی اسوقت یا آیندہ کسی وقت مین جواز کی صورت نکل سکتی ہی - البتہ کثرت راے پر فیصلہ رکھا جاتا - تو قماربازون شراب خوارون کی لئے ضرور کثرت رائے ہوتی - اور یہہ سب امور جائز قرار پاتے - جیسا کہ اب تہذیب نے جائز کر رکھا ہے - مذہب کی ہدایتین اصول موضوعہ قدرت کی ہین - اُن کی دوسری صورت ممکن نہین -

امر چہارم - ہندوستان - بخارا - ایران - مصر - اندلس - عراق مین جو

ترقی تہذیب کے مذہب کی وجہ سے ہوئی۔ اس سے صاف عیان ہی کہ مذہب وحدانیت ترقی کے لئے موزون ہے۔ مذہب واحدنیت عقل کو اگر کند کرتا تو عباسیہ بغداد۔ بنی امیہ اندلس فاطمیہ مصر مغلیہ ہند کے زمانہ مین ترقی علوم کیسے ہوتی۔ چنگیز خانی نسل نے اسلامی شہر وسط ایشیا ایسے تباہ اور برباد کر دیئے تھے کہ کسی وبائی مرض یا خونخوار جنگ سے بہی نہوتی یہہ سیلاب بلا کا تہا۔ کہ جو سامنے پڑا اوسکو بہالے گیا۔ اسی خونخوار قوم مین جب اسلام آیا۔ تو کیسی شان و شوکت کی سلطنین ہند و ایران مین قائم کین۔ اور اسی قوم کی ایک گروہ نے جا کر اپنا دار السلطنت یورپ مین بنایا اور یہ ترکی سلطنت کئی صدی تک ایسی باجاہ و جلال رہی۔ کہ تمام یورپ اس سے سر بر نہو سکتا تہا۔ اگر اسلام ترقی کا مانع ہوتا تو عربی۔ تاتاری۔ ترکی مغلیہ سلطنتین دنیا کی حکمران کیسی ہوتین۔ یورپ۔ افریقہ۔ ایشیا مین جب مذہب اسلام اور اسلامی تہذیب پہیل گئی۔ تو عیسائی یورپ نے متحد ہوکر اسلام پر جہاد شروع کیا۔ اس جہاد مین پس پا ہونے سے یورپ کی آنکھین کہلین۔ اور اسلامی تہذیب کی افضلیت قبول کی۔ اور اسی زمانہ سے تہذیب یورپ کا آغاز ہوا۔ اور غیر آباد اور نئے ممالک دریافت کئے۔

اسلام کسی طرح ترقی تہذیب کا مانع نہین ہے۔ اب زوال مذہب سے اسلام ضعیف ہوا۔ اور تہذیب کی ترقی بہی رکی۔ اسوقت ہر نئی بات کے آغاز کرنے سے جہجکتا ہے۔ کیونکہ پہلی سی اولالعزمی اور ہمت باقی نہین رہی اور برقی تار مذہب کا سرد ہو گیا۔

امر پنجم - الزام خونریزی جو مذہب وحدانیت پر لگایا جاتا ہے - یہہ اعتراض بغیر کسی حجت اور دلیل کے ہے - محض جنگ ہونے کا تذکرہ سنکر یہہ رائے قائم کرلی گئی ہے - کہ خونریزی ہوئی - کوئی ایسی خونریزی ثابت نہین کیجاتی ہے کہ غیر معمولی ہو - جبکہ یہہ ثابت ہے - کہ بانئے اسلام نے تیرہ برس حالت قیام مکہ مین مذہب کا اظہار کیا - اسوقت کیسے کیسے آزار بانی اسلام کو پہونچائے اور مسلمان جان سے تنگ آکر غیر ملکون کو چلے گئے - اور وہان بھی ان کا پیچھا نہ چھوڑا - لاچار ہوکر اور سازشون سے عاجز آکر ہتھیار اٹھائے - اسکو ناحق پسند خونریزی سے منسوب کرتے ہین - اس خونریزی کا زمانہ گیارہ برس قیام مدینہ اور تیس برس زمانہ خلافت کی طرف منسوب کیا جاسکتا ہے اسکی بابت نمبر ۹ اشیوع اسلام - اور شیوع تہذیب یورپ مین پوری بحث کیجائیگی مذہب اور تہذیب کے بارہ مین سوا کرفع ان اعتراضات کے اور باتین بھی ہین - جو قابل غور ہین -

۱ - مذہب اور تہذیب کے باہمی تعلقات کیسے رہے -

۲ - آیا موجودہ حالت تطبیق مذہب اور تہذیب سے فائدہ پہونچ سکتا ہے

۳ - آیا یہہ کہ مذہب - تہذیب جداگانہ نظام کی حیثیت سے چلسکتے ہین مذہب اور تہذیب سے باہم اسوقت رقابت کرنے کا درجہ باقی نہین رہا - بلکہ مذہب اب بالکل مغلوب ہوگیا - اور کہین پناہ کی جگہہ نہین رہی - مذہب نے نئے نئے بھیس بدلے کہ کسی طرح تہذیب مین مل جلکر جان بچ جاوے - مگر کسی صورت سے تہذیب کا رنگ نہ چڑہا اور تہذیب نے اپنی جماعت سے الگ نکالکر پھینکدیا

اصل سبب اس مخالفت کا یہ ہے - کہ مذہب نے ابتدا سے تہذیب کو اپنے سایہ مین قید رکھا - اور جداگانہ نشو ونما ہونے سے روکا - اور مذہبی فروغ مین تہذیب ہمیشہ دبی رہی - کبھی یہہ ثابت ہونے نہ دیا - کہ سواے مذہب کے کوی دوسری شئے انسانی نظام مین ہے - جو قابل التفات ہو - اب مذہب کی قید سے جو تہذیب چھوٹی تو اس نے اپنا نظام جداگانہ قائم کر کے دنیا کو یہہ ثابت کر دیا کہ بغیر مذہب کے دنیا مین بسر کر سکتے ہین -

اس قسم کی بحثون سے تمام مذاہب دنیا مین ہلچل پیدا ہو گئی اور بجاے اسکے کہ مذہب اور تہذیب کی حقیقت کی جانچ کی جاتی - اور باہمی فرق دریافت کیا جاتا - مذاہب کی ترمیم اور اصلاح شروع کر دی گئی - اس اصلاح کا یورپ سے آغاز ہوا - اور پروٹسٹنٹ مذہب قطع برید کر کے تہذیب کو پیش نظر رکھکر بنایا گیا - جہان جہان یورپ مین تہذیب پھیلتی گئی - مذاہب زیر مشق ہوتی گئی ہندوستان مین بھی صدی گذشتہ سے ہندو مذہب کی اصلاح شروع ہونے لگے اور ریفارمر بننے لگے -

کیشب چندر سین نے بنگال مین برہم سماج مذہب قائم کیا اور دیانند سرسوتی نے شمالی ممالک مین آریہ سماج کی بنیاد ڈالی -

مسلمانون مین بھی دیکھا دیکھی تحریک پیدا ہوئی - مذہب کی کمزوریون پر نظر ڈالی گئی - اس خیال کے لوگون کو پرانے تعلیم یافتہ نیچری کہنے لگے اور سرسید کو پیشرو سمجھنے لگے -

واقعی سرسید کسی نئے خیال کے موجد نہ تھے - وہ اس جستجو مین تھے کہ الجھا

ترقی تعلیم کے کوئی نیا فلسفہ بنایا جائے۔ جس سے مذہب اسلام کی عقلی مضبوطی ہو جائے۔ اور اہل اسلام لامذہب اور ملحد ہونے سے بچ جائین۔ اور انکا خیال تہا۔ کہ جسطرح دوسری صدی ہجری مین یونانی تہذیب کے ترجمون نے مذہب اسلام مین لغزش پیدا کر دی تہی اور علم کلام نے اسکو سنبہالا تہا اسیطرح یورپین تہذیب کے مقابلہ کے لئے کوئی علمی ہتیار تیار کیا جائے مگر کوئی کامیابی نہوئی دنیا کے جملہ پرانے مذاہب کی اصلی حالت بوجہہ امتداد زمانہ کے تاریکی مین ہے۔ اور ہر مذہب مین فرقے اور شاخین کثرت سے ہوگئی ہین۔ اس لئے اور بہی مشکلات اصلیت دریافت کرنے مین ہوگئی ہین۔ اسلام گو اس نقص سے مبرا نہین ہے۔ مگر اسلام مین ابتدا سے مذہب اور تہذیب کی حدبندی ہوتی رہی۔ اور ایک کو دوسرے مین خلط ملط نہونے دیا۔ اسلیئے اسکی کیا ضرورت ہے کہ تہذیب سے مذہب کو جانچا جائے۔ اور اصلاح کے لئے قلم اوٹہایا جائے۔

اسلامی تہذیب کے اجزا یہ ہین۔

۱۔ قرآن۔ اور علوم القرآن۔

۲۔ حدیث۔ اور علوم حدیث۔

۳۔ فقہ۔ اور علوم فقہ۔

۴۔ فلسفہ علوم فنون۔ علم کلام۔

۵۔ تصوف۔ اور اسکے قواعد۔

ہر جزو کے دو حصہ ہین۔ ایک اصل دوسرے تاریخی حالات اور دیگر مباحث جسکو مین نے علوم کے نام سے بیان کیا ہے۔ اور جس کی ترمیم اور اصلاح

ہوسکتی ہے - ان پانچون مین خالص مذہب صاف طورسے الگ ہے
اور عقلی جزو مذہب بالکل علیحدہ ہے -
اول قرآن - یہہ خالص مذہب ہے - اسمین کمی بیشی اصلاح ممتنع ہے باقی
علم القرآن وہ عقلی منصوبہ اور اقوال ہین - جو بحث مین آسکتے ہین -
دویم حدیث - وہ حکم رسول ہے - اور اسکی پابندی واجب ہے - باقی
علوم حدیث انکی ترمیم اور اصلاح ہوسکتی ہے -
سویم فقہ - اس کی پابندی اول اور دوم درجہ کی نہین ہے - مگر جب تک
علما، اس کی اصلاح نہ کرین - یہہ اسلامی قاعدہ ٹوٹ نہین سکتا - تاہم انکو
ناقابل اصلاح اور ترمیم نہین کہہ سکتے -
چہارم علوم فنون علم کلام - یہہ ہمیشہ تحقیقات اور تجربہ سے گھٹتے بڑہتے
رہتے ہین - جسقدر عقلی حصہ اسلامی تہذیب مین ہے - وہ صاف کہلا ہوا ہے
عالم یا ہرفن اسمین بحث کرسکتا ہے - باقی نمبر ۱ - ۲ کا پہلا جزو یہہ ناقابل
ترمیم ہے - اسپر بحث ممتنع ہے -
پنجم - تصوف - یہہ عوام کے لئے نہین ہے - یہہ خواص کے مسلمہ اصول
ہین - یہہ بحث طلب نہین ہین - مگر یہ بہی ناقابل ترمیم قرار نہین دئے
جاسکتے - یوروپین تہذیب اب سو برس سی اسلامی ممالک مین پہیلتی
جاتی ہے - اسنے رفتہ رفتہ اپنا اثر یہہ پیدا کیا کہ بہت سے مذہبی مسئلہ
جو محض اسرار تہے - ادہر بحث مباحثہ شروع ہوگیا اور انکی تاویلین
ہونے لگین - اور ما بین مذہب اور علوم کی تطبیق ہونے لگی یہہ طریقہ

مذہب کے لیے نہایت خطرناک ہے - مذہب کے بہت تھوڑے حصہ مین
تہذیب سے مطابقت ہوسکتی ہے - اور اس قلیل مطابقت سے تمام نظام
مذہب کی تصدیق مسلم نہین ہوسکتی - اور غیر مصدق حصہ مشکوک ہوجائیگا -
اور معتقدات مین خلل پیدا ہوجائیگا - اور مذہب مین زوال کے آثار نمایان ہوجائینگے
مذہب - تہذیب مین یہہ فرق ہے - کہ مذہب کی اعلے درجہ کی ترقی محض سادگی
اور قناعت ہے - اور نفس کائنات کا فیضان ہے جیسا کہ بانیان مذہب کی
سوانح عمری سے ظاہر ہے - اور تہذیب یا تمدن کی ترقی پیچ در پیچ حالت انسانی
اور ہوس اور حظ نفسانی ہے - انسان ہر مجہول شئے کو معروف کرنا چاہتا ہے
اور اُس سے منتفع ہونے کا قصد کرتا ہے - اور اسکا حاکم بنتا ہے مذہب کی
ایک حد ہے - اور قناعت اور فیضان روح کائنات اُسکی تسلی بخش ہے تہذیب
یا تمدن کی کوئی حد ہوس کے سبب سے نہین اور ذاتی ناموری اسکا منتہاے
خیال ہے - بوجہ نہ معلوم ہونے انتہا در حقیقت کے انسان کائنات مین تغیر
پیدا کرتا چلا جاتا ہے - اور اس تغیر کا عجیب وغریب اثر کائنات مین کسی
دوسرے رنگ مین ظاہر ہوتا ہے -
انیسوین صدی تہذیب کی معراج ہے - قریب ہے کہ سبع سیارہ مین انسان
عملی تحقیقات کی بنیاد ڈالے اربعہ عناصر مہذب انسان کے مطیع فرمان ہوگئے ہین
آگ - پانی کے اجتماع ضدین سے کلین - ریلین - جہاز متفرق حصہ دنیا کو یکجا
کرتے جاتے ہین - وقت - اور جگہہ - جسکا خیال غیر محدود تھا - بھاپ اور بجلی
تار کے ذریعہ سے انسان قابو مین لاتا جاتا ہے - دوربینون نے افلاک کی

دوری مٹا دی۔ قطب شمالی کی قدرتی مزاحمتون کو انسان نے فرو کر کے وہان اپنا جھنڈا نصب کر دیا بجلی سے ادنٰے خدمتگار اور پیام رسانی کا کام لیا جاتا ہے آواز کو قیدی بنایا۔ اور اپنی خوشی کا جلیس کیا۔ ہوائی جہاز۔ غبارہ تارون تک پہونچنے کا قصد کر رہے ہین۔ اور قریب ہے کہ چاند کی نہرین اور پہاڑون کا علم طبیعات نیا قائم ہو۔ اور وہان کے باشندون سے سلسلہ مراسلت اور ملاقات کا نکل آئے۔ یہ سب کرشمہ حس اور ادراک کے ہین۔ دنیا کے مظاہر کو خوب روشن کیا۔ مگر حقیقت ہنوز سربستہ راز ہے۔

یہہ کچھہ نہین کھلتا۔ کہ اس انسانی ترقی تمدن کا حقیقت پر کیا اثر پڑتا ہے جنگلون کے معدوم ہونے سے بارش کی کمی ہوئی۔ اور زراعت کی کثرت سے قوت نامیہ اراضی مین فرق آیا۔ نہین معلوم کہ لوہے۔ کوئلہ کے کھودنے اور سطح زمین پر پھیلانے کا کیا اثر طبقات الارض پر ہو۔ بجلی۔ بھاپ کے سبب سے نہین معلوم کہ کیا انقلاب نظام عالم مین ہو۔ ان قدرتی اشیاء کا اپنے مرکز سے ہٹا دینا ضرور کوئی تغیر عظیم پیدا کریگا۔

تہذیب حال مین معاشرت کی ضرورتین بے انتہا ہو گئین۔ صرف دولتمند اس سے منتفع ہو سکتے ہین۔ غربا کو سادہ زندگی بسر کرنا مشکل ہی۔ تجار آسودہ سلطنتین مقروض۔ جنگی سامان ایسا بیش قیمت ہو گیا ہی۔ کہ سلطنتون سے بار نہین اوٹھہ سکتا۔

تہذیب مین پیچھے آگے بڑھنے والی شے ہے۔ مذہب مین ایک استقلال اور مضبوطی ہے۔ یہہ اہل یورپ کی غلطی تھی۔ کہ مذہب۔ تہذیب کو آپس مین لڑایا

ایک کو دوسرے سے مقابلہ کیا۔ یہہ دونون باہم مقابلہ کے لائق نہ تھے۔

ایک طرف محض روحانی سلسلہ سے انسانی نظام قائم کیا گیا جس کی ترمیم اصلاح روحانی تبدیلی سے ہوتی رہی ہے۔

دوسری طرف ظاہری۔ تجربہ اور مشاہدہ سے نظام قائم کیا گیا۔ جو ہمیشہ ترقی کرتا رہے گا۔

جو صورت کہ اب پیدا ہوئی ہے۔ کہ مذہب اور تہذیب کی تطبیق کر کے اسکو متحد کر دیا جائے۔ یہ مذہب کے خاتمہ کا ڈھنگ ہے۔ مذہب متواتر منجھتے منجھتے چھلنی ہو جائیگا۔ اور تہذیب کے زیر مشق آ کر بیکار ہو جائیگا مثلاً ایک مسئلہ علمی ارتقا کا ذکر کیا جاتا ہے۔ اس کی رو سے محض ارتقا بنیاد پیدائش انواع ذی روح کی قرار دی گئی ہے۔ اور مذہب کی رو سے جو انسان کا خاص خلق کیا جانا کہا جاتا تھا۔ وہ مرتفع ہو گیا۔ مذہب کو کوئی تردد اس مسئلہ سے نہین۔ یہہ ہنوز مکمل نہین ہوا۔ قبل از مرگ واویلا ہے۔ اور یہہ جو کہا جاتا ہے کہ ارتقا سے خدا کی ضرورت نہین رہی۔ یہہ بالکل بیجا ہے۔ اس مسئلہ ارتقا کی بنیاد علم تشریح و طبقات الارض کی تحقیقات اور انکشافات پر ہی۔ اور سلسلہ یہہ قائم کیا جاتا ہے۔ کہ پہلے بیدماغ کے گھونگے ذی روح تھے۔ اسکے بعد مچھلی (دماغ دار) اور پھر حشرات الارض پھر چوپایہ۔ پھر انسان۔ وجود مین آیا۔

اور اقسام کی بنیاد۔ (۱) نیچرل سلیکشن - اقتضاء قدرت

(۲) اسٹرگل فار اگزسٹنس - بقاء حیات کی تلاش

(۳) سروائول آف فٹسٹ - قوی باقی رہتا ہے۔

۴- ہیر ڈٹی - توریث
اور صحرای - خانگی جانوروں کے اسی قسم کے اسباب اور تشریحات عادات
دریافت کرکے اور مقابلہ کرکے اصول ارتقا معلوم کیا-
مدت ذی روح کے جو فرض کی گئی ہے - اوسکی تقسیم یہہ ہے-

۱- تغیر دماغ - ۵۳
۲- مچھلی - ۳۲
۳- حشرت الارض - ۱۱
۴- چوپایہ - ۳
۵- انسان - ۱/۲

کروروں برس کے بعد انسان بنا ہے - انسان کے تین درجہ ہین دو درجہ
ایک برفستان - دوسرا بعد برفستان - تیسرا التعلیم کا زمانہ ہے - یہہ نظام مسیطر
مکمل نہین ہے - کیونکہ تحقیقات سطح آراضی ہنوز نامکمل ہے - قطب شمالی کے
سرے تک مہذب انسان پہونچ گیا ہے - جنوبی قطب پر ابہی انسان کا سایہ
بہی نہین پڑا - صحرائی افریقہ کے پار کچھ نکل گئی ہون - مگر پورے طور سے اُس مین
دخل نہین ہوا - نہ اُسکی تحقیقات ہوئی - ہنوز سمندر مین جزائر نکلتے آتے ہین -
پہاڑ بہی پورے انسان کے قدم سے نہین نکلے -
زمین کے وار پار ابہی چہید نہین ہوا جس سے طبقات آراضی کی پوری تکمیل ہوئی ہو
نئے نئے جانور - آبی - خشکی اور ہوا کے نکلتے آتے ہین - ہنوز ارتقار کے مسئلہ
کی ابجد ہے - سو برس سے کم کی تحقیقات ہے - اور کروروں برس کے سلسلہ کے

انکشافات ہین - اور ہنوز سلسلہ بہی ناتمام ہے - گہونگہ سے اوپر کا سلسلہ نہین ہے اور روحانی سلسلہ انسان کی کوئی تحقیقات نہین ہوئی - اور نہ چہ پایہ اور انسان کا روحانی طریقہ ہنوز دریافت ہوا -

اسی تحقیقات ناقص پر جو سو برس سے ہو رہی ہے - چہ سات ہزار برس کے نوع انسان کے مقبولہ خدا کو چہوڑنا انصاف کے خلاف ہے - یہہ اختیار ہی کہ اشرف المخلوقات سے گہونگہ بنجاؤ -

مسئلہ ارتقا کو دیکھکر انسان نے گہونگہ کو اپنا مورث بنایا - اور چہ ہزار برس کے مقبولہ خدا کو چہوڑ دینا پسند کیا - یہہ دہریون کی انسانیت ہے ابہی تو انقلابات عالم سے اسفل کا درجہ طے کرنا باقی ہے - نہین معلوم اسکی انتہا کہان پہونچے - اور کیا معلوم ہے - کہ جہان انسان نہین پہونچا وہان نیا ذی روح ملجائے - اور پہر از سر نو سلسلہ بنانا پڑے -

مسٹر ٹرس نے ایک کتاب انسان خدا کا پرتوہ ہے - لکہی ہے - اسمین ارتقا کے منصوبہ کو تسلیم کرکے اوسکی تاویل اسطرح کی ہے - کہ مادہ پرست حکیم اس واقعہ کی نسبت ایک مثال بہی پیش نہین کرسکتے - کہ بیجان چیز سی جان - عقل پیدا ہوئی - اور چونکہ نظام عالم سے یہہ ثابت ہے - کہ عالم پر از حکمت ہے اسلئے پہلے کیڑہ سے قبل جان - اور عقل - خالق کائنات کی تہی - اس نے ترقی کا نظام قائم کیا - اور اس سے مذہب یعنی خدا کی صحت ثابت ہوتی ہے حکما کے مقابلہ مین یہہ جواب شافی نہین ہے - اول اس فرض کرنے سے آئندہ تحقیقات کا راستہ رکہتا ہے - جیسا کہ قدیم سے رکا ہوا تہا علاوہ اسکی

یہ اصول بہی بغیر ثبوت کے ہے۔ کیونکہ کائنات کی حکمت دیکھکر فرض کرلیا گیا ہے۔ علاوہ ازین یہہ ہڑس کا پیدا کیا ہوا اصول نہین ہے۔ یہہ اہل مذہب کا اصول بہ تبدیل الفاظ ہے۔ روح کا پیدا کرنا اہل مذہب کہتے ہین۔ اور جان۔جسم کا اتصال حکم خدا سے ہوا۔

مگر ایک اور گروہ محققین کا ہے۔ جنکا یہہ خیال ہے۔ کہ شکل سے مختلف اقوام کی یہہ ظاہر ہوتا ہے۔ کہ سب انسان ایک جوڑہ سے پیدا ہوئے۔ اور بعضون کی یہ رائے ہے۔ کہ اگرچہ تشریح مین انسان اور بندر ایکسا ہی معلوم ہوتے ہین مگر روحانی نظام انسانی وحیوانی دونون مین بین فرق ظاہر کرتا ہے۔ اسلئے ڈارون کے اصول کی صحت ہنوز متنازعہ ہے۔ (ریزل کی تاریخ انسان)

غرضکہ طبعی تحقیقات مسئلہ ارتقاء کی ناقص اور ناتمام ہے۔ اور روحانی سلسلہ کو چہیڑا ہی نہین۔ ایسی بے بنیاد تحقیقات پر خدا کو نہین چہوڑا جاتا۔

اسی مسئلہ کو اگر اہل مذہب کامل سمجھکر مذہب سے تطبیق کرتے تو یہی ہوتا کہ مذہب مین بہی کوئی ایسی صورت تلاش کرتے۔ اور اسکو کھینچ تان کر مشابہت پیدا کرتے۔ اور آیندہ تحقیقات سے دوسرا قاعدہ دریافت ہوتا تو مذہب مین کیسا بدنما داغ باقی رہتا۔ اور جب علم کی اصلاح ہوتی تو مذہب کی اصلاح ساتھہ ساتھہ ہوتی رہتی۔ اور اسکی اصلی حالت بالکل منقلب ہوجاتی۔

ہر قوم مین بعض مراسم شادی اور غمی ایسے ہوتے ہین۔ کہ وہ بظاہر سمجہہ مین نہین آتے۔ مگر اُن کی پابندی ہوتی ہے۔ کیا مذہب کا ایسا رتبہ بہی نہین ہے کہ اگر کوئی واقعہ مصدقہ مذہب ایسا ہو۔ کہ تہذیب کے پلہ مین نہ آتا ہو تو

اس سے گریز کیا جاوے۔

تطبیق مذہب اور علوم کی باہم جائز رکھنا کسی ایک کو پہلے سے ترجیح دینا ہے
دوسری مشکل یہہ پیش آئیگی۔ کہ جس امر مین تہذیب اور مذہب مین اختلاف
ہے۔ اُسمین کس کی بنیاد پر فیصلہ کیا جائیگا۔ تطبیق ایک مبہم اصول واسطے ماننے
منقول۔ اور معقول کو ہے۔ گویا پہلے سے یہ فرض کر لیا گیا ہے۔ کہ دونون
ایک ہین اور کوئی نزاع یا امر تطبیق کا معارض ہے۔

مذہب جو محض منقول ہے وہ ہمہ جہت موجود ہے۔ اور تہذیب کچھ تو موجود
ہے۔ اور کچھ دانشمندون کے ذہنون مین ہے۔ اور کچھ مجہول ہے جسکی تلاش
محققون کو ہے اور کچھ ایسی ہے کہ جس مین دو گروہ ہو گئے ہین اور باہم اختلاف ہے
ایسی دو شے مین تطبیق دینا آیا عقلاً کارآمد ہو سکتا ہے۔

علاوہ اسکے معمہ تہذیب جسکی ایک مختصر تفصیل شروع مین لکھہ چکے ہین اوس سے
یہہ ثابت ہوتا ہی کہ انسان کی تجربہ اور امتحان مین ایسی چیزین آتی ہین کہ انکی حقیقت
مطلق سمجھہ مین نہین آتی۔ مگر صرف لفظون مین انکی نام لکھدی ہین اور ان معمون کے
علاوہ کل اشیاء کائنات جنکو ہم محسوس کر سکتے ہین انکا علم جزوی ہمکو حاصل ہوتا ہی
اور علم کلی یعنی حقیقت ہماری سمجھہ سی باہر ہی۔ تو جو شئے ہمکو علم جزوی سی حاصل نہین ہوتی بلکہ
ہمارا ادعا یہ ہی کہ ہمکو علم کلی سی حاصل ہوئی ہی تو اسکی صحت کی جانچ علم جزوی کی تحقیقات سی کیسے
کر سکتی ہین ہمارا ادعا یہ ہی کہ انسان کی عقل بالانفراد یعنی اجزا کر کی اپنا عمل کرتی ہی اور تمام
علوم اور فنون اسی طرح ایجاد ہوئی ہین اور مذہب اس عقل سی حاصل نہین ہوا ایک دوسرے
کی صحت باہمی مقابلہ سے ثابت نہین ہو سکتی۔

نمبر ۱۸

اشاعت اسلام اور اشاعت تہذیب یورپ کا موازنہ

اشاعت اسلام اور اشاعت تہذیب کے ضرر و فوائد کے موازنہ کا مسئلہ کسقدر پیچیدہ ہے - اگرچہ دونون کا اصلی مدعا انسانی بہبودی ہی مگر ایک طرف غیر متبدل فطرت مذہب ہے اور دوسری طرف ترقی کرنیوالا حس و ادراک و تجربہ انسانی ہے - علاوہ اس کے ایک طرف بہبودی دینا و آخرت مقصود ہے - دوسری طرف محض دنیاوی فوائد زندگی کی مطلوب ہین سب سے زیادہ مشکل مقابلہ اور موازنہ کے لئے یہہ پیش آتی ہے کہ مذہبی نظام مستقل اور غیر متبدل عام مخلوق کے لئے ہے - اور بوقت شیوع بتمامہ بذریعہ رہنما واحد پیش ہو گیا -

تہذیب یورپ بذریعہ جماعت ہر ملک کے جدا جدا وقت مین پیدا ہوتی رہی اور آہستہ آہستہ ترقی کرتی رہی او بدلتی رہی - اور اُسکی بابتہ رایون مین اختلاف ہوتا رہا - کسی قوم نے نئے ملک اور جزیرہ دریافت کئے کسی نے آباد کئے - کہین علوم و فنون مین ترقی ہوئی - کہین عمدہ قواعد سلطنت نافذ کئے گئے - کہین تجارت و معاشرت کو فروغ دیا - یہہ سب مل جا کر تہذیب یورپ بنی ہی اب دونون کا موازنہ اُسی وقت ہو سکتا ہے - جب ہر ایک کو محدود کر کے ان کے دور قائم کئے جائین - اور پھر اون کے ضرر و فوائد پر نظر ڈالی جاوے اور دیکھا جائے - کہ ترجیح کدھر ہے -

ابتداً میرا یہہ ارادہ تہا - کہ پیغمبر اسلام کے گیارہ برس ہجرت کی جنگین اور خلفاء اربعہ کی مدت خلافت تیس برس کے فتوحات جملہ اکتالیس برس کی جنگون کا نقشہ بنایا جاوے تہذیب یورپ کے چار مشہور جنگ مندرجہ حاشیہ سے مقابلہ اور موازنہ کیا جاوے - اسمین مشکل یہہ پیدا ہوئی - کہ پیغمبر اسلام کے گیارہ برس کے اعداد کشتگان قریب بہ صحت معلوم ہوگئے - مگر خلفاء کے حالات دریافت کرنے کے لئے زیادہ مدت درکار تہی اس لئے یہہ طریقہ متروک کیا -

اب مین نے صرف حضرت کے زمانہ کا یہ نقشہ بنایا ہے -

---

١ - سول جنگ امریکہ سنہ ۱۸۶۱-۶۵ع

٢ - جنگ فرانس و جرمنی سنہ ۱۸۷۰ع

٣ - جنگ روس و ترک سنہ ۱۸۷۷ع

٤ - جنگ روس و جاپان سنہ ۱۹۰۴-۵ع

نقشہ غزوہ و سرایا آنحضرت بزمانہ گیارہ سال بہ قیام مدینہ

نمبر	نام غزوات	سن	تعداد اسلام	تعداد مخالفین	مقتولین اسلام	مقتولین مخالفین	کیفیت
۱	بدر	سنہ ۲ھ	۳۱۴	۱۰۰۰	۱۴	۷۰	
۲	اُحد	سنہ ۳ھ	۱۰۰۰	۳۰۰۰	۷۰	۳۰	
۳	المریسیع	سنہ ۵ھ	۳۰	۰	۱	۱۰	
۴	خندق	سنہ ۵ھ	۳۰۰۰	۱۰۰۰۰	۰	۴۰۰	مسلمانون کی تعداد مورخون نے نہین لکھی
۵	بنی قریظہ	سنہ ۵ھ	۰	۰	۰	۲۵۰	اسمین بہی مسلمان ضائع نہین ہوئے
۶	غابہ	سنہ ۶ھ	۵۰۰	۷۰۰	۱	۲	
۷	خیبر	سنہ ۷ھ	۱۴۰۰	۰	۱۵	۳۹	
۸	مکہ	سنہ ۸ھ	۱۰۰۰۰	۰	۰	۲۴	اس دفعہ لڑائی نہین ہوئی اس لئے مسلمان نہین مارے گئے بعض مشہور مفسد اور مجرم فریق ثانی کے قتل ہوئے
۹	حُنین	سنہ ۸ھ	۱۲۰۰۰	۰	۴	۷۰	
۱۰	طائف	سنہ ۸ھ	۱۰۰۰	۰	۱۲	۰	مسلمانون نے کچھ روز دن محاصرہ کرکے چھوڑ دیا اسلئے فریق ثانی کو نقصان جان کا نہین ہوا۔
	میزان		۲۹۲۴۴	۱۴۷۰۰	۱۱۷	۸۹۵	
	۱۸ سرایا	۰	۰	۰	۹۰	۵۸	میزان غزوات ۱۰۱۲ میزان سرایا ۱۴۸ ۱۱۶۰

اس نقشہ سے گیارہ برس کی جنگون کی گو کُل ٹھیک تعداد مقتولین کی نہین معلوم ہوئی۔ مگر جسقدر کتابون سے معلوم ہوا۔ وہ تعداد ایکہزار ایکسو ساٹھ (۱۱۶۰) ہے

دوسو تخمینہ سے بہول چوک کے بڑہا دئے جملہ ایکہزار تین سو ساٹہہ ہوئے
یہہ کل جنگیں یا قریش یا یہود کی چڑہائیون کے تحفظ مین ہوئین - یا انکی بدعہدی
اور دست درازی کی سبب سے ہوئین - ان مین سے ایک لڑائی بہی شیوع
مذہب کی غرض سے نہین ہوئی - اگر یہ سمجہا جاسے - کہ اسلام کی اشاعت
سے دیگر مذہب معرض خطر مین تھے - اس سبب سے مخالفون کو مناقشہ
کی وجہہ پیدا ہوئی -
بنظر انصاف غور کرو - کہ تیرہ برس قیام مکہ مین کسقدر خاموشی اور صبر اور
تحمل سے مذہب کا وعظ کیا گیا - اُسکا نتیجہ یہہ ہوا کہ دو دفعہ مسلمانون کو وطن
چہوڑنا پڑا - اور جب غیر ملکون مین سکونت اختیار کی - تو وہان سے بہی بیخ کنی
کی سعی کی گئی - اب مجبوراً تحفظ مین ہتیار اوٹہانے پڑے - بعض نکتہ چین
اور عیب جو طبیعتین مدینہ کی جنگون کو بغض اور کینہ کی طرف تاویل کرتی ہین
اسی قسم کے لوگون مین مصنف تمدن اسلام ہے جو حضرت کے زمانہ کی خوبی
دکہلانا نہین چاہتا - اس لئے مسلمانون پر مدینہ کی جنگون کا الزام لگاتا ہی
اور سردار لشکر کا نام شریک نہین کرتا تاکہ مصنف پر تعصب کا احتمال نہ ہو
وہ اس طرح ذکر کرتا ہے -
"عہد و پیمان دوستی سے جب فراغت ہوگئی - اور پُرامن جگہہ مین رہنے سے
اطمینان ہوگیا - تو مسلمانون کو اہل مکہ کی ایذا دہی اور ان کے مظالم کا خیال
آیا - اونہون نے انتقام لینے کی غرض سے قریشون پہ چہاپہ مارنے اور
جنگ کرنے کا قصد مصمم کیا - اور بہت سے مشہور غزوات وجود مین آئے

جو اسلامی جنگون کا مقدمہ تھے“

اس لئے ضرور ہوا۔ کہ بانی اسلام اور مسلمانون کی طبیعت کا رنگ انہین قریشیون کے برتاؤ سے دکھلایا جاے۔ مہم مکہ آٹھ برس بعد ہجرت مدینہ کی پیش آئی۔ اس مہم کی بابت تمام مورخین متفق ہین۔ کہ بدعہدی قریش مکہ کی طرف سے ہوئی۔ علاوہ ازین یہ وہ ہی قریش تھے جنھون نے تیرہ برس متواتر قیام مکہ کے زمانہ مین بانی اسلام اور مسلمانون کو سخت سے سخت آزار پہونچاے تھے اور کوئی دقیقہ ان کی نیست و نابود کرنے کا اوٹھا نرکھا تھا۔ یہان تک تنگ کیا کہ تین برس تک ایک تنگ گھاٹی پہاڑ مین وہ بند رہے اور ان کی رسد بھی بند کر دی گئی۔ اور جب بانی اسلام کے قتل کا منصوبہ کیا۔ تو اپنی جان بچانے کے لئے مدینہ کو ہجرت کی۔ جسوقت مکہ پر چڑہائی ہوئی اسوقت یہ سب واقعے یاد تھے۔ اور مسلمانون کی قوت اسوقت ایسی بڑہی ہوئی تہی۔ کہ اہل مکہ کسی طرح مقابلہ نہین کر سکتے تھے۔ دس ہزار فوج انکی رہنما کے ساتھ تہی۔ اور اس فوج مین اکثر وہ مہاجر شامل تھے۔ جو اہل مکہ سے آزار اوٹھائے ہوئے تھے۔

کیا ایسے زخم رسیدہ سردار اور ایسے آزار رسیدہ فوج سے یہ اُمید ہوسکتی تہی۔ کہ ایک قریش ابوسفیان کی سفارش اہل مکہ کے لئے سننا گوارا کرتے۔ اگر رہنما کے دل مین بغض اور کینہ کا میل ہوتا۔ تو اس کا عمل یہی ہوتا کہ جب ابوسفیان کے داخلہ سے ہی سب فوج برانگیختہ ہو گئی تہی ان کے غصہ کو فرو کیا جاتا۔ اور اس اعلان کے ساتھ داخلا مکہ کا تجویز کیا جاتا

۱ - جو ابو سفیان کے گہر مین پناہ لے وہ امان مین ہے -

۲ - جو شخص خانہ کعبہ مین پناہ لے - وہ امان مین ہے -

۳ - جو ہتیار ڈالدے - وہ امان مین ہے -

۴ - جو شخص مکان بند کرکے خاموش رہے - وہ امان مین ہے -

باوصف اس اشتہار کے اہل مکہ سے کچہہ لوگ بمقابلہ پیش آئے - اور خفیف لڑائی ہوئی - یہہ لڑائی بہی حضرت نے ناپسند کی -

بعد فتح مکہ کے حضرت نے کہانے کی خواہش ظاہر کی - تو نان خشک اور سرکہ پیش ہوا - وہ رغبت سے کہایا - کیا ایسے صبر وتحمل کی کوئی مثال دنیا مین ملسکتی ہے - اور ایسے بے نفس کی نسبت یہہ گمان ہوسکتا ہی - کہ مدینہ پہونچکر جب اطمینان ہوگیا - اور فوت ہوگئے تو بغیر سخت سازش کی جنگین شروع کین اور لوٹ مار پہیلائی -

یہہ جنگین فوجی لڑائیون کا درجہ نہین رکہتین اگر اُن کی نسبت قیاس ہوسکتا ہے - تو یہی ہوسکتا ہے - کہ یہہ خانہ جنگیان تہین جنکا فی سال اوسط کچھ اوپر سو کے ہوتا ہے - اور اسقدر وارداتین ایک چہوٹے سے حصہ ملک مین ہوجاتی ہین - مگر بنظر انصاف خیال کرو کہ ان خانہ جنگیون کا نتیجہ کیا ہوا - پہلے عرب کیا تہا - اور اس مذہب نے کیا بنادیا -

۱ - کل جزیرہ نما عرب جسمین بیشمار چہوٹے چہوٹے فرقہ اور حکومتین تہین - چوبیس سال کے وعظ سے جس مین گیارہ برس جنگ جدل مین گذری - کل عرب کا متحد ایک مذہب ہوگیا - اور ایک قوم بلحاظ مذہب کے ہوگئی -

۲- شراب خواری- قماربازی جو قومی وتیرہ تہا وہ معدوم ہی نہین ہوا بلکہ اُس سے تنفر ہو گیا-

۳- غلامی جس نے انسان کو جانور بنا رکہا تہا وہ پہر انسانی جماعت مین برابر کے حصہ دار ہو گئے-

۴- بیرحم دختر کشی کی جگہہ لڑکیون کی محبت مثل لڑکون کے ہو گئی اور وہ شرعی حصہ دار قرار پائین-

۵- فحش اور زنا جس نے عورتون کو شرمناک حالت مین مبتلا کر رکہا تہا- اوسکے عوض نکاح کی حد معین کرنے سے وہی محترم بیبیان بن گئین

۶- بت پرستی جس مین انسانی قربانی بتون کے سامنے ہوتی تہی اوسکی جگہہ انکسار اور ایثار کے خیال سے نمازون مین خدا کے سامنے سر جہکنے لگا

۷- اتحاد مذہبی کی وجہہ سے خونخوار جنگین بند ہو گئین- اور ملک مین امن امان پیدا ہو گیا- یہہ وہ نتائج ہین جنکو غیر متعصب عیسائی مصنفون نے اخذ کیا ہے- اور متعصب عیسائی مصنف جرجی زیدان بہی ان واقعات مین رنگ آمیزی نہ کر سکا- جو ان نتائج کی تعیین ہین- وہ اسطرح آغاز اتحاد باہمی مسلمانان قائم ہونا تحریر کرتا ہے " مدینہ پہونچکر پہلا کام حضرت نے یہہ کیا کہ اہل مکہ اور اہل مدینہ (انصار) مین عہد دوستی اور بہائی چارہ کا کرا دیا اور دونون فریقون کے درمیان مین ایک عہد نامہ لکہا گیا جسمین انہون نے ایک ہی قوم کے افراد ہونے کا اقرار کیا تہا- عہد اسلام کا پہلا بنیادی پتہر یہی عہد مواخات ہے- نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان اشراف مکہ کا

جو اسلامی فتح کے بعد ایمان لائے مولفۃ القلوب نام رکہا۔ اسلام کے بعد عرب وہ عرب ہی نہ رہے تھے جو قبل از اسلام تھے انکی حالت بالکل کایا پلٹ ہوگئی تھی۔ پہلے تو وہ جدا جدا اور منتشر قبیلے تھے۔ اور ایک دوسرے سے بیگانہ تھا اور اسلام کے بعد ایک قوم اور ایک دل ہوگئے۔ البتہ جو امر اسقدر جرات پیدا کرنے کا موجب ہوا۔ وہ یہ اعتقاد تہا کہ جس چیز کی طرف اُن کو بلایا گیا ہے یعنی دین اسلام۔ وہ واقعی حق اور راست ہے۔ ان کا عقیدہ تہا کہ وہ دنیا کو دین کے لئے فتح کرتے ہیں۔ اور خداوند پاک انکو روئے زمین پر اسلام پہیلانے کے لئے حکم دیتا ہے۔ اسلامی اتحاد کا جلوہ تمام کاروبار میں نظر آتا ہے۔ ہمارے اس دعوے کی یوں بہی تائید ہوتی ہے کہ اسلام توحید کا عنوان ہے۔ یہہ اجمالی تذکرہ رسالت کے دَور کا ہے۔ اس سے ہر شخص اندازہ کر سکتا ہے۔ کہ اسلام کا شیوع کس طریقے سے ہوا۔ دوسرا دور خلافت راشدہ کا ہے۔ اُس کے آغاز کا خطبہ اسی کتاب تمدن اسلام سے نقل کیا جاتا ہے۔

ابوبکرؓ کا پہلا خطبہ جو انہوں نے بیعت خلافت لینے کے بعد پڑہا ہے اسلام کی حقیقت اصلی کی تصویر کہینچ رہا ہے۔ اور اس راز کو عیاں کرتا ہے جسکے سبب سے اسلام نے اس تیزی کے ساتہہ محیط زمین پر اپنا سایہ پہیلا دیا وہ خطبہ یہ ہے۔ اے لوگو میں تمہارا والی مقرر کیا گیا ہوں اور اسمیں کوئی شک نہیں کہ میں تم سے بہتر نہیں۔ اگر میں اچہا کام کروں تو میری مدد کرو اور اگر بدی کا مرتکب ہوں۔ تو مجہے ٹہیک بناؤ۔ صدق امانت ہے۔ اور

کذب خیانت - تم مین کا زور والا میرے نزدیک اُسوقت تک کمزور ہے
جب تک کہ مین اُس سے حق کو حاصل نکرلون - اور تمہارے گروہ کا
کمزور شخص اُسوقت تک میری نظرون مین زوروار ہے - جب تک کہ مین
انشاء اللہ تعالےٰ اُسکا حق اسے نہ دیدون - تم مین سے کوئی شخص جہاد
کو نہ ترک کرے - کیونکہ جو قوم اسکو چھوڑ دیتی ہے - خداوند کریم اسے ذلت
مین مبتلا فرماتا ہے - جبتک مین خدا اور رسول کی اطاعت کرتا رہون تم بھی
میرے مطیع رہو - اور جسوقت مین اس امر سے باہر ہوکر نافرمانی کرون
تو تم پر بھی میری اطاعت واجب نہین - بنظر انصاف اگر اس خطبہ کے
مضمون پر لحاظ کیا جائے - تو ہر لفظ سے اظہار انکسار اور مستعدی عدل
اور اتباع حکم خدا اور رسول کا پایا جاتا ہے - دوسرا خطبہ اسی خلیفہ کا
مہم کی روانگی کے وقت کا یہان درج کیا جاتا ہے - جس سے عملی کاروائی
کا طریقہ ظاہر ہوگا -

مہم کی روانگی کے وقت حضرت ابوبکرؓ نے اسامہ سردار لشکر کو جن امور
کی ہدایت کی اُسکا ذکر کتاب تمدن اسلام مین اسطرح ہے - بددیانتی
بیوفائی - ظلم زیادتی نہ کرنا - لوگون کے اعضا کاٹنے بچون - سن رسیدہ
بڈھون اور عورتون کے قتل کرنے - پھلدار درخت کاٹنے اور جلانے
اور درختون کو بے ثمر بنانے سے پرہیز کرنا - بکری - گائے - اونٹ
قربانی کرنے کے - علاوہ اور کسی وجہ سے ذبح نہ کرنا - اور عنقریب
تم ایسے لوگون کے پاس سے گذروگے - جنہون نے خدا کی عبادت کیلئے

عبادتگاہ ہون۔ اور خانقاہ ہون ہین سکونت اور گوشہ نشینی اختیار کی ہو
اُن کو اُن کی حالت پر چھوڑنا۔ اور ان کی عبادت گاہ اور خانقاہ سے
متعرض نہونا۔ یہی مصنف خلفار کے عہد کی بابتہ یہہ رائے ظاہر کرتا ہے
خلفا راشدین کی حکومت خدا ترسی پر قائم ہوئی۔ اور انصاف وعدل
کے ساتہہ مستحکم تھی۔ خلفا بہت سادہ زندگی بسر کرتے تھے انکے وقتونمین
خلافت کا طرز ایک دینی رتبہ سے ملتا جلتا تہا۔ حکومت دنیاوی سے اسکو
کوئی مناسبت نہ تہی۔ ان خلفائے راشدین مین سے ہر شخص موٹے کپڑے
کا لباس پہنتا تہا۔ ان کے پیرون مین وہ کہجور کی چھال کی نعلین بنی ہوئی تہین
ان کی تلوار کا پرتلہ بہی کہجور کی چہال کی رسیون سے بنا ہوا ہوتا تہا۔ وہ
بازارون مین اسطرح چلا پہرا کرتے تھے جیسے کوئی عام رعایا مین کوئی
شخص گہومتا پہرتا ہو۔ اور جسوقت کسی چہوٹے سے چہوٹے آدمی سے کچھ کہتی تہی
تو جواب مین اپنی بات سے کہین زیادہ سخت گفتگو سنتے تہے۔ وہ پاک طینت
لوگ ان تمام باتون کو دینداری کی قسم سے خیال کرتے تہے۔ اور لوگون پر
خدا ترسی اور انصاف اور عمدہ برتاؤ کے ساتہہ حکمرانی کرتے تہے خلفار اشدین
کی غذا اُن کے یہان کے فقیرون کی غذا سے بہی کم درجہ ہوتی تہی۔ وہ لوگ
محتاجی یا تنگدستی کی وجہہ سے اس قسم کی کمی نہین کرتے تہے۔ بلکہ ایسا کرنیسے
انہین اپنی غریب رعایا کے ساتہہ ہمسری اور ہمدردی کا خیال رہتا تھا
حضرت علی بن ابوطالب کو ان کی املاک سے بہت بیش قرار آمدنی ہوتی
تہی جو وہ سب کے سب فقیرون کو دے ڈالا کرتے تہے اور اپنا گذارا

اسی قناعت اور صبر کی روش پر کرتے رہتے تھے - ابوبکر - عمر - علی
ابن العاص - معاویہ وخالد جیسے لوگ اگر آج کے دن ظاہر ہوتے تو اس مین
کلام نہین - کہ ان کا شمار اُن بڑے بڑے لوگون مین ہوتا جنکی عظمت جہان
دنیا بطور ضرب المثل پیش کرتی - جیسا کہ یورپ کے لوگ ان دنون بوناپارٹ
کرام ویل - بسمارک اور گلیڈاسٹن وغیرہ کو ضرب المثل بناتے ہین -

مذکورۂ بالا اشخاص ان نامور لوگون کے علاوہ ہین جو اموی اور عباسی
حکمرانون کے عہد مین پیدا ہوئے - اور شہرت اور عظمت کے آسمان پر نیر اعظم بنکر چمکے
خداوند عالم نے عرب والون کی قسمت مین فتحمندی لکھدی تھی - کہ اُن کو
ایسے سردارون اور سپہ سالارون کے ساتھ مختص کیا جو فنون جنگ و
حسن تدبیر اور حکمت عملی مین دنیا کے چیدہ چیدہ لوگون مین شمار ہوتی ہین
مثلاً خالد بن ولیدؓ - خالد بن سعیدؓ - ابی عبیدہ ابن الجراحؓ - سعد بن ابی وقاصؓ
یزید بن ابی سفیانؓ - حمزہ بن عبد المطلبؓ اور حضرت علی بن ابی طالبؓ جیسے
لوگ جن مین دلیری اور سپہ سالاری کا مادہ غالب تھا اور عمر بن العاصؓ
معاویہ بن ابو سفیان - مغیرہ بن سعبہ اور زیاد کی مانند مدبر اور ہوشیار لوگ
اور ابو بکر صدیق و عمر بن الخطاب کے مثل دانا اور متقی اور صاحب ہمت لوگ
اُن مین پیدا ہوئے -

عربون کا قاعدہ تھا - کہ جب کسی شہر یا ملک کو فتح کرتے وہان کے رہنے والون کو
بدستور سابق انہین کے طور طریق پر رہنے دیتے اُن کے مذہب مین اور انکے
معاملات مین - ان کی تمدنی اور انتظامی حالتون مین کوئی تغیر نہ کرتے تھے

جبکہ عمر ابن العاص نے مصر کو فتح کیا۔ تو انہون نے وہان بہی ویساہی برتاؤ کیا یعنی قبطیون کی حکومت اور انتظامی حالت خود انہین کے ہاتہہ مین رہنے دی۔ حتی کہ قبطی اپنے ہی گروہ مین سے اپنا قاضی مقرر کرتے تہے جو ان کے معاملات کا فیصلہ کیا کرتا تہا۔ خلفائے راشدین کے وقت مین خلافت شورے کے ذریعہ سے ہوتی تہی۔

یہہ انتخاب زمانہ خلفاء راشدین کا روانگی لشکر اسامہ سے شورے کے ذکر تک کتاب تمدن اسلام مصنفہ عیسائی مصنف جرجی زیدان سے کیا گیا ہے۔ یہہ مصنف بظاہر دشمن اسلام نہین۔ مگر بانی اسلام پر جو در پردہ حملہ کئے ہین اس سے اسکی نیت ظاہر ہوتی ہین۔ اسکی کتاب جامع اضداد ہی تاہم ایسا مصنف خلفاء اربعہ کی خوبیون کے ظاہر کرنے پر اس سبب سے مجبور ہوا تا کہ بانی اسلام کے حالات پر شک نہو اور وہ مسلمہ سمجہے جائین۔

خلافت کے زمانہ کا ذکر محض اس غرض سے کیا ہے تاکہ دنیا کو معلوم ہو کہ ان بزرگون کے عادات کیسے تہے۔ اور انپر لوٹ مار اور خونریزی کا الزام لگانا جائز تہا۔ یا محض تعصب اور ظلم کے راہ سے لگایا۔

اسی خیال سے اسلام کے تمدنی دور کا تذکرہ بہی یہان درج کیا جاتا ہے یہہ انتخاب بہی تمدن اسلام جرجی زیدان سے کیا ہے۔

دور سوئم

۱- خلافت بنی امیہ دمشق - قریب سو برس - } بر اعظم ایشیا
۲- خلافت بنی عباس بغداد } پانچسو برس مدت قیام
سو برس بعد خلافت اول کے قایم ہوئی

۳- خلافت بنی امیہ اندلس - } آٹھہ سو برس تک رہا } بر اعظم یورپ
آخر زمانہ خلافت اول کی قایم ہوئی -

۴- خلافت بنی فاطمہ مصر } دو سو برس } بر اعظم افریقہ
خلافت دوئم کی آخر زمانہ مین قایم ہوئی

ان سب کی مدت نو سو برس ہوئی - خاتمہ عربی قوم کی سلطنت کا اندلس مین ۱۵۱۰ء مین ہوا -

علاوہ اس کے ترک - مغل - افغان (غیر عرب) اسلامی قومون کی سلطنتین دور دوئم کے زمانہ مین پیدا ہوئین - اور اب تک باقی ہین - اُن کی تاریخ سے مقابلہ کرنے مین بہت کچھ قطع برید کرنی پڑے گی - اور یہہ امر بحث طلب ہوگا کہ تا زمان قیام سلطنت عرب کے غیر عرب اقوام عرب کی برتری قبول کرتی تھین یا نہین - اور کسوقت سے غیر عرب اقوام مین خلافت کی شان مسلم ہوئی - غرضکہ مین اس تیسرے زندہ دور سے اس جگہہ قطع نظر کرتا ہون -

انتخاب از تمدن اسلام

قرآن - اول اہل عرب جیسا کہ ہمنے بیان کیا اپنی شاعری - خطابت اور فصاحت پر فریفتہ تھے - لیکن جب قرآن اُترا - تو اُسکی فصاحت و بلاغت

اُن کو مبہوت کر دیا - اسکا اسلوب بیان اور اسکی بلاغت اُن کو
بالکل اعجوبہ معلوم ہوئی - کیونکہ یہہ کاہنون کی مسجع عبارت کی طرح نہین تہا
اور نہ شعر کی طرح مقفےٰ اور موزون - بلکہ دونون سے جداگانہ تہا جسکی
کوئی نظیر اُن کی زبان مین نہین تہی - اُس کی خوبیان دیکہکر انکو حیرت ہوئی
اور جادو کی طرح اسنے ان کے دلون کو مسخر کر دیا - جب اہل عرب اسلام
لائے - تو اسکی تلاوت مین محو ہو گئے - اور چونکہ اُس کے احکام دین کی اصل
اور دنیا کی جڑ ہین - اور انہین کی پابندی کی وجہہ سے اسلامی دولت اور
سلطنت کو ترقی ہوئی - اس لیئے وہ اسکے معانی مین بہی بہت غور کیا کرتے تہے
جب بعض بعض مقامات پر اُنکو دشواری پیش آتی - تو حدیث تلاش کرتے
جس سے اُن اشکال کی توضیح ہو جاتی -

اس لیئے اُن کو احادیث جمع کرنے اور اُسکے مسلسل بالروایت
کرنے کا شوق پیدا ہوا - چونکہ بہت سی روایتون مین تباین اور تغایر معلوم ہوا
اس لیئے صحیح اور فاسد روایتون مین تمیز کرنے کے لیئے درس اسانید اور
اور راویون کے اخبار اور حالات دریافت کرنے کی طرف متوجہ ہوئے
اور انہون نے محدثین کے طبقات مقرر کیئے اور اُنکے حالات چہان مارے
جب اسلامی دولت قائم ہوئی اور مختلف ممالک مفتوح ہوئے تو
انکے اوپر خراج اور لگان مقرر کرنے کے لیئے اُنکو ابتداء اسلام کی تواریخ
پر نظر ڈالنی پڑی - کہ اُسوقت جب ملک فتح کیئے گئے تہے - تو کس طرح خراج
مقرر کیا گیا - کیونکہ ممالک کے فتح کرنے کی مختلف صورتین ہوتی ہین -

کوئی لڑائی سے فتح کیا جاتا ہے - کوئی صلح سے کوئی امن دیکر اس لئے
اُن کے خراج کی مقدار اور کیفیت جداگانہ ہوتی ہے - اس غرض کیلئے
انکو مغازی اور فتوح کے حالات مدون کرنے کی ضرورت پیش آئی -

سیر — خلفاء بنی امیہ کے زمانہ مین امور سلطنت وغیرہ مین بہت کچھ خرابیان
واقع ہوگئین - اس لئے علمانے مواعظ اور سلف کے حالات بیان کرکے
لوگون کو نصیحت کرنا اور عبرت دلانا شروع کیا - اس غرض کو لئے نبی صلی اللہ
علیہ وسلم اور اُن کے صحابہ اور خلفاء راشدین کے تاریخی حالات جمع کئے گئے
چونکہ سنت (حدیث) اور قرآن کے معانی اور احکام سمجھنے کے لئے فہم عبارت

تفسیر — اور استخراج معانی کی بھی ضرورت پیش آئی - اسلئے علم تفسیر معہ راویون
اور ناقلون کی سند اور اختلاف قرار کے مرتب کیا گیا - اور اسی طرح
طبقات حدیث اور محدثین کے درجے مقرر کئے - اور انکے لئے یہہ بھی
ضروری ہوا کہ اصول مقرر کئے جائین جن سے معانی سمجھنے مین غلطی نہو
چنانچہ اصول فقہ مقرر کئے گئے - اور فقہ اور علم کلام کی طرف بھی توجہ کیگئی

لغت — جب غیر اہل عرب تلاوت قرآن کی طرف متوجہ ہوئے - تو انکو
اسکے اعراب مین بہت دشواری پیش آئی - اس لئے انکو علم لغت کی ضرورت
ہوئی انہون نے اسکو مدون کیا - اور الفاظ کے معانی متعین کئے اور اسکی قواعد مقرر کئے
اس لئے علوم لغت مین جو لوگ مشغول ہوئے - اُن مین عجمیون کی تعداد زیادہ
علم لغت مین انکو خاص طور پر قریش کی زبان کی کیفیت تلاش کرنی پڑی - کیونکہ قرآن
انہین کی زبان مین اُترا تھا - اس لئے انہون نے عربون کے اشعار اور امثال

کی تحقیق شروع کی - اُسکے ضمن مین عربون کے حالات ان کی شاعری کی
کیفیت اُن کے آداب اور انساب کے حالات معلوم کرنے کی ضرورت بھی
پیش آئی - اسی کا نام علم ادب رکھا گیا -
اشعار مین مختلف روایت اور نقل کی وجہہ سے تفاوت واقع ہوتا تھا -
اسلئے شعرا کے حالات اور اُن کے طبقات چھانٹے گئے - اُن کی قبیلے
اور مقامات دریافت کئے گئے -
الغرض جسقدر علوم اہل اسلام نے مرتب کئے - اُن سب کا مرجع قرآن شریف
ہے - اور یہہ تمام کام اُسکے معانی سمجھنے کے لئے کئے گئے گویا وہ مسلمانونکی
علمی دائرہ کا مرکز ہے -
اہل عرب نے دولت اسلام کی بنیاد ڈالی - اور بہت سی قومین دین اسلام
مین داخل ہو کر اہل عرب کے ساتھہ خلط ملط ہو گئین اور متفقہ طور پر سب کا
نام اہل اسلام رکھا گیا - اسیطرح اہل روما نے اٹلی کی دولت کی بنیاد ڈالی
اور مختلف ممالک کو فتح کر کے وہان کی قومون سے ربط ضبط کر لیا جس سے
وہ سب ایک قوم شمار کئے جانے لگے - اور اُنکا نام اہل روما رکھا گیا
جب ان دونون قومون کو ایک دوسرے سے مقابلہ کر کے دیکھا جاتا ہے
تو اہل اسلام علمی مشغلہ مین بہ نسبت اہل روما کے زیادہ دیکھے جاتے ہین
کیونکہ ان دونون قومون نے علوم کو اہل یونان سے لیا - لیکن یونانی
قومونکا اُن سے مقابلہ کرنا فضول ہے - کیونکہ وہ علم اور فلسفہ کے
موجد ہین - اگرچہ اُنھون نے اُسکا زیادہ تر حصہ قدماء مصر اور کلدانیون سے لیا

لیکن وہ واضع خیال کئے جاتے ہین - اس حیثیت سے وہ اہل روما اور عرب سے فضلیت رکہتے ہین لیکن بحیثیت دولت اور سلطنت کی انکا درجہ دونون سے گرا ہوا ہے - کیونکہ انتظام اور حکومت کا مادہ نہین تہا اسلئے اُن کی حکومت زیادہ عرصہ تک نہین رہی - اور نہ وہ اپنی ایک مستقل قوت قائم کر سکے - بلکہ مختلف چہوٹی چہوٹی سی سلطنتین تہین جو آپس مین ایک دوسرے سے لڑتی جھگڑتی رہتی تہین -

اہل رومانی یونانیون سے فلسفہ اور علوم لئے - لیکن انہین کوئی معتدبہ زیادتی نہ کر سکے - البتہ انہون نے شرائع اور قوانین حکومت وضع کئے اور ایک عظیم الشان سلطنت قائم کی - جو یونانیون کو نہین نصیب ہوئی گویا اہل روما فتح اور سلطنت کے لئے بنائے گئے تہے - اور اہل یونان تصور اور خیال کے لئے - اور اہل عرب مین یہ دونون باتین تہین - اسلئے انہون نے اعلےٰ درجہ کا نظام حکومت اور قوانین مقرر کئے - اور ایک وسیع اور پُر شان سلطنت قائم کر لی - اور یونانیون سے جسقدر علوم نقل کئے ان کو اسی حال پر باقی نہین رکہا - بلکہ اونکی درس تدریس شروع کر دی - اور اپنی عقل کی تیزی اور ذہن کی صفائی سے انہین بہت کچھ اضافہ کیا - اسکے علاوہ اہل فارس ہند - اور کلدانیون کی بہی انہون نے علوم نقل کئے - مزید بران خود بہت سے علوم بنائے - جو اسلامی علوم کہلاتے ہین - علم فصاحت و بلاغت بہی انہین کی لطافت طبع کا نمونہ ہے -

یہہ بات پہلے ہم نے بیان کر دی - کہ اسلامی تمدن مین جن علمون کو ترقی

ہوئی - وہ دو قسم کے ہین - ایک تو اسلامی علوم - دوسرے علوم دخیلہ
یعنی جو دوسری زبانون سے لئے گئے - علوم اسلامیہ زیادہ تر اُن لوگون
مین رائج ہوئے - جو عرب نہین تھے - اِسکا سبب یہ ہے - کہ اہل عرب
اسلام کو سنبھالنے اور فتوحات ملکی کی طرف متوجہ ہو گئے - وہ جنگلون کے
باشندے امی لوگ تھے - اس لئے دعوت اسلام دین کے پہیلانے اور
دولت کے بڑہانے مین مصروف ہو گئے - جنہین علم کی چندان ضرورت نہ تہی
وہ صرف قرآن جانتے تھے - اور اسی سے لوگون کو اسلام کی طرف بلاتے تہے
اور اسی کی تلقین کرتے تھے - ابہی اسلام کو پچیس برس بہی نہ ہوئے تہے کہ شام
عراق - مصر - فارس - افریقہ وغیرہ ممالک مفتوح ہو گئے - مسلمانون کی تعداد
زیادہ تر وہی فاتح لشکر تہا - اور اس وسیع ملک کی حیثیت سے اُن کی تعداد
بہت کم تہی - علاوہ برین ان مین سے بہت سی لڑائیون مین مارے گئے مگر
اُس کے ساتھہ ہی اُس پریشان سلطنت اور اُسکے باشندون کی حمایت
اور اُسکے انتظام کی کافی تدبیرین کرتے تھے - ان کی ہمتین سلطنت اور
لشکر کشی کی طرف زیادہ متوجہ ہو گئین - اور اپنے فطرتی مادے کی وجہہ سے
شاعری اور خطابت مین وہ مشغول ہوئے - یہی ان کی جاہلیت کے علوم تہے
اپنی اولاد کو بہی بدنی ریاضت - سواری اور سپہگری کی تعلیم دیتے تھے
تاکہ وہ فتح ممالک اور دین کے پہیلانے مین کام آسکین - انکا پُرشان
بادشاہ عمر بن خطاب اپنی دوربین آنکھون سے اُن کی آیندہ حالت سنبھالنے
کے لئے طرح طرح کی تدبیرین کیا کرتا تہا - اُس نے انکو زراعت اور پیشے

پیشون سے جو اُن کو خانہ نشین کردین ممانعت کردی - اسی سبب سے عربونکا گھر گھوڑے کی پیٹھہ تھی - اور پیشہ تلوار بازی - جب وہ مختلف ممالک مین پہیلگئے اوران کے فتوحات کے آگے سمندر آگیا - تو حضرت عمر نے اُن کے پاس یہہ حکم بہیجا - تم اپنی اولادون کو تیرنا سکھلاؤ - اور اچھی اچھی ضرب المثلون اور اشعار سے اُن کی ہمت بڑہاؤ -

تحصیل علم بنی امیہ عباسیہ - فاطمیہ

خلفاء عباسی مین سب سے زیادہ عالم مامون تہا - یہہ شریعت - لغت نجوم فلسفہ اور منطق خوب جانتا تہا - اسی کے مقابل خلفاء اندلس مین حکم بن ناصر تہا جسکی وفات ۳۶۶ھ ہجری مین ہوئی - اور دوسرا حاکم بامر اللہ فاطمی مصر مین تہا - جسکی وفات ۴۱۱ھ ہجری مین ہوئی - حکم بن ناصر عالم اور فاضل ہونے کے ساتھہ ہی کتابون کے جمع کرنے کا بیحد شوق رکھتا تہا - اسنے بہت مال و دولت اس شوق کے پورا کرنے مین صرف کیا - اور حاکم بامر اللہ بہت بڑا انجوم کا عالم تہا - اُس نے ایک رصدگاہ قاہرہ مین بنوائی اور ایک کتب خانہ جمع کیا - عبد الرحمن اوسط حکمران اندلس بہی ایسا ہی تہا - اس کی وفات ۲۳۸ھ ہجری مین ہوئی - یہہ پہلا بادشاہ تہا - جسکو اندلس مین پہلے پہل بغداد سے فلسفہ کی کتابین ملین اِسکے پیشتر اندلس مین فلسفہ کا کوئی نام بہی نہین جانتا تہا -

ادب اور شعر مین خلفاء کو خاص دلچسپی ہوتی تہی - سفاح کو عرب کے مفاخرات اور اُن کی شاعری کے پُرانے قصے بہت پسند آتے تھے - منصور - اخبار اور آداب عرب سے بہت واقف تہا اُسنے ایک کتاب بہی

اسمین تصنیف کی ہے - ہادی کی مجلس مین ادبار اور شعرا کا مجمع رہا کرتا تھا
ابن المعتز پہلا حکمران ہے - جس نے علم بدیع مین کتاب لکھی - ابراہیم ابن مہدی
بہت بڑا ادیب اور شاعر تھا - ایسا ہی امرا ہمدان - حلب اور اندلس کا
کا حال تھا - یہ خلفا چونکہ خود عالم ہوتے تھے - اسلئے تلاش کرکے اہل علم کو
بلاتے تھے - اور انکو بڑے عہدے اور بڑا درجہ دیتے تھے ایسی صورت مین
کوئی وجہ نہ تھی - کہ علم کی ترقی معراج کمال پر پہونچ جاتی - اسامہ بن منقذ
لکھتا ہے - کہ سفاح خطبون اور رسائل کا بہت شائق تھا - اور ایسے لوگون پر
بہت کچھ احسان کرتا تھا - چنانچہ اسنے ایک ہزار رسالے اور ایکہزار خطبے
جمع کرائے تھے - منصور اخبار اور قصون کا بڑا شائق تھا - اسکے زمانہ مین
تمام قدیمی قصے اور پرانے واقعات لوگ جمع کرتے تھے - موسی ہادی اشعار کا
شیدائی تھا - اسکے لئے لوگون نے اچھے اور لطیف اشعار جسقدر ملسکے جمع کئے
ایسی علمی دلچسپی کی حالت مین کوئی تعجب نہین ہے - اگر مصنفان اور تصنیفات
کی تعداد زیادہ ہو جائے - کیونکہ بادشاہ امرا - وزرا - اغنیا - فقرا
جسمین عرب - فارس - روم - یہود - سریان - ہنود - ترک - دیلم اور قبطی
وغیرہ شامل تھے - تمام اسکی طرف مائل ہوگئے - اور شام - مصر - عراق - فارس
خراسان - ہند اور اندلس کے علما اسمین مصروف ہوگئے - ان کی
تصنیفون مین ہر قسم کے علوم طبیعات - الہیات - ادب - ریاضی -
تاریخ اشعار وغیرہ وغیرہ بھرے پڑے ہین - انھون نے علم کی اسقدر
شاخین نکالین - جنکی تعداد پانچسو سے زیادہ ہوگی جنکا [illegible]

مفاتیح العلوم میں ذکر کیا ہے - بعض ایسے علم بھی انہوں نے ایجاد کیئے
جنکا وجود اسلام کے قبل نہ تھا جیسے اقتصاد سیاسی اور فلسفۂ تاریخ -
سب سے پہلے اسلام میں ولید بن عبد الملک نے ۸۸ھ ہجری میں دمشق
میں ایک شفاخانہ جذامیوں کے لئے تعمیر کیا - جب عباسیوں کی سلطنت شفاخانہ
قائم ہوئی - اور منصور نے فارس سے طبیبوں کو بلایا - تو ایک پاگل خانہ
مجنونوں کے علاج کے لئے تعمیر کرایا - اچھا شفاخانہ جو اسلام میں قائم ہوا
وہ رشید کے زمانہ میں تعمیر کرایا گیا - یہہ فارس کے جندیساپور کے مارستان
(بیمارستان) کے ڈھنگ پر بنوایا گیا برامکہ نے بھی اپنے نام سے ایک
بہت بڑا شفاخانہ تعمیر کیا - چونکہ انکو ہندوستان کی طبابت سے بہت زیادہ
الفت تھی - اسلئے اسکا افسر ایک ہندو کو مقرر کیا - جسکا نام ابن دھن تھا
اسنے برامکہ کے لئے سنسکرت سے طبی کتابونکا عربی میں ترجمہ کیا -
جب بغداد کا شفاخانہ مشہور ہوا - تو دوسرے بڑے بڑے شہروں میں
بھی اس کی تقلید کی جانے لگی - متوکل کے وزیر فتح ابن خاقان نے مصر میں
ایک شفاخانہ تعمیر کیا - جو المتاخر کے نام سے مشہور ہوا - ۲۵۹ھ ہجری میں
جب ابن طولون وہاں کا حاکم ہوا - تو اُس نے اپنے نام سے ایک شفاخانہ
تعمیر کیا - جسمیں ساٹھہ ہزار دینار صرف کیا - اور یہہ حکم دیدیا کہ کسی سپاہی
اور سلطنت کے ملازم کا علاج یہاں نہو - عام مریضوں اور مجانین کو مفت
دوائیاں دیجاتیں - ہر جمعہ کو خود بھی اسکا معائنہ کرنے کے لئے جاتا تھا
لیکن ایکدن کسی پاگل نے وار کر دیا - جس سے اسکو تکلیف پہونچی اور یہہ

جانا بند کر دیا۔ تیسری صدی ہجری ابھی پوری نہ گذرنے پائی تھی۔ کہ مکہ اور مدینہ میں بھی شفاخانے تعمیر کیئے گئے۔ چوتھی صدی ہجری میں خلیفہ مقتدر اور اُسکے وزرا نے بغداد اور اسکے اطراف میں شفاخانے بنانے شروع کیئے جیسے وزیر نے حربیہ میں ۳۰۲ھ ہجری میں ایک بڑا شفاخانہ قائم کیا اسمیں ابوعثمان دمشقی مشہور طبیب ملازم تھا۔

سیدہ کا شفاخانہ بھی بہت مشہور تھا۔ اسکو سنان ابن ثابت نے ۳۰۶ھ ہجری میں کھولا تھا۔ اسکا ماہوار صرفہ چھہ سو دینار تھا۔ مقتدر نے بھی اپنے نام سے بغداد کے باب الشام پر ایک شفاخانہ بنایا تھا جسمیں دو ہزار دینار ماہوار خرچ ہوتے تھے۔ وزیر ابن الفرات نے بھی اپنے نام سے شفاخانہ تعمیر کیا تھا اُنکے علاوہ رے۔ اور نیشاپور وغیرہ میں بھی لوگوں نے مارستان بنائے تھے مصر میں مارستان کافوری بہت مشہور تھا۔ عضد الدولہ نے ۳۶۸ھ ہجری میں بغداد میں پل کے پاس ایک بہت بڑا شفاخانہ تعمیر کیا جسمیں چوبیس طبیب ملازم تھے۔ ان سب کا افسر جو شخص تھا۔ اُسکا نام ساعور تھا۔ یہہ مارستان اس زمانہ میں تمام شفاخانوں سے بڑا خیال کیا جاتا تھا۔ لیکن جب نور الدین زنگی نے چھٹی صدی ہجری میں دمشق میں اور سلطان صلاح الدین نے قاہرہ میں شفاخانے تعمیر کرائے۔ تو اُسکی وقعت گھٹ گئی۔ ملک منصور نے ۶۸۳ھ ہجری میں دمشق کے شفاخانہ کیطرح مصر میں بھی شفاخانہ تعمیر کیا جسکے آثار اب تک باقی ہیں۔ انکے علاوہ تمام بلاد اسلام فارس۔ خراسان۔ موصل۔ شام اور اندلس وغیرہ میں بھی بہت سے شفاخانے تعمیر ہوئے تھے جنکا بیان کرنا

طوالت سے خالی نہین۔ ابن جبیر مشہور سیاح نے اپنے سفر نامہ مین چھٹی صدی ہجری کے بلاد اسلام کے مشہور شفاخانون کے چشم دید حالات بیان کئے ہین ان تمام شفاخانون مین باقاعدہ نہایت عمدگی کے ساتھہ علاج کیا جاتا تھا اوسمین دوا اور غذا مین مختلف مذاہب کے لوگون کا خیال رکھا جاتا تھا خدام تیمار دار۔ اور نرسین مریضون کی خدمت کے لئے ملازم رکھی جاتی تھین جو مریض مرجاتا تھا۔ وہ سرکاری طور پر دفن کردیا جاتا تھا۔ انہین شفاخانون مین طب بھی پڑہائی جاتی تھی۔ بعض شفاخانے ایسے بھی تھے۔ جو فوجون کے ساتھہ رہا کرتے تھے۔ سلطان محمود سلجوقی کے لشکر مین چالیس اونٹون پر شفاخانہ رہا کرتا تھا۔ یہہ بات پہلے معلوم ہو چکی ہے۔ کہ قرآن اسلامی علوم کی بنیاد ہے

قرآن اسلامی علوم کی بنیاد ہے۔

اور پہلی تعلیم اسلام کی یہی ہے۔ گویا مسلمانون کا معلم اول جو شخص ہے وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم ہین۔ کیونکہ انہون نے صحابہ کو اُس کی تعلیم دی اُسی کے اقتضا سے دوسرے علوم مثلاً فقہ۔ تفسیر۔ حدیث۔ تاریخ۔ اور ادب وغیرہ کی تعلیم شروع ہوئی۔ یہی وجہہ تھی کہ اسلام کے پہلے مدارس اکثر مسجدون مین ہوا کرتے تھے۔ اور ہر جامع مسجد مین ایک مدرسہ ضروری خیال کیا جاتا تھا۔ وہان کتابون کا بھی ایک ذخیرہ مطالعہ کے لئے رکھا جاتا تھا امرا اور خلفا البتہ اپنی اولاد کی تعلیم معلم کو ملازم رکھکر اپنے مکان پر دلاتے تھے جیسا کہ اب بھی بعض بعض جگہ طریقہ ہے۔ ان جوامع مین سب سے مشہور قاہرہ کا جامع ازہر ہے۔ یہہ ۳۶۱ھ ہجری مین قائم کیا گیا تھا۔ اسمین بھی قرآن وغیرہ کی تعلیم ہوتی تھی۔ یہان ترکستان۔ ہند۔ فارس۔ یمن۔ شام اور اندلس وغیرہ

ممالک اسلامی کے طلبا آکر پڑہتے - نویں صدی ہجری کے اوائل میں یہاں
سات سو پچاس طالبعلم تہے - جن کی تعداد اب دس ہزار سے بہی زائد ہے
اور کوشش کی جارہی ہے - کہ جدید علم بہی اسمین داخل کئے جائین - یہہ دنیا
مین سب سے پرانی اور بحیثیت طلبا کے سب سے بڑی درسگاہ ہے
اسلام مین سب سے پہلا مدرسہ جو قائم کیا گیا - وہ خراسان مین مامون نے
بنایا تہا - جبکہ وہ وہان کا والی تہا - نیشاپور مین ابن فورک نے جس کی وفات
سنہ ہجری مین ہوئی ایک مدرسہ قائم کیا تہا - مدرسہ سعیدیہ سلطان محمود کی
بہائی نصر نے قائم کیا تہا - اسمٰعیل صوفی اور پروفیسر ابو اسحق نے بہی مدرسے
قائم کئے تہے - یہہ تمام مدرسے بغداد کے مشہور مدرسہ نظامیہ کے پیشتر قائم کیے
گئے تہے - نہین معلوم مورخین اسلام مدرسہ نظامیہ کو اسلام مین سب سے پہلا مدرسہ کیون
لکہتے ہین - نظام الملک نے خود ہی مدرسہ بغداد کے پیشتر نیشاپور مین الپ ارسلان
کے زمانہ مین ایک مدرسہ قائم کیا تہا - غالباً اسکا سبب یہ ہے - کہ مدرسہ نظامیہ
اس نوعیت کا پہلا مدرسہ تہا - جسمین طلبا کو مفت تعلیم دینی شروع کیگئی اور
وہان کی تعلیم یافتون کے لئے سلطنت مین حقوق قائم کیے گئے اُس مدرسہ کی
اسلام مین بہت بڑی وقعت ہے - اسمین سے بہت سے لوگ تعلیم پاکر نکلے
جو دنیا مین آفتاب بنکر چمک اٹہے - سب سے پہلے جو شخص اسکا پرنسپل مقرر کیا گیا
وہ ابو اسحق شیرازی تہا - پہر امام - ابو نصر - پہر ابو القاسم - پہر ابو حامد غزالی
پہر شاشی - پہر سہروردی اور کمال الدین اقتاری وغیرہ ہوئے جو علم کے
قطب تہے - یہی وجہہ تہی - کہ یہان کی تعلیم بہت اچہی ہوئی تہی اس مدرسہ کا اسلامی

صرفہ چھہ لاکھہ دینار تھا۔ بعض لوگون نے بادشاہ سے اس بات کی شکایت
کی۔ کہ اگر اسقدر صرفہ آپ ایک جرار لشکر پر کرین۔ تو آپ کا جھنڈا قسطنطنیہ کی
فصیلون پر پھہرانے لگے۔ ملک شاہ نے نظام الملک کو بلوا کر عتاب کیا اُسنے
کہا کہ تم نوجوان شہزادہ ہو۔ لذات دنیوی اور شہوات مین منہمک ہو تمہاری
نیکیان کم اور گناہ بہت زیادہ آسمان پر جاتے ہین تم جرار فوج جو ممالک
فتح کرنے کے لئے تیار کرنا چاہتے ہو۔ ان کی تلوارین ڈیڑہ ہاتھہ کی ہونگی اور
اُن کے تیر زیادہ سے زیادہ تین سو قدم جائین گے۔ لیکن مین جو اس لشکر کو
مدرسہ مین تیار کر رہا ہون۔ ان کی دعاؤن کے تیر سیدہے زمین سے عرش تک
جائین گے۔ ان کی دستِ دعا تمہاری فوج اور سلطنت کے لئے آسمان سے
وہ برکتین اتارین گی۔ جنکو تم کسی لشکر سے حاصل نہین کرسکتے ملک شاہ نے
اُس کی بات بہت پسند کی۔ نظام الملک ۴۸۵ھ ہجری مین مقتول ہوا اس مدرسہ کی
تقلید مین بہت سے مدرسے مصر۔ شام۔ فارس۔ دیلم۔ اندلس وغیرہ مین
بنائے گئے۔ جنکا بیان کرنا طوالت سے خالی نہین۔ بہت سے اوستاد خود
اپنے مکان پر طلبا کو تعلیم دیا کرتے تھے۔ ابوبکر رازی کے حلقہ درس مین
صف درصف اسقدر طلبا بیٹھتے تھے۔ کہ ان کی آواز سب نہین سُن سکتی تھی
پہلے جو شخص کوئی بات پوچھتا۔ اسکو اول صف کے طلبا بیان کرتے اگر وہ
عاجز آتے تو دوسری صف کے طلبا بتلاتے۔ اگر درجہ بدرجہ کسی کو نہ آتا تو
خود رازی تقریر کرتا۔ جسقدر شاگرد زیادہ ہوتے اُسی قدر اوستاد کی شہرت
ہوتی۔ طلبا کبھی اپنے اُستاد کا ساتھہ نہین چھوڑتے تھے۔ امام فخرالدین رازی

جب گھوڑے پر سوار ہو کر چلتے تھے۔ تو تین سو فقیہ پیدل دوڑتے تھے
ہندوستان کے مشہور مورخ سید امیر علی جسٹس نے اندلس کی تاریخ لکھتے ہوئے
بیان کیا ہے۔ کہ مسلمانوں نے قرطبہ۔ اشبیلیہ۔ غرناطہ وغیرہ میں بہت سے مدرسہ
قائم کئے تھے۔ صرف غرناطہ میں سترہ بڑے اور ایکسو بیس چھوٹے مدرسے تھے۔
تعلیم اس زمانہ میں ہر طبقہ اور فرقہ میں عام تھی غلام لونڈیوں اور عورتوں کو
بھی تعلیم دی جاتی تھی۔

نام کتب خانہ	تعداد کتب
بیت الحکما (بغداد)	۱۰۰۰۰۰
سابور	۱۰۰۰۰
الحکم (قرطبہ)	۴۰۰۰۰۰
خزائن القصور (قاہرہ)	۱۰۰۰۰۰۰
دار الحکمت	۱۰۰۰۰۰
کتب خانہ طرابلس شام	۳۰۰۰۰۰۰
کتب خانہ مراغہ	۴۰۰۰۰۰

اسی مصنف نے اس اسلامی تمدن کی مردم شماری تیس پچیس کروڑ ظاہر کی ہے
میرے نزدیک جو اسباب اس تخمینہ کی قائم کر سکتے ہیں۔ وہ سب قرین قیاس ہیں
بعد ابتری و بربادی رومی و ایرانی سلطنتوں کے اسلام کے زمانہ میں نئے نئے شہر
عظیم الشان گنجان آباد ہوئے۔ ملک میں امن و امان قائم ہوا اور اعلی درجہ

تمدن قائم ہوا - اور اب ان ممالک کی آبادی زوال کی حالتمین سات کروڑ ستائیس لاکھہ ہے تو اُسوقت سہ گنہ ہونا خلاف قیاس نہین ہی یہہ مردم شماری عربی خلافتون کی ہے - ترکی - مغلی - افغانی اس سے جدا ہین - اس مصنف نے اسلامی تمدن کا مخرج قرآن قرار دیا ہے - اور جن اسباب سے یہہ رائے قائم کی ہے - وہ سب صحیح ہین - قرآن مین خود یہہ ادعا موجود ہے

۱ - یہہ جامع ہے -
۲ - اس کی مثل انسان نہین بناسکتا
۳ - قدرت اُسکی محافظ ہے -

ایسا عالیشان تمدن ایک چھوٹی سی کتاب سے پیدا ہونا ایک بڑی حجت اسکے جامع ہونے کی ہے - اُسکا بے نظیر ہونا اس سے ثابت ہے - کہ وحشی نیم وحشی - مہذب - تینون درجہ کے انسانون پر سحر اور جادو کا اثر کیا اور اب تک وہی تاثیر باقی ہے - ہم ۲ سال مین تھوڑا تھوڑا نازل ہونا اور ہر وقت نزول حفظ کرنا - اور تیرہ سو برس تک حفظ کا طریقہ قائم رہنا اور اسوقت تک اسی حالت اصلی مین باقی رہنا - یہہ فطرتی دلیل اُسکے محفوظ رہنے کی ہے - جسقدر تمدن کہ اب تک دنیا مین پیدا ہوئے ہین - سوائے اسلام کے کوئی تمدن نہ ملیگا - جس کی نسبت دعوی سے یہہ کہا جاسکے - کہ اسکی بنیاد ایک چھوٹی سی کتاب پر ہے - ہر تمدن کے بہت سے اسباب ملینگے جو ایک زمانہ کے بعد اس تمدن کی بنیاد بعد کو قرار پائی ہین - اسلام ہی دنیا مین ایک نرالا تمدن ہے - جسکی بنیاد مسلمہ قرآن ہے - اُسی سے مسلسل سب کچھہ استخراج

ہوتا رہا۔ گویا یہہ خزانہ تمدن کا ہے۔ جس سے سب ضرورت کی چیزین
نکلتی آئی ہین۔

اسلامی تمدن مین ایک بے نظیر ہمدردی نوع انسان کا ثبوت ہے کہ
ملک عرب جہان سے یہہ تمدن پیدا ہوا۔ وہان سوائے مکہ۔ مدینہ (ایک
خانہ خدا۔ دوسرا خانہ رسول ہے۔) کے کوئی نشان تمدن کی نہین ہے
باقی تمام اسلامی دنیا مین بیشمار یادگارین موجود ہین۔ جن سے ظاہر
ہوتا ہے۔ کہ تمام دنیا کو فائدہ پہونچانا اس مذہب کا اصول تھا۔

بنی اُمیہ نے دمشق دار السلطنت بنایا۔ بنی عباس نے بغداد بنایا۔ بنی فاطمہ
نے قاہرہ بنایا۔ اندلس مین غرناطہ وغیرہ بنائے۔ اور بیشمار شہر بیرون
عرب بنائے مکہ۔ مدینہ جیسے تھے۔ ویسے ہی رہے۔ ان چارون دار السلطنت
کے موافق مکہ۔ مدینہ کی نہ آبادی بڑھی نہ وہان عمارتون کو ترقی ہوئی
حالانکہ ان دونون شہرون مین تیرہ سو برس سے سالانہ مجمع ہوتا رہا ہے
اُمیہ۔ عباسیہ کے زمانہ مین عرب ماتحت رہا تاہم کوئی مادی ترقی عرب کی نہوئی
وجہہ اسکی یہہ ہے کہ مکہ۔ مدینہ۔ مرکز مذہب کے ہین اسلام نے دنیاوی
جاہ و جلال کی شان ان مین پیدا نہین کی۔ اپنی قدرتی حالت پر چھوڑ دیا
اور دین پہیلانے کے لئے دنیا مین پہیل گئے اور جہان سکونت اختیار کی
اسکو جنت بنایا۔

اب یورپ مین مذہب۔ یورپ مین تمدن (یعنی تہذیب حال) سے دو دور قائم
کر سکے ان کا اندازہ کیا جاتا ہے۔

پہلا دور مذہب عیسوی کا ہے - اُس کی مدت ایکہزار سال یورپ میں ہے
دوسرا دور تمدن یورپ کا ہے - اسکی مدت قریب چار سو سال کے ہے -
اول دور مذہب عیسوی کا ہے - یہ مذہب ایشیا میں پیدا ہوا اور دوسری صدی میں یورپ میں ہجرت کر کے آیا - اس زمانہ کی بابتہ مسٹر ڈریپر اپنی کتاب معرکہ مذہب اور سائنس میں اسطرح آغاز کرتا ہے -
اس زمانہ میں جب اس دین کا چشمہ گدلا ہوا تھا - اسکی کیا حالت تھی وہ حالت ٹرٹلین کی تحریر مرقومہ سنہ ۲۰۰ عیسوی سے ظاہر ہوتی ہے وہ تحریر یہ ہے -
ٹرٹلین اپنا بیان صداقی نہایت قابلیت سے شروع کرتا ہے وہ حکام عدالت سے مخاطب ہو کر کہتا ہے - کہ مسیحیت دنیا میں نئی آئی ہے - اور اس ملک میں جو اسکا اصلی وطن نہیں ہے - اگر اوسکو دشمنوں سے سابقہ پڑے تو اسمیں کوئی اچنبے کی بات نہیں - اس کی استدعا صرف اسقدر ہے کہ روما کے مجسٹریٹ اسے برات کا موقع دیں - اور اسکا بیان سماعت کئے بغیر اُسکے خلاف تجویز صادر نہ کریں - اگر اسے ایسا موقع دیا گیا تو سلطنت کے قوانین آفتاب و ماہتاب بنکر چمکیں گے - لیکن اگر اسے اپنی برات میں زبان ہلانے کی اجازت نہ دی گئی - تو اس انصاف کے اغراض پورے ہونگے - جس کے لحاظ سے رومتہ الکبریٰ شہرۂ آفاق ہے - کسی شئے سے خواہ وہ فی الحقیقت نفرت ہی کے قابل کیوں نہو - ایسی حالت میں نفرت کرنا جبکہ ہمکو اسکے متعلق کچھ علم نہو - خلاف شیوۂ معدلت ہے - روما کی قوانین

کا تعلق اُن افعال سے ہے۔ جو اشخاص سے سرزد ہوں نہ کہ اشخاص کے اسمار سے۔ لیکن افسوس ہے۔ کہ با این ہمہ بعض اشخاص روما کی عدالتوں میں سزایاب ہوئے ہیں۔ نہ اس لئے کہ اُن سے کوئی جرم سرزد ہوا تھا۔ بلکہ اسلئے کہ وہ مسیحی کہلاتے تھے۔

اس کے بعد وہ مسیحیت کی ابتدا۔ اس کی ماہیت اور اسکے اثرات کا ذکر کرتے ہوئے بتاتا ہے۔ کہ اس کی بنا عبری اناجیل پر ہے۔ جو سب کتب سے زیادہ متبرک اور قدیم ہیں۔ اور اس مسئلہ کے متعلق مجسٹریٹوں سے اسطرح خطاب کرتا ہے۔ صحف موسیٰ جنہیں خدا نے یہود کو دی۔ اور اس لحاظ سے عیسائی مذہب کو ایک بیش بہا خزانہ کی طرح محفوظ کیا ہے۔ آپ لوگوں کی قدیم ترین کتب بلکہ آپ کی سرکاری عمارات آپ کی قائم کی ہوئی حکومت آپ کی بڑی بڑے شہروں آپ کے تاریخی کارناموں آپ کے زمانے کی یادگاروں اور آپ کے اُس ایجاد کے حروف کی ایجاد سے بھی زیادہ قدیم ہیں۔ جو علوم و فنون کی موڈل اور عجائبات قدرت کی محافظ ہے۔ بلکہ میں اس سے بھی ایک قدم آگے بڑھ کر یہہ کہہ سکتا ہوں۔ کہ وہ صحائف آپ کے دیوتاؤں آپکی مندروں آپ کے غیب گو کاہنوں۔ اور آپ کی رب النوعی قربانیوں سے بھی عمر میں زیادہ ہیں۔ اُن صحائف کی تنزیل کا زمانہ محاصرہ ٹرائی سے ایکہزار سال اور ہومر سے پندرہ سو سال پہلے کا ہے۔ زمانہ راستی کا حلیف ہے۔ اور ارباب فہم و تمیز بجز اُن باتوں کے جو متحقق اور مسلم ہوں اور جنکی تصدیق زمانہ کرچکا ہو۔ اور کسی بات کو نہیں مانتے۔ اِن صحف مقدسہ کی صحت کا

سب سے بڑا انحصار اُن کی غیر معمولی قدامت پر ہے - سلسلہ بطلیموسیہ
کے سب سے زیادہ فاضل فرمانروا فلیڈلفس نے جس کی اکملیت مسلم الثبوت
ہے - ڈیمیٹریئیس فالیریئیس کے مشورہ سے ایک نسخہ ان کتب سماوی کا بہم
پہونچایا تھا - جو اب تک اُسکے کتب خانہ مین موجود ہے - اِن کتب کے
سماوی الاصل ہونے کا ثبوت یہہ ہے - کہ جو کچہہ ہمارے زمانہ مین ہو رہا ہی
وہ پہلے سے ان مین مذکور ہے - اور جو واقعات انسان کو ان کے نازل
ہونے کے بعد سے پیش آئے ہین وہ سب ان مین مندرج ہین -
کیا کسی پیشین گوئی کا پورا ہونا اُس کی سچائی کی دلیل نہین ہے ؟ اُن واقعات
نے جو پیش آچکے ہین - جب اُن پیشین گوئیون کی سچائی پر مہر لگا دی ہے
جو اِن کے متعلق قبل از قبل کی گئی تہین - تو کیا اُن واقعات کو صحیح تسلیم
کرنے کے لئے جنکو وقوع کے متعلق دوسری پیشین گوئیان اسی قبیل کی موجود
ہین ہم مورد الزام قرار دئے جا سکتے ہین ؟ پس چونکہ ہم اُن باتون پر ایمان لائے
ہین - جن کے متعلق اناجیل مین پیشین گوئی کی جا چکی ہے - اور جو پیشین گوئی
کے مطابق ظہور مین آئین - لہذا ضرور ہے - کہ ہم دوسری باتون پر بہی ایمان
لائین - جو ابہی ظہور مین نہین آئین - لیکن اُن کے متعلق انہین اناجیل مین
دوسری پیشین گوئیان موجود ہین - اناجیل مقدسہ کی تعلیم یہہ ہے - کہ
خدا ایک ہے - جس نے کائنات کو عدم سے پیدا کیا - اور جو اگرچہ ہر روز
نظر آتا ہے - لیکن پہر بہی آنکہون سے نہان ہے - اسکی غیر محدودیت کا
حال بجز اسکے اور کسیکو معلوم نہین - اوسکی بے انتہا بڑائی نے اوسے

چھپا رکھا ہے۔ لیکن ساتھہ ہی ظاہر بھی کر رکھا ہے۔ اُس نے انسان کی اعمال حسنہ وسیئہ کے لحاظ سے جزا و سزا مقرر کی ہے۔ یوم نشور کے دن تمام وہ انسان جو آفرینش کائنات سے اُسکے خاتمہ تک پیدا ہو کر مرچکے ہین اُسکے حکم سے دوبارہ زندہ ہونگے۔ اور اپنے دنیوی قالب اختیار کرینگے اسکے بعد وہ اُن کے اعمال کی جانچ کریگا۔ اور جو نیک ہونگے اُنھین تو لذت جاودانی عطا فرمائیگا۔ اور جو بد ہونگے اونھین ابدی شعلون مین جھونک دیگا۔ دوزخ کی آگ سے مراد وہ چھپے ہوئے شعلے ہین جو قعر زمین مین بھڑک رہے ہین۔ زمانہ گذشتہ مین وہ منادون یا پیغمبرون کو اخلاق و روحانیت کی تعلیم کے لیئے مامور کرچکا ہے۔ اس قدیم زمانہ کے پیغمبر یہودیون کی قوم مین پیدا ہوئے۔ اور اُنھون نے غیب کی آواز بنی اسرائیل تک پہونچائی۔ جنھون نے اس آواز کو بشکل اناجیل قلمبند کرلیا۔ ہم پر یہہ الزام لگایا جاتا ہے۔ کہ ہم ایک انسان کی پرستش کرتے ہین بنی اسرائیل کے خدا کی عبادت نہین کرتے۔ لیکن حقیقت مین ایسا نہین ہے ہمارے دلون مین جناب مسیح کی طرف سے جو ارادت و عقیدت جاگزین ہے۔ اُس سے خدا کی اُس عظمت مین جسکا ہمین اعتراف ہے کوئی فرق نہین آتا۔ ان بزرگان دین کی برگزیدگی کی وجہہ سے یہودیون پر خدا نے اپنے خاص احسانات اور برکتین نازل کین۔ اور اُنکو شرف ہمکلامی عطا کیا۔ تائید ایزدی سے وہ مراتب جلیلہ پر فائز ہوئے۔ لیکن خبث نفس کے باعث یہہ سرکش قوم خدا کو بھول گئی۔ اور اُسکے قوانین پر حسب پرستی کو

ترجیح دینے لگی - اسپر خدانے اُنہین تنبیہ کیا - کہ اگر تم باز نہ آوگے - تو
مین تمسے زیادہ وفادار اور اطاعت شعار بندونکو اپنی رحمتون کا شرف
بخشونگا - لیکن جب اُن کے تمرد نے اس انتباہ کو بھی نظر انداز کیا تو
خدا نے اُنکو اُن کے وطن سے خارج کر دیا - اور وہ دشت غربت
مین سرگشتہ و سراسیمہ بھٹکنے لگے - آج وہ تتر بتر ہوکر تمام عالم مین پھیلے
ہوئے ہین - اُن کے نصیبون مین ذلت و خواری ہے - وہ در بدر مارے
مارے پھرتے ہین - اُس ہوا سے اُن کے مشام ناآشنا ہین - جس کے
جھونکون نے ان کے گہوارون کو جہلایا تہا - اُس زمین کو اُن کی آنکھین
ترس گئی ہین - جہان اُنہون نے اول اول عالم ہستی کا تماشا دیکہا تہا -
اب اُن کا سرپرست نہ خدا ہے نہ انسان - خدا نے جس بات کی اُنہین
دہمکی دی تہی - وہ پوری کرکے دکہا دی - اُسنے دنیا کے دوسری ممالک
اور دوسری اقوام سے ایسے بندون کا انتخاب کیا - جو اُن کے مقابلہ مین
زیادہ وفادار تہے - اپنے پیغمبرون کے ذریعہ سے اُسنے یہہ بشارت دی
تہی - کہ ان نئے بندون پر اُسکی خاص رحمتون کا ظہور ہوگا - اور اُن مین
ایک مسیحا پیدا ہوگا - جو اُن مین ایک نئی شریعت کی اشاعت کریگا - یہہ
مسیحا جناب عیسیٰ تہے - جو خدا بھی ہین اسلئے کہ جسطرح ایک شمع سے دوسری
شمع جلتی ہے - اسی طرح ایک خدا سے دوسرا خدا پیدا ہوسکتا ہی - خدا
اور اُسکا بیٹا متحد الوجود ہین - روشنی دونون شمعون کی ایک ہی ہے -
کتب مقدسہ مین مذکور ہے - کہ ابن اللہ کا ظہور دنیا مین دو مرتبہ ہوگا

پہلی مرتبہ بحالت عجز و انکسار۔ دوسری مرتبہ محشر کے روز جاہ و جلال کیساتھ
یہودیون کو یہہ کل باتین اُن کے پیغمبر پیشتر سے جتا چکے ہین۔ لیکن اُن کے
گناہون کی تاریکی اُن کی آنکھون پر کچھ ایسی چھا گئی تہی۔ کہ جب وہ پہلی مرتبہ
آیا۔ تو اونھون نے اُسے بالکل نہ پہچانا۔ اور اسوقت تک اس کی آمد آمد کا
فضول انتظار کر رہے ہین۔ وہ یہی کہتے رہے۔ کہ مسیح کے معجزے آسمانی
نشان نہ تھے۔ بلکہ جادو کے کرشمے تھے۔ علمائے مذہب اور پیشوایان دین
اسکو حسد کی نظر سے دیکھنے لگے۔ اور حاکم وقت پائلیٹ کے دربار مین جاکر
اُسپر طرح طرح کے بہتان باندہے۔ اسکو صلیب پر چڑہا یا گیا۔ اور جب اُسکا دم
نکل گیا۔ اور وہ زمین مین دفن کر دیا گیا۔ تو تین دن کے بعد وہ قبر سے اٹھا
اور چالیس دن تک اپنی حواریون مین رہا۔ اسکے بعد وہ بادل مین لپٹا ہوا
سیدہا آسمان کو چلا گیا۔ اور یہہ واقعہ ہے۔ جس کی شہادت رومیولس یا کسی
اور رومی بادشاہ کی معراج کی انسانی شہادت سے بدرجہا زیادہ معتبر ہے
اس کے بعد ٹرٹیلین نے شیطان اور اس کے گروہ کثیر الانفار کی تکوین اور
ماہیت بیان کی ہے۔ اور کہا ہے۔ کہ شیاطین اپنے فرمانروا ابلیس کے حکم سے
طرح طرح کی بیماریان۔ تغیرات ہوا۔ امراض وبائی اور پیداوار ارضی کی تباہی
کے بانی ہوتے ہین۔ انہین کے ورغلانے سے انسان بتون کو بھینٹ دیتا ہی
تاکہ انہین قربانیون کا خون جو ان کی غذا ہے چوسنے کو ملے۔ شیاطین پرندون
کی طرح سبک سیر ہوتے ہین۔ اسلئے ربع مسکون مین جو واقعات گذرتے ہین
سب اُن کو معلوم ہو جاتے ہین۔ اور چونکہ اُن کی بود و باش ہوا مین ہے

لہذا اُن کو عرش کے حالات بہی معلوم ہوتے رہتے ہین - یہی وجہ ہے کہ وہ انسان کو دہوکا دیکر غلط باتین باور کرا دیتے ہین - اور غیب گوئی بہی کرتے ہین - جو انسان کو گمراہ کرتی ہے -

مثلاً روما مین شیاطین نے اس واقعہ کا اعلان کیا - کہ شاہ پرسیوس پر رومی فوجون کو فتح حاصل ہوگی - لیکن حقیقت حال یہہ ہے - کہ پیشین گوئی اسوقت کی گئی - جبکہ فتح کی خبر اُن کو ملچکی تہی - وہ بیمار دن کو جہوٹ موٹ اچہا بھی کر دیتے ہین - اور وہ اسطرح کہ اول تو کسی شخص کے جسم مین حلول کرتی ہین جس کی وجہ سے وہ بیمار ہوجاتا ہے - اور اُسکے بعد کوئی نسخہ تجویز کر کے اُسکو ستانا چہوڑ دیتے ہین - اور آسیب زدہ کو یہہ خیال ہوتا ہے - کہ اُسسے واقعی شفا ہوگئی -

اگرچہ عیسائی شہنشاہ کو خدا نہین مانتے - مگر پہر بہی وہ اسکی ترقی دولت و اقبال کے لئے ہمیشہ دست بدعا رہتے ہین - اسلئے کہ وہ عظیم تہلکہ جو دنیا مین پڑنے والا ہے - اور وہ بلائے مبرم جس سے نظام عالم کا شیرازہ بکہر نیکا خوف ہے - اُسی وقت تک رُکی ہوئی ہے - جب تک کہ یہہ سلطنت قومی شوکت قائم ہے - عیسائیون کی یہہ دعا ہے - کہ خدا ان کو دنیا کا یہہ لنا خاتمہ نہ دکہائے - وہ فقط ایک جمہوری سلسلہ کے قائل ہین - لیکن یہ سلسلہ تمام عالم کو محیط ہے - اُن کی ایک برادری ہے - وہ ایک خدا کی پرستش کرتی ہین اور نجات اُخروی کے امیدوار ہین - وہ صرف شہنشاہ اور حکام ہی کے لئے نہین - بلکہ قیام امن کے لئے بہی دعا کرتے ہین - وہ اپنے کتب مقدسہ کو اس

غرض سے پڑھتے ہین۔ کہ اُن کے ایمان مین استواری اُن کی امیدون مین وسعت اور اُس بھروسے مین استحکام پیدا ہو۔ جو اونھین خدا کی ذات پر ہو۔ اُن کی مجلسین افہام اور تفہیم کی غرض سے منعقد ہوتی ہین وہ بدکردارون کو اپنی جماعت سے خارج کر دیتے ہین۔ اور اُن کے پیشوایان دین اونکی افراد کی رائے سے منتخب ہوتے ہین جنھین اِن کا اقتدا کرنا ہوتا ہے۔ ہر مہینے کے ختم پر ہر جماعت کے ہر شخص کو اختیار ہے۔ کہ اپنی مقدرت کی موافق کچھہ رقم بطور چندہ دے۔ لیکن چندہ دینے پر کسی کو مجبور نہین کیا جاتا جو رقم اس طور پر جمع ہوتی ہے۔ وہ گویا چندہ دینے والونکی زہد و اتقا کی ضمانت ہے یعنی اپنے نفس کی آسائش پر صرف نہین کیجاتی۔ بلکہ مساکین کی پرورش اور تجہیز و تکفین بیکس اور نادار یتیم بچون کی خبرگیری۔ ضعیف العمر خادمان دین کی امداد اور اُن لوگون کی اعانت مین اٹھائی جاتی ہے۔ جنکی جہاز تباہی مین آگئے ہون۔ یا جن کو دین حقہ پر ثابت قدم رہنے کی وجہہ سے جلاوطنی یا قید یا کانون پر مزدوری کرنے کی سزا دی گئی ہو۔ عیسائیون مین بجز اُن کی بیبیون کے اور کل مال و متاع مشترک الاستعمال ہے۔ نہ تو وہ اِس حرص سے پیٹ بھرتے ہین۔ کہ گویا کل ہی مر جائین گے۔ اور نہ عمارتین ایسی عالیشان بناتے ہین۔ جس سے یہہ معلوم ہو۔ کہ قیامت کے پورے لپیٹین گے اُنکی زندگی کا مقصد پاکبازی انصاف صبر اعتدال اور عصمت ہے۔

اپنا بیان صفائی ختم کرنے سے پیشتر ٹرٹلین نے اس دعوے کا از سر نو ذکر کیا ہے۔ جسپر از منہ مابعد مین عملدرآمد ہونے سے یورپ کی علمی ترقیون پر

ایک بہت بڑا اثر پڑا - اُسکا دعوے یہ ہے - کہ کتب مقدسہ کو وہ گنج شایگان سمجھنا چاہئے - جس سے دنیا نے علوم و فنون اور دانش و حکمت کے موتی اور جواہر ریزے حاصل کئے ہین - اگر کسی حکیم نے فلسفہ کا کوئی نکتہ بیان کیا ہے - تو انہین صحف کے اسرار حکمیہ سے فیض پاکر اور اگر کسی شاعر کو کوئی اچھوتا مضمون ہاتھہ آیا ہے - تو انہین مقدس کتابون کے تخیل آفرینی کی بدولت غرض اُسنے یہہ ثابت کرنے کی کوشش کی ہے - کہ عہد و جدید و عتیق صدق و حقیقت کا معیار مطلق ہین - اور جو مسئلہ انکے اصول کے مطابق نہو وہ لامحالہ غلط ہے ٹرٹین کی تحریر جو اوپر ختم ہوئی - اُسمین سے بعض امور کا انتخاب ٹرٹین کی عبارت مین کرکے یہان درج کیا جاتا ہے -

۱ - یہہ مسیحا جناب عیسیٰ تھے - جو خدا بھی ہین - اس لئے کہ جسطرح سے ایک شمع دوسری شمع سے جلتی ہے - اسی طرح ایک خدا سے دوسرا خدا پیدا ہوتا ہے - خدا اور اسکا بیٹا متحد الوجود ہین روشنی دونون شمعونکی ایک ہے

۲ - اُن کی (یعنی عیسائیون کی) مجلسین افہام و تفہیم کی غرض سے منعقد ہوتی ہین - وہ بدکردارون کو اپنی جماعت سے خارج کردیتے ہین ان کے پیشوایان دین اُن کے افراد کی رائے سے منتخب ہوتے ہین - جنہین اُنکا اقتدا کرنا پڑتا ہے -

۳ - عیسائیون مین بجز اُن کی بیبیون کے اور کل مال متاع مشترک الاستعمال ہے

۴ - کتب مقدسہ کو گنج شایگان سمجھنا چاہئے - جس سے دنیا کے علوم و فنون اور دانش و حکمت کے موتی و جواہر حاصل کئے ہین - جو مسئلہ ان اصول کی موافق

نہ وہ غلط ہے۔ یہی چار اصول آیندہ تغیر مذہب کے ذمہ دار ہین تثلیث پوپ کا اقتدار۔ اخذ وجبر کی بنیاد۔ کتب مقدسہ سے غلطی اور صحت کا مقابلہ کرنا باعث خرابی کا ہوا۔ ٹرٹین کی تحریر ۲۰۰ء کی ہے اُسوقت تک مذہب عیسوی ادنئے درجہ مین پہیلتا جاتا تہا۔ شاہی حمایت مین نہ آیا تہا۔ اور اِسوجہ سے عیسائیون کو تکلیفین پہونچتی تہین۔

۳۱۵ء عیسوی مین شاہ قسطنطین نے مذہب عیسائی اختیار کیا اوسوقت سے شاہی مذہب ہوگیا۔ اور بت پرست قوم کے عقائد مذہبی کی آمیزش شروع ہوگئی۔ اِن بے اعتدالیونکا افسانہ ڈریپر کی زبان سی یہان درج کیا جاتا ہے۔

قسطنطین کی زمانہ مین مسئلہ تثلیث کا جائز قرار پانا

سب سے زیادہ اہم بحث اس مسئلہ مین یہہ تہی۔ کہ ابن اللہ ہونیکی حیثیت سے مسیح کا کیا درجہ قرار دیا جائے۔ اسکندریہ مین ان دنون ایک پادری ایریس نامی رہتا تہا۔ جو ایک دفعہ بشپ (اسقف) کا امیدوار تہا۔ مگر محروم رہا اُسنے یہہ بحث پیش کی۔ کہ بلحاظ رشتہ فرزندی و پدری ضرور ہے کہ ایک وقت ایسا ہوا ہو۔ جبکہ بیٹے کا وجود نہ تہا۔ اِس لئے کہ باپ کی عمر بیٹے سے زیادہ ہونی چاہیئے۔ پس حضرت مسیح قدیم نہین بلکہ حادث ہین۔ لیکن صاف ظاہر ہے۔ کہ اِس بحث کا منشا یہہ تہا۔ کہ ہرسہ افراد تثلیث ازلی نہین ہین۔ تینون کے تینون ہم مرتبہ و مساوی الحیثیت نہین ہوسکتے ایک کو باقی دونون پر ضرور فوقیت ہونی چاہیئے۔ اور جب صورت یہ ہے تو ضرور ہے۔ کہ ایک وہ وقت تہا۔ جب تثلیث کا وجود نہ تھا۔ اُسپر اُس بشپ نے جسکو ایریس کے مقابلہ مین کامیابی حاصل ہوئی تہی مجالس عامہ مین اِس مسئلہ پر اپنی روانی تقریر کے جوہر دکہلانے شروع کئے اور جب مناظرہ نے طول کہینچا۔ تو یہودیون اور بت پرستون نے جو اسکندریہ کی آبادی کا جزو غالب تہے۔ اِس بحث کے متعلق ناٹکون مین مضحکہ انگیز نقلین کرنی شروع کین۔ اِن نقلون مین دل لگی کی سب سے بڑی بات یہہ ہوتی تہی۔ کہ باپ اور بیٹے کو مساوی السن ظاہر کیا جاتا تہا۔

اِس بحث کا جوش و خروش جب حد سے بڑہ گیا اور فتنہ و فساد کا اندیشہ

پیدا ہو چلا۔ تو معاملہ شہنشاہ کے پاس تصفیہ کی غرض سے بھیجا گیا۔ پہلی تو
مزخرفات سمجھکر اسنے توجہ نہ کی۔ اور شاید دل مین ایریس کے دعوی کو
حق بجانب خیال کیا۔ کہ باپ کی عمر حقیقت مین بیٹے کی عمر سے زیادہ ہونی
چاہیے۔ لیکن اسپر اسقدر دباو چارون طرف سے ڈالا گیا۔ کہ آخر مجبور
ہوکر اسنے نائیسیا کی کونسل کے انعقاد کا حکم دیا۔ اِس کونسل نے جھگڑا مٹانے
کے لئے ایک فیصلہ صادر کیا۔ جس کی ذیل مین تکفیر و لعنت کا یہہ فتوی
درج تھا "جو شخص یہہ دعوے کرے۔ کہ کسی وقت مین خدا کے فرزند کا
وجود نہ تھا۔ یا پیدا ہونے سے قبل وہ موجود نہ تھا۔ یا وہ نیست سے
ہست کیا گیا۔ یا کسی ایسے مادہ یا جوہر سے اُس کی تخلیق ہوئی جو ربانی
نہین ہے۔ یا وہ مخلوق یا متغیر ہے۔ ایسے شخص کو کلیسائے مقدس ملعون
قرار دیتا ہے"۔ اس فتوے کے صادر ہوتے ہی قسطنطین نے اِس کو
بزور حکومت نافذ کرایا۔

قیصران روم کے عہد مین بت پرستی کی آمیزش شروع ہونا

قسطنطین نے از راہ نہایت مال اندیشی کھُلم کھُلا مسیحیت کی حمایت کا
اعلان کیا۔ اِسکا نتیجہ یہہ ہوا۔ کہ ہر حصہ مین ہر مرد عورت بچے بوڑھے
اسکی جان نثاری اور ہوا خواہی کا دم بھرنے لگے اور اسکی خاطر لڑنے
مرنے کے لئے مستعد ہو گئے۔ اِس کے علاوہ شاہی افواج مین جو مسیحی
بہ تعداد کثیر موجود تھے۔ وہ اُس کی جانبازانہ متابعت کے لئے تیار ہو گئے
ملویا کے پل کے قریب ایک بہت بڑی جنگ ہوئی۔ جسمین اُسے کامل

فتح حاصل ہوئی - اور اُسکے تمام منصوبے بار آور ہوگئے - پہلے میکسمین اور اُسکے بعد لائیسنس کی موت نے اُن تمام رکاوٹون کو جو اُسکی راہ مین حائل تھین دور کردیا - اور اولین مسیحی فرمانروا ہونے کی حیثیت سے اُسنے قیاصرہ کے تخت پر قدم رکھا - فاتح اور کامیاب جماعت کیساتھ اب جو کوئی شریک ہوا - اوسے بڑے بڑے عہدے اور مرتبے ملنے لگے اِسکا نتیجہ یہہ ہوا - کہ دنیادار لوگ جنھین مذہب کی خس برابر بھی پروا نہ تھی مسیحیت کے سبب سے زیادہ جوشیلے حامی ہوگئے - چونکہ وہ بظاہر عیسائی لیکن بہ باطن مشرک و بت پرست تھے - لہذا اُن کے اثر کی وجہ سے عیسائیت مین بت پرستی و شرک کے عناصر کی آمیزش شروع ہوگئی - قسطنطین نے کہ وہ بھی اِنھین کا ہم مشرب تھا - کوئی ایسا طریقہ اختیار نکیا جس سے اُن کے اس منافقانہ طرزِ عمل کا سدباب ہو - قسطنطین کی ساری عمر سیاہ کاریون مین گذری - اور کہین آخری وقت (۳۳۷ء) مین جاکر اُسنے اُن مذہبی مراسم کی پابندی کی - جنپر عمل کرنیکی کلیسا ہدایت کرتا ہے -

سلطنت کا بت پرست اور عیسائی مذہب کا معاون ہونا

تبرکات کا غلو - اوہام پرستی - تیوہارونکی ترقی ہونا

قسطنطین کا طرزِ عمل ہمیشہ اُس کے اِس عقیدہ کی شہادت دیتا رہا کہ وہ اپنی رعایا کے کل طبقون کو ایک آنکھ سے دیکھنا چاہتا ہے - فریق کامیاب کی وکالت کو اپنی فرمانروائی کا اصول نہین قرار دینا چاہتا تھا - پس جہان اُسنے گرجا تعمیر کئے - بت پرستون کے لئے مندر بھی بنوا دئے اگر چہ پادریون

کی سرگوشیون پر کان دہرا - تو بت پرست کاہنون سے بہی مشورہ کیا
نا ایسیا کی مسیحی کونسل منعقد کی تو دولت کے بت پر بہی چڑہاوی چڑہائے
اصطباغ کی رسم کو قبول کیا - تو ایک تمغہ بہی مسکوک کرایا - جسپر اُسکا ربانی
لقب ثبت تہا - قسطنطنیہ مین سنگ سماق کے ایک مینار کی چوٹی پر اسکا
مجسمہ نصب کیا گیا - وہ اصل مین اپالو دیوتا کی ایک قدیم مورت تہی
جس کے خط و خال بدل کر قسطنطین کی صورت سے مشابہ بنا دیے گئے
اور سر کے گرداگرد وہ میخین جن کی نسبت بیان کیا جاتا تہا - کہ حضرت عیسیٰ
کو مصلوب کرتے وقت کام مین لائی گئی تہین - اس صنعت گری کیساتہ
جمائی گئین - کہ عظمت و جلال کے تاج کی شکل پیدا ہو گئی -
اس خیال سے کہ بت پرستون کے دل مین شکست نے جو ناسور ڈالدیا ہے
اسکا اندمال مراعات خاص اور نوازشہا ے پنہان کے مرہم ہی ضروری
ہے - قسطنطین نے اپنے دربار مین بت پرستی کی رسمون کی تجدید و ترویج
سے نہ صرف اغماض کیا - بلکہ ان کوششون کو استحسان کی نظر سے دیکہا
اور حقیقت یہ ہے - کہ ان کوششون مین سب سے زیادہ حصہ لینیو الے
اُسی خاندان کے اراکین تہے -
اِس شہنشاہ کو جو شخص دنیا کا بندہ تہا - اور جس کے مذہبی اعتقادات
کی خس سے بہی کم وقعت تہی اپنا ذاتی فایدہ سلطنت کی بہبودی اور
دونون مخالف جماعتون یعنی عیسائیون اور بت پرستون کی بہلائی اسمین
نظر آئی - کہ جہان تک ہو سکے - ان مین یگانگت و ارتباط پیدا کیا جائے

اور تو اور راسخ الاعتقاد عیسائیون تک کو اِس حکمت عملی سے چندان اختلاف نہ تہا۔ اس لئے کہ شاید وہ یہہ سمجہتے تہے۔ کہ نئی تعلیم کی شاخ مین اگر پرانے عقائد کا پیوند لگا دیا گیا تو مذہب جدید کو بہت جلد ترقی ہو جائیگی اور آخر کار نجاستون کی آمیزش سے پاک ہو کر سچا مذہب باقی رہ جائیگا اِس انضمام و اختلاط کی بزم آرائی مین شہنشاہ کی مان ہلینا نے شاہی دربار کی بیگمات کے ساتہہ ملکہ شمع انجمن کا کام دیا۔ مصلحت شناس اور مزاج دان کو ملکہ کی خوشنودی حاصل کرنے کی ایک نئی تدبیر ہاتہہ آگئی۔ بیت المقدس کے ایک غار سے حضرت عیسے کی صلیب دونون چورون کی صلیبین واقعہ تصلیب کا کتبہ اور وہ میخین جو اِس موقع پر استعمال مین لائی گئی تہین تین صدیون تک امانت رہنے کے بعد برآمد کی گئین۔ اور ایک مناسب حال معجزے سے جس کی تصنیف کرنے مین ان بزرگوارون کو ذرا بہی دقت پیش نہ آئی۔ ان متبرک آثار کی تصدیق بہی ہوگئی غرض اچہی خاصی آثار پرستی شروع ہو گئی۔ یونانیون کے اوہام باطلہ ازسرنو نمودار ہوگئے اور اُس زمانہ کی تصویر آنکہون مین پہرنے لگی۔ جبکہ وہ آلات جن سے محاصرہ ٹرائی کا مشہور برنجی گہوڑا تیار کیا گیا تہا۔ میٹاپانٹم مین رکہے ہوئے نظر آتے تہے۔ جبکہ پیلاپس کا عصای شاہی کروینا مین اکلینز کا نیزہ فیسلیس مین اور میمنن کی تلوار نکومیڈیا مین کاہنا موجود تہی۔ جب کہ اہل ٹیجیا کلیڈونیا کے جنگلی سور کی کہال دکہا سکتے تہے۔ اور بہت سی شہرون کو یہہ دعوے تہا۔ کہ اُن کے پاس شہر ٹرائی کے محافظ دیوتا کا

اصلی بت موجود تھا۔ جبکہ مزدا دیبی کے ایسے ایسے مجسمے پیش کیے جا سکتی تھی جو برچھی ہلا سکتے تھے۔ ایسی ایسی تصویرین دکھائی جا سکتی تھین جو ہنس سکتی تھین۔ ایسی ایسی مورتین موجود تھین جنہین پسینہ آسکتا تھا اور ایسے ایسے ہزارہا معبد اور ہیکل اطراف ملک مین پھیلے ہوئے تھے جہان معجزون سے مریض اچھے کیے جا سکتے تھے۔

جون جون زمانہ گذرتا گیا۔ وہ مذہبی عقائد جن کی تفصیل ڈریپر نے بیان کی ہے۔ متغیر ہو کر ایک عام پسند مگر پایۂ اخلاق سے گرے ہوئے مذہب کی شکل اختیار کرتے گئے۔ ان عقائد مین قدیم یونانی اصنام پرستی کا عنصر مخلوط ہو گیا۔ اولمپس تو وہی پہلا سا موجود ہو گیا مگر دیوتاؤن کے نام بدل دئے گئے۔ سلطنت کے جن صوبون کی قوت بڑھی ہوئی تھی وہان کے باشندون نے علی رغم مذہب شاہی اپنے قدیم عقائد اختیار کر لئے۔ عقیدۂ تثلیث قدیم مصری روایات کے سانچے مین ڈہال لیا گیا۔ نہ صرف ائیسس کی پرستش بہ تبدیل نام از سر نو ہونے لگی۔ بلکہ اسکا بت بھی جو کسی زمانہ مین ایک ہلال کی قوس پر رکھا ہوا نظر آیا کرتا تھا از سر نو دار ہو گیا۔ اس دیبی کا مجسمہ جو گود مین اپنے بچے ہورس کو لئے ہوئے ہی بت تراشی اور نقاشی کی صنعتون کے ذریعہ سے ہمارے زمانہ تک حضرت مریم اور ان کے معصوم فرزند کی دلربا تصویر کی شکل مین پہونچا ہے نئے لباس مین قدیم تصورات کی اس تجدید کا ہر جگہہ بہ اشتیاق تمام خیر مقدم کیا گیا۔ جب اہل افسس کے سامنے اس امر کا اعلان کیا گیا

کہ وہان کی مسیحی مجلس نے بصدارت بطریق سائرل یہ فیصلہ کیا ہے کہ مریم عذرا کو "خدا کی مان" کے لقب سے یاد کیا جائے۔ تو اُن لوگوں نے خوشی کے آنسوؤن سے اپنے بطریق کے قدم دہوئے۔ یہہ اشک ریزی اُسی قدیم ناسور کی تراوش تہی۔ جسپر اگرچہ مسیحیت کے اثر کی وجہہ سے انگور آچلا تہا۔ مگر مادہ فاسد ہنوز اندر باقی تہا۔ اگر اُن کے آبا و اجداد کو زمانہ میں ڈایناد یبی کے لئے یہی بات کی جاتی۔ جو جناب مریم کے لئے کی گئی۔ تو اُن کے دلون پر بہی یہی اثر ہوتا۔ دنیا دار نومسیحیون کی تالیف قلوب کا یہہ طریقہ جس پر ان کے رسوم و عقائد کے اختیار کر لینے سے عمل کیا گیا اُن لوگون کے اعتراض سے نہ بچا۔ جن کی بصیرت اِسکی علت غائی کی تہ کو پہونچگئی تہی۔ چنانچہ فاسٹس نے قیصر اگسٹائین سے برملا ان ملامت آمیز الفاظ مین خطاب کیا۔ "تم مین اور بت پرستون مین کیا فرق باقی رہا اگر کوئی فرق ہی تو یہہ ہے کہ تمہاری جماعت علیحدہ ہو گئی جماعت علیحدہ ورنہ افعال و رسوم ایک ہی سے ہین۔ اُن کے ہان قربانیان ہوتی ہین جن مین بد مستون کا زور ہوتا ہے۔ تمہارے ہان بزم محبت ترتیب دیجاتی ہے۔ جو مذہبی شکل مین ہوسناکی اور عیش پرستی کا دوسرا نام ہے۔ اُن کے ہان بت پجتے ہین۔ تمہارے ہان شہدا و اولیا کی پرستش ہوتی ہے تم اُن کی طرح مردون کی روحون کی تواضع شراب و کباب اور چنگ و رباب سے کرتے ہو۔ بت پرستون کے تمام مذہبی تیوہار تمہارے ہان انہی ذوق و شوق سے منائے جاتے ہین۔ غرہ ماہ اور راس الجدی و راس السرطان ہین

آفتاب کی تحویل کے وقت تم وہی رسمین ادا کرتے ہو۔ جو بت پرستونکے ہان رائج ہین۔ اور طرز ماند و بود اور عادات و اطوار کے لحاظ سے تو تم مین ان مین مطلق فرق نہین" غرضکہ بت پرستی کے تمام رسم و رواج جاری ہوے چلے جاتے تھے۔ یہان تک کہ شادیون مین عشق و محبت کے دیبی وینس (زہرہ) کے بھجن گائے جاتے تھے۔

اس مقام پر تہوڑی دیر کے لئے ستا کر ہمین یہہ دیکھنا چاہئے کہ عیسائیت کے ساتھہ بت پرستی کے شامل کر دینے کی اس چال نے بالاخر لوگونکو انحطاط عقلی کے کس طبقہ سافل تک پہنچا دیا۔ بت پرستی کی رسمین اختیار کر لی گئین۔ پرستش کے نمایشی اور بھڑک دار طریقے جاری ہوئے پادریون نے پرتکلف لباس اور ٹوپیان اور تاج پہننے شروع کر دئے کافوری شمعین سونے چاندی کے گلدان مراسم مذہبی کے لوازم مین داخل ہو گئے۔ عبادت مین براتون کے جلوس کی سی دہوم دہام نظر آنے لگی۔ قربانی ذریعہ سے طہارت ہونے لگی۔ رومی بت پرست کاہنون کی جادو کی چھڑی عیسائی اسقف کی حکومت ملی کا عصا بن گئے۔ گرجا۔ شہداء کے مزار بنائے جانے لگے۔ اور ان کی تطہیر اور تقدیس اُن رسمون کی ذریعہ ہونے لگی۔ جو سلف مین بت پرست پجاریون کے ہان رائج تہین۔ جہوٹ سچ جہان کہین کسی شہید کے کچھہ آثار بہم پہونچ گئے فوراً اُن کی یادگار مین میلے اور عرس قائم کر دئے گئے۔ خدا کے غضب کو فرو کرنے اور آسیب اُتارنے کا سب سے بڑا ذریعہ فاقہ کشی قرار دیا گیا

بیت المقدس اور شہدا کے مزارون کی زیارت و طواف کے لیئے لوگ
ہزارہا کوس چلکر جاتے تھے۔ بیت المقدس سے مسنون خاک دہول لاکر
لوگ موتیون کے مول بیچتے تھے۔ اور اُس مٹی کو شیطان کے دفعیہ کا ذریعہ سمجھا
جاتا تھا۔ دم کیئے ہوئے پانی کے اوصاف و خواص ہین تو کسی کو کلام ہی نتھا
مورتین اور تبرکات گرجاؤن کے ضروری لوازم تھے۔ اور خوش عقیدہ
لوگ بتون کی طرح اُن کو بھی پوجتے تھے۔ جسطرح زمانہ سابق مین بت پرستون نے
بعض مقامات کو خوارق عادات اور معجزات کے لیئے مخصوص کر رکھا تھا
اِسی طرح خاص خاص مقامات عیسائی دنیا مین بھی اعجاز و کرامات کے مرکز
قرار دیئے گئے۔ عیسائیون کی نجات یافتہ روحون کو حاضرات کے طریقہ پر
طلب کیا جاتا تھا۔ اور یہہ خیال کیا جاتا تھا۔ کہ یہہ روحین اطراف عالم مین
بھٹکتی پھرتی ہین۔ یا اپنے مقابر کے اوپر منڈلا رہی ہین۔ مندرون اور
قربان گاہون کی تعداد خارج از حد شمار تھی۔ توبہ اور ازالہ معصیت کیلئے
خاطی کو جو تکلیف دہ اور ایذا رسان لباس پہننا پڑتا تھا۔ اُس کی بہت سی
قسمین تھین۔ حضرت مریم کی عید تطہیر کا تیوہار اِس غرض سے قائم کیا گیا۔
کہ جو بت پرست نئے نئے عیسائی ہوئے تھے۔ اُن کے دلون سے پرانے دیوتا
کے یوم جشن کے منسوخ ہونے کی کھٹک جاتی رہے۔ مورتون صلیب کی
ٹکڑون۔ ہڈیون کیلون اور دوسرے تبرکات کی پرستش عام رواج
پا گئی۔ گویا اچھی خاصی جماد پرستی رائج ہوگئی۔ اُن آثار متبرکہ کی تصدیق کا
انحصار دو براہین پر تھا۔ یعنی پادریون کے حکم یا معجزات کے اظہار پر

اولیا کے پھٹے پرانے کپڑون اور اُن کی قبرون کی خاک تک متبرک سمجھی جاتی تھی
چنانچہ فلسطین سے کچھ بوسیدہ ہڈیان لائی گئین۔ اور اُن کی نسبت بہ وثوق
تمام یہہ مشہور کیا گیا۔ کہ یہہ حضرت مرقس اور حضرت جیمس اور دوسرے اولیائے
عہد سابق کے آثار جسمانی ہین۔ بت پرستی کے زمانہ مین انسان کو دیوتا بنا دیا
جاتا تھا۔ عیسائیون نے اُسے ولی کردکھایا۔ کہ اِسکا تصرف بہی معاملات
انسانی مین ربانی مداخلت سے کسی طرح کم نہ سمجھا جاتا تھا۔ مقامی دیوتاؤن
کی جگہہ مقامی پیر اور اولیا قائم ہوگئے۔ اُس کے بعد عشائے ربانی کی
پُر اسرار رسم کا ظہور ہوا۔ جسکا مطلب یہہ ہے۔ کہ پادری کے عمل سحر روٹی
اور شراب مسیح کے گوشت اور خون کی صورت مین منتقل ہوجاتی ہی۔ مرور
قرون نے عیسائیت اور بت پرستی کے اِس الحاق کو اور زیادہ کامل و
مکمل کردیا۔ نئے نئے تیوہار منائے جانے لگے جنمین سے ایک تو اُس
برچھے کی یادگار مین قائم کیا گیا تھا۔ جس سے حضرت عیسیٰ کے پہلو مین چبھا
دیا گیا تھا۔ ایک اُن میخون کی یادگار کو تازہ رکھنے کیلئے قائم کیا گیا تھا جنسے آپ کا
جسم صلیب مین جڑ دیا گیا تھا۔ اور ایک سے کانٹون کے اُس تاج کی
یاد کو تازہ رکھنا مقصود تھا۔ جو مصلوب کرتے وقت آپکو پہنا دیا گیا تھا
اگرچہ بیسیون خانقاہون مین کانٹون کا یہہ بے بہا تاج موجود تھا۔ لیکن
زمانہ کا یہہ رنگ تہا۔ کہ کوئی شخص یہہ کہنے کی جرات نہ کرسکتا تہا کہ یہہ
کیونکر ممکن ہے۔ کہ سب کے سب تاج اصلی ہون
خانقاہون کے طبی کرشمون پر خاص خاص تبرکات کے معجز نما شفا گستری

مستزاد تھی۔ اُن میں سے بعض تبرکات ایسے تھے۔ جن کی نوعیت عقل کو
محو حیرت کر دیتی تھی۔ متعدد دیگر۔ اور خانقاہیں ایسی تھیں جنہیں جناب مسیح
کا کانٹوں کا تاج موجود تھا۔ گیارہ ڈیروں میں وہ برچھا رکھا ہوا تھا جس سے
آپ کا پہلو چھیدا گیا تھا۔ اگر کوئی شخص ازراہ جسارت یہ سوال کر بیٹھتا
کہ اُن سب کا اصلی ہونا کیونکر ممکن ہے۔ تو وہ دہریہ اور مرتد قرار دیا جاتا
حروب صلیبیہ کے دوران میں طبقہ ہیکلین کے سورماؤں نے یورشلم سے
مقدس دوشیزہ کی دودھ کی بوتلیں لا لا کر صلیبی افواج کے سپاہیوں کے ہاتھ میں بالنے
اور منہ مانگے داموں بیچیں۔ اور خوب ہی نفع کمایا۔ یہ بوتلیں ازراہ غایت ارادت
و عقیدت بعض بڑی بڑی مذہبی اماکن میں مدتوں نہایت احتیاط کیساتھ محفوظ رکھی رہیں لیکن
دیدہ دلیری اور ڈھٹائی میں بیت المقدس کی اُس خانقاہ کا درجہ شاید سب سے بڑھا ہوا تھا جسکے تبرکات میں
روح القدس کی ایک انگلی بھی داخل تھی۔ اِس شرمناک بطلان پرستی کو زمانہ
موجودہ نے حقارت آمیز خموشی کیساتھ رد کر دیا ہے۔ ایک وہ زمانہ تھا کہ یہی
تبرکات ہزارہا خوش عقیدہ لوگوں کی کشت ارادت کو اپنی روحانی چھینٹوں سے سیراب
کرتی تھی۔ لیکن آج وہ اِس درجہ ناپاک اور ذلیل خیال کئے جاتے ہیں۔ کہ کسی عجائب خانہ
میں بھی انہیں جگہہ نہیں ملتی۔ آخر اِس حرمان کی کیا وجہ ہے جو یورپ کی امانت سے
عہدہ برآنہ ہونیکی شکل میں کلیسا کو نصیب ہوا اگر رومانی یورپ کے روحانی و مادی
ترقی کو حقیقت میں اپنا نصب العین قرار دیا ہوتا۔ اگر جانشین پطرس یعنی ساری دنیا کے
گڈریے صدق دلسے واحد الغرض ہو کر اپنی گلہ کی بھیڑوں کی رکھوالی کی ہوتی اور انکی دنیاوی آسائش
اور دینی نجات کو اپنی غایت الغایات سمجھا ہوتا تو ممکن نہ تھا کہ کلیسا کو اس ناکامی کا منہ دیکھنا پڑتا

پادریونکا اقتدار بڑہنا اور قابو پانا اور ملک مین جہل و افلاس پہیلنا

اعلی طبقہ کے پادریون نے تو ہر ملکی خدمت پر جو کچھ بہی باعث منفعت تہی۔ قبضہ کر ہی رکہا تہا۔ اور ہر ڈیر کا صدر راہب کثیر التعداد غلامونکی مالک ہونے کے لحاظ سے بڑے بڑے امیرون اور جاگیردارونکا مقابلہ کرتا تہا۔ چنانچہ بعض صدر راہبون کے پاس بیس بیس ہزار غلام موجود تہے لیکن گدائی پیشہ راہبون کے لئے بہی معاش کے وسیع ذرائع موجود تہے ملک کا کوئی حصہ ایسا نہ تہا۔ جہان یہہ نظر نہ آتے ہون۔ اور غربا کی قوت لایموت مین اپنا حصہ نہ بٹا لیتے ہون۔ نکمے اور نکہٹو پادریون کا ایک انبوہ کثیر جس کی ارادت مین ممالک غیر منساک تہے ایسا تہا۔ جس کی زندگی کاہلی اور بیکاری مین کٹتی تہی۔ اور جو اپنا پیٹ محنت مزدوری کرنے والون کے پسینے سے پالتا تہا۔ ایسی حالت مین کیونکر ممکن تہا۔ کہ چہوٹے چہوٹے کہیت بڑی بڑی جاگیرون مین ضم نہ ہوتے چلے جائین۔ غربا کا افلاس روز بروز نہ بڑہتا جائے۔ اور جماعت انسانی کی حالت رو بہ اصلاح ہونے کے بجائے پایۂ اخلاق سے ساقط نہ ہوتی چلی جائے ڈیرون۔ صومعون اور خانقاہون سے باہر تحصیل علم کی کوئی کوشش نہ کی جاتی تہی۔ اور کیون کیجاتی۔ کلیسا کی مصلحت اسی مین تہی کہ لوگ جاہل رہین۔ چنانچہ یہہ اصول عام طور سے تسلیم کر لیا گیا۔ کہ جہالت زہد و اتقا کی مان ہے۔

پاپائی قوت کے اس اکتناز و اجتماع کے لئے ہر قسم کے حقوق نہایت

بیدردی سے پامال کئے گئے گدائی پیشہ راہبون کے طبقون سے پاپائیت
کو اس مقصد کی تکمیل مین بہت بڑی مدد ملی۔ گویا پاپا اور یہ طبقے ایک
طرف تھے۔ اور اساقف اور اُن کے ماتحت پادری دوسری طرف پاپائی
روما کے دربار نے تمام وہ حقوق غصب کر لیئے۔ جو مجالس عامہ۔ مجالس
مطرانیہ (کونسل متعلق بہ دارالسلطنت) اساقف اور قومی کلیساؤن کو
حاصل تھے۔ چونکہ پاپا کے نائب بات بات پر دست اندازی کرتے تھے
لہذا اساقف نے اپنے ماتحتین کو ان کی بےعنوانیون پر روک ٹوک
کرنا ہی چھوڑ دیا۔ اور چونکہ گدائی پیشہ راہبون کی مداخلت حد سے زیادہ
بڑھ گئی تھی۔ اس لئے دیہاتی پادریون کے اختیار بالکل سلب ہو گئے۔
اور جو رہا سہا اثر تھا۔ اُسے اُن راہبون نے پاپائی تذکرات الغفران اور
پروانجات نقض قانون بیچ بیچ کر زائل کر دیا۔ اُن حرام کو حلال اور ناجائز
جائز کر دینے والی سندون کی فروخت سے جو روپیہ وصول ہوتا تھا وہ سیدھا
روما پہنچ جاتا تھا۔ مالی ضرورتون سے مجبور ہو کر بہت سے پاپا اس ذلیل
حیلہ جوئی پر اُتر آئے۔ کہ جب کسی فرمانروا یا اسقف یا رئیس ہیکلین کا
مقدمہ پاپائی عدالت مین پیش ہوتا تھا۔ تو اُس سے کہا جاتا تھا۔ کہ
ایک جام طلائی جس مین دوکات بھرے ہوئے ہون بطور نذرانہ پیش
کرے۔ اسی قسم کی ضرورتین جشن جوبلی کے انعقاد کی محرک ہوئین۔
پاپائی سکسٹس رابع نے بہت سے جدید عہدے قائم کئے اور ہر عہدہ
بعوض تین یا چارسو دوکات کے فروخت کر ڈالا۔ پاپائی انوسنٹ ہشتم نے

اکلیل پاپائی رہن رکہا۔ پاپای لیو دہم کی نسبت بیان کیا جاتا ہے کہ اُسنے تین پاپاؤن کی آمدنی اڑا ڈالی یعنی جو رقم اُسکا پیشرو خزانہ مین چہوڑ مرا تہا۔ اول تو اُسپر ہاتہہ صاف کیا۔ اس کے بعد اپنی دولت پر دست تبذیر دراز کیا۔ اور جب یہہ بہی کافی نہوئی۔ تو اپنے جانشین کے مترقبہ مداخل کو پہلے سے وصول کر کے لیکہا جو کہا برابر کر دیا اُسنے دو ہزار ایکسو پچاس جدید خدمتین قائم کر کے فروخت کین مشتریون کے لئے روپیہ لگانے کی اس سے بہتر ترکیب نہ تہی اِس لئے کہ اصل سرمایہ پر بارہ فیصدی سود کہین گیا ہی نہ تہا۔ اُس سود کے استحصال کے لئے وہ ممالک موجود تہے۔ جہان کیتہولک مذہب رائج تہا۔ یورپ بہرمین کوئی شہر ایسا نہ تہا جہان سرمایہ اِسقدر بامنفعت طور پر لگایا جا سکتا ہو جیسے روما مین۔ اخلاق الرہن کے ذریعہ سے اور نیز عہدون کو نہ صرف ایک دفعہ بلکہ مکرر فروخت کر کے بڑی بڑی رقمین وصول کر لی جاتی تہین عہدہ دارون کا اضافہ اِس غرض سے کیا جاتا تہا۔ کہ وہ اپنے عہدہ کو دوبارہ بیچ ڈالین۔

اگرچہ سود خواری پاپای اجتہاد کی رو سے ممنوع تہی لیکن پہر بہی پاپائی عدالت العالیہ کے متعلق ایک بہت بڑا بنک قائم ہو گیا تہا جو پاپای ملازمت کے امیدوارون اور اہل مقدمہ کو نہایت سخت شرح سود پر روپیہ قرض دیتا تہا۔ پاپائی مہاجنون کے لئے تو گویا سود لینا مباح تہا اور باقی سود خوار مطرود و مردود تہے۔

پاپائی عدالت العالیہ کو یہہ بات معلوم ہوگئی تہی - کہ یورپ بہر کے پادری اگر اُسکے مقروض ہون گے - تو پاپائیت کی اغراض کو بہت کچھ نفع ہوگا اِس لئے کہ عدالت اُن پر من مانا دباؤ ڈال سکیگی - اور اگر وہ باز رہینگے تو عدم آدائے سود کی علت مین اُنہین کلیسا کے حلقے سے خارج کرسکیگی ۱۳۲۸ء مین جب حساب لگایا گیا - تو معلوم ہوا کہ نصف مسیحی دنیا حلقہ کلیسا سے خارج ہوچکی ہے - اساقف کا اخراج اسلئے عمل مین آیا کہ وہ پاپا کے نائبون کے مطالبات سے عہدہ برآ نہ ہوسکتے تہے اور عام اشخاص اِسلئے خارج کیئے گئے کہ وہ مجبور ہوکر تذکرات الغفران یا اجازت نامجات نقض قانون خریدین - اور پاپائی کارندون کو اُن کی منہ مانگی قیمت ادا کرین - تمام یورپ کے قسیسی مداخل روما کی طرف کہنچے ہوئے چلے جاتے تہے - جو ارتشا یہ سمونیت - سود خواری - بد دیانتی اور سیحصار بالجبر کا مرکز بنا ہوا تہا - ۱۰۶۶ء سے جو تحریک اجتماع واکتناز کی تاریخ آغاز ہے - پاپاؤن نے اپنے خاص گلے کی بہیڑون کی دیکہہ بہال بالکل چہوڑ دی تہی - یعنی روما کی آبادی کی روحانی غور و پرداخت اور کلیسائی روما کے اندرونی انتظامات کی طرف توجہ کرنے کی اُنہین مطلق فرصت نہ تہی - ممالک غیر کے ہزارون معاملات جنہین سے ہر ایک بجائے خود بہت بڑا ذریعہ آمدنی تہا - اُنہین ہر وقت مصروف رکہتے تہے - اسقف الوروپلا یو کا بیان ہے - کہ مین جب کبہی ایوان عدالت العالیہ پاپایہ مین داخل ہوتا تہا تو اُسکا عدالت یعنی پاپا کے گماشتون کو اشرفیان گنتے ہوئے پاتا تہا جنکی ڈہیر کے ڈہیر

ہر طرف لگے رہتے تھے"۔ پاپائی عدالت کی حدود ارضی کی توسیع کا
کوئی موقع ہاتھ سے نہ جانے دیا جاتا تھا۔ قانون سے مستثنیٰ کرنیکا ڈھنگ
ایسا ڈالا گیا تھا۔ کہ جو شخص مستثنیٰ ہوتا تھا۔ اُسے ہر وقت ایک نیا استثنا
حاصل کرنے کی ضرورت ہوتی تھی۔ اساقف کو مجمع الاکلیروس کی مقابلہ مین
خاص خاص رعائتین حاصل تھین تو مجمع الاکلیروس بھی بمقابلہ اساقف
خاص رعایات سے مستفیض تھا۔ علی ہذا القیاس اساقف خانقاہین اور
عام اشخاص نائبان پاپا کے استحصال سے مستثنیٰ تھے۔ غرض استثنا کا
یہ سلسلہ پاپاے مقدس کی خواہش جلب منفعت کیطرح کہین ختم ہوتا ہی نہ تھا۔

پادریون کی مظالم

ہائے پیشیا جس کا باپ تھیان بڑے پایہ کا مہندس تھا نہ صرف فلاطون
و ارسطو کے فلسفہ کی شارح تھی۔ بلکہ اپالونیس اور دوسرے مہندسونکی
تصانیف پر بھی اُسنے عالمانہ شرحین لکھی تھین ہر روز اُسکے مدرسہ کے
سامنے امرا و اعیان کے رتھون کا ایک ہجوم رہتا تھا اور اسکندریہ کے
تمام وضیع و شریف اُس کی شاگردی کا دم بھرتے تھے۔ جن مسائل پر اُسکی
تقریرین ہوتی تھین وہ وہی مسئے ہین۔ جن پر ہمیشہ سے بحث ہوتی چلی
آئی ہے۔ لیکن آج تک حل نہین ہو سکے۔ لیعنی" مین کیا ہون کون ہون
کہان ہون۔ اور میرے علم کی کیا حد ہے"
ہائے پیشیا اور سائرل ایک کو علم حکمت مین تبحر دوسرے کو جہل و تعصب مین

تو عقل - بہلا اجتماع ضدین کیونکر ممکن تہا - سائرل نے سمجھ لیا کہ اگر
یہی لیل و نہار رہا - تو ہاے پیشیا کے آگے اسکی مشیخت کا چراغ گل ہوجائیگا
اور یہ سمجھ کر اسنے فیصلہ کرلیا - کہ جسطرح بن پڑے اپنے حریف کا خاتمہ
کردے - ایک دن ہائے پیشیا مدرسہ کو جارہی تہی - کہ سائرل کی امت کے
ایک گروہ کثیرالانفار یعنی بہت سے پادریوں نے اسے آگہیرا ان سب نے
ملکر بیچ بازار مین اس کے کپڑے نوچ کہسوٹ ڈالے اُسے بالکل برہنہ
کردیا - اور پہر کہینچتے گہسیٹتے ہوئے ایک گرجا مین لے گئے - جہان عصائے
پترس کی متواتر ضربون سے اسکا سر توڑا گیا - اسکی لاش کے ٹکڑے ٹکڑے
کئے گئے - گوشت و پوست کو سیپیون سے چہیلا گیا اور ہڈیان آگ مین
جہونکدی گئین - اس خوفناک جرم کے متعلق سائرل سے جواب تک لیا گیا
گویا یہ تسلیم کرلیا گیا - کہ چونکہ مقصد محمود تہا - اسلئے اس کی تکمیل کا جو
ذریعہ اختیار کیا گیا - وہ بہی محمود ہوگیا -

محکمۂ احتساب عقائد نے پاپائی قوت کو ایسا زبردست بنادیا - کہ اسکی
مزاحمت و مدافعت محال ہوگئی - جو شخص مخالفت کرتا تہا آگ مین زندہ
جلادیا جاتا تہا - کسی شخص کے دل مین مخالفانہ خیال کا ناشئی ہونا عام
اس سے کہ اس خیال کا اظہار کسی خارجی علامت سے ہوا ہو یا نہوا ہو
جرم سمجہا جاتا تہا - جون جون زمانہ گذرتا گیا - محکمۂ احتساب عقائد کا طرز عمل
زیادہ وحشیانہ ہوتا گیا - محض شبہہ کی بنا پر ملزم کو شکنجہ کی سزا دیجاتی تہی -
ملزم کو الزام لگانے والے کا نام تک نہ بتایا جاتا تہا - اُسے کسی قانون دان

شخص سے مشورہ لینے کی اجازت تک نہ دیجاتی تھی اس محکمہ کی فیصلہ کی
نہ داد تھی نہ فریاد۔ افسران محکمہ یعنی ارکان احتساب کو حکم تھا کہ
رحم ولینت کو دل مین مطلق نہ آنے دین۔ ملزم کا عقائد منسوبہ سے توبہ
کرنا بھی بے سود لاحاصل تھا۔ ملزم کے ناکردہ گناہ خاندان کا مال و اسباب
ضبط کر لیا جاتا تھا۔ جسمین سے آدھا پاپا کے خزانہ مین چلا جاتا تھا اور
آدھے سے ارکان احتساب اپنی دوزخ کی توا مقع کرتے تھے۔ پاپای
انوسینٹ ثالث کا قول تھا۔ کہ ملاحدہ کی اولاد کی صرف جان بخشی کرنی
چاہئے۔ اور وہ بھی محض بہ تقاضاے ترحم۔ نتیجہ یہ ہوا کہ نکولس ثالث
کے سے ڈاکو پاپاؤن نے اس مقدس عدالت کے لوٹ کے مال سے
اپنے خاندانون کو نہال اور مالامال کر دیا۔ اور ارکان احتساب کو تو
ہر روز اس کی بدولت ترقیے ملتے رہتے تھے۔

ہزار برس تک آبادی یورپ کی نہ بڑھنے کی اسباب

اب کسیقدر زیادہ تفصیل و وضاحت کے ساتھ اُن بدافعانہ قوتونکی
نوعیت پر نظر ڈالتے ہین۔ جنہون نے یورپ کی آبادی کو ایکہزار سال
تک حالت جمود و سکون مین رکھا۔ بر اعظم یورپ کی سطح کا بہت بڑا
حصہ لق و دق اور بے راہ جنگلون سے گہرا ہوا تھا۔ کہین کہین راہبونکی
خانقاہین اور بستیان آباد تھین۔ نشیبی مقامات اور دریاؤن کی دونون
جانب سینکڑون میل لمبی دلدلین پہیلی ہوئی تہین۔ جن مین سے عفونت انگیز
بخارات نکل نکلکر دور دور تک وبا پہیلاتے تھے۔ پیرس اور لندن مین

مکانات لکڑی کے تھے۔

گھرون مین دودکش بھی نہ ہوتے تھے۔

بدررومین بالکل موجود نہ تھین۔ اور صفائی کا مطلق انتظام نہ تھا۔
گارے سے لپے ہوئے سرکنڈون کی کوٹھریان۔ بھدے اور بے ڈھنگے
لٹھون کے گھر۔ بے دودکش کے بے رونق دھوان دھار انگیٹھیان
جوؤن۔ کھٹملون۔ اور پسوؤن سے بھرے ہوئے جسمانی اور اخلاقی
غلاظتون کے بھٹے۔ سردی سے بچنے کے لئے اعضاء کے گرد پرال کو
لپیٹے ہوئے مٹھے۔ بخار سے سکتے ہوئے کسان۔ کے لئے عاملون وسیانون
کی چارہ گری کے سوا اور کسی تدبیر کا نہونا۔ ان سب باتون کے ہوتے ہوئے
کیونکر ممکن تھا۔ کہ آبادی مین ترقی ہوسکے۔ اقوام کی مادی حالت کی
اصلاح وترقی کے لئے کوئی نتیجہ خیز ومستقل بالذات تدبیر پاپاؤن کی
طرف سے اختیار نہین کی گئی۔ اُن کے نشو ونما عقل کے لئے کوئی طریقہ
عمل مین نہین لایا گیا۔ اور اُلٹا اُنہین ان پڑھ بلکہ جاہل مطلق رکھنے کی
کوشش کی گئی۔ صدیون پر صدیان گذرتی چلی گئین۔ لیکن کسانون کی
حالت کھیت کے چوپایون سے بہتر نہونے پائی۔ وسائل نقل وحرکت
اور ذرائع رسل ورسائل کو جو توسیع خیالات کے ممد ومعین ہوا کرتے ہین
جامد وغیر متحرک رہنے دیا گیا۔ آبادی کا اکثر حصہ ایسا تھا جسے ساری عمر
اپنے گھر سے قدم نکالنے کا اتفاق نہ ہوا۔ اس بدنصیب طبقہ کو نہ اصلاح
حالت کی اُمید تھی نہ کسی ترقی کی توقع۔ افلاس کے سدباب اور قحط کے

اندفاع کے لئے بڑے پیمانہ پر کوئی تجویز نہ سوچی گئی وبا کو اجازت تہی
کہ کہلے بندوں جہان چاہے۔ پہرے اور جس شہر پر چاہے چہاپہ مارے
بہت ہی روک ٹوک ہوئی۔ تو کسی پادری نے دو چار لاطینی دعائین پڑہ دین
بُری خوراک۔ ناقص لباس اور ناکافی مکان۔ برابر اپنا اثر کئے چلے گئے
جس کا نتیجہ یہہ ہوا۔ کہ ایکہزار سال کے بعد یورپ کی آبادی دُگنی بہی
نہ ہونے پائی۔

انتخاب مندرجہ بالا ہزار سالہ فروغ مذہب عیسوی کا ہے اور اُسی
قسم کا ایک اجمالی انتخاب اس سے پہلے اسلامی خلافتون کی نوسو سالہ
زمانہ کا درج ہوچکا ہے۔ اِن دونون کا مقابلہ اور موازنہ کرنے سے
عام نتیجہ ظاہر ہوگا۔

ہمنے اسلام کے عہد رسالت۔ اور خلافت راشدہ کے حالات کا
تذکرہ اسلام کے ابتدائی دور سے پہلے لکہا ہے۔ ان کے لکہنے کا مدعا یہ ہے
کہ رسالت اور خلافت راشدہ کا زمانہ شیوع اسلام کا ہے۔ انکو پڑہکر
بجائے خود ہر شخص یہ اندازہ کرسکتا ہے۔ کہ اسلام بزور شمشیر خونریزی
اور جبر سے پہیلا۔ یا اُس مین فی نفسہ کوئی خوبی تہی اور ایسے اشخاص
جو باوصف استطاعت محض درویشانہ زندگی بسر کرتے تہے۔ وہ جبر
اور ظلم روا رکہہ سکتے تہے۔

یہان سے تہذیب یورپ کا ذکر شروع کیا جاتا ہے۔ یہہ وہ تہذیب ہے
جس نے چار سو برس تک نئے نئے بر اعظم اور نئے نئے جزیرہ ڈہونڈہ ڈہونڈہ کر

نکالی۔ اور افریقہ سے دوزخ ملک کو بہشت بنایا۔ اور تحقیقات صحراؤں
جانین تلف کین۔ امریکہ۔ اور اسٹریلیا۔ دو بر اعظموں کا پیدا کرنا بڑی
جان جوکھون کے کام تھے۔ اور سب سے آخر مصیبت ناک سفر قطب شمالی
کے دریافت کرنے کا تھا۔
اور علمی تحقیقاتون کی بابت جانفشانیون کی کوئی انتہا نہین مہذب انسان
تسخیر کائنات کے پیچھے پڑا ہوا ہے۔ پہلے وحشیون کی مزدوری سے نفع اٹھایا
اب قدرتی اشیا سے کام لیا جاتا ہے۔ ہر قسم کے علم اور فن اور صنعت
کی ترقی روز افزون ہے۔ اس تہذیب کا آغاز غلامی کی ترقی اور وحشی
اقوام کی بربادی سے ہوا اور نتیجہ یہ پیدا ہوا جس کا انتخاب ذیل میں
کیا جاتا ہے۔
۱۔ انسان کی ضرورتین بڑہتی جاتی ہین۔ معاشرت نہایت قیمتی ہوگئی ہے
۲۔ نئی نئی ایجادون نے انسان کو ہوسناک بنا دیا۔
۳۔ جنگین زیادہ خونریز معمولی ہین پہلے انسان جرأت سے بمقابلہ انسان
لڑتا تھا۔ اب جرأت کی ضرورت نہین۔ علم اور قواعد کا مقابلہ ہے۔
۴۔ انسانی قوا ر دماغی بار سے کمزور ہوتے جاتے ہین اور جرأت مین کمی ہوتی
جاتی ہے۔
۵۔ تاجر اور اخبار دنیا مین سب سے زیادہ مالدار ہوتے جاتے ہین امرا کم
ہوتے جاتے ہین۔
۶۔ سلطنتین باہمی مقابلہ سے زیر بار ہوتی ہینا۔

۷ - وحشی اور غربا تہذیب کے ساتھہ نہین چل سکتے وہ معدوم ہوتی جاتی ہین
۸ - آبادی بڑہتی جاتی ہے - اور رزق گران ہوتا جاتا ہے -
۹ - مساوات اور آزادی اعتدال سے گذر کر خطرناک ہوتی جاتی ہے -
۱۰ - نہلسٹ - انارکسٹ - سوشلسٹ اسی تہذیب کی تعلیم سے پیدا ہوئین ہین وہ حکومتون کے مٹانے کے درپے ہین -
۱۱ - جمہوریت کی صدا ہر طرف سے آرہی ہے - اور باہم کشت وخون ہورہاہی
۱۲ - تہذیب یورپ سے الحاد دنیا مین پہیلتا جاتا ہے - اور اخلاق مذہبی معدوم ہوتا جاتا ہے - افسوس ہے کہ تہذیب نے تحقیقات علمی مین کیسی جانفشانیان کین اور مذہب کو نادانستہ چھوڑا اور اسپر توہمات کا الزام لگاکر مردود خلایق کیا اور نوع انسان کو اوس نعمت عظمےٰ سے محروم کیا - تہذیب نے اپنے نفس کے لئے آرام اور راحت اور سامان عیش سب کچھ مہیا کیا - اور مذہب کا خون کرتے وقت یہہ رحم نہ آیا کہ کیسے بے نفسون نے اپنی جان پر کہیل کر یہہ کارخانہ دوسری دنیا کی انجام بینی کے خیال سے بنایا تہا - اور اخلاق کی کیسی عمدہ مثالین چھوڑین - تہذیب نے دنیا کی قدیم نشانیان ڈہونڈہ ڈہونڈہ کر نکالین - اور تاریخ کی تاریکی پر روشنی ڈالی - مگر مذہب جو سب سے قدیم ہے اسکو خاک مین ملا دیا -

میرا مدعا صرف مذہب کی حقیقت اور اسکے انتفاع ثابت کرنے کا اور آیندہ تحفظ کا ہے - اسی کے ضمن مین یہہ اور تذکرہ ہے مقابلہ اور موازنہ کی غرض سے درج کردئے گئے ہین - میری رائے یہ ہے

کہ تہذیب یورپ میں سخت عیب الحاد اور اخلاق کے مفقود ہو جانے کا ہے اور دنیا میں مطلق العنان آزادی اور انتہا درجہ کی مساوات پھیلا دینے کا بغیر مذہب کی شرکت کے یہہ تہذیب کبھی نوع انسان کے لئے فائدہ مند نہیں ہو سکتی۔

تہذیب پر واجب ہے۔کہ مذہب کو اُس کی حقیقت دریافت کرنے کے بعد علیحدہ رکھے علمی سانچے سے نہ مذہب بنا ہے اور نہ اُس سانچہ میں ڈھل سکتا ہے۔اس عملدرآمد سے مذہب خراب ہو جائیگا۔جسطرح انسان کے لئے غذا۔لباس۔مکان۔طبعی ضرورت سے واجب ہے اُسیطرح مذہب جسمانی و روحانی اصلاح کے لئے لازم ہے۔

مذہب میں عام پسند ہونے کی قابلیت ہے۔کیونکہ وحشی نیم وحشی مہذب۔سب میں مذہب کا عالمگیر اثر ہے۔تہذیب ایک خاص گروہ تعلیم یافتہ کا تجربہ اور تحقیقات ہے۔وحشی۔نیم وحشی نہ اُسکو سمجھ سکتے ہیں اور نہ اس سے منتفع ہونے کا قصد کرتے ہیں۔بلکہ بیشتر تہذیب سے انتفاع سے گریز کرتے ہیں۔اسلئے ایک عام پسند چیز کو تہذیب کی دائرہ سے نکالدینا زیبا نہیں ہے۔قوم میں متحد کرنے کی کوئی شے باقی نہ رہیگی ہر شخص مذہبی ہو سکتا ہے۔مگر فلسفی۔حکیم۔محقق نہیں ہو سکتا۔قدرت کی عام عطیہ سے محروم کرنا نہ چاہیئے۔

تمام شد

٩١م